مکاشفۃ القلوب

اردو

حجۃ الاسلام امام محمد الغزالی قدس سرہ العزیز

طالبانِ معرفت کے تزکیہ نفس کیلئے عظیم شاہکار

مُکاشفۃ القلوب

مصنّف

حجۃ الاسلام حضرت امام ابو حامد محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

علامہ عنصر صابری چشتی قادری

تصوف پبلیکیشنز ریٹی گن روڈ لاہور

جملہ حقوق ترجمہ محفوظ ہیں

نام کتاب ـــــــ مکاشفۃ القلوب اُردو
تالیف ـــــــ حجۃ الاسلام امام غزالیؒ
مترجم ـــــــ علامہ عنصر صابری چشتی قادری
پروف ریڈنگ ـــــــ حافظ محمد طارق بانی انجمن مقام مصطفےٰؐ
تاریخ طباعت ـــــــ ۱۹۸۶ء
تعداد ـــــــ ۱۱۰۰ (گیارہ سو)
مطبع ـــــــ
ناشر ـــــــ تصوف پبلیکیشنز لاہور
قیمت ـــــــ 135 روپے

ملنے کا پتہ

۱۔ شبیر برادرز ـــــــ اُردو بازار لاہور

فہرست

مضمون	صفحہ
حیاتِ غزالی	۱۳
باب۱ - خشیتِ الٰہی	۲۱
باب۲ - خوفِ الٰہی	۲۵
حکایت	
حکایت	
حضرت عمرؓ اور اللہ کا خوف	
باب۳ - صبر	۳۲
اقسامِ صبر	
حکایت	
حضرت زکریا کو ممانعت	
مصائب صوفیا کی نظر میں	
حکایت	
حکایت	
باب۴ - نفسانی خواہشات اور ریاضت	۳۶
درود پڑھنے کا موسیٰؑ کو حکم	

مضمون	صفحہ
مالک بن دینار کی انجیر کی خواہش	
زندگی کے آخری لمحات میں صبر	
حکایت	
حکایت	
باب۵ - غلبہ نفس اور شیطان	۴۱
حکیمانہ اقوال	
حکایت	
حضرت ابوالحسن رازیؒ کا خواب	
عارفانہ نکتہ	
باب۶ - غفلت	۴۵
سب سے بڑی حسرت	
حکایت	
موت کے پیامبر	
دعویٰ دیگر عمل متضاد	
اطاعتِ الٰہی کا اجر	

مضمون	صفحہ
حسن بصری کا دلنشیں جواب	
اللہ یا مخلوق کی عبادت	
نصیحت پر غلام آزاد	
باب۷ ۔ فسق و نفاق ۔ اللہ سے دوری	۵۱
اہم بات	
مومن اور منافق میں فرق	
جہنم کے سات دروازے	
روایت	
مرنے کے بعد افسوس	
باب۸ ۔ توبہ	۵۶
فاسق کی قسمیں	
حکایت	
جوان کی ندامت	
حکایت	
عتبہ کا واقعہ	
باب۹ ۔ محبت	۶۲
درود کا منکر	
شبلی سے دعوائے محبت	
باب۱۰ ۔ عشق و محبت	۶۶
محبت کی تعریف	
مجنوں کا نام لیلیٰ	

مضمون	صفحہ
محبت کی ابتداء اور انتہا	
اشارہ	
حکایت	
حکایت	
عاشق کی پہچان	
حکایت	
ایک بخیل منافق	
آسیہ کا ایمان	
باب۱۱ ۔ محبتِ رسول	۷۴
بشر حافی کا مقام	
اللہ عاشق	
حکایت	
حکایت	
حکایت	
حضرت فضیل بن عیاض سے سوال	
بیمار دل کا علاج	
دو آقاؤں کی خدمت	
موسیٰؑ سے دوست کی فرمائش	
باب۱۲ ابلیس کا عذاب	۸۲
حکایت	
روایت	

مضمون	صفحہ
آسمانوں کے شیطان کے نام	
اولادِ آدم اور شیطان	
باب ۱۳ - امانت	۸۷
امانت کیا ہے ؟	
باب ۱۴ - نماز اور خضوع و خشوع	۹۴
نمازِ علی	
حکایت	
باب ۱۵ - نیکی کرنے اور برائی سے بچنے کا حکم	۹۸
باب ۱۶ - عداوتِ شیطان	۱۰۵
انسانی قلب	
کشتی نوح میں شیطان	
حکایت	
باب ۱۷ - امانت اور توبہ	۱۲۱
فضیلتِ درود	
امانت ؟	
توبہ	
حکایت	
باب ۱۸ - فضیلتِ رحم	۱۳۴
حکایت	
حکایت	

مضمون	صفحہ
باب ۱۹ - فضیلت درود	۱۴۰
نماز کیسے ادا ہو ؟	
صحیح نماز	
باب ۲۰ - غیبت	۱۴۷
حکایت	
باب ۲۱ - زکوٰۃ	۱۵۳
عبرتناک حقیقت	
باب ۲۲ - زنا	۱۵۷
باب ۲۳ - حقوقِ والدین	۱۶۱
باب ۲۴ - والدین سے	[illegible]
حسنِ سلوک	۱۶۹
باب ۲۵ - زکوٰۃ اور بخل	۱۷۶
حضورؐ نے پناہ مانگی	
باب ۲۶ - طویل امید	۱۸۱
باب ۲۷ - عبادت و	[illegible]
نزاکِ حرام	۱۸۵
باب ۲۸ - ذکر موت	۲۹۷
باب ۲۹ - آسمانوں کا ذکر	۲۹۸
تخلیق کائنات	
آسمانوں کے نام اور رنگ	
سات ستارے	
نکتہ	

مضمون	صفحہ
۳۰۔ توکّل اور روزی	۲۱۱
حکایت	
۳۱۔ مذمتِ دنیا	۲۱۴
۳۲۔ ترکِ دنیا	۲۴۵
۳۳۔ فضیلتِ قناعت	۲۵۲
حکایت	
۳۴۔ فضیلتِ فقراء	۲۶۱
سیدہ فاطمہ کا عالم	
۳۵۔ ماسوا اللہ کے کوئی کارساز نہیں	۲۷۴
۳۶۔ محشر میں کیا ہوگا ؟	۲۷۸
عرصۂ محشر	
۳۷۔ مخلوق کا فیصلہ	۲۸۳
۳۸۔ مذمتِ مال	۲۸۸
۳۹۔ میزانِ اعمال و جہنم	۲۹۳
۴۰۔ فضیلت اطاعت	۳۱۰
۴۱۔ شکر	۳۱۸
۴۲۔ تکبّر کی مذمت	۳۲۴
۴۳۔ نشاناتِ الٰہی	۳۳۴
۴۴۔ موت کی سختی	۳۴۱
۴۵۔ حالاتِ قبر	۳۴۶
۴۶۔ سوالاتِ قیامت	۳۵۲

مضمون	صفحہ
۴۷۔ فضیلتِ ذکر	۳۵۵
۴۸۔ فضائلِ صلوٰۃ	۳۶۲
۴۹۔ تارک نماز کی سزا	۳۶۶
۵۰۔ عذابِ جہنم	۳۸۲
۵۱۔ عذاب کی قسمیں	۳۸۵
۵۲۔ گناہ کا خوف	۳۹۲
۵۳۔ توبہ کی فضیلت	۳۹۸
۵۴۔ ممانعتِ ظلم	۴۰۶
حکایت	
۵۵۔ یتیم پر ظلم کرنے کی ممانعت	۴۰۹
۵۶۔ تکبر کی مذمت	۴۱۳
۵۷۔ تواضع اور قناعت	۴۱۷
۵۸۔ فریبِ دنیا	۴۲۳
حکایت	
۵۹۔ مذمتِ دنیا	۴۲۷
حکایت	
۶۰۔ فضیلتِ صدقہ	۴۳۴
۶۱۔ حاجت برآری	۴۳۹
۶۲۔ فضائلِ وضو	۴۴۳
۶۳۔ فضیلتِ نماز	۴۴۵
۶۴۔ قیامت کی ہولناکی	۴۵۱

مضمون	صفحہ
۶۵- جہنم اور میزان	۴۵۳
۶۶- مذمتِ تکبر	۴۵۶
۶۷- یتیم سے بھلائی	۴۵۹
۶۸- مذمتِ حرام	۴۶۲
۶۹- ممانعتِ سود	۴۶۷
۷۰- حقوق العباد	۴۷۱
۷۱- مذمتِ خواہشات	۴۷۵
۷۲- مراتبِ اہلِ جنت	۴۸۳
۷۳- صبر، رضا اور قناعت	۴۸۹
صبر	
۷۴- فضیلتِ توکل	۴۹۶
۷۵- فضیلتِ مسجد	۴۹۹
۷۶- فضیلتِ اصحابِ دین	۵۰۱
۷۷- ایمان اور منافقت	۵۱۰
۷۸- غیبت اور چغلی	۵۱۵
چغلی کرنا	
۷۹- عداوتِ شیطان	۵۲۳
۸۰- محاسبۂ نفس	۵۲۷
۸۱- حق و باطل کی آمیزش	۵۲۳
۸۲- فضیلتِ نماز باجماعت	۵۳۶

مضمون	صفحہ
۸۳- فضیلتِ تہجد	۵۳۸
۸۴- علماءِ سوء کی سزا	۵۴۳
۸۵- فضیلتِ حسنِ اخلاق	۵۴۷
۸۶- ہنسنا اور رونا	۵۵۲
۸۷- قرآن، علم	۵۵۵
علم اور علماء کی فضیلت	
۸۸- فضیلتِ زکوٰۃ و صلوٰۃ	۵۵۸
۸۹- حقوق والدین اور فرائض	۵۶۱
۹۰- حقوق ہمسایہ و مساکین	۵۶۶
۹۱- شرابی پر عذاب	۵۷۰
۹۲- معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۵۷۴
۹۳- فضائلِ جمعہ	۵۷۷
۹۴- حقوقِ زوجہ	۵۷۹
۹۵- حقوقِ شوہر	۵۸۴
۹۶- فضیلتِ جہاد	۵۸۹
۹۷- شیطانی فریب	۵۹۲
۹۸- سماع	۵۹۴
در جوازِ سماع کے دلائل	

مضمون	صفحہ
ب۔ ابن مجاہد کا ذوق سماع	
ج۔ امام عسقلانی کا شوق سماع	
۹۹۔ تقلید بدعت کی ممانعت	۵۹۸
۱۰۰۔ فضائلِ رجب	۶۰۲
ایک حکمت	
۱۰۱۔ فضائلِ شعبان	۶۰۵
۱۰۲۔ فضائلِ رمضان	۶۰۹
۱۰۳۔ فضائل لیلۃ القدر	۶۱۲
۱۰۴۔ فضائلِ عید الفطر	۶۱۵
۱۰۵۔ فضائلِ ذی الحجہ	۶۱۷
۱۰۶۔ فضیلتِ عاشوراء	۶۲۰
۱۰۷۔ فضیلتِ ضیافت	۶۲۳
۱۰۸۔ جنازہ اور قبر	۶۲۶
۱۰۹۔ عذاب جہنم کا خوف	۶۳۰
۱۱۰۔ میزان اور پُل صراط	۶۳۴
۱۱۱۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال	۶۳۶

انتساب

خواجہ من مرشد من — — — — — — — —

فخر المشائخ مولانا غلام ربّانی مدظلّہٗ

برادر حافظ مظہر الدّین رحؒ جن کا یہ شعر زبان زدِ خلائق ہے

یہ سب تمہارا کرم ہے آقا
کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

ابن سلطان العارفین نواب الدّینؒ خلیفہ اعظم
صوفی سراج الحقؒ (گورداسپوری) چشتی صابری جن
کے مرید مرتضےٰ احمد خان میکشؒ مدح سرا ہیں ؎

کرد عالم راغنی بافیض ختم المرسلین
مرشد کامل شہ عرفاں سخی نواب الدّینؒ

کی نظر کرم نے خواجگانِ چشت کی خلافت کے تاج سے
سرفراز فرما کر اس ناچیز کو

عنصر صابری
بنا دیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عنوانِ سخن

آج کے خلائی دور میں مال و دولت کی فراوانی، آرائش اور تعیش کے وسائل کی کثرت اور سہولت فراہم کرنے والی جدید ترین سائنسی ایجادات کے باوجود وہ اطمینان و سکون ناپید ہے جو اس سے پہلے لوگوں کو حاصل تھا، وہ قوتِ عمل، وہ شرفِ انسانیت اور احترامِ آدمیت مفقود ہے جو مسلمانوں کا طرۂ امتیاز ہوا کرتا تھا، اس فکری انتشار اور بے عملی کا نتیجہ ہے کہ آج ہم ترقی کے بلند بانگ دعووں کے باوجود، تنزل کی انتہا گہرائیوں میں گرتے چلے جا رہے ہیں، علمی، اخلاقی، اعتقادی اور عملی لحاظ سے بگاڑ اور انحطاط دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔

دراصل انسان کا تعلق اپنے رب کریم جل مجدہ اور اس کے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جتنا کمزور ہوتا جائے گا اتنی ہی شدت سے اس میں خامیاں اور خرابیاں بڑھتی جائیں گی، آبادی کے بے تحاشا بڑھ جانے کے ساتھ ساتھ فسق و فجور، بدعملی اور بدعقیدگی پھیلانے والی قوتیں تمام تر قوت اور غیر ملکی سرمائے کے بل بوتے پر مصروفِ عمل ہیں، ایسے میں علمائے حق اور جانشینانِ مشائخ کی ذمہ داریوں میں کئی گنا اضافہ ہو گیا ہے، موجودہ دور کی ضرورت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ علماء و مشائخ کی تبلیغ و تلقین قطعاً ناکافی ہے اور اس میدان میں بڑی محنت کی ضرورت ہے۔

فاضل نوجوان حضرت مولانا محمد الیاس قادری امیر دعوتِ اسلامی لائق صد مبارکباد ہیں کہ انہوں نے تبلیغِ دین کا بیڑہ اٹھایا اور مختصر سی مدت میں قابلِ قدر کامیابی حاصل کی ہے انہوں نے عوام الناس میں سے نوجوان مبلغین کی ایک بڑی کھیپ تیار کی ہے جو پابندِ صوم و صلوٰۃ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کے مطابق مشت بھر داڑھی، سر پر عمامہ، جیب میں مسواک اور تبلیغِ دین کے جذبے سے سرشار ہے۔ اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو یہ جماعت نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر میں اتباعِ شریعت اور پیروئ سنت کا نور پھیلانے کا عظیم الشان

کارنامہ انجام دے گی۔ دعوت اسلامی نے سردست عوام الناس کی سہولت کے پیش نظر حجۃ الاسلام امام محمد غزالی قدس سرہٗ کی تصنیف لطیف مکاشفۃ القلوب کو تبلیغ کی بنیاد بنایا ہے۔ بلاشبہ یہ بہترین انتخاب ہے۔

امام غزالی ایک عرصہ تک منطق و فلسفہ، علم کلام، فن مناظرہ اور دیگر فنون کی تدریس اور مطالعہ میں مصروف رہے، فلاسفہ، معتزلہ، باطنیہ اور روافض وغیرہم فرق باطلہ سے مناظرانہ معرکہ آرائیوں میں سرگرمی سے حصہ لیتے رہے، پھر ان کی زندگی میں وہ انقلابی موڑ آیا کہ انہوں نے اپنی تمام تر توجہات عبادت و ریاضت اور تصوف پر مرکوز کر دیں، وہ تصوف جو قرآن و حدیث کا عطر ہے، جو عمل مسلسل کا درس دیتا ہے، جو اخلاص اور خوف خدا کے بلند ترین مقام تک پہنچاتا ہے، جو انسان کو بہترین اخلاق کا پیکر بناتا ہے اور جو دنیا و آخرت کی زندگی کے سنوارنے کی راہیں دکھاتا ہے۔ مختصر یہ کہ جو انسان کو مقام انسانیت سے روشناس کراتا ہے یہی وہ تصوف ہے جسے امام نے اپنی تصانیف میں پیش کیا ہے۔

حکیم اسلام امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حکیمانہ سلسلۂ دعوت و تبلیغ اور رشد و ہدایت سے صرف اُس زمانے کے لوگ ہی فیض یاب نہیں ہوئے بلکہ قبول عام کا درجہ حاصل کرنے والی ان کی لافانی تصانیف سے عوام و خواص رہتی دنیا تک فائدہ حاصل کرتے رہیں گے، ان کی بیسیوں تصانیف میں سے احیاء العلوم کیمیائے سعادت اور مکاشفۃ القلوب وہ زندۂ جاوید کتابیں ہیں جن سے اہل ذوق ہمیشہ ایمان کی تازگی اور حرارت اور دلوں کی حیاتِ نو حاصل کرتے رہیں گے،

ادارہ شبیر برادرز لاہور کی خوش بختی ہے کہ وہ مکاشفۃ القلوب کا اردو ترجمہ قارئین کے سامنے پیش کر رہا ہے۔

۲۹ صفر ۱۴۰۷ھ
۳ نومبر ۱۹۸۶ء

محمد عبد الحکیم شرف قادری

حیات غزالیؒ

مبسملاً و محمداً لاً و مصلیاً و مسلماً

کتاب کی عظمت صاحب کتاب سے وابستہ ہے کیونکہ اضافت ہی سے شرافت نکھرتی ہے امت مصطفویہ علی صاحبہا السلام کو امم سابقہ پر اسی لئے فوقیت ہے کہ اسے اضافت ذوالشان والکرامتہ نصیب ہے۔

مُکاشفتہ القلوب ایسی شخصیت کا شاہکار جسے امت مسلمہ کے ائمہ ومشائخ بلا نکیر حجتہ الاسلام تسلیم کرتے ہیں آپ کے والدگرامی اگرچہ سوت بیچنے والے تھے جن کی وجہ سے آپ کو غزالی کہا جاتا ہے لیکن خداداد صلاحیت نے وہ مقام بخشا کہ آج تک آپ کی امامت مسلم ہے. پانچ سو سال پیدائش سے پہلے عالم ارواح میں حبیب کبریا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ کرم سے نوازے گئے متعدد کتب میں یہ واقعہ موجود ہے کہ جونہی حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت موسیٰ کلیم اللہ (علی نبینا وعلیہ الصلواۃ والسلام سے ملاقی ہوئے اور انہوں نے ، علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ،، پر مشاہدہ چاہا تو حضور نبی پاک شہ تولاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ کو بلایا امام غزالی رحمتہ اللہ نے مکالمۂ موسوی سے شرفیابی پر خصوصی انعام پایا (تفصیل فقیر کی کتاب ،، امام غزالی ہیں پڑھیئے) اور یہ بھی منقول ہے کہ حضور سرور کونین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت موسیٰ وحضرت عیسیٰ (علی نبینا وعلیہما السلام)

کو شب معراج امام غزالی کیطرف اشارہ کر کے فرمایا کیا آپ حضرات کی امت میں بھی کوئی ایسا عالم دین ہے۔ انہوں نے کہا نہیں (وہ کرامات اولیاء سبحانی رحمۃ اللہ علیہ)

صاحب "مکاشفۃ القلوب" حجۃ الاسلام امام محمد غزالی عالم جاودانی سے اس عالم فانی میں ۴۵۰ھ بمطابق ۱۰۵۸ء تشریف فرما ہوئے آپ کی پیدائش جس قصبہ میں ہوئی وہ "غزال" کے نام سے مشہور طوس کے نزدیک واقع ہے۔ یہ عہد طغرل سلجوقی کا آخری دور تھا۔ آپ کے والد کا اسم گرامی امام محمد بن محمد ہے۔

امام محمد غزالی سے عمر میں دو تین سال چھوٹے بھائی احمد غزالی تھے۔ آپ کے والد نے اپنے سفر آخرت کو قریب دیکھ کر اپنے صوفی مشرب دوست ابو حامد احمد بن محمد زار کانیؒ کے ہاتھ میں اپنے دونوں بچوں کے ہاتھ دے کر کہا کہ میرا جو بھی اثاثہ ہے میرے ان دونوں فرزندوں کی پرورش اور تعلیم پر خرچ کیا جائے۔ چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا۔

امام صاحب نے ابتدائی تعلیم اپنے قصبہ غزال میں حاصل کی بعد ازاں زار کانی صاحب نے انھیں طوس کے مدرسہ میں داخل کرا دیا۔ امام غزالی کا دل طوس کے مدرسہ میں نہ لگا۔ وہاں سے آپ نے جرجان کی راہ لی جو طوس سے کچھ فاصلہ پر تھا۔ وہاں آپ نے امام ابو نصر اسمٰعیلی کی خدمت میں رہ کر علوم متداولہ پر عبور حاصل کیا اور طوس لوٹ آئے۔ اس زمانہ میں نیشاپور میں امام الحرمین ابو المعالی جوینیؒ کا بہت شہرہ تھا۔ اس زمانہ میں آپ کے پائے کا کوئی دوسرا عالم نہ تھا۔ امام غزالیؒ ان کی شہرت سن کر ان کی خدمت میں علم کی پیاس بجھانے کے لیے حاضر ہوئے۔ نہایت مختصر عرصہ میں آپ نے اپنے استاد کے تین صد طلباء میں قابلیت کا لوہا منوا لیا۔ امام الحرمین علامہ جوینیؒ بھی آپ کو مانے

شاگرد دگر دانتے ہوئے فخر محسوس کرتے تھے۔ امام غزالی نے جب زندگی کی اٹھائیسویں بہاریں دیکھیں تو اس وقت علوم متداولہ تمام پہلوؤں پر آپ عبور حاصل کر کے اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ تفسیر، فقہ، حدیث، درایت اور کلام کے علاوہ ادبیات عربی، فارسی وغیرہ میں کمال کی منزل پر پہنچ گئے۔

۴۷۸ھ میں امام الحرمین ابو المعالی جوینیؒ کا انتقال ہو گیا۔ اس دور کے وزیر نظام الملک کو امام الحرمین کے جانشین کی تلاش ہوئی۔ جو مدرسہ نظامیہ بغداد کی مسند صدارت سنبھال سکے۔ یہ جوہر قابل امام غزالی کے سوا کون ہو سکتا تھا۔ چنانچہ خواجہ نظام الملک نے بڑے عزت و احترام کے ساتھ امام غزالی کی دربار میں پذیرائی کرائی۔ یہاں سلجوقی دربار کے علماء کے ساتھ مناظرہ اور مباحثہ شروع ہو گیا۔ بالآخر امام غزالی سب پر غالب آ گئے۔ آپ ۴۷۸ھ تا ۴۸۴ھ درباری مصروفیتوں کے علاوہ آپ تصنیف و تالیف میں مصروف رہے۔ ۴۸۴ھ میں مدرسہ نظامیہ بغداد کے مدرس اعلیٰ علامہ حسین بن علی طبری کی وفات پر آپکو ان کا جانشین مقرر فرمایا اس منصب جلیلہ پر ۴۸۷ھ تک فائز رہے۔ درس و تدریس کے ساتھ ساتھ آپ کا تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رہا۔ یہاں آپ نے حکماء اور فلاسفہ کے عقائد کی خوب چھان بین کی اور یونانی فلسفہ کا گہری نظر سے مطالعہ کیا۔

۴۸۸ھ میں آپ نے مدرسہ نظامیہ بغداد کو خیر باد کہہ کر زیارت حرمین شریفین کی راہ لی۔ اگرچہ سلاطین خاندان سلجوق آپ کی راہ میں آنکھیں بچھاتے تھے۔ لیکن مدرسہ نظامیہ کی ذمہ داری آپ کی روحانی ترقی کی راہ میں حائل تھی لہذا آپ نے اس سے کنارہ کش ہونا ہی اپنے لیے بہتر سمجھا۔ آپ نے ۴۸۸ھ تا ۴۹۸ھ یعنی دس سال کا عرصہ شام، بیت المقدس اور حجاز میں بسر کیا۔ زہد کے ساتھ تصنیف و تالیف کا مشغلہ جاری رہا۔ بغداد سے آپ دمشق پہنچے یہاں جامع اموی میں ڈیرہ ڈالے یکسوئی سے تصنیف و تالیف کے ساتھ ساتھ

مجاہدوں، ریاضتوں میں مشغول رہ کر نفس کشی کے لیے ادنیٰ سے ادنیٰ کام کرتے رہے - ان کاموں میں مسجد الوزی کی جاروب کشی بھی شامل ہے - کستوری عطار کے متعارف کرانے کی محتاج نہیں ہوتی - رفتہ رفتہ لوگوں کو آپ کے علم وفضل سے آگاہی ہوگئی اور علمائے وقت تے آنا شروع کر دیا جس سے یکسوئی اور سکون میں خلل پڑنے لگا - ایک رات کی خاموشی میں آپ دمشق میں دو سال گذارنے کے بعد بیت المقدس روانہ ہوگئے - بیت المقدس میں آپ کے ساتھ بقول علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ شیخ اسماعیل ماثلی، شیخ ابوالحسن بصری، شیخ ابراہیم شباک جرجانیؒ اور چند دوسرے درویش مہدِ عیسیٰ علیہ السلام میں جمع رہتے اور تصوف کے حقائق و دقائق زیر بحث رہتے تھے اس طرح سے امام غزالی روحانی سکون سے بہرہ ور ہوتے رہتے - یہاں کچھ عرصہ تک مجاہدہ وریاضت میں مصروف رہنے کے بعد آپ نے حج کے ارادہ سے حجاز کا سفر اختیار کیا مناسک حج ادا کرنے کے بعد آپ نے زیارت روضہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف یاب ہوئے - اس کے بعد اپنے وطن طوس واپس آگئے - اس دس سالہ سفر کی زندگی میں آپ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب "احیاء العلوم" سپرد قلم کی -

وطن واپس لوٹ کر آپ نے گوشہ نشینی اختیار کی - حکومت وقت کے امراء نے انھیں ایک سال بھی تنہائی میں گذارنے نہ دیا - ارباب بست وکشاد حکومت کے بیحد اصرار پر ذیقعد ۴۹۹ھ میں آپ نے مدرسہ نظامیہ نیشاپور میں تدریس کی ذمہ داری کو قبول کر لیا - یہ عہد سلطان سنجر پسر ملک شاہ سلجوقی کا تھا اور امام غزالیؒ کے معروف سرپرست خواجہ نظام الملک کا فرزند فخر الملک اس کا وزیر تھا - ۵۰۰ھ میں آپ زندگی کی پچاس بہاریں دیکھ چکے تھے اس زمانہ میں آپ نے اپنی خود نوشت "المنقذ من الضلال" تصنیف کی جس میں آپ نے اپنی زندگی کے اہم واقعات درج کیے ہیں -

امام غزالی پر کڑی تنقید کرنے میں ابن الجوزی بہت مشہور ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ :۔

"۵۰۰ھ کے بعد امام صاحب اپنے وطن طوس واپس آگئے اور اپنے مکان کے قریب ایک مدرسہ اور ایک خانقاہ تعمیر کرائی اور ایک عظیم الشان دار القیامہ اور اس کے ساتھ ایک خوبصورت باغ لگوایا اور خود قرآن اور احادیث کے درس میں مشغول رہنے لگے ۔"

جوں جوں آپ کے درس کا شہرہ ہونے لگا۔ عوام جوق در جوق آپکے قریب جمع ہونا شروع ہو گئے۔ یہ بات آپ کے مخالفین کے دل میں خار بن کر چبھنے لگی۔ آپ چونکہ مسلک کے لحاظ سے شافعی تھے اور ارارکین حکومت مسلک کے لحاظ سے حنفی تھے۔ حاسدوں کو آپ کے خلاف حکومت کو کرنے کے لیے تدبیر یہ سوجھی کہ آپ کی تحریروں میں تحریف کر کے حکومت کو بھیجی گئی۔ آپ نے اپنی صفائی کے لیے سلطان سنجر سلجوقی کے نام مکتوبات لکھے۔ آپ کے مخالفین نے یہاں تک لکھا تھا کہ آپ امام ابو حنیفہ پر طعن کرتے ہیں آپ نے اس کی تردید اپنی معروف کتاب "کیمیائے سعادت" کے اقتباسات سلطان سنجر سلجوق کی خدمت میں پیش کر کے کی :۔

" اما آنچہ حکایت کردہ اند کہ در امام ابو حنیفہ طعن کردہ ام واللہ الطالب الغالب المدرک الحق لا الہ الا ھو کہ اعتقاد من آنست کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ غواص ترین امت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بود در حقائق فقہ ہر کہ جز ایں از عقیدت من یا از خط، لفظ من حکایت کنذ دروغ می گوید ۔۔۔۔۔۔ "

(اقتباس از مکاتیب امام غزالیؒ)

یہ "جو کہا جاتا ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر طعن کیا ہے، تو میں اللہ تعالیٰ طالب غالب اور مدرک کو جس کا کوئی شریک نہیں ہے اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا عقیدہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فقہ کے حقائق میں اُمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غواص ترین شخص ہیں جو کوئی میرے اس عقیدے کے سوا میرے کسی خط یا لفظ سے کچھ بیان کر رہا ہے تو وہ محض جھوٹ ہے ــــــــ"

یہ خط لکھ کر امام غزالیؒ نے مدرسہ نظامیہ سے علیحدگی اختیار کر کے اپنی خانقاہ میں خلوت اختیار کر لی۔ آپ کی زندگی کے آخری سالوں میں طالبانِ حقیقت آپ کی صحبت میں بیٹھتے تھے۔ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی ۵۵ سال کی عمر پاکر ۱۴ جمادی الاخریٰ ۵۰۵ھ کو واصلِ حق ہوئے۔ آپ کی وفات کے بارے میں آپ کے برادر حقیقی شیخ احمد الغزالی کا یہ قول ہے :۔

"برادرم ابو حامد محمد غزالی نے دوشنبہ کے دن صبح کے وقت وضو کر کے نمازِ فجر ادا کی پھر انھوں نے اپنا کفن منگوایا، اور اس کو بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا اور کہا سمعاً وطاعۃً۔ یہ کہہ کر قبلہ رخ ہو کر پاؤں پھیلا دیئے اور جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی ــــــــ"

امام غزالیؒ کے سفرِ آخرت کے متعلق یہ شعر مشہور ہے :۔

نصیب حجۃ الاسلام زیں سرائے سپنج
حیات پنجہ و پنج وفات یا نصیب پنج

آپ کی وفات کے بعد آپ کو ایران کے مشہور شاعر فردوسیؔ کے پہلو میں طوس میں دفن کیا گیا۔

مفکر اسلام امام غزالی کی تالیف "المنقذ من الضلال" کی داخلی شہادت سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے جس ماحول میں آنکھ کھولی۔ اس زمانہ میں بغداد میں شیعہ، سنی، معتزلی، زندیقی، ملحد، مجوسی اور عیسائی آپس میں مناظرے کرتے رہتے تھے۔ انجام ان کا ہاتھا پائی اور دست بگریباں ہونا ہوتا آپ نے نظریاتی تصادم کا دور دیکھا۔ آپ کو باطنی ظاہری، فلسفی، متکلم، صوفی معتزلی سنی اور شیعہ وغیرہ سے ملنے کا اتفاق ہوتا۔ ان ملاقاتوں نے تقلید کی بندش توڑ دی۔ حسیات اور بدیہیات کے علم کی بدولت مختلف مذاہب کے بارے میں شکوک باقی رہے۔ نتیجۃً متکلمین، باطنیہ، فلاسفہ اور صوفیہ کے عقائد کی تحقیق شروع کی۔ تصوف کا مطالعہ کرنے کے بعد آپ اس نتیجہ پر پہنچے کہ تصوف صرف علم کا نام نہیں، بلکہ یہ عمل کا محتاج ہے۔ عمل کا حاصل سکون ہے۔ اس کی بدولت آپ پابند شرع شافعی اور بباطن صوفی تھے۔ آپ کی زندگی عملی تصوّف سے عبارت تھی۔ اسی لیے آپ نے شریعت قرآنی اور دلائل کو کشف وشہود کے ساتھ شامل کر کے اپنا آئین قرار دیا۔ آپ نے جو تصوف کا عملی نمونہ پیش کیا وہ اتباع شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے سر مو بھی انحراف نہ تھا۔

دین اسلام سے محبت اور شیفتگی کی بنا پر باوجود آپ کے فارسی نژاد ہونے کے عربی زبان پر ملکہ حاصل تھا۔ اسلام سادگی اور پاکیزگی سکھاتا ہے اسلام چونکہ آپ کی رگ وپے میں سمایا ہوا تھا اس نے آپ کی شخصیت میں نکھار پیدا کیا جس کی وجہ سے آپ کا اسلوب نہایت سادہ دلکش، اور تصنع سے عاری ہے اس لیے جو بات آپ کہتے ہیں اس میں گیرائی اور گہرائی ہوتی ہے آپ نے عربی فارسی کی نثر میں کسی کے اسلوب کی تقلید نہیں کی۔ آپ کی تالیفات وتصنیفات دو صد[۲] ہے۔ سب میں پرشکوہ الفاظ اور جدت تراکیب کی بھرمار کہیں بھی نظر نہیں آتی۔ نثر کو پڑھتے ہوئے آمد اور بے ساختگی کا

احیاء العلوم :-

آپ کی تمام تصانیف میں سب سے زیادہ ضخیم کتاب عربی زبان میں " احیاء العلوم " ہے۔ دورِ جدید کے تمام علوم کی کتابیں ختم کر کے انھیں اگر از سرِ نو دوبارہ زندہ کرنا مقصود ہو تو امام غزالی کی احیاء العلوم اس مقصد کے لیے کافی ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جس میں صدیوں پیشتر امام غزالی نے فرمایا تھا۔ " جز قابلِ تجزیہ ہے " اس کو لے کر آج اقوام عالم ستاروں پر کمندیں ڈال رہی ہیں ——— احیاء العلوم چار ضخیم جلدوں پر مبسوط کتاب ہے۔ اس کتاب میں علم کا کوئی تشنہ نہیں چھوڑا۔ جس پر آپ نے سیر حاصل بحث نہ کی ہو۔ اس میں شریعت، عرفان اور تصوف کے تمام مسائل احوال اور مقامات کو شرعی استدلال کے ساتھ پیش کیا ہے۔

احیاء العلوم (۱۲) بارہ ارکان پر مشتمل ہے۔ ایک ایک جلد ایک ایک رکن کی حامل ہے ہر رکن دس ابواب پر منقسم ہے۔ ان چاروں جلدوں میں احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور نصوص قرآنی سے استدلال کرتے ہوئے اخلاق اور تصوف پر جو کچھ لکھا ہے اگر کہیں کہ امام صاحب نے قلم توڑ دیا ہے تو حق بجانب ہوں گے۔

کیمیائے سعادت :-

یہ فارسی زبان میں ہے۔ یہ کتاب چار ارکان پر منقسم ہے۔ ہر رکن دس ابواب پر مشتمل ہے۔ بعض نے احیاء العلوم کو سطحی نظر سے دیکھ کر یہ کہدیا ہے کہ " کیمیائے سعادت " " احیاء العلوم " کا خلاصہ ہے یہ قطعی غلط ہے امام غزالی نے کیمیائے سعادت کو ایک علیحدہ تصنیف کی صورت میں پیش کیا ہے یہ کتاب چار ارکان پر مشتمل ہے۔ رکن اول عبادات، رکن دوم معاملات

رکن سوم مہلکات درر، رکن چہارم منجیات کا حامل ہے۔ اس یکرنگی نے کیمیائے سعادت کو احیاء العلوم کا تلخیص ہونے کی غلط فہمی پیدا کی ہے :۔

الحمد للہ یہ مقبول بارگاہ رسول (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) اہلسنت کے امام اور مخالفین مسلک اہلسنت کے ساتھ زندگی بھر برسرپیکار رہے کیونکہ آپ کے زمانہ میں بھی بدمذاہب کی بھرمار تھی ہر طرف سے اہلسنت کے خلاف شور برپا تھا جسے امام غزالی رحمۃ اللہ نے قلم کے زور سے توڑا

اور ساتھ ہی یہ بھی ذہن نشین فرمالیں کہ امام غزالی قدس سرہٗ مرشد والے تھے مسلک اہلسنت کے دستور کے مطابق طریقت میں باتفاق مورخین آپ حضرت شیخ ابو علی فارمدی قدس سرہٗ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے تھے۔

المختصر امام غزالی رحمۃ اللہ کی تصانیف کے مطالعہ سے موجودہ دور کے تمام اختلافات ختم ہو سکتے ہیں بالخصوص احیاء العلوم ایک ایسی جامع کتاب ہے جس میں تصوف و اخلاق کا بے پناہ ذخیرہ ہے۔ اور جس کا رہبر و مرشد نہ ہو وہ آپ کی احیاء العلوم و کیمیائے سعادت کا مطالعہ جاری رکھے تو اس کی رہبری کے لئے یہ دونوں کتابیں کافی ہیں اور مکاشفۃ القلوب، تو انسانی زندگی کا شب و روزہ پروگرام ہے جس پر جو انسان بھی کاربند ہوگا اسے تصوف و اخلاق اور تزکیۂ نفس و تصفیہ قلب کے لئے کسی دوسری کتاب کی ورق گردانی کی ضرورت نہ رہے گی۔ کتاب کے ایک سو گیارہ ابواب کا ہر باب باب الجنۃ کی چابی ہے۔ خدا تعالےٰ خوش رکھے کہ شبیر حسین نے اس کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا ہے۔ مولیٰ عزوجل ان کی سعی مشکور فرمائے اور رزق اور کاروبار میں برکتیں عطا فرمائے (آمین)

فقط والسلام

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی بہاولپور پاکستان۔ ۔ ۱۵صفر ۱۴۰۷ھ شب چہار شنبہ۔

— —

(۱)

خشیّتِ الٰہی

اس خاکدانِ ارضی پر عرشِ بریں کے آخری نمائندہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا — اللہ جل جلالہ نے ایک ایسا فرشتہ پیدا کیا ہے جس کے دونوں بازو مشرق اور مغرب تک پھیلے ہوئے ہیں۔ سر اس کا زیرِ عرش ہے اس کے دونوں پاؤں تحت الثریٰ میں ہیں۔ اس زمین پر آباد خلق کے برابر اس کے پر ہیں۔ میری امت میں سے جب کوئی مرد یا عورت مجھ پر درود بھیجتا ہے تو اس فرشتہ کو حکم ربانی ہوتا ہے کہ عرش کے زیریں بحرِ نور میں غوطہ زن ہو جا۔ جب وہ غوطہ لگا کر باہر نکلتا ہے تو اپنے پَر جھاڑتا ہے اس کے پَروں سے جس قدر قطرات ٹپکتے ہیں اللہ ربّ العزت ہر قطرے سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو قیامت تک اس درود بھیجنے والے کیلئے دعائے مغفرت فرماتا ہے۔

ایک دانا کا قول ہے کہ جسم کی سلامتی کم کھانے میں ہے اور روح کی پاکیزگی کم گناہ کرنے سے ہے اور ایمان کی سلامتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے میں ہے یعنی آپ پر درود پڑھنے میں ہے۔ فرمانِ خالقِ کائنات ہے:۔

یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ۔

اے ایمان والو! اللہ کا (دل میں) تقویٰ پیدا کرو۔ اور دیکھتے ہیں آئندہ کے لیے انسان آگے کیا بھیجتا ہے۔

یہاں مراد دل میں خوفِ الٰہی پیدا کر کے اس کے فرمانبردار بندہ بننے کا حکم ہے دوسرے یہ دیکھنا ہے کہ انسان آخرت کے لیے اپنے لیے کیا توشہ بھیجتا ہے۔ یہاں

اس آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ نیک اعمال کرو جن کا اجر تمھیں قیامت کے دن ملے، اپنے رب سے ڈرتے رہو کیونکہ وہ تمھاری ہر اچھی بری بات کو جانتا ہے۔

روزِ حشر فرشتے، زمین، فلک، رات دن تمام گواہی دیں گے کہ انسان نے یہ کام بھلائی کا کیا یا برائی کا۔ اطاعت و تابعداری کی یا نافرمانی کی۔ حتیٰ کہ انسان کے اپنے اعضاء بھی اس کے خلاف گواہی دیں گے۔ ایماندار، متقی اور پرہیزگار انسان کے حق میں زمین گواہی دیتی ہوئی یوں کہے گی۔ "وہ اس انسان نے میری پیٹھ پہ نماز پڑھی، روزہ رکھا، حج کا فریضہ ادا کیا، جہاد میں حصہ لیا، یہ گواہی سن کر زاہد و متقی شخص باغ باغ ہو جائے گا۔ جب نافرمان کے خلاف زمین کی باری آئے گی۔ تو کہے گی اس نے میری پیٹھ پر شرک کیا، زنا کیا، شراب کے گھونٹ حلق میں اتارتا رہا اور حرام کھایا۔ اب اس کے لیے ہلاکت اور بربادی ہے ــــ" اگر مالک یوم الدین نے اس پر کڑا محاسبہ کیا۔ صاحب ایمان وہ ہے جو جسم کے تمام اعضاء کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے خوف رکھتا ہو جیسا کہ فقیہ ابو اللیث نے فرمایا:۔ سات باتوں میں اللہ تعالیٰ کے خوف کا پتہ چل جاتا ہے:۔

۱۔ اس کی زبان غلط بیانی، غیبت، چغلی، تہمت اور فضول باتوں سے بچی ہو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے۔ تلاوت کلامِ پاک اور دینی علوم سیکھنے میں لگی ہو۔

۲۔ اس کے دل سے عداوت، بہتان اور مسلمانوں کا حسد نکل جائے، کیونکہ حسد نیکیوں کو چاٹ جاتا ہے ارشاد رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

الحسد یاکل الحسنات کما یاکل النار الحطب

حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے

یہ جاننا نہایت ضروری ہے کہ حسد دل کی بدترین بیماریوں میں سے ایک بیماری ہے اور دل کی بیماریوں کا علاج صرف علم و عمل سے ہی ہو سکتا ہے۔

۳۔ اس کی نظر حرام کھانے پینے اور حرام لباس پہننے سے محفوظ رہے

اور دنیا کی طرف لالچ کی نظر سے نہ دیکھے بلکہ صرف عبرت پکڑنے کے لیے اس کی طرف نگاہ دوڑائے اور حرام پر کبھی اس کی نگاہ نہ پڑے۔ حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ مَلَاءَ عَيْنَهُ مِنَ الْحَرَامِ مَلَأَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَيْنَهُ مِنَ النَّارِ

جس نے اپنی آنکھ حرام سے بھری۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو آگ سے بھر دے گا۔

۴۔ اس کے پیٹ میں حرام کی غذا نہ جائے کیونکہ یہ گناہ کبیرہ ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اذا وقعت لقمة من الحرام فی بطن ابن ادم لعنة کل ملك فی الارض والسماء ما دامت تلك اللقمة فی بطنه وان مات علی تلك الحالة فما داه جهنم۔

بنی آدم کے پیٹ میں جب حرام کا لقمہ پڑ گیا تو زمین و آسمان کا ہر فرشتہ اس پر لعنت کرتا رہے گا۔ جب تک یہ لقمہ پیٹ میں رہے گا اور اگر کوئی اس حالت میں مر گیا تو اس کا ٹھکانا جہنم ہو گا۔

۵۔ حرام کی جانب ہاتھ نہ بڑھائے جہاں تک کوشش ہو سکے اطاعتِ الٰہی کی طرف بڑھے۔

حضرت کعب بن احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سبز زبرجد کا موتی کا محل پیدا کیا ہے۔ اس میں ستر ہزار گھر ہیں اور ہر گھر میں ستر ہزار کمرے ہیں اس میں وہی داخل ہو گا۔ جس کے سامنے حرام پیش کیا گیا اور اس نے محض خوفِ الٰہی کی بدولت حرام کو چھوڑ دیا۔

۶۔ اس کا قدم جو بھی اٹھے وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں نہ اٹھے بلکہ جب چلے تو اس سے اطاعت اور خوشنودی اور رضاءِ الٰہی مطلوب ہو عالموں اور نیک لوگوں کی صحبت میں جائے۔

۷۔ عبادت و مجاہدہ، انسان کو چاہیے خالص اللہ تعالیٰ کے لیے عبادت کرے، ریاکاری و منافقت سے بچتا رہے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو یہ ان لوگوں میں شامل ہو گیا جن کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ

اور تیرے رب کے نزدیک آخرت ڈرنے والوں کے لیے ہے

دوسری آیت میں ارشاد ہے:۔

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ ۝

بے شک پرہیزگار مقام امن میں ہوں گے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ یہی متقی اور پرہیزگار لوگ قیامت کے دن دوزخ سے نجات پائیں گے اور ایماندار آدمی کو چاہیے کہ وہ بیم و رجا کے درمیان رہے وہی اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار ہو گا اور اس سے مایوس و ناامید نہیں رہیگا اللہ تعالیٰ کا مزید ارشاد ہے۔

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۝

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

بس اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے، برائی کے کام سے کنارہ کش ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمہ تن متوجہ رہے۔

(۲)

خوف الٰہی

جناب علامہ ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ ساتویں آسمان پر اللہ کے ایسے فرشتے ہیں انھیں اللہ تعالیٰ نے جب سے پیدا کیا ہے وہ حالتِ سجدہ میں ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے انتہائی خائف ہیں۔ قیامت کے دن جب وہ سجدہ سے سر اٹھائیں گے تو کہیں گے :۔

سُبْحٰنَكَ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ

"اے اللہ تو پاک ہے ہم تیری عبادت کا حق نہیں ادا کر سکے"

اس پر ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝

"وہ (فرشتے) اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور جس چیز کا انھیں حکم دیا گیا ہے وہی کرتے ہیں اور ایک لمحہ بھی نافرمانی میں نہیں گذارتے"

ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اقْشَعَرَّ جَسَدُ الْعَبْدِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى تَحَاتَّتْ عَنْهُ ذُنُوْبُهٗ كَمَا يَتَحَاتُّ عَنْهُ ذُنُوْبُهٗ كَمَا يَتَحَاتُّ عَنِ الشَّجَرَةِ وَرَقُهَا

"جب کوئی بندہ خوفِ الٰہی سے کانپتا ہے تو اس کے گناہ اس کے بدن سے ایسے جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت کو ہلانے سے اس کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔

حکایت ایک نوجوان ایک عورت کے دام محبت میں گرفتار ہوا وہ عورت ایک قافلہ کے ساتھ باہر سفر پر روانہ ہو گئی۔ اس نوجوان کو جب

اس بات کا علم ہوا تو وہ بھی رختِ سفر باندھ قافلہ کے ہمراہ ہو لیا۔ رات کے وقت قافلہ نے جنگل میں پڑاؤ کیا۔ سب لوگ سو گئے اس نوجوان نے اس عورت کو ڈھونڈ نکالا اور کہا کہ میں تجھ پہ فریفتہ ہوں تمہاری محبت مجھے قافلہ کے ہمراہ کھینچی لیے آ رہی ہے۔ اس پر عورت نے کہا جاؤ اور بخوبی جائزہ لو کہ کوئی قافلہ میں جاگ نہ رہا ہو۔ نوجوان نے چکر لگایا اور تسلی کی کہ کوئی قافلہ میں جاگ نہیں رہا سب سو رہے ہیں۔ عورت نے دریافت کیا تمہارا اللہ تعالیٰ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ کیا وہ بھی سو رہا ہے۔ نوجوان نے کہا۔ اللہ نہ تو کبھی سوتا ہے اور نہ ہی اسے کبھی اونگھ آتی ہے۔ تب عورت نے کہا لوگ اگر سو گئے ہیں تو کیا ہوا، اللہ تعالیٰ تو جاگ رہا ہے وہ ہمیں دیکھ رہا ہے۔ اس سے ڈرنا ہم پر فرض ہے۔ اس نوجوان نے جونہی اس عورت کے یہ الفاظ سُنے وہ اللہ کے خوف سے کانپنے لگا۔ اس نے بُرے ارادے سے تائب ہو کر گھر کی راہ لی۔ جب وہ نوجوان مرا تو کسی نے اسے خواب میں دیکھ کر پوچھا سناؤ موت کے بعد کیا گزری؟ جوان نے جواب دیا ایک گناہ چھوڑا تھا اس کی بدولت اللہ تعالیٰ نے میرے سب گناہ معاف کر دیے۔

حکایت

مجمع اللطائف میں ہے کہ بنی اسرائیل میں عابد تھا جس کی اولاد کثیر تھی وہ بہت تنگدست ہوا تو اس نے اپنی عورت سے کہا جاؤ کسی سے کچھ مانگ لاؤ۔ عورت ایک تاجر کے گھر گئی اور کھانے کے لیے اپنا دستِ سوال دراز کیا۔ تاجر پر حوس سوار تھی اس نے کہا تم میری خواہش پوری کر دو تو جا ہو لے لو۔ اس پر عورت نے گھر کی راہ لی۔ خالی ہاتھ دیکھ کر بچے بلکنے لگے ان کی یہ حالت دیکھ کر عورت بے تاب ہو کر تاجر ہاں چلی گئی اور کہا کہ اپنی خواہش پوری کر لو اور کھانا دے دو۔ تاجر جب آنے لگا تو عورت خدا کے خوف سے کانپنے لگی۔ تاجر نے پوچھا کس لیے ڈرتی ہو؟ وہ بولی، مالکِ کائنات کے خوف سے لرزاں ہوں۔ تاجر نے کہا کہ عجیب بات ہے کہ اتنی تنگدستی میں بھی اپنے

رب سے ڈرتی ہو۔ ڈرنا تو مجھے اللہ کے عذاب سے چاہیے تھا ——— اور وہ نادم ہو کر تائب ہو گیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت کا یہ قصہ تھا۔ آپ پر وحی نازل ہوئی جس میں حکم ربانی تھا کہ فلاں شخص کے پاس جاؤ اور اسے میرا سلام کہہ دو، یہ بھی کہہ دینا کہ تمھارے سب سابقہ گناہ معاف کر دیئے گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حکم الٰہی کی تعمیل کے بعد پوچھا "اے شخص تو نے کونسی نیکی کی ہے جس کا تجھے یہ انعام ملا ہے۔ تاجر نے متذکرہ بالا قصہ کہہ سنایا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے۔

"میں اپنے کسی بھی بندہ پر دُہرا خوف دُہرا امن جمع نہیں کرتا۔ جو شخص دنیا میں میرے عذاب سے ڈرتا ہے میں اسے آخرت میں عذاب سے بے خوف کر دیتا ہوں لیکن جو دنیا میں میرے عذاب سے بے خوف (رہ کر رنگ رلیاں مناتا) ہے میں اسے آخرت میں خوفزدہ کر کے اس پر عذاب نازل کروں گا ———"

دیگر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ

دنیا میں لوگوں سے مت ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو۔

اس مضمون کی دوسری آیت یہ بھی ہے:۔

فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ

اگر تم مومن ہو تو تمھیں دنیا سے نہیں مجھ سے ڈرنا چاہیے۔

حضرت عمرؓ اور اللہ کا خوف

اس میں کلام نہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ جب قرآن حکیم کی کوئی آیت سنتے تو خوف سے بے ہوش ہو جاتے تھے۔ ایک دن آپ نے ایک تنکا لے کر ہاتھ میں کہا۔ "کاش! میں ایک تنکا ہوتا، دوسری کوئی قابلِ ذکر چیز نہ ہوتا۔ کاش میری ماں مجھے نہ جنتی۔" آپ

مالکِ حقیقی کے خوف سے اتنا رویا کرتے تھے کہ آنسوؤں کے مسلسل بہنے کی وجہ سے آپ کے چہرے پر دو سیاہ نشان پڑ گئے تھے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَا یَلِجُ النَّارَ مَنْ بَکٰی مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ حَتّٰی یَعُوْدَ اللَّبَنُ فِی الضَّرْعِ ۰

جو شخص اللہ کی ناراضگی کے ڈر سے روتا ہے وہ جہنم میں ہرگز داخل نہیں ہوگا۔ اس طرح جیسے دودھ دوبارہ اپنے تھنوں میں نہیں جاتا۔

"دقائق الاخبار" میں تحریر ہے کہ قیامت کے روز ایک شخص کو لایا جائے گا۔ جب اس کے اعمال کا وزن کیا جائے گا تو اس کی برائیوں کا پلڑا بھاری ہوگا اس پر اسے حکمِ جہنم ہوگا۔ اس پر اس شخص کی پلکوں کا ایک بال بارگاہ ربّ العزت میں یہ عرض کرے گا: "اے ربِ ذوالجلال تیرے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر آتشِ دوزخ حرام کر دیتا ہے ــــــ "میں تیرے خوف سے رویا تھا۔ مالک یوم الدین کا دریائے رحمت جوش میں آئے گا۔ یہ شخص اپنے رونے والے ایک بال کی بدولت جہنم جانے سے بچ جائے گا۔ اس وقت جبریل امین پکاریں گے فلاں ابن فلاں اللہ کے خوف میں ایک بال کے رونے کی بدولت جہنم جانے سے بچ گیا۔

ہدایۃ الہدایہ میں ہے کہ روزِ حشر جب دوزخ کو لایا جائے گا تو اس سے یہ خوفناک آوازیں نکلیں گی جس کی بدولت لوگ اس پر سے گزرنے سے گھبرائیں گے

فرمانِ خالقِ کائنات ہے:۔

وَتَرٰی کُلَّ اُمَّۃٍ جَاثِیَۃً

کُلُّ اُمَّۃٍ تُدْعٰی اِلٰی کِتٰبِھَا

جہنم کے قریب جب لوگ آئیں گے تو اس سے سخت گرم ہوا آئے گی اور ہیبتناک

آوازیں سنائی دیں گی یہ آوازیں پانچ سو سال کے سفر کی دوری سے بھی سنائی دیں گی۔ اس موقعہ پر ہر نبی نفسی نفسی کہہ رہا ہوگا اور رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم امتی امتی پکار رہے ہوں گے۔ عین اس موقعہ پر دوزخ سے نہایت بلند آگ باہر برآمد ہوگی اور امت حضور کی طرف بڑھے گی۔ آپ کی امت آگ سے کہے گی اے آگ تجھے نمازیوں، صدقہ خیرات کرنے والوں، روزہ داروں اور اللہ کا خوف رکھنے والوں کا واسطہ واپس چلی جا! مگر آگ برابر بڑھی جا رہی ہوگی۔ اس وقت جبریل امین حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک پانی کا پیالہ پیش کریں گے جس کے چھینٹے آپ آگ پر ماریں گے اور وہ آگ بجھ جائے گی آپ جبریل علیہ السلام سے پوچھیں گے یہ پانی کیسا تھا؟ جبریل امین جواب میں عرض کریں گے یا رسول اللہ آپ کے ان امتیوں کے آنسوؤں کا پانی تھا جو اللہ کے ڈر سے روتے رہے۔ مجھے ان آنسوؤں کے پانی کو پیش کرنے کا حکم ملا تا کہ آپ آتش دوزخ کو بجھا دیں۔

اپنی حیات دنیوی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔

"اے اللہ مجھے ایسی آنکھیں عطا فرما جو تیرے خوف سے رونے والی ہوں۔" ؎

عینی ھل لا تبکیان علی ذنبی

تناثر عمری من یدی ولا ادری

"اے میری دو آنکھو! تم میرے گناہوں پر کیوں نہیں روتی؟ آہ! میری عمر ضائع ہوگئی اور مجھے معلوم بھی نہ ہوا۔"

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

کوئی ایسا بندہ مومن نہیں جس کی آنکھوں سے خوف ذوالجلال میں مکھی کے پر کے برابر آنسو بہے اور اس کی گرمی اس کے چہرے پہ پہنچے اور اسے آتش دوزخ چھو جائے۔

جناب محمد بن المنذر رحمۃ اللہ علیہ جب اللہ کے خوف سے روتے تو اپنی داڑھی اور

چہرے پر آنسو بہا کرتے اور کہا کرتے تھے میں نے سنا ہے کہ وجود کے جس حصہ پر آنسو لگ جائیں گے اسے دوزخ کی آگ نہیں چھو سکتی۔

ہر صاحب ایمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ عذاب الٰہی سے ڈرتا رہے اور اپنی خواہشات نفسانی کو روکتا رہے۔ ارشاد باری ہے:۔

فاما من طغٰی و اثر الحیوۃ الدنیا فان الجحیم ھی الماوٰی ہ واما من خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھوٰی فان الجنۃ ھی الماوٰی ہ

جس کسی نے نافرمانی کی اور دنیاوی زندگی کو سب کچھ خیال کیا اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور جس نے خود کو اپنے رب کے سامنے کھڑا خیال کیا اور اپنی نفسانی خواہشات پہ قابو رکھا اس کو جنت میں ٹھکانہ ملے گا۔

جو شخص عذابِ الٰہی سے بچنا چاہے اور اللہ کی رحمت کے ثواب کا امیدوار ہو اسے چاہیے مصائب دنیوی پہ صبر کرے۔ اللہ کی عبادت کرتا رہے اور گناہوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے۔

زہر الریاض میں ایک حدیث نبوی اس طرح سے ہے۔ جب جنتی جنت میں داخل ہوں گے تو ملائکہ ان کو طرح طرح کی نعمتیں پیش کریں گے۔ ان کے لیے فرش بچھائیں گے، منبر رکھیں گے اور انھیں قسم قسم کی نعمتیں، کھانے اور پھل ان کے سامنے چنیں گے۔ جنتی حیران بیٹھے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے میرے بندو! تم حیران کیوں ہو؟ یہ جنت جائے حیرت نہیں ہے۔ اس وقت اہل ایمان عرض کریں گے بارالٰہا! تو نے دیدار کا وعدہ کیا تھا جس کا وقت آ پہنچا ہے۔ تب فرشتوں کو حکم ہو گا چہروں سے پردے اُٹھا لو۔ فرشتے عرض کریں گے یہ تو گناہگار تھے یہ تیرا دیدار کیسے کریں گے۔ انھیں حکم ہو گا تم حجاب اُٹھاؤ، یہ ذکر کرنے والے، سجدہ کرنے والے اور میرے خوف سے رونے والے اور میرے دیدار کے طالب ہیں۔ اس وقت حجاب دور کر دیئے جائیں گے اور

اہلِ جنت اللہ کا دیدار کرتے ہی سر بسجود ہو جائیں گے۔ پھر فرمانِ الٰہی ہو گا سر اُٹھالو بہشت دار العمل نہیں دار الجزا ہے۔ اب وہ اپنے رب کو بے کیف دیکھیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

سلام علیکم عبادی فقد رضیت عنکم فھل رضیتم عنی ؟

اے میرے بندو تم پر سلامتی ہو۔ میں تم سے راضی ہوں کیا تم بھی مجھ سے راضی ہو؟

اہلِ جنت عرض کریں گے۔ اے ہمارے پروردگار! ہم کیسے راضی نہیں ہوں گے تو نے ہمیں وہ نعمتیں عطا کی ہیں جن کا نہ کسی آنکھ نے مشاہدہ کیا نہ کسی کان نے سُنا اور نہ ہی کسی دل میں ان کا تصور گزرا۔ اس فرمانِ الٰہی سے یہی مقصود ہے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے سلام قولا من رب الرحیم۔

④

صبر

جس شخص کی یہ خواہش ہے کہ عذابِ الٰہی سے بچے ثواب اور رحمت کو حاصل کرے اور جنتی ہو جائے اس کے لیے لازم ہے کہ دنیا کی خواہشات سے پرہیز کرے اور آلام و مصائب پر صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:-

واللہ یحب الصّٰبرین

اللہ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اقسامِ صبر

صبر کی کئی ایک قسمیں ہیں۔ اللہ کی اطاعت پر صبر کرنا، تکالیف کو صبر سے برداشت کرنا اور صدمہ پر صبر کرنا۔

جو شخص اللہ کی عبادت پر صبر کرتا ہے اور ہر وقت عبادت میں لگا رہتا ہے اسے قیامت کے روز اللہ تین سو ایسے درجات عطا کرے گا جن میں ہر درجہ کا فاصلہ زمین و آسمان کے درمیانی فاصلہ کے برابر ہو گا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء سے کنارہ کش رہتا ہے اسے چھ سو ایسے درجات عطا ہوں گے جن میں ہر ایک کا فاصلہ ساتویں آسمان سے نیچے ساتویں زمین تک ہو گا اور جو مصائب پر صبر کرتا ہے اسے سات سو ایسے درجات عطا کیے جائیں گے ان میں سے ہر درجہ تحت الثریٰ سے عرشِ معلیٰ تک کا ہو گا۔

حکایت

حضرت زکریا علیہ السلام کی جان کے درپے یہودی ہوئے تو وہ شہر سے نکل کر جنگل میں چلے گئے۔ انھوں نے یہودیوں کو اپنا پیچھا کرتے دیکھ کر درخت سے کہا کہ مجھے پناہ دے، درخت چر گیا اس میں آپ رُوپوش ہو گئے۔ جب یہودی اس درخت کے قریب پہنچے تو شیطان نے سارا قصہ بیان کر کے انہیں درخت کو آری سے دو لخت کرنے کا مشورہ دیا چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ آپ کیوں آری سے

بھیر کر رکھ دیئے گئے محض اس لیے کہ انھوں نے خالق کی بجائے اس کی مخلوق سے پناہ طلب کی۔ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا کوئی بندہ مصائب میں مجھ سے سوالی ہوتا ہے تو میں اسے مانگنے سے پہلے دے دیتا ہوں اور اس کی دعا کو شرف قبولیت بخشتا ہوں۔ لیکن جو کوئی مصائب میں میری مخلوق سے مدد کا طالب ہوتا ہے میں اس پر آسمانوں کے دروازے بند کر دیتا ہوں۔

حضرت زکریاؑ کو ممانعت

جب آری درخت کاٹتی ہوئی حضرت زکریا علیہ السلام کے دماغ تک پہنچی تو آپ نے آہ کھینچی۔ اس پر ارشادِ ربانی ہوا، اے زکریا مصائب پر پہلے صبر کیوں نہیں کیا اب جو فریاد کرتے ہو اگر آہ دوبارہ منہ سے اب نکلی تو دفترِ صابرین سے تمھارا نام خارج کر دیا جائے گا۔ تب آپ نے ہونٹوں کو بند کر لیا اور دو ٹکڑے ہو گئے مگر اُف تک نہ کی۔

لہٰذا ہر عاقل کے لیے ضروری ہے کہ مصائب پر صبر کرے اور حرفِ شکایت زبان پر نہ لائے تاکہ سرخرو ہو کر آخرت کے عذاب سے نجات حاصل کرے اس دنیا میں یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ مصائب انبیاؑ اور اولیاء اللہ پر ہی زیادہ وارد ہوئے ہیں۔

مصائب صوفیا کی نظر میں

مصائب کے بارے جناب جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے مصائب عارفین کا چراغ، مریدین کی بیداری، مومن کی اصلاح اور غافلوں کے لیے ہلاکت ہیں۔ اہلِ ایمان مصائب پر صبر کیے بغیر ایمان کی لذت کا مزہ نہیں چکھ سکتا۔ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے "جو شخص رات بھر بیمار رہا اور صبر کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب ہوا ایسا شخص گناہوں سے ایسا پاک ہو جائے گا جیسا کہ پیدائش کے وقت تھا لہٰذا بیماری میں عافیت طلب نہ کرنی چاہیے۔

جناب سحاک کا فرمان ہے جس شخص کو چالیس راتوں میں سے ایک بھی رات ایسی نصیب نہ ہو جس میں رنج نہ ہو اس نے اللہ کے ہاں سے کیا خاک بھلائی حاصل کرنی ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ جب بندہ مومن بیمار ہو جاتا ہے تو اس کے بائیں کے فرشتے کو حکم ہوتا ہے کہ اس کے گناہوں کو لکھنا بند کر دو اور

دائیں والے سے کہا جاتا ہے بہترین نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں درج کر۔

حدیث میں آیا ہے کہ جب کوئی بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف اسے دیکھنے کے لیے دو فرشتے بھیج دیتا ہے۔ جب بیمار الحمد للہ کہتا ہے تو فرشتے اللہ کی بارگاہ میں جا کر اس کے الفاظ دُہرا دیتے ہیں۔ اس پر ارشاد ہوتا ہے کہ اگر میں اس کو بیماری میں موت دوں گا تو جنت میں داخل کروں گا۔ اگر صحت عطا کی تو زیادہ ہو گی اور اس کے گناہ معاف کر دوں گا۔

حکایت

بنی اسرائیل میں ایک نہایت بدکردار شخص تھا۔ اہلِ شہر اس کی بدکرداری سے تنگ آ گئے تھے۔ انہوں نے اس بدکردار سے محفوظ رہنے کیلیے اللہ سے دعا کی اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بذریعہ وحی حکم دیا کہ فلاں شہر میں فلاں شخص رہتا ہے اس کو نکال دیجیے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی وجہ سے پورے شہر پر آگ برسائی جائے۔ حضرت موسیٰؑ اس شہر میں گئے اور اسے نکال باہر کیا وہ دوسری بستی میں چلا گیا وہاں سے بھی نکالے جانے کا حکم ہوا۔ وہاں سے بھی نکال دیا گیا وہ الگ تھلگ ایک غار میں جا کر رہائش پذیر ہوا جہاں چرند پرند اور انسان کا گزر نہ تھا۔ وہ اس غار میں بیمار ہو گیا۔ اس نے کہا کاش میرے ماں باپ میرے پاس ہوتے جو میری تیمارداری کرتے، کاش میری بیوی اور بچے میرے پاس ہوتے۔ بیماری اور اقربا کی جدائی کی بدولت وہ نہایت عاجز ہو کر اللہ کے حضور ملتجی ہوا۔ اے میرے رب میں بدکار ہوں میری بدکاری کی بدولت مجھے شہر اور بستی سے نکال دیا گیا۔ اب اس غار میں مجھے اپنی رحمت سے دور نہ رکھ۔ مجھے میرے گناہوں کی بدولت جہنم رسید نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی دلجوئی کے لیے ملائکہ کو اس کے والدین اور بیوی بچوں کی شکل میں بھیجا۔ وہ انھیں دیکھ کر خوش ہوا اور مر گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا فلاں غار میں ہمارا دوست مر گیا جا کر اس کی تجہیز و تکفین کرو۔ آپ نے وہاں جا کر اس شخص کو دیکھا جس کو شہر اور بستی سے بدر کیا تھا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کہ یہ تو وہ شخص ہے جسے تمہارے حکم سے شہر اور بستی سے نکالا تھا۔ اس پر ارشاد ہوا اس نے

عاجزی کی اور تکالیف پر صبر کیا اور گناہوں کی معافی مانگی۔ ہم نے اس کے گناہ معاف کر دیئے۔

جب کوئی مسافر مسافری میں دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو اس کے دم واپسی سے قبل اللہ تعالیٰ فرشتے اس کے عزیز و اقارب کے روپ میں بھیج دیتا ہے جنہیں دیکھ کر وہ مسرور ہو جاتا ہے موت کے بعد یہی فرشتے اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں فرمانِ الٰہی ہے:۔

اللہ لطیف لعبادہٖ

اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔

فریدالدین عطار رحمۃ کا قول ہے انسان کا صدق و کذب اس کی مصیبت اور شادمانی کے وقت ظاہر ہوتا ہے۔ جو شخص خوشحالی میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہے لیکن مصیبت میں فریاد کرتا ہے وہ جھوٹا ہے۔ کسی کو دونوں جہانوں کا علم عطا کر دیا جائے پھر اس پر مصائب کا پہاڑ ٹوٹ پڑے اور وہ شکوہ شکایت کرے تو اس کے لیے یہ علم بیکار ہے۔ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

اللہ تبارک تعالیٰ کا فرمان ہے جو میری قضا پر راضی نہیں، نہ میری عطا پر شکر کرتا ہے وہ میرے سوا کوئی اور رب تلاش کرے۔

حکایت

وہب بن منبہ سے روایت ہے۔ ایک نبی نے پچاس سال اللہ کی عبادت کی اس پر وحی نازل ہوئی کہ میں نے تجھے بخش دیا۔ نبی نے جواباً کہا کہ اے اللہ میں نے تو کوئی گناہ ہی نہیں کیا بخشش کس چیز کی ہوئی۔ اللہ نے اس کی ایک رگ بند کر دی جس کی تکلیف کی بدولت وہ ساری رات سو نہ سکا۔ صبح فرشتہ آیا تو اس نے رگ بند ہونے کی شکایت کی۔ اس پر فرشتہ بولا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تیری پچاس سال کی عبادت سے تیری یہ شکایت بہتر ہے کیونکہ تجھے اپنی عبادت پر بہت غرہ تھا۔

(۴)

نفسانی خواہشات اور ریاضت

درود پڑھنے کا موسیٰ کو حکم

حضرت موسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی حکم دیا :۔ اے موسیٰ ! کیا یہ تیری خواہش ہے کہ میں تمھاری زبان پر تمھارے کلام سے، تمھارے دل میں خیالات سے، تمھارے بدن میں تمھاری روح سے، تمھاری آنکھوں میں نور بصارت سے اور تمھارے کانوں میں قوت سماعت سے زیادہ قریب رہوں تو اس کے لیے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔

الصلوٰۃ و السلام علیک یا رسول اللہ۔

اللہ کا فرمان ہے :۔

ولتنظر نفس ما قدمت لغد

ہر شخص کو یہ دیکھنا چاہیے کہ اس نے قیامت کے لیے کیا عمل کیے

اے انسان ! اچھی طرح جان لے کہ برائی کی طرف تجھے لے جانے والا خود تیرا النفس ہے جو شیطان سے بڑا دشمن ہے۔ شیطان کو تجھ پر تیری خواہشات کی بدولت غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ تجھے جھوٹی امیدوں اور دھوکے سے تیرا نفس ڈالتا ہے۔ جو شخص بے خوف ہوا اور غفلت میں گرفتار ہوا وہ اپنے نفس کی پیروی کرتا ہے اس کا یہ دعویٰ جھوٹا ہے۔ اگر تو نفس کی خواہش کے مطابق خواہشات کی غلامی کرے گا۔ تو ہلاک ہو جائے گا اگر محاسبہ سے غافل رہا تو بحر عصیاں میں ضرور غرق ہو جائے گا۔

اے انسان ! اگر تو اس کی مخالفت سے عاجز آ کر خواہشات کی پیروی کریگا تو یہ تجھے جہنم رسید کر کے رہے گا۔ نفس کی واپسی بھلائی کی طرف نہیں ہے بلکہ یہ مصائب کی جڑ ہے، شرمندگی کی کان، شیطان کا خزانہ اور برائی کا ٹھکانا ہے۔

اس کی فتنہ پروری کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا ہے۔

ارشاد قادر مطلق ہے:

وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

اور اللہ سے ڈرو بلاشبہ وہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر میں ہے کہ جب کوئی بندہ [illegible] آخرت کی وجہ سے اپنی گذشتہ زندگی پر غور کرتا ہے۔ تو یہ فکر اسکے دل کیلئے غسل کا کام دیتا ہے۔ فرمان مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

"ایک گھڑی کا تفکر سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔"

اس لیے ہر عقل مند کو لازم ہے کہ اپنے گذشتہ گناہوں کی مغفرت طلب کرے جن چیزوں کا اقرار کرتا ہے ان میں تفکر کرے اور توشۂ آخرت تیار کرے۔ امیدوں کو کم کر کے توبہ میں جلدی کرے، اللہ کا ذکر کرتا رہے، حرام چیزوں سے پرہیز کرتے ہوئے نفس کو صبر پر آمادہ کرے۔ نفسانی خواہشات کی پیروی نہ کرے نفس ایک بت ہے جو نفس کی پیروی کرتا ہے وہ بت پرستی کرتا ہے جو اخلاص سے اللہ کی عبادت کرتا ہے وہ اپنے نفس پر جبر کر کے ہی کرتا ہے۔

مالک بن دینار کی انجیر کی خواہش

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ ایک دن بصرہ کے بازار سے گذر رہے تھے۔ آپ کی نظر انجیر پر پڑی۔ جیب میں کچھ نقدی نہ تھی آپ نے دکاندار سے کہا میرے جوتے لے لو اور انجیر دے دو۔ دکاندار نے پرانے جوتے کے عوض انجیر دینے سے انکار کر دیا آپ چل دیئے تو دکاندار کو آپ کا پتہ چلا فوراً ٹوکری انجیروں کی بھر کر غلام کو دی کہا کہ اگر مالک بن دینار یہ ٹوکری قبول فرمالیں تو اس خدمت کے عوض تو آزاد ہوگا۔ اس غلام نے حاضر خدمت ہو کر بہت کوشش کی کہ آپ کسی طرح ٹوکری قبول فرمالیں۔ آپ نے فرمایا بے شک اس ٹوکری کے قبول کرنے میں تیرے لیے آزادی ہے اور میرے لیے ہلاکت ہے میں دین کے عوض مرتے دم

تک بھی انجیر نہیں لوں گا۔

زندگی کے آخری لمحات میں صبر

حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ قریب المرگ تھے آپ کے دل میں گرم روٹی کا ثرید جس میں شہد اور دودھ شامل ہو کھانے کی خواہش پیدا ہوئی۔ آپ نے اپنے خادم کو حکم دیا۔ وہ کھانا تیار کر کے لے آیا تو آپ نے کھانا دیکھ کر فرمایا اے نفس! تو نے تیس سال صبر کیا اب زندگی کے آخری لمحات میں صبر نہیں کر سکتا۔ آپ کھانا کھائے بغیر واصل حق ہو گئے۔ یہ انبیاء، اولیاء، صدیقین، عشاق اور زہاد کا حصہ ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا قول ہے:۔

"جو شخص اپنے نفس پر قابو پالیتا ہے وہ اس شخص سے زیادہ طاقتور ہے جو تنہا کسی شہر کو فتح کر لیتا ہے"۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

"میں اپنے نفس کے ساتھ بکریوں کے گلہ پر ایک ایسے چرواہے کی طرح ہوں جو ایک طرف انھیں اکٹھا کرتا تو وہ دوسری طرف نکل جاتی ہیں"۔

جو شخص اپنے نفس کو فنا کر دیتا ہے اسے رحمت کے کفن میں لپیٹ کر کرامت کی زمین میں دفن کیا جاتا ہے۔ جو ضمیر کو ختم کر کے بے ضمیر ہو جاتا ہے اسے لعنت کے کفن میں لپیٹ کر عذاب کی زمین میں دفن کیا جاتا ہے۔

یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "اپنے نفس کا مقابلہ اپنے اللہ کی اطاعت اور عبادت کر کے کرو" ریاضت، شب بیداری، کم بولنا، لوگوں کی تکالیف برداشت کرنا، کم کھانا اور کم سونا ان سے خیالات پاکیزہ ہوتے ہیں۔ کم بولنے سے انسان آفتوں سے محفوظ رہتا ہے۔ تکالیف برداشت کرنے سے درجات بلند ہوتے ہیں اور کم کھانے سے شہوات نفسانی ختم ہو جاتی ہے زیادہ کھانا دل کی سیاہی اور اسے ظلمت میں گرفتار کرتا ہے۔ بھوک حکمت کا نور ہے۔ زیادہ سیر شکم ہونا اللہ تعالیٰ سے

دور کر دیتا ہے۔ اس ضمن میں فرمانِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

تنوروا اقلوبکم بالجوع وجاھدوا انفسکم بالجوع والعطش وادیموا قرع باب الجنۃ بالجوع فان الاجر فی ذٰلک کاجرا لمجاھد فی سبیل اللہ وانہ لیس من عمل احب الی اللہ من جوع وعطش ولن یلج ملکوت السمٰوات من ملؤ بطنہ وفقد حلاوۃ العبادۃ۔

(اپنے دلوں کو بھوک سے منور کرو، اپنے نفس کا بھوک اور پیاس سے مقابلہ کرو، ہمیشہ بھوک کے وسیلہ۔ جنت کا دروازہ کھٹکھٹاتے رہو، بھوکے رہنے والے کو مجاہد فی سبیل کے ثواب کے برابر اجر ملتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھوکے پیاسے رہنے سے کوئی بہتر عمل نہیں ہے۔ آسمان کے فرشتے اس انسان کے قریب نہیں بھٹکتے جس نے اپنا پیٹ بھر کر عبادت کا مزہ کھو دیا ہو)

منہاج العابدین میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ کا یہ قول درج ہے جب سے میں ایمان لایا ہوں، کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا اس لیے کہ میں اپنے رب کی عبادت کا مزہ حاصل کر سکوں۔ نیز اپنے رب کے شوقِ دیدار کی وجہ سے کبھی سیر ہو کر پانی نہیں پیا اس لیے کہ بہت کھانے سے عبادت میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ جب انسان خوب سیر ہو کر کھا لیتا ہے تو اس کا جسم گراں اور آنکھیں نیند سے بوجھل ہو جاتی ہیں اس کے بدن کے اعضاء ڈھیلے پڑ جاتے ہیں پھر وہ باوجود کوشش کے ماسوا نیند کے کچھ حاصل نہیں کر پاتا اس طرح سے وہ اس مردار کی مانند ہو جاتا ہے جو کسی رہ گذر پر پڑا ہو۔

منیۃ المنتی میں ہے کہ لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے کہا کھانا اور سونا کم کرو کیونکہ جو شخص زیادہ کھاتا ہے وہ زیادہ سوتا ہے وہ روزِ حشر اعمالِ صالحہ سے خالی ہاتھ ہوگا۔

ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ اپنے دلوں کو زیادہ کھانے پینے سے ہلاک نہ کرو، جس طرح زیادہ پانی سے کھیتی تباہ ہو جاتی ہے اسی طرح زیادہ کھانے پینے سے

دل ہلاک ہو جاتا ہے۔

نیک لوگوں نے معدہ کو ایسی ہانڈی سے مشابہ ٹھہرایا ہے جو ابلتی رہتی ہے اور اس کے بخارات دل پر برابر پہنچتے رہتے ہیں۔ ان بخارات کی کثرت دل کو غلیظ بنا دیتی ہے۔ زیادہ کھانے سے علم و فکر میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ زیادہ پیٹ بھر کر کھانا فطانت و ذکاوت کو ختم کر دیتا ہے۔

حکایت حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام نے شیطان کو بہت سے پھندے اٹھائے ہوئے دیکھا پوچھا کیا ہے۔ شیطان بولا یہ شہوات ہیں ان سے ابن آدم کو قید کرتا ہوں آپ نے دریافت کیا کیا میرے لیے بھی کوئی ہے؟ شیطان نے کہا ایک رات آپ نے پیٹ بھر کر کھا لیا جس سے نماز میں سستی پیدا ہوگئی۔ آپ نے فرمایا میں آئندہ کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھاؤں گا۔ شیطان نے جواباً کہا آئندہ کسی کو نصیحت نہیں کروں گا۔

یہ اس ہستی کا حال ہے جس نے زندگی میں صرف ایک رات پیٹ بھر کر کھا لیا اس شخص کے بارے میں کیا کہا جائے گا جو عمر بھر کبھی بھوکا نہیں رہتا اور پیٹ بھر کر کھاتا ہے اس پر اس کی عبادت گذار بننے کی خواہش ہے۔

حکایت حضرت یحییٰ علیہ السلام نے رات نانِ جویں پیٹ بھر کر کھالی اور اللہ کے دربار میں حاضر نہ ہوئے اس پر وحی الٰہی ہوئی اے یحییٰ! کیا تو نے اس دنیا کو آخرت سے بہتر سمجھ رکھا ہے یا میرے جوارِ رحمت سے بہتر کوئی ٹھکانا تو نے تلاش کر لیا ہے؟ مجھے اپنے جاہ و جلال کی قسم اگر تو جنت کا نظارہ کر لے اور جہنم کو دیکھ لے تو آنسوؤں کے بدلے آنکھوں سے خون کے آنسو بہائے اور اس لباس کی جگہ لوہے کا پہن لے۔

۵

غلبۂ نفس اور شیطان

ہر عاقل کے لیے شہوت کا خاتمہ کرنے کے لیے بھوک کا رہنا ضروری ہے بھوک اللہ کے باغی نفس کے لیے قہر ہے۔ شیطان کا غلبہ زیادہ کھانے سے ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔ شیطان تمھارے جسم میں خون کی طرح گردش کرتا ہے اس کے ان راستوں کو بھوک سے بند کر دو۔ قیامت کے دن بلا شبہ وہ شخص اللہ کے زیادہ قریب ہوگا۔ جس نے بھوک اور پیاس کی شدت برداشت کی ہوگی۔ انسان کے لیے سب سے زیادہ بربادی کی چیزیں پیٹ کی خواہشات ہیں۔ پیٹ ہونے کی بدولت حضرت آدم اور حوا زمین پر اتارے گئے۔ اس کی بدولت شجرہ ممنوعہ کے پاس جانے سے نہ ٹل سکے۔ یہی مرکز شہوات ہے۔

حکیمانہ اقوال

ایک دانا کا قول ہے جب انسان پر اس کا نفس غالب آجاتا ہے وہ شہوت کا غلام بن جاتا ہے۔ وہ بے ہودگی کا تابع بن جاتا ہے اس کا دل تمام فوائد سے محروم ہو جاتا ہے۔ جس نے اپنے جسم کی زمین کو شہوت سے سیراب کیا اس نے اپنے دل میں ندامت کاشت کی۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو تین قسموں میں پیدا کیا۔

۱۔ فرشتوں کو پیدا کیا انھیں عقل عطا کی مگر شہوت سے محفوظ رکھا۔

۲۔ جانوروں کو پیدا کیا ان کو عقل سے عاری رکھا مگر شہوت عطا کی۔

۳۔ انسانوں کی تخلیق کی اس کو عقل اور شہوت دونوں عطا کیں۔

جب انسان کی عقل پر شہوت غالب آجاتی ہے تو وہ جانوروں سے بدترین مخلوق بن جاتا ہے جب اس کی شہوت پر عقل غالب ہو تو یہ فرشتوں سے بہتر ہوتا ہے۔

حکایت

جناب ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ اپنا قصہ بیان کرتے ہیں کہ میں لسکام کے پہاڑ میں تھا۔ وہاں انار دیکھ کر کھانے کی خواہش دل میں پیدا ہوئی میں نے ایک انار اٹھا کر پھاڑا تو وہ ترش نکلا میں اسے پھینک کر چل دیا۔ چند قدم آگے جا کر دیکھا کہ ایک شخص فرش زمین پر لیٹا ہوا ہے اسے بھڑیں چمٹی ہوئی ہیں۔ میں نے اسے سلام کیا اس نے میرا نام لے کر جواب دیا میں نے حیرانی سے پوچھا آپ مجھے کیسے پہچانتے ہیں؟ اس نے جواباً کہا جو اللہ کو پہچانتا ہے پھر اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔ میں نے کہا تمھارا تو بہت مقام ہے تم بارگاہ رب العزت میں ان بھڑوں کے دور کیے جانے کے لیے دعا کیوں نہ کرتے اس نے کہا مجھے معلوم ہے کہ اللہ کے ہاں تمھارا ابھی بہت بلند مقام ہے۔ تم نے انار کی خواہش نہ ہونے کی دعا کیوں نہ کی۔ کیونکہ بھڑوں کی دنیاوی تکلیف انار کھانے کی آخرت کی تکلیف سے بہتر ہے۔ بھڑیں تو جسم کو ڈستی ہیں مگر خواہشات انسان کے دل کو ڈس لیتی ہیں۔ میں یہ نصیحت آموز کلمات سن کر چل دیا۔

شہوت بادشاہوں کو فقیر اور صبر فقیروں کو بادشاہ بنا دیتا ہے آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ کیا نہیں پڑھا؟ یوسف علیہ السلام صبر کی بدولت مصر کے بادشاہ بن گئے اور زلیخا اپنی خواہشات کی بدولت عاجز اور رسوا ہوئی۔ اور بڑھیا بن گئی۔ اس لیے کہ اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں صبر نہ کیا۔

حضرت ابو الحسن رازی رحمۃ کا خواب

آپ اپنا خواب بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں اپنے والد کو جہنمیوں کے لباس میں دیکھا اور پوچھا ابا جان آپ کے جہنم پہنچنے کے کیا اسباب تھے؟ انھوں نے جواب دیا میرا نفس مجھے جہنم لے گیا۔ اس کے دھوکہ میں نہ آنا۔ اشعار ؎

انی ابتلیت باربع ونما سلطوا
الا لشرة شقوتی وعنائی
میں ان چار دشمنوں میں گھرا ہوا ہوں جو میری سیاہ بختی اور تردامنی کی وجہ سے مجھ پر غالب آ گئے ہیں۔
ابلیس والدنیا ونفسی والھوای
کیف الخلاص وکلھم اعدائی
شیطان، نفس، دنیا اور اس کی خواہشات سے مجھے کیسے رہائی مل سکتی ہے یہ چاروں میرے جانی دشمن ہیں۔
واری الھوٰی تدھوا الیہ خواطری
فی ظلمۃ الشھوات والادٰاء
میں دیکھتا ہوں کہ خودستائی اور شہوات کی ظلمت میرے دل کی خواہشات کو اپنی طرف کھینچتی رہتی ہیں۔
جناب حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:۔
”نفس میرا اصطبل ہے، علم میرا ہتھیار ہے، ناامیدی میرا گناہ ہے شیطان میرا دشمن ہے اور میں اپنے نفس کو فریب میں مبتلا رکھتا ہوں۔

عارفانہ نکتہ

ایک عارف کا قول ہے۔ جہاد کی تین قسمیں ہیں ۱۔ کفار کے ساتھ جو جہاد ہے وہ ظاہری ہے حکم الٰہی ہے:۔
یُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ
۲۔ جھوٹے لوگوں کے ساتھ علم اور دلائل سے جہاد۔ حکم ربانی ہے:۔
وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ
۳۔ نفس کے ساتھ جہاد جو برائیوں کی طرف لے جاتا ہے۔ حکم مالک کائنات
وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا ؕ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

افضل الجہاد جہاد النفس۔ سب سے افضل جہاد نفس کے ساتھ ہے

جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہاد سے واپس لوٹتے تو فرمایا کرتے تھے ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف لوٹ آئے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے نفس کے ساتھ جہاد کو اس لیے افضل قرار دیا کیونکہ یہ جہاد مسلسل ہوتا ہے اور کفار کے ساتھ جہاد کبھی کبھار ہوتا ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ غازی اپنے دشمن کو سامنے دیکھتا ہے لیکن اس جہاد میں شیطان نظر نہیں آتا، چھپے ہوئے دشمن سے لڑائی دیکھے جانے والے دشمن کی نسبت مشکل ہوتی ہے۔ کافر کے ساتھ جہاد میں قطعًا ہمدردی نہیں ہوتی۔ لیکن شیطان سے جہاد میں نفس اور خواہشات شیطان کی حامی ہوتی ہیں۔ لہذا یہ مقابلہ سخت ہوتا ہے۔ کافر کے ساتھ جہاد میں غازی اگر کافر کو قتل کر دے تو فتح اور مال غنیمت حاصل کرتا ہے اگر شہید ہو جائے تو جنت مل جاتی ہے مگر جہاد اکبر میں انسان شیطان کے قتل پر تو قادر نہیں لیکن شیطان اگر بھٹکا دے تو بندہ عذاب الٰہی کا مستحق اور ٹھکانہ جہنم۔ یہ مثل مشہور ہے۔ جنگ کے دن جس کا گھوڑا بھاگ پڑے وہ کافروں کے ہاتھ چڑھ جاتا ہے اگر ایمان بھاگ جائے تو وہ غضب الٰہی کا شکار ہو جاتا ہے جو کفار کے ہاتھ چڑھ جائے اسے اتنی تکالیف کا سامنا نہیں ہوتا جتنا کہ عذاب الٰہی کے گرفتار کو ایسے شخص کا منہ کالا کیا جاتا ہے اس کی مشکیں کس کر زنجیریں ڈال دی جاتی ہیں۔ اس کے پاؤں میں آگ کی بیڑیاں ہوتی ہیں۔ اس کا کھانا پینا اور لباس نارِ جہنم سے تیار ہوتا ہے۔

⑥

غفلت

غفلت شرمندگی بڑھاتی ہے اور نعمت زائل کرتی ہے خدمت کا جذبہ ماند پڑ جاتا ہے۔ حسد زیادہ ہوتا ہے اور ملامت و پشیمانی میں اضافہ ہوتا ہے۔

سب سے بڑی حسرت

ایک نیک آدمی نے اپنے استاد کو خواب میں دیکھ کر اس سے پوچھا آپ کے نزدیک سب سے بڑی حسرت کون سی ہے؟

استاد نے کہا "غفلت کی حسرت سب سے بڑی ہے"۔

روایت ہے کسی شخص نے حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھ کر سوال کیا اللہ نے آپ کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ انھوں نے جواباً کہا اللہ نے مجھے اپنی بارگاہ میں کھڑے کر کے فرمایا! تو نے میری محبت کا دعویٰ کیا اور مجھ سے غافل رہا ؎

انت فی غفلۃ وقلبک ساھی

ذھب العمر والذنوب کماھی

تو غفلت میں مبتلا ہے تیرا دل بھولنے والا ہے تیری عمر بیت گئی اور گناہ ویسے کے ویسے ہی موجود ہیں۔

حکایت

ایک مرد صالح نے اپنے والد کو خواب میں دیکھ کر پوچھا ابا جان آپ کیسے ہیں؟ اور کیا حال ہے؟ باپ نے جواب دیا ہم نے زندگی غفلت میں بسر کر دی اور غفلت میں ہی مر گئے۔

موت کے پیامبر

"زہر الریاض" میں ہے حضرت یعقوب علیہ السلام کا فرشتہ اجل سے گہرا یارانہ تھا۔ ایک دن

ملک الموت آیا تو پوچھا کیسے آنا ہوا ؟ ملاقات یا قبض روح ؟ عزرائیل نے کہا صرف ملاقات ۔ آپ نے فرمایا مجھے آپ سے خاص بات کہنی ہے ۔ ملک الموت نے کہا فرمائیے ۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا جب میری موت قریب ہو ۔ روح قبض کرنے کے لیے آنے سے پہلے قاصد بھیج دینا ۔ ملک الموت نے کہا ایسا ہی ہوگا میں دو تین قاصد بھیج دوں گا ۔ جب حضرت کا آخری وقت آیا تو ملک الموت آموجود ہوا حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا آپ نے وعدہ کیا تھا کہ آمد سے قبل قاصد بھیج دوں گا ۔ عزرائیل نے کہا

میں نے ایسا ہی تو کیا ہے پہلے آپ کے سیاہ بال سفید ہوئے یہ پہلا قاصد تھا ۔ پھر بدن کی چستی اور توانائی ختم ہوئی یہ میرا دوسرا قاصد تھا ۔ بعدازاں آپ کا بدن جھک گیا یہ میرا تیسرا قاصد تھا ، کیا خیال ہے یہ میرے تین قاصد نہیں آئے ؟ شعر

مضی الدھر والایام والذنب حاصل

وجاء رسول الموت والقلب غافل

زمانہ بیت گیا اور گناہوں کو چھوڑ گیا ۔ موت کا قاصد آ پہنچا لیکن دل یاد الٰہی سے غافل ہی رہا ۔

یعمک فی الدنیا غرور و حسرۃ

وعیشک فی الدنیا محال و باطل

دنیاوی نعمتیں محض دھوکہ اور فریب ہیں اور تیرا دنیا میں ہمیشہ رہنا ناممکن اور جھوٹ ہے ۔

شیخ ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ میں مرد صالح کی عیادت کے لیے گیا جو بیمار تھے ۔ ان کا شمار مشائخ کبار میں ہوتا تھا آپ کے شاگرد قریب بیٹھے ہوئے تھے اور آپ رو رہے تھے ۔ میں نے کہا اے شیخ ! کیا آپ دنیا پر رو رہے ہیں انھوں نے جواباً کہا نہیں میں اپنی نمازوں کی قضا ہونے پر رو رہا ہوں

میں نے ہر سجدہ غفلت میں کیا اور غفلت ہی میں ہر سجدہ سے سر اٹھایا ۔ اب حالت غفلت میں موت سے ہم کنار ہو رہا ہوں ۔ آہ بھر کر یہ اشعار پڑھے ۔

تفکرت فی حشری و یوم قیامتی
واصبح خدی فی المقابر ثاویا

میں نے حشر اور قیامت کے دن کے بارے میں اور قبر میں رہنے کے متعلق سوچا ۔

فریدا وحیدا بعد عز و رفعة
رھینا بجرمی والتراب وسادیا

یہ عزت اور وقار والا وجود مٹی کا رہین منت ہوگا اور مٹی ہی اس کا تکیہ ہوگا ۔

تفکرت فی طول الحساب وعرضہ
وذل مقامی حین اعطی کتابیا

میں نے یوم حساب کی طوالت اور اس وقت کی رسوائی کے بارے میں سوچا جب نامہ اعمال مجھے دیا جائے گا ۔

ولکن رجائی فیک ربی وخالقی
بانک تعفو یا الٰھی خطائیا

اے رب ذوالجلال ! مگر میری امیدیں تیری رحمت کے ساتھ وابستہ ہیں تو ہی میرا خالق اور میرے گناہوں کو بخشنے والا ہے ۔

دعوٰی دیگر عمل متضاد

عیون الاخبار میں حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ لوگ تین باتیں زبانی کرتے ہیں مگر ان کا عمل متضاد ہے ایک اللہ کے بندے ہونے کا دعوٰی ہے مگر بندگی بندوں جیسی نہیں ان کا عمل آزاد منشوں جیسا ہے ۔

۲ ۔ کہتے یہ ہیں کہ اللہ ہمیں رزق دیتا ہے لیکن دل ان کے دنیا اور

متاعِ دنیا جمع کیے بغیر مطمئن نہیں ہوتے یہ ان کے اقرار کے خلاف ہے۔

۳۔ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ آخر ہمیں مرنا ہے مگر کام ایسے کرتے ہیں جیسے مرنا ہی کبھی نہیں۔

اے مخاطب! تو ہی ذرا سوچ اللہ کے سامنے کون سا منہ لے کر جائیگا کون سی زبان سے جواب دے گا تجھ سے ہر چھوٹی بڑی چیز کے متعلق سوال کیا جائے گا جواب ابھی سوچ تاکہ وقت پر شرمندہ نہ ہونا پڑے

ارشاد الٰہی ہے :۔

واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون

اللہ کا تقوٰی اختیار کرو جو کچھ تم کرتے ہو بے شک اللہ اس کی خبر رکھتا ہے اور اس کا اسے علم ہے۔

اس کے بعد بھی اللہ نے اہلِ ایمان کو سمجھایا ہے کہ اس کے احکام پر عمل پیرا ہیں اور اس کی توحید کا اقرار کریں۔

اطاعت الٰہی کا اجر

حدیث میں آیا ہے کہ عرش کے پائے پر تحریر ہے جو میری اطاعت کرے گا میں اس کی بات مانوں گا۔ جو مجھ سے محبت کرے گا اسے محبوب بناؤں گا۔ جو مجھ سے مانگے گا میں اسے عطا کروں گا اور جو کوئی بخشش کا طلب گار ہو گا اسے بخش دیا جائے گا۔

یہ فرمانِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بڑی بصیرت کی آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہے۔ ضروری ہے کہ خوف اور بھرپور خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے اور راضی برضا رہنا چاہیے مصائب پر صبر کرے اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرے اور قانع رہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جو میری قضا پر راضی، مصائب پر صابر نہیں اور نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتا اور ان پر قانع نہیں وہ میرے سوا اور کوئی رب تلاش کرے۔

حسن بصری کا دلنشین جواب

کسی نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ عجیب بات ہے کہ عبادات میں مجھے لطف نہیں آتا۔ آپ نے جواب دیا شاید تو نے کسی ایسے شخص کو دیکھ لیا ہے جو اللہ سے نہیں ڈرتا۔

بندگی کا حق یہ ہے کہ اللہ کی رضا کے لیے تمام چیزوں کو چھوڑ دیا جائے۔

ایک شخص نے ابی یزید رحمۃ اللہ علیہ سے کہا میں عبادت میں کیف و سرور نہیں پاتا۔ انھوں نے جواب دیا یہ اس لیے ہے کہ تو عبادت کی بندگی کرتا ہے اللہ کی بندگی نہیں کرتا۔ اللہ کی بندگی کر کے دیکھ کیسا مزہ آتا ہے

اللہ یا مخلوق کی عبادت

ایک شخص نے نماز پڑھنی شروع کی وہ جب "ایاک نعبد" پر پہنچا تو اس کے دل میں خیال آیا کہ کیا میں خالص اللہ ہی کی عبادت کر رہا ہوں؟ غیب سے ندا آئی تو نے جھوٹ بولا تو مخلوق کی عبادت کرتا ہے۔ تب اس نے مخلوق سے قطع تعلق کر کے پھر نماز شروع کی اور پہلے کی طرح اسی آیت پر پہنچا تو پھر پہلا خیال آیا اس پر آواز آئی تو اپنے مال کی عبادت کرتا ہے اس پر اس نے اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں بانٹ دیا پھر نماز شروع کی جب پھر "ایاک نعبد" تو خیال آیا کہ میں خالصۃً اللہ کی عبادت کرتا ہوں پھر آواز آئی تم جھوٹے ہو تم اپنے کپڑوں کی عبادت کرتے ہو اس پر اس نے اپنے تمام فالتو کپڑے بانٹ دیئے پھر متذکرہ بالا آیت پر پہنچا اور سوال دہرایا تو آواز آئی اب تم اپنے دعوے میں سچے ہو۔

نصیحت پر غلام آزاد

رونق المجالس میں لکھا ہے کہ ایک شخص کی عبائیں گم ہوگئیں اور پتہ نہیں چل رہا تھا کون لے گیا اس نے نماز شروع کی تو یاد آگیا کہ فلاں شخص لے گیا تھا۔ اس نے نماز کے بعد غلام کو آواز دی فلاں شخص سے عبائیں لے آؤ۔ غلام نے کہا کیسے یاد آیا؟ مالک نے کہا نماز میں۔ غلام نے کہا پہلے نماز عباؤں کے لیے پڑھی گئی اب دوبارہ اللہ کے لیے نماز

پڑھ لیجیے۔ اس پر اس شخص نے غلام کو آزاد کر دیا۔

ہر ذی شعور کے لیے ضروری ہے کہ وہ دنیا کو ترک کرے اور اللہ کی عبادت کے ساتھ مستقبل کی فکر کر کے اپنی عاقبت سنوارے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

من کان یرید حرث الاخرۃ نزدلہ فی حرثہ ومن کان

یرید حرث الدنیا نوتہ منہا وما لہ فی الاخرۃ

من نصیب ہ

جو شخص آخرت کی فکر کرتا ہے۔ ہم اس کی کھیتی زیادہ کر دیتے ہیں اور جو شخص دنیا کی کھیتی کا ارادہ کرتا ہے۔ ہم اسے اس میں سے کچھ دیں گے۔ مگر آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہ ہے۔

مقصد یہ ہے کہ اس کے دل سے آخرت کی محبت نکال دی جاتی ہے اسی لیے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر چالیس ہزار دینار اعلانیہ اور چالیس ہزار پوشیدہ خرچ کیے۔ یہاں تک کہ آپ کے پاس کچھ رقم بھی باقی نہ رہی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہلِ بیت مال دنیا کی خواہش سے مکمل پرہیز کرتے تھے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جہیز مینڈھے کی رنگی ہوئی ایک کھال، ایک چمڑے کا تکیہ جس میں کھجوروں کی چھال بھری ہوئی تھی

⑦

فسق و نفاق ۔ اللہ سے دُوری

خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک عورت آئی اس نے کہا میری جوان لڑکی فوت ہو چکی ہے میں چاہتی ہوں کہ اسے خواب میں دیکھ لوں آپ اس کے لیے کوئی وظیفہ بتلا دیجیے آپ نے بتلا دی۔ رات کو اس عورت نے اپنی بیٹی کو جہنمی لباس پہنے پاؤں میں بیڑیاں پڑی ہوئی دیکھیں۔ صبح کو اس عورت نے وہ خواب حضرت حسن بصری کو سنایا تو آپ بہت مغموم ہوئے ایک عرصہ بعد آپ نے اسی لڑکی کو سر پہ تاج رکھے جنت میں دیکھا اس لڑکی نے کہا آپ نے مجھے پہچانا۔ میں اسی عورت کی بیٹی ہوں جو آپ کے پاس آئی تھی آپ نے کہا تیری حالت کیسے تبدیل ہوئی؟ لڑکی نے کہا ہمارے قبرستان کے قریب سے ایک شخص حضورؐ پر درود پڑھتے ہوئے گذرا اللہ تعالیٰ نے اس درود کی برکت سے اس قبرستان کے پانچ سو مردوں کو عذاب سے چھٹکارا عطا کیا۔

اہم بات مقام غور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک شخص کے درود بھیجنے کی برکت سے اتنے لوگ عذاب چھٹکارا پا کر بخشے گئے، جو پچاس سال سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر متواتر درود بھیج رہا ہو۔ کیا قیامت کے دن اس کی مغفرت نہیں ہو گی؟ حکمِ ربانی ہے:۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللّٰهَ

گناہ کرنے میں تم منافقوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنھوں نے اللہ کے احکام کو چھوڑ دیا اور اس کے خلاف چلنے لگے اور شہوات دنیا سے لطف اندوز ہونے لگے اور فریب کاری کی طرف مائل ہوئے۔

⁂ ⁂ ⁂

مومن اور منافق میں فرق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مومن اور منافق میں فرق کے متعلق سوال کیا گیا آپ نے فرمایا مومن نماز اور روزے کی طرف ہمت کرتا ہے اور منافق جانوروں کی طرح کھانے پینے کی طرف ہمت کرتا ہے وہ نماز روزے کے قریب نہیں بھٹکتا مومن اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے اور بخشش طلب کرنے میں مشغول رہتا ہے اس کے برعکس منافق حرص و ہوس میں لگا رہتا ہے۔

مومن ماسواء اللہ کے کسی سے نہیں ڈرتا لیکن منافق اللہ کے سوا ہر چیز سے ڈرتا ہے مومن نیکی کر کے بھی اللہ کی بارگاہ میں روتا رہتا ہے۔ منافق گناہ کر کے خوش ہوتا ہے مومن خلوت اور تنہائی کو پسند کرتا ہے۔ منافق میل جول بھیڑ بھڑ کے کو پسند کرتا ہے۔ مومن فصل کاشت کر کے بربادی سے ڈرتا ہے لیکن منافق فصل اجاڑ دینے کے بعد فصل کاٹنے کی تمنا لیے ہوئے ہوتا ہے۔ مومن دین کی تدبیر اور اچھائیوں پر عمل پیرا ہوتا ہے برائیوں سے روکتا ہے اصلاح کرتا ہے منافق اپنی ہیبت اور سطوت کے لیے فتنہ وفساد برپا کرتا ہے نیکیوں سے روک کر برائیوں کی طرف راغب کرتا ہے۔ حکم رب العزت ہے "منافق مرد اور عورتیں ایک دوسرے میں سے ہیں۔ نیکی سے روکتے اور برائیوں کا حکم دیتے ہیں اور اپنے ہاتھوں کو بند کرتے ہیں۔ انھوں نے اللہ کو بھلا دیا اور اللہ نے انھیں بھلا دیا۔ بے شک منافق فاسق ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے منافق مرد اور عورتیں اور کفار کے لیے جہنم کی آگ تیار کی ہے۔ یہ اس کا وعدہ ہے یہ انھیں کافی ہے اور اللہ نے ان پر لعنت کی ہے اور ان کے لیے دائمی عذاب ہے۔

قرآن حکیم میں ان کے بارے میں ارشاد ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمام منافقوں اور کافروں کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے۔ یعنی اگر وہ اپنے کفر اور نفاق پر مر جائیں۔ اس ارشاد باری تعالیٰ میں ابتداء میں منافقوں کا ذکر ہے یہ کفار سے زیادہ بدبخت ہوتے ہیں اللہ نے ان سب کا ٹھکانا جہنم بنایا

حکم ربانی ہے۔ بلاشبہ منافق جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوں گے اور آپ کسی کو ان کا مددگار نہیں پائیں گے۔ منافق لفظ لغت میں نافق الیربوع سے مشتق ہے۔ جنگلی چوہا جسے یربوع کہتے ہیں اس کی بل کے دو سوراخ ہوتے ہیں ایک داخل ہونے کے لیے اور دوسرا نکلنے کے لیے۔ کبھی ایک سوراخ سے داخل ہوتے ہیں دوسرے سے نکل بھاگتا ہے۔ منافق بھی اسی سبب منافق کہلاتا ہے کیونکہ وہ بظاہر مسلمانوں کی صورت میں ہوتا ہے لیکن نکل کفر کیطرف جاتا ہے۔

حدیثِ نبوی میں ہے منافق کی مثال ایسی نووارد بکری کی طرح ہے جو دو ریوڑوں کے درمیان ہو کبھی وہ اس ریوڑ اور کبھی وہ اس ریوڑ کی طرف بھاگ نکلتی ہے یعنی وہ ایک ریوڑ میں نہیں ٹھہرتی اسی طرح منافق بھی نہ مسلمانوں میں شامل ہوتا ہے اور نہ کافروں میں۔

جہنم کے سات دروازے

جہنم کو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے اور اس کے سات دروازے رکھے ہیں فرمانِ الٰہی ہے :۔

ولہا سبعتہ ابواب اس کے لوہے کے دروازے ایسے ہوں گے جن پر لعنت کی تہتیں چڑھی ہوں گی ان کا ظاہر تانبے کا اور باطن سیسے کا اس کی گہرائی میں عذاب اور اس کی بلندی میں اللہ کی ناراضگی، اس کی زمین، تانبے، سیسے، لوہے اور شیشے کی، اس کے مکینوں کے لیے دائیں بائیں اوپر نیچے آگ ہی آگ ہے اس کے طبقات اوپر سے نیچے کی طرف ہیں جن میں سب سے نچلا طبقہ منافقوں کے لیے ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل سے جہنم کے بارے وضاحت سے اور گرمی کے متعلق دریافت کیا جبرئیل نے بیان کیا۔ اللہ تعالیٰ نے جہنم کو پیدا کر کے ہزار سال تک دہکایا وہ سرخ ہو گیا پھر ہزار سال

دہکایا تو وہ سفید ہوگیا۔ تیسرے ہزار سال دہکایا تو وہ بالکل تاریک اور سیاہ ہوگیا اس رب کی قسم نے جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے اگر دوزخیوں میں سے کسی کا کپڑا ابھی دنیا پر ظاہر ہوجائے تو تمام مخلوق تباہ ہوجائے اگر جہنم کے پانی کا ایک ڈول دنیا کے تمام پانیوں میں ملا دیا جائے جو اسے چکھے وہ مر جائے دوزخ کی زنجیروں کا ایک ٹکڑا، اللہ تعالیٰ نے جس کا ذکر یوں کیا ہے۔

فی سلسلة ذرعها سبعون ذراعًا

ہر ٹکڑے کی لمبائی مشرق و مغرب کی لمبائی کے برابر ہے اسے اگر دنیا کے کسی پہاڑ کے اوپر رکھ دیا جائے تو وہ پگھل جائے اگر کسی دوزخی کو دوزخ سے نکال کر دنیا پر لایا جائے تو اس کی بدبو سے انسان فناہ ہو جائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل سے مزید استفسار فرمایا بتاؤ کیا جہنم کے دروازے ہمارے دروازوں جیسے ہیں۔ جبرئیل نے عرض کی نہیں وہ مختلف طبقات میں بنے ہوئے ہیں کچھ اوپر کچھ نیچے ایک دروازے کا درمیانی فاصلہ ستّر سال کا ہے۔ ہر دروازہ پہلے دروازے سے ستر گنا زیادہ گرم ہے۔ آپ نے ان میں رہنے والوں کے متعلق دریافت فرمایا تو جبرئیلؑ نے جواباً کہا سب سے نچلے طبقہ کا نام "ہاویہ" ہے۔ اس میں منافقین ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَفِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ

دوسرے طبقہ کا نام "جحیم" ہے اس میں مشرک ہوں گے تیسرے کا نام "سقر" ہے اس میں صابی ہیں چوتھے کا نام "لظی" ہے اس میں شیطان اور اس کے پیروکار مجوسی ہیں۔ پانچویں کا نام "حطمہ" ہے اس میں یہود ہیں اور چھٹے کا نام "سعیر" ہے اس میں نصاریٰ ہیں۔ پھر جبرئیل نے خاموشی اختیار کی آپ نے دریافت فرمایا اے جبرئیل مجھے ساتویں طبقہ کے متعلق کیا نہیں بتلاؤ گے جبرئیل نے عرض کی حضور نہ ہی پوچھیے آپ نے فرمایا اچھا بتلاؤ۔ تب جبرئیل یوں گویا ہوئے

حضور اس طبقہ میں آپ کے وہ امتی ہوں گے جنھوں نے گناہ کبیرہ کیے اور بغیر توبہ کے مر گئے۔

روایت

جب اس آیت کا نزول ہوا " وان منکم الا واردھا " تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے بارے میں انتہائی خوفزدہ ہوئے اور بہت زیادہ روئے۔ جو بھی اللہ کی سخت گرفت اور اس کے قہر کو جانتا ہے اسے چاہیے کہ وہ روتا رہے اور نفس کی لغزشوں پر روتا رہے تاکہ اس کو مصائب نہ جھیلنا پڑیں۔ اس دہشت ناک مقام کو دیکھے اس کی پردہ دری کی جائے اسے منتظم حقیقی کے روبرو پیش کیا جائے اور اسے جہنم کا حکم ہو

مرنے کے بعد افسوس

کتنے ایسے بوڑھے ہیں جو دوزخ میں فریاد کناں ہیں؟ کتنے جوان ہیں جو جوانی کو ضائع ہونے کو یاد کر کے آہ و فغاں کرتے ہیں؟ کتنی ایسی عورتیں جو اپنی گذشتہ زندگی کی بداعمالیوں کو یاد کر کے روتی ہیں؟ حالانکہ ان کے جسم اور چہرے سیاہ ہو چکے ہیں ان کی کمریں خمیدہ ہو چکی ہیں نہ ان بڑوں کی عزت کی جاتی ہے اور نہ چھوٹوں پر رحم کیا جاتا ہے اور نہ ہی ان کی عورتوں کی پردہ پوشی کی جاتی ہے۔

اے اللہ! ہمیں آگ اور آگ کے عذاب سے بچا اور ہمیں اس کام سے بچا جو آگ میں لے جائے اپنی رحمت کے طفیل ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ جنت میں داخل فرما۔ اے عزیز، اے عفار! اے اللہ! ہمارے عیبوں کو ڈھانپ لے ہمیں خوف سے نجات دے ہمیں لغزشوں سے بچا اور اپنے سامنے شرمندگی سے محفوظ رکھ یا ارحم الراحمین۔ وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ وسلم۔

(۸)

توبہ

گناہوں سے توبہ کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر واجب ہے، اللہ کا حکم ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا ۔

اے ایمان والو! اللہ سے پختہ توبہ کرو۔

دوسرے مقام پر ارشاد باری ہے۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ

تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنھوں نے اللہ کو بھلا دیا۔

اس کی بھیجی ہوئی کتابوں کو پس پشت ڈال کر انھوں نے اپنے حال پر رحم نہیں کیا۔ اپنے آپ کو گناہوں سے نہیں بچایا نہ ہی آخرت کے لیے کوئی نیکی کی۔ ارشاد رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہے ــــ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا پسند کرتا ہے جو اللہ سے نہیں چاہتا اللہ بھی اس سے نہیں ملنا چاہتا۔ فرمان مالک کائنات ہے۔

أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ

یہی نافرمان لوگ ہیں۔ وعدہ توڑنے والے رحمت اور بخشش اور راہ ہدایت سے دور ہیں۔

فاسق کی قسمیں

فاسق کی دو قسمیں ہیں (۱) فاسق کافر (۲) فاسق فاجر ــ فاسق کافر وہ کہلاتا ہے جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہیں لاتا وہ ہدایت چھوڑ کر گمراہی کا طالب ہوتا ہے

جیسا کہ فرمان اللہ تعالیٰ ہے۔

فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّہٖ

فاسق فاجر وہ ہے جو شراب پیتا ہے، مال حرام کھاتا ہے، بدکاریاں کرتا ہے، عبادت چھوڑ گناہوں کی زندگی اختیار کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو ایک مانتا ہے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ فاسق کافر کی بخشش موت سے پہلے کلمہ شہادت پڑھ لینے اور توبہ کے بغیر ناممکن ہے اور فاسق فاجر کی بخشش موت سے پہلے توبہ اور ماضی کے کیے پر نادم ہونے کے ذریعہ ممکن ہے کیونکہ ان کے گناہوں کا تعلق خواہشات نفسانیہ سے ہے مغفرت ممکن ہے۔ لیکن ہر اس گناہ کی مغفرت ناممکن ہے جن کا تعلق تکبر اور نخوت سے ہو کیونکہ ہر دو شیطان کی بدولت گناہ پیدا ہوتے ہیں۔

انسان کے لیے لازم ہے کہ مرنے سے پہلے ہر گناہ سے توبہ کر لے، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف کر دے جیسا کہ اس کا حکم ہے۔

هُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِہٖ وَ یَعْفُوْ عَنْ کَثِیْرٍ ۝

اللہ وہ ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کے گناہوں سے درگذر فرماتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "گناہوں سے توبہ کرنیوالا اس شخص کی طرح ہے جس سے کوئی گناہ سرزد نہ ہوا ہو۔"

حکایت ایک جوان تھا وہ گناہ کر کے اسے اپنے دفتر میں لکھ لیتا ایک دفعہ اس نے گناہ کیا جب لکھنے کے لیے اس نے دفتر کھولا تو دیکھا اس آیت کے سوا کچھ اور لکھا نہ تھا۔

فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ۔

اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کرتا ہے۔
مشرک کی جگہ ایمان، بدکاری کی جگہ بخشش، گناہ کی جگہ
عصمت اور نیکو کاری لکھ دی جاتی ہے۔

جوان کی ندامت

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ ایک دفعہ ایک گلی سے گذر رہے تھے آپ کی نگاہ ایک ایسے نوجوان پر پڑی جو کپڑوں کے نیچے شراب کی بوتل چھپائے ہوئے تھا۔ آپ نے پوچھا اے جوان بوتل میں کیا ہے۔ جوان ندامت کی بدولت اللہ کے حضور ملتجی ہوا۔ باری الٰہا مجھے امیرالمومنین کے روبرو شرمندگی اور رسوائی سے بچا میں آئندہ زندگی میں کبھی شراب نہیں پیوں گا۔ اس نے کہا یا امیر! یہ سرکہ ہے آپ نے فرمایا مجھے دکھاؤ، دیکھا تو وہ سرکہ تھا۔

اے انسان! دیکھ ایک بندے کے ڈر سے خلوص دل سے تائب ہونے سے شراب سرکہ میں تبدیل ہو گئی اس کا سبب توبہ ہے۔ اگر کوئی گنہگار توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی نافرمانیوں کی شراب کو فرمانبرداری کے سرکہ میں تبدیل کر دیتا ہے اور برائیوں کے دفتر کو دھو کر اپنی آیت لکھ دیتا ہے۔

حکایت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز عشائ پڑھ کر باہر نکلا۔ راہ میں مجھے ایک عورت ملی جس نے مجھ سے پوچھا میں نے ایک گناہ کیا ہے۔ کیا میں اس پر توبہ کر سکتی ہوں؟ میں نے پوچھا کونسا؟ عورت بولی میں نے زنا کیا ہے اس سے بچہ پیدا ہوا میں نے اسے قتل کر دیا۔ میں نے کہا تو تباہ ہو گئی تیرے کوئی توبہ نہیں اس پر وہ بے ہوش ہو کر گر پڑی میں اپنی راہ چل دیا پھر مجھے خیال ہوا میں حضورؐ سے بغیر پوچھے کیوں یہ بات کہہ دی میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سب واقعہ کہہ سنایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم نے بہت برا کیا۔ کیا تم نے یہ آیت

نہیں پڑھی۔

وَالَّذِیْنَ لَایَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ

اور وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہیں پکارتے۔

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ کہتے ہیں یہ سنتے ہی میں اس عورت کی تلاش کو نکلا بالآخر اسے پالیا تو یہ آیت سنائی۔

فَاُولٰئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِھِمْ حَسَنَاتٍ تک سنا چکا تو وہ خوشی سے دیوانی ہوگئی۔ میں نے اپنا سارا باغ اللہ اور اس کے رسول کے لیے بخش دیا۔

عتبہ کا واقعہ

عتبہ الغلام رحمۃ کی فتنہ انگیزی اور شراب نوشی کی داستانیں مشہور تھیں۔ ایک دن خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ اس آیت اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُھُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ کی تفسیر بیان فرما رہے تھے کیا مومنوں کے لیے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ سے ڈریں۔

آپ نے اس آیت کی ایسی تفسیر بیان کی کہ لوگ رونے لگے ایک جوان اس مجلس میں کھڑا ہو کر کہنے لگا کیا مجھ جیسا فاسق و فاجر بھی اگر توبہ کرلے تو کیا اللہ تعالیٰ قبول کرے گا آپ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ تیرے گناہ معاف کردے گا۔ جب عتبہ الغلام نے یہ بات سنی تو اس کا چہرہ زرد ہو گیا کانپنے لگا اس نے چیخ ماری اور بے ہوش ہو گیا جب اسے ہوش آیا، تو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے قریب آکر یہ اشعار پڑھے۔

ایا شا بالرب العرش عاصی

اتدری ما جزاء ذوی المعاصی

اے اللہ کے نافرمان تو کیا جانتا ہے نافرمانی کی کیا سزا ہے

سعیر للعصاۃ لھا زفیر

وغیظ یوم یوخذ بالنواصی

نافرمانوں کے لیے پرشور جہنم ہے اور حشر کے دن اللہ کی سخت ناراضگی ہے۔

فان تصبر علی النیران فاعصہ

والا کن عن العصیان قاصی

اگر تو نارِ جہنم پر راضی ہے تو بے شک گناہ کرتا رہ۔ ورنہ گناہوں سے رک جا۔

وفیما کسبت من خطایا

رھنت النفس فاجھد فی الخلاصی

تو نے اپنے گناہوں کے عوض اپنی جان کو رہن رکھ دیا ہے اس کو چھڑانے کی کوشش کر۔

عتبہ نے پھر ہیبت ناک چیخ ماری اور بے ہوش ہوگیا۔ ہوش میں آیا تو کہنے لگا، اے شیخ! کیا مجھ بدبخت کی رب رحیم توبہ قبول کرے گا؟ آپ نے فرمایا، ہاں! عتبہ نے سر اٹھا کر اس وقت تین دعائیں مانگیں

۱۔ اے اللہ! اگر تو نے میرے گناہ کو معاف کر کے میری توبہ قبول کر لی ہے تو ایسے حافظے اور عقل سے میری عزّت افزائی فرما کہ میں قرآن مجید اور علومِ دین میں سے جو بھی سنوں وہ بھول نہ سکوں۔

۲۔ اے اللہ! مجھے ایسی آواز عنایت فرما کہ میری قراءت سن کر سخت سے سخت دل بھی موم ہو جائے۔

۳۔ اے اللہ! مجھے رزق حلال ایسے طریقے سے عطا فرما جس کا میں تصوّر بھی نہ کر سکوں۔

اللہ نے عتبہ کی تینوں دعاؤں کو شرفِ قبولیّت بخشا۔ فہم و فراست بڑھ گئی

اس سے تلاوت سن کر گناہگار توبہ کر لیتا۔ اس کے گھر میں کھانا پہنچ جاتا تھا اسے ساری زندگی معلوم نہ ہو سکا اس کے لیے کون کھانا لاتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا

بے شک اللہ نیک عمل کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

کسی عالم سے سوال کیا گیا جب بندہ توبہ کرتا ہے اسے رد یا قبول کا پتہ چل جاتا ہے۔ عالم نے جواب دیا ہاں۔ ایسی کچھ نشانیاں ہیں جن سے توبہ کی قبولیت کا پتہ چل جاتا ہے، اسے اللہ گناہوں سے پاک رکھتا ہے وہ اللہ کو ہر دم موجود سمجھ کر نیک لوگوں کے قریب اور بروں سے دور رہتا ہے۔ دنیا کی تھوڑی سی نعمت کو عظیم اور آخرت کے لیے اسے کثیر جانتا ہے۔ اپنی کثیر نیکیوں کو بھی قلیل خیال کرتا ہے اپنے دل کو ہر دم یاد الٰہی میں مصروف رکھتا ہے۔ فرائض کی ادائیگی میں مصروف اور اپنی زبان کو فضول باتوں سے بند رکھتا ہے ہمیشہ گذشتہ گناہوں پر نادم، غم اور پریشانی کو اپنے لیے لازم اختیار کر لیتا ہے

⑨

محبّت

سنا ہے کہ ایک شخص نے بُری صورت کو جنگل میں دیکھ کر پوچھا:۔
"تو کون ؟"
اس نے جواب دیا:۔
"تیرا ہی بُرا عمل، تجھ سے نجات کی کوئی صورت ؟"
اس نے جواب دیا:۔
"ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود پڑھنا"
آقائے نامدار مدنی تاجدار ختم رسل صلّی اللہؐ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے:۔
"میرے اوپر درُود بھیجنا پُل صراط کے لیے نُور ہے جو مجھ پر جمعہ کے دن اسّی مرتبہ درود بھیجتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے اسّی سال کے گناہ معاف کردیتا ہے"

درُود کا مُنکر

ایک آدمی حضور صلّی اللہؐ علیہ وسلّم پر درود نہیں بھیجتا تھا ایک رات اس نے خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہؐ علیہ وسلّم نے اس کی طرف توجّہ نہ فرمائی۔ اس شخص نے عرض کیا کہ حضور مجھ سے ناراض ہیں۔ اسی لیے آپ نے توجّہ نہیں فرمائی ؟ آپ نے جواب دیا:۔ نہیں میں تجھے پہچانتا ہی نہیں۔ اس نے عرض کی حضور آپ مجھے کیسے نہیں پہچانتے ؟ علماء کہتے ہیں کہ آپ اپنے امتیوں کو ان کی ماں سے بھی زیادہ پہچانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا علماء نے سچ اور درست فرمایا لیکن تو نے مجھ پر درود بھیج کر اپنی یاد نہیں دلائی۔ میرا کوئی امتی جتنا مجھ پر درُود بھیجتا ہے اسے اتنا ہی میں پہچانتا ہوں یہ بات اس شخص کے دل میں اُتر گئی اس نے روزانہ ایک سو مرتبہ درود پڑھنا شروع کیا۔ کچھ

عرصہ کے بعد اسے پھر سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم کا دیدار ہوا ، آپ نے فرمایا میں اب تجھے پہچانتا ہوں اور میں تیری شفاعت کروں گا اس طرح سے وہ حضور کا محب بن گیا ۔ حکم ربّانی ہے :۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کعب بن اشرف اور اس کے ساتھیوں کو دعوت اسلام دی اس پر انھوں نے جواباً کہا کہ ہم تو اللہ کے بیٹوں کی طرح ہیں اور اس سے بہت محبت کرتے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہا آپ انھیں فرما دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبّت کرتے ہو تو میری تابعداری کرو ۔ میں اللہ کا رسول اور پیامبر ہوں میں اس کا پیغام اور حجت بن کر آیا ہوں ۔ میری اتباع میں اللہ تمھیں محبوب جانے گا وہ غفور اور رحیم ہے وہ تمھارے گناہ بخش دے گا ۔

مومنو ! اصل محبّت اللہ کے احکام پر چلنا ہے اس کی عبادت کریں ، اس کی رضاجوئی کریں ۔ اللہ کی مومنوں سے محبّت یہ ہے کہ ان کی تعریف کرے اور اجر عطا فرمائے اور ان کے گناہ معاف کر دے ۔ اپنی رحمت سے انھیں نوازتے ہوئے عزّت عطا فرمائے ۔

جو شخص چار چیزوں کو چھوڑے بغیر ان چار چیزوں کا دعویدار ہو وہ جھوٹا ہے

۱۔ جو جنت کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے مگر نیکی نہیں کرتا ۔

۲۔ جو شخص نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت کا اعلان کرتا ہے مگر علماء اور صلحاء کو دوست نہیں رکھتا ۔

۳۔ جو آگ سے ڈرنے کا دعویدار ہے مگر گناہ نہیں چھوڑتا ۔

۴۔ جو شخص اللہ کی محبّت کا دعویٰ کرے مگر تکالیف پر شاکی ہو ۔

رابعہ بصری رحمۃ فرماتی ہیں ؎

تعصی الالہ وانت تظہر حبہ

ھذا لعمری فی القیاس بدیع

تو اللہ کی نافرمانی کرتا ہے بظاہر تو اس کی محبت کا دعویدار ہے۔ مجھے زندگی کی قسم یہ انوکھی بات ہے۔

لوکان حبک صادقا لاطعتہ

ان المحب لمن یحب مطیع

اگر تیری محبت سچی ہوتی تو تو اللہ کی اطاعت کرتا، کیونکہ عاشق جس سے محبت کرتا ہے اس کی اطاعت کرتا ہے۔

حقیقت میں محبت کی علامت محبوب کے اشارہ پہ ہی اس کے حکم کے مطابق عمل کرنا ہے نہ کہ اس کی خلاف ورزی کرنا۔

شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے دعوای محبّت

چند لوگ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے جو ان سے محبت کا اعلان کرتے تھے۔ آپ نے انھیں دیکھ کر پتھر مارے تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے اس پر آپ نے انھیں کہا تم تو محبت کے دعویدار ہو میری اتنی تکلیف کو بھی برداشت نہ کیا۔ پھر آپ نے فرمایا اہلِ محبت نے الفت کا جام پیا تو یہ وسیع زمین اور شہر تنگ ہو گئے انھوں نے اللہ کو ایسے پہچانا جیسے پہچاننے کا حق ہے وہ اس کی عظمت میں خود رفتہ اور اس کی قدرت میں حیران ہیں جنھوں نے الفت کا جام پیا وہ اس کی الفت کے سمندر میں ڈوب گئے اس کی بارگاہ میں مناجات ہی کی بدولت سب کچھ حاصل کیا پھر یہ شعر پڑھا ؎

ذکر المحبۃ یا مولائی اشکرنی

وھل رأیت محبا غیر سکران

اے میرے مولا تیری محبّت کی یاد نے مجھے بے خود بنا دیا کیا تو نے کسی

ایسے محب کو دیکھا ہے جو مدہوش نہ ہو۔

کہا جاتا ہے کہ جب اونٹ مست ہو جاتا ہے تو چالیس دن تک وہ گھاس وغیرہ کچھ نہیں کھاتا اور اس پر پہلے سے دوگنا بوجھ لاد دیا جائے تو وہ بھی اٹھا لیتا ہے کیونکہ اس کا دل اپنے محبوب کی یاد میں تڑپتا ہے نہ کہ چارے کی خواہش میں۔

جب اونٹ اپنے محبوب کی یاد میں اپنی خواہشات کو چھوڑ دیتا ہے اور بھاری بوجھ اٹھا لیتا ہے ۔ کیا تو نے بھی کبھی اپنی ناجائز خواہشات کو چھوڑا ہے کیا کبھی کھانا پینا بند کیا ہے۔ کیا اپنے وجود پر کبھی بارگراں ڈالا ہے؟ اگر تم نے نہیں کیا تو تمھارا اظہارِ الفت کرنا بالکل جھوٹ ہے یہ تمھیں دنیا اور آخرت میں کوئی فائدہ نہ پہنچائے گا۔ کیونکہ یہ نہ مخلوق کو اور نہ ہی خالق کو پسندیدہ ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کا فرمان ہے :۔

"جو جنت کا امیدوار ٹھہرا اس نے نیکیوں میں جلدی کی جو جہنم سے ڈرا اس نے اپنی ناجائز خواہشات سے منہ موڑ لیا جسے موت کا یقین آگیا وہ لذات دنیا سے کنارہ کش ہو گیا۔"

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ سے محبت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا :۔

"محبت نام ہے ارادوں کو ختم کر دینے، تمام صفتوں اور حاجتوں کو مردہ کر دینے، اور اپنے وجود کو اشارات کے سمندر میں ڈبو دینے کا۔"

(۱۰)

عشق و محبّت

محبت کی تعریف

کسی پسندیدہ چیز کی طرف میلان طبع کا نام محبت ہے اگر اس میں شدت ہو تو اسے عشق کہتے ہیں یہ ترقی کرتی رہتی ہے۔ اس میں عاشق معشوق کا بندہ بن کر رہ جاتا ہے مال و دولت ہر چیز اس پر قربان کر دیتا ہے۔ زلیخا کو لیجیے اس نے اپنا حسن مال و دولت سب کچھ حضرت یوسف علیہ السلام پر قربان کر دیا۔ اس کے لعل و موتی ستر اونٹوں کے بوجھ کے برابر تھے جسے حضرت یوسف علیہ السلام کے نام پر قربان کر دیا۔ وہ آپ کی ذات کے سوا سب کچھ بھول گئی۔ حتیٰ کہ اسے ہر ستارے میں یوسف کا نام نظر آنے لگا۔

کہتے ہیں کہ جب زلیخا آپ کی زوجیت میں داخل ہوئی تو اسے عبادت اور ریاضت کے سوا کوئی کام نہ تھا۔ اگر آپ دن کو بلاتے تو کہتی رات کو آؤں گی اگر رات کو بلاتے تو کہتی دن کو آؤں گی پہلے اس قدر وارفتگی تھی لیکن اب محبت کی حقیقی پہچان ہو چکی تھی۔ اس نے حکمتِ الٰہی کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیا۔

مجنوں کا نام لیلیٰ

کسی نے مجنوں سے پوچھا:۔
"تمھارا نام کیا ہے؟" بولا "لیلیٰ"، کسی نے کہہ دیا لیلیٰ مر گئی۔ اس نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ تو میرے دل میں ہے۔ میں ہی لیلیٰ ہوں۔

مجنوں کا ایک دن لیلیٰ کے مکان سے گذر ہوا وہ ستاروں کو دیکھتے ہوئے گزرنے لگا۔ کسی نے کہا لیلیٰ کے گھر کی طرف دیکھو شاید تجھے نظر آجائے۔ اس نے کہا میرے لیے لیلیٰ کے گھر کے اوپر چمکنے والے ستارے کی زیارت ہی کافی ہے۔

محبّت کی ابتدا اور انتہا

منصور حلاج کو قید میں جب اٹھارہ دن ہوئے تو شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے جا کر دریافت کیا :۔

"منصور محبت کیا ہے ؟"

اس نے کہا یہ سوال کل پوچھنا۔

دوسرے دن اسے مقتل کی طرف لے جا رہے تھے تو شبلی کو دیکھ کر کہا :۔ "محبت کی ابتداء جلنا اور انتہا قتل ہو جانا"۔

اشارہ

منصور نے جب اس رمز کو پا لیا

الاکل شئی ما خلوم اللہ باطل

اللہ کی ذات کے سوا ہر شے باطل ہے ۔

ذات الٰہی ہی حق ہے تو وہ اپنا نام تک بھول گیا اس نے پوچھا تمھارا نام کیا ہے ؟ تو جواب دیا میں حق ہوں ۔

منتہیٰ میں ہے محبت کا صدق تین چیزوں سے ظاہر ہوتا ہے ، محب محبوب کی باتوں کو سب سے اچھا سمجھتا ہے ، اس کی مجلس سب سے بہتر اور اس کی رضا کو سب پر ترجیح ہوتی ہے ۔

عشق پردہ دری اور رازوں کو افشاء کرتا ہے ۔ وجد ذکر کی لطافت کے وقت روح کا غلبہ شوق کا بار اٹھانے سے عاجز ہوتا ہے اگر وجد کیوقت انسان کا بازو بھی کٹ جائے تو اسے محسوس نہیں ہوتا ۔

حکایت

ایک آدمی دریائے فرات میں نہا رہا تھا اس نے کسی کو یہ آیت پڑھتے سنا :۔

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝

اے مجرمو! آج علیحدہ ہو جاؤ ۔

یہ سنتے ہی وہ تڑپنے لگا اور ڈوب گیا ۔

محمد بن عبداللہ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے بصرہ میں ایک بلند مقام پر کھڑے نوجوان کو یہ کہتے سنا جو عاشقوں کی موت مرنا چاہے اسے اس طرح مرنا چاہیے کیونکہ عشق میں موت کے بغیر مزہ نہیں یہ کہہ کر نیچے چھلانگ لگا دی اور مر گیا۔ لوگوں نے جب اسے اٹھایا تو وہ مر چکا تھا۔ جناب جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے :۔

"تصوف اپنی پسند کو ترک کر دینے کا نام ہے"

حکایت

"زہر الریاض" میں حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ایک واقعہ اس طرح درج ہے کہ آپ نے خانہ کعبہ کے ستون کے نزدیک ایک برہنہ نوجوان مریض کو دیکھا جس کا دل رو رہا تھا میں نے اس سے پوچھا :۔

"کون ہو ؟"

اس نے کہا "عاشق"

اس نے مجھ سے دریافت کیا تو میں نے کہا تیری طرح عاشق وہ رو پڑا، اسے روتا دیکھ کر میں نے بھی رونا شروع کر دیا۔ اس نے چیخ ماری اور اس کی روح پرواز کر گئی۔ میں نے اس پر کپڑا ڈالا اور کفن لینے کے لیے چلا آیا واپسی پہ دیکھا تو وہ وہاں موجود نہ تھا اس پہ میرے منہ سے آواز نکلی "سبحان اللہ" اس پر ندا آئی اے ذوالنون۔ اس کی زندگی میں اسے شیطان اور مالک دوزخ نے ڈھونڈھا مگر پا نہ سکے۔ رضوان نے بھی ڈھونڈھا مگر تلاش نہ کر سکا۔ پھر وہ کہاں ہے جواب آیا :۔

هُوَ فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ ؀

اپنے عشق اور کثرت عبادت اور توبہ کی وجہ سے وہ اپنے قادر اللہ کے حضور پہنچ گیا۔

٭ ٭ ٭

عاشق کی پہچان

کسی شیخ سے عاشق کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا ہے انھوں نے کہا عاشق وہ ہے جو میل ملاپ سے دور ہو اور تنہائی پسند ہو۔ غور و فکر میں ڈوب کر خاموش رہے جب تلاش کیا جائے تو ملے نہ جب بلایا جائے تو سنے نہ جب بات کریں نہ سمجھے، جب مصیبت آئے تو غم زدہ نہ ہو، نہ بھوک اور نہ برہنگی کا احساس کرے نہ کسی کی دھمکیوں سے مرعوب ہو۔ تنہائی میں اللہ تعالیٰ سے التجائیں کرے اس کی رحمت سے محبت رکھے نہ دنیا کے لیے دنیا والوں سے جھگڑتا ہو۔

ابو تراب نخشبی رحمۃ اللہ علیہ علامات عشق بیان کرتے ہیں۔

لا تخدعن فللحبیب دلائل

ولدیہ من تحف الحبیب وسائل

دھوکہ تو نہ دے اس لیے کہ محبوب کے پاس دلائل اور عاشق کے پاس محبوب کے تحفوں کے وسائل ہیں۔

منھا تنعمہ بمر بلائہ

وسرورہ فی کل ما ھو فاعل

ایک علامت یہ ہے کہ وہ اپنی سخت آزمائش سے لطف اندوز ہوتا ہے اور محبوب جو کچھ کرتا ہے اس پر وہ خوش ہوتا ہے۔

فالمنع منہ عطیۃ مقبولۃ

والفقر اکرام وبر عاجل

اس کی طرف منع کرنا بھی عطیہ ہے اور فقر اس کی عزت افزائی اور ایک فوری نیکی ہے۔

ومن الدلائل ان تریٰ فی عزمہ

طوع الحبیب وان الح العاذل

ایک علامت یہ ہے کہ وہ محبوب کی اطاعت کا پختہ ارادہ رکھتا ہے

اگرچہ ملامت کرنے والے ملامت کرتے رہیں۔

ومن الدلائل ان یری متبسما
والقلب فیہ من الحبیب بلائل

ایک علامت یہ ہے کہ تم اسے مسکراتا ہوا ہی پاؤ گے اگرچہ اس دل میں محبوب کی محبت کی آگ سلگ رہی ہوتی ہے۔

ومن الدلائل ان یری متفہما
لکلام من یحظی لدیہ السائل

ایک علامت یہ ہے کہ تم اسے خطاکاروں کی گفتگو سمجھتا ہوا پاؤ گے۔

ومن الدلائل ان یری متقشفا
متحفظا من کل ما ھو قائل

ایک اور علامت یہ ہے کہ تم اسے ہر اس کا نگہبان پاؤ گے جو وہ کہتا ہے۔

حکایت حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک باغ کے پاس سے گذرے وہاں ایک نوجوان باغ کو پانی دے رہا تھا اس نے آپ سے کہا آپ اللہ سے عشق کا ایک ذرہ مجھے عطا کرا دیجئے انھوں نے فرمایا وہ بہت زیادہ ہے تم اس کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ نوجوان نے کہا اچھا آدھا ہی سہی حضرت عیسیٰ نے دعا فرمائی اور اللہ نے عطا کر دیا۔ آپ وہاں سے روانہ ہو گئے ایک مدت کے بعد پھر وہاں آئے تو دیکھا جوان غائب ہے۔ آپ نے دعا کی اے اللہ اس جوان سے میری ملاقات کرا دے۔ وہ نوجوان آیا اور آسمان کی طرف تکتا رہا۔ آپ کے سلام کا نہ جواب دیا نہ گفتگو کی۔ مگر خاموش رہا اس پر وحی الٰہی ہوئی۔ اے عیسیٰ! جس کے دل میں میری محبت کا آدھا ذرہ موجود ہو وہ لوگوں کی کیسے سنے گا۔ اگر اسے آری سے دو ٹکڑے بھی کر دیا جائے تو اسے

جو شخص تین باتوں کا کہے اور ان سے پاک نہ رہے وہ جھوٹا ہے۔
۱۔ جو شخص ذکر اللہ کی حدت کا دعویدار ہو اور طالب دنیا ہو
۲۔ اپنے اعمال کے اخلاص کا اعلان کرے اور لوگوں سے عزت افزائی کا طالب ہو۔
۳۔ اپنے خالق سے دعوائے محبت بھی ہو اور اپنے نفس کو ذلیل کرے۔
حضورؐ کا فرمان ہے میری امت پر ایک وقت آئے گا جب کچھ افراد پانچ چیزوں سے محبت کریں گے اور پانچ کو بھول جائیں گے۔
۱۔ دنیا سے محبت اور آخرت نہ خیال
۲۔ مال سے محبت اور یوم حساب فراموش
۳۔ مخلوق سے محبت اور مگر خالق کا نہ خیال
۴۔ گناہوں سے محبت اور توبہ سے غافل
۵۔ مکانوں سے محبت اور قبر یاد نہیں۔
حضرت منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نوجوان کو یوں نصیحت فرمائی:۔
اے نوجوان! تجھے تیری جوانی دھوکے میں نہ ڈالے کتنے جوان ایسے تھے جنھوں نے توبہ کو پس پشت ڈال کر اپنی امیدوں کو طویل کر دیا۔ موت کو بھلا دیا یہ سوچتے رہے کل توبہ کر لیں گے۔ پرسوں توبہ کر لیں گے۔ حتیٰ کہ موت نے آلیا وہ اندھیری قبر میں جا سوئے۔ نہ انھیں مال نے نہ غلاموں نے نہ اولاد نے اور نہ ہی ماں باپ۔ الغرض کسی نے بھی کوئی فائدہ نہ دیا۔ اللہ کا فرمان ہے:۔
لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ
اس دن اموال اور اولاد کچھ فائدہ نہ دیں گے۔ اے ربِ ذوالجلال ہمیں موت سے پہلے توبہ کی توفیق عطا فرما۔ ہمیں خواب غفلت سے

ہوشیار فرما۔ اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے باریاب فرما۔

مومن کی تعریف ہے کہ وہ ہر گھڑی توبہ کرتا ہے اور اپنے سابقہ گناہوں پر شرمسار رہے۔ تھوڑی سی متاع دنیا پر راضی اور دنیاوی مشاغل کو بھول کر آخرت کی فکر اسے دامن گیر ہو۔ اس کے ساتھ خلوص قلب سے اللہ کی عبادت کرتا رہے۔

ایک بخیل منافق

ایک منافق انتہائی بخیل تھا اس نے اپنی بیوی سے عہد لیا کہ اگر تو نے کسی کو کچھ دیا تو میری طرف سے طلاق۔ ایک دن وہ گھر موجود نہ تھا سائل نے اللہ اور رسول کے نام پر سوال کیا بیوی نے تین روٹیاں اسے دے دیں۔ وہ جانے لگا تو بخیل آگیا۔ اس نے بیوی سے کہا کسی سائل کو کچھ نہیں دینا۔ بیوی نے کہا اس نے اللہ کے نام پر سوال کیا میں رد نہ کرسکی۔ کنجوس نے تنور بھڑکایا اور بیوی سے کہا اللہ کے نام پر اس میں داخل ہوجا وہ زیورات پہن کر اس میں داخلہ کے لیے تیار ہوگئی وہ بخیل چلایا زیورات چھوڑتی جا اس نے کہا آج محبوب سے ملاقات کا دن ہے بن سنور کر جاؤں گی وہ تنور میں اتر گئی اس نے اوپر ڈھکنا دے دیا تیسرے دن دیکھا صحیح سالم بیٹھی ہوئی ہے۔ غیب سے آواز آئی تجھے معلوم نہیں کہ آگ ہمارے دوستوں کو نہیں جلاتی۔

آسیہ کا ایمان

آسیہ رضی اللہ عنہا نے اپنا ایمان اپنے شوہر فرعون سے چھپایا ہوا تھا۔ فرعون کو پتہ چلا تو اس نے میخیں منگوا کر اس کے جسم میں گڑوا کر کہا اب بھی وقت ہے اپنا عقیدہ چھوڑ دے حضرت آسیہ نے کہا تم میرے وجود پر قادر ہو لیکن میرا دل میرے رب کی پناہ میں ہے۔

حضرت موسیٰ وہاں سے گذرے تو آسیہ نے پوچھا کیا میرا رب مجھ سے راضی ہے

یا نہیں - آپ نے فرمایا آسمان کے فرشتے تیرے انتظار میں ہیں اور اللہ تیرے کارناموں پر فخر کرتا ہے - سوال کرتا کہ تیری حاجت پوری ہو آپ نے دعا کی، اے میرے رب! مجھے اپنی رحمت سے جنت میں جگہ دے اور فرعون کے ظلم سے نجات دے -

حضرت سلیمان فرماتے ہیں آسیہ کو دھوپ میں عذاب دیا جاتا تھا جب لوگ ہٹ جاتے تو فرشتے پروں سے سایہ فگن رہتے اور جنت میں اپنا گھر دیکھتی -

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ جب فرعون نے آسیہ کو دھوپ میں لٹا کر میخیں ان کے جسم میں گڑوائیں اور ان کے سینہ پر چکی کے پاٹ رکھوا دیئے تو آپ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر دعا کی :-

رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ ٥

"اے میرے رب! میرے لیے اپنی رحمت سے جنت میں مکان بنا -"

جناب حسن بصری رحمۃ اللہ کا ارشاد ہے کہ اس دعا کی طفیل اللہ نے آسیہ کو فرعون کے عذاب سے نجات دلا کر جنت میں جگہ دی جہاں وہ ذی حیات ہے -

یہ حکایت واضح کرتی ہے کہ مصائب اور تکالیف میں اللہ سے پناہ طلب کرنا اس سے مانگنا اور سوال کرنا مومنین اور صالحین کا طریقہ ہے -

(۱۱)

محبّت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حکم الٰہی ہے :-

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ -

اے میرے رسول ! آپ کہہ دیجیے اگر تم اللہ سے محبّت کرتے ہو تو میری اطاعت کرو اللہ تمھیں محبوب رکھے گا اللہ تم پر رحمت نازل فرمائے یہ جان لو بندے کے لیے اللہ اور اس کے رسول کی محبّت ہی اس کی اطاعت ہے - پس اللہ تعالیٰ کے لیے بندوں کی محبت ، رحمت اور بخشش کا نازل ہونا ہے -

بندہ جب اس حقیقت کو پالیتا ہے کہ کمالات حقیقی صرف اللہ ہی کیلیے ہیں اور مخلوق کے کمالات بھی درحقیقت اللہ کے کمالات ہیں اور اللہ ہی کے عطا کردہ ہیں تو اس کی محبت اللہ کے ساتھ اور زیادہ ہوجاتی ہے پس بندہ کے لیے لازم ہے کہ وہ اللہ کی اطاعت کرے - یہی محبت میں اضافہ کا باعث ہے اس بنا پر محبت کو اطاعت کے ارادوں کا نام دیا گیا ہے - اللہ کی عبادت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے -

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ کا ارشاد ہے کچھ لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ سے محبّت کرتے ہیں تب یہ آیت نازل ہوئی اور اطاعت رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم محبت الٰہی کا موجب بنی -

بشر حافی کا مقام

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوا

آپ نے فرمایا :۔

"بشر حافی جانتے ہو اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنے ہم عصروں پر بلند مقام کیوں عطا کیا" ؟ عرض کیا " نہیں" آپ نے فرمایا اس لیے کہ تم نیکوں کو خدمت کرتے ہو۔ دوستوں کو نصیحت کرتے ہو میری سنت اور اہل سنت سے محبت کرتے ہو، اپنے دوستوں سے حسن سلوک روا رکھتے ہو۔

ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :۔

"جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ہوگا"

شرعۃ الاسلام اور آثار مشہورہ میں ہے کہ جب مذہب میں فتنے پیدا ہو جائیں اور مخلوق میں پراگندگی رونما ہو جائے اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل پیرا ہونے کا ثواب سو شہیدوں کے اجر کے برابر ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"میری تمام امت جنت میں جائے گی ماسوا اس کے جس نے انکار کیا"

عرض کی گئی "انکار کون کرے گا ؟"

آپ نے فرمایا جس نے میرا اتباع کیا وہ جنتی ہے اور جس نے میری نافرمانی کی گویا اس نے انکار کیا۔ ہر وہ عمل جو میرے طریقے کے مطابق نہیں وہ گناہ ہے۔

ایک عارف کا قول ہے :۔ اگر تو کسی پیر کو ہوا میں اڑتا یا پانی پر چلتا آگ وغیرہ کھاتا دیکھے لیکن وہ اللہ کے کسی فرض اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی سنت کا تارک ہو تو وہ جھوٹا ہے۔ اس کا دعویٰ محبت باطل اس کی کرامت شعبدہ بازی ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "کوئی شخص بھی اللہ تک

اس کی توفیق کے بغیر نہیں پہنچتا اور اللہ تک پہنچنے کا راستہ محمد الرسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تقلید اور اطاعت ہے۔

حضرت احمد الحواری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ

"اتباعِ سنت کے بغیر ہر عمل باطل ہے شرعۃ الاسلام فرمانِ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم ہے جس نے سنت کو ضائع کیا اس پر میری شفاعت نہیں"۔

اللہ کا عاشق

ایک شخص نے ایک دیوانے سے ایک ایسا عمل سرزد ہوتے دیکھا جو توقع کے خلاف تھا۔ وہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ کہہ سنایا۔ آپ نے جواب دیا اللہ کے بہت سے عاشق ہیں کچھ چھوٹے بڑے۔ عاقل دیوانے جس کو تم نے دیکھا وہ اللہ کا عاشق دیوانہ تھا۔

حکایت

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے پیر و مرشد حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہو گئے۔ ہمیں ان کی بیماری کے اسباب کا پتہ نہ چل رہا تھا۔ ہمیں کسی حکیم حاذق کا پتہ دیا۔ ہم ان کا قرورہ اس حکیم کے پاس لے گئے وہ حکیم کچھ دیر توجہ سے دیکھتا رہا پھر بولا یہ کسی عاشق کا قارورہ نظر آتا ہے یہ سنتے ہی میں بے ہوش ہو گیا اور بوتل میرے ہاتھ سے گر پڑی جب واپس آکر میں نے حضرت سری سقطی سے حال کہہ سنایا تو آپ نے تبسم فرما کر فرمایا اسے اللہ سمجھے اسے کیسے معلوم ہوا؟ میں نے پوچھا کیا محبت کے اثرات پیشاب میں بھی ظاہر ہوتے ہیں؟ فرمایا "ہاں"۔

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے :۔ جب تجھ سے کوئی پوچھے تو اللہ سے محبت کرتا ہے تو چپ ہو جا اگر تو نے نفی میں جواب دیا تو وہ کفر ہو گا اگر ہاں کہا تو تیرے اندر عاشقوں جیسی کوئی صفت موجود ہی نہیں لہذا تو جھوٹا سمجھا جائے گا۔ بس خاموشی اختیار کر اور ناراضگی سے بچ جا۔

جناب سفیان رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:۔

"جو شخص اللہ کے دوست کو دوست رکھتا ہے وہ اللہ کو دوست رکھتا ہے۔ جو اللہ کا احترام کرنے والے کا احترام کرتا ہے وہ یقیناً اللہ کا احترام کرتا ہے"۔

حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:۔

"اللہ کی محبت کی نشانی قرآن کی محبّت ہے۔ حُبِ اللہ اور حُبِ قرآن کی نشانی حُبِ نبی ہے، حُبِ نبی کی نشانی نبی کی سنت سے محبت ہے۔ حُبِ سنت کی نشانی آخرت کی محبت ہے۔ آخرت کی محبت دنیا سے بغض کا نام ہے اور دنیا سے بغض معمول مالِ دنیا پر قناعت اور آخرت کے لیے دنیا کو خرچ کرنا ہے"۔

حضرت ابو الحسن زنجانی کا قول ہے۔ عبادت کی بنیاد تین چیزیں ہیں آنکھ، دل اور زبان۔ آنکھ عبرت کے لیے، دل غور و فکر کرنے کے لیے اور زبان سچائی کا گہوارہ اور ذکر و تسبیح کے لیے ہو۔ فرمان الٰہی ہے۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا

اللہ کا تم بہت زیادہ ذکر کرو اور اس کی تسبیح بیان صبح و شام کرو

حکایت

حضرت عبداللہ اور احمد بن حرب ایک جگہ اکٹھے تھے وہاں احمد بن حرب نے خشک گھاس کا ٹکڑا کاٹا۔ حضرت عبداللہ نے کہا تجھے پانچ چیزیں حاصل ہو گئی ہیں۔ یہی تیرے فعل سے تیرا دل اللہ کی تسبیح سے غافل ہوا۔ نفس کو ماسوا اللہ کے دوسرے کاموں کی عادت ڈالی۔ اپنے نفس کے لیے راستہ بنایا ہے اب وہ تیرے پیچھے پڑے گا تو نے نفس کو اللہ کی تسبیح سے روکا۔ قیامت کے دن اسے اللہ کے حضور پیش ہوتے وقت ایک حجت مل گئی۔

حضرت سری سقطی نے شیخ جرجانی کے پاس پسے ہوئے ستو دیکھے ان سے پوچھا ستو کے علاوہ اور کچھ کیوں نہیں کھاتے انھوں نے جواب دیا میں نے کھانا کھانے اور ستو پینے میں ستر تسبیحوں کا اندازہ لگایا ہے اس لیے چالیس سال سے ستو کے علاوہ کچھ نہیں کھایا تاکہ تسبیحوں کا وقت ضائع نہ ہو۔

حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ پندرہ دن میں ایک مرتبہ اور ماہِ رمضان میں ایک مرتبہ کھاتے بعض اوقات ستر دنوں تک کچھ نہ کھاتے۔ جب کھانا کھاتے تو کمزور ہو جاتے جب بھوکے رہتے تو طاقت ور ہو جاتے۔

حضرت ابو حماد الاسودؒ بتیس برس کعبہ کے مجاور رہے مگر کسی نے کھاتے پیتے نہ دیکھا اور نہ ہی وہ ذکر اللہ سے غافل ہوئے۔

حکایت

حضرت عمرو بن عبید اللہ رحمۃ تین کاموں کے علاوہ کبھی گھر نہ نکلتے تھے۔ ایک نماز با جماعت، مریضوں کی عیادت اور جنازوں میں شرکت۔ ان کا فرمان ہے میں نے لوگوں کو چور اور راہزن پایا۔ عمر ایک عمدہ جوہر ہے جس کی قیمت کا تصور نہیں کیا جا سکتا لہٰذا اسے آخرت کا خزانہ کرنا چاہیے آخرت کے لیے دنیا میں ریاضت اس لیے ضروری ہے کہ ظاہر اور باطن ایک ہو۔ ظاہر اور باطن پر اختیار کے بغیر حالت سنبھالنا مشکل ہے۔

حضرت شبلی کا قول ہے کہ ریاضت کی ابتداء میں جب مجھے نیند تنگ کرتی تو میں نمک کی سلائی آنکھوں میں پھیر لیتا۔ جب زیادہ غلبہ کرتی تو گرم سلائی آنکھوں میں لگاتا۔

حضرت ابراہیم بن حاکم کا قول ہے میرے والد محترم کو جب نیند آنے لگتی تو وہ دریا کے اندر اتر کر اللہ کی تسبیح کرتے۔ جسے سن کر دریا کی مچھلیاں اکٹھی ہو جاتیں۔ اور مل کر تسبیح کرتیں۔

حضرت وہب بن منبہؒ نے اللہ سے دعا نیند اڑا ئے جانے کے بارے میں مانگی۔ چالیس برس تک نیند نہ آئی۔ انھوں نے تمام راتیں عبادت

میں گذاریں۔

حضرت حسن حلاج نے اپنے جسم کو تیرہ جگہوں سے بیڑیوں میں جکڑ رکھا تھا اس حالت میں وہ دن رات ہزار نفل ادا کرتے۔

جنید بغدادی ابتداء میں اپنی دکان پر جاتے اس میں پردہ ڈال کر چار سو نفل ادا کر کے لوٹ آتے۔

حضرت حبشی بن داؤد نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی۔

ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے ہمیشہ باوضو رہے اگر وضو ٹوٹ جائے تو فوراً وضو کر لے اور دل میں اس تصور کو جاگزیں کرے کہ وہ حضور کے روضۂ اقدس کی جالی کے سامنے بیٹھا ہوا ہے۔ دکھ برداشت کرے، برائی کا بدلہ برائی سے نہ دے، گناہوں سے توبہ کرے۔ ریاکاری سے خود کو محفوظ رکھے استغفار کرتا رہے جو شخص نیکوں کے احترام کو نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ ان کی صحبت سے محروم کر دیتا ہے۔ جو عبادت کی عزت نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس کے دل کو عبادت کی لذت سے محروم کر دیتا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض سے سوال

آپ سے سوال کیا گیا اے ابو علی! آدمی نیک کب ہوتا ہے، جب اس کی نیت میں نصیحت دل میں خوف زبان پر سچائی اور اس کے اعضاء سے اعمال صالحہ کا صدور ہوتا ہے۔

شب معراج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا اگر آپ کو تمام لوگوں سے پرہیز گار بننا پسند ہے تو دنیا سے بے رغبت اور آخرت سے رغبت کیجیے۔ آپ نے عرض کی یا اللہ العالمین! دنیا سے بے رغبتی کیسے ہو؟ فرمانِ الٰہی ہوا۔ دنیا کے مال سے بقدر ضرورت کھانے اور پینے اور پہننے کی چیزیں لے لیجیے اور کل کے لیے ذخیرہ نہ کیجیے۔ اور ہمیشہ میرا ذکر کرتے رہیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا

ذکر کو دوام کیسے ہو ؟ جواب ملا لوگوں سے علیحدگی اختیار کیجیے۔ نماز اور بھوک اپنی غذا بنائیے۔ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ دنیا سے بے رغبتی جسم وجان کی تازگی ہے دنیا سے راغب ہونا غم واندوہ میں فراوانی پیدا کرنا ہے دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔ اور کنارہ کشی ہر خیر وبرکت کی جڑ ہے۔

بیمار دل کا علاج

ایک مرد صالح ایک معالج کے قریب سے گذرا جو بیماروں کو دیکھ رہا تھا اس نے کہا تیرے پاس دل کا بھی علاج ہے ؟ وہ بولا بتاؤ دل میں کیا بیماری ہے ؟ جوان نے کہا گناہوں کی ظلمت نے اسے سخت کر دیا ہے۔ معالج نے کہا اس کا علاج صبح وشام گریہ و استغفار، اپنے گناہوں کی معافی کی طلب اور اللہ کی اطاعت۔ دوا تو یہ ہے مگر شفا اللہ کے پاس ہے۔ اس مرد صالح نے کہا بے شک تم اچھے طبیب ہو۔

دو آقاؤں کی خدمت

ایک شخص نے ایک غلام خریدا۔ غلام نے غلامی میں آنے سے قبل تین شرطیں طے کیں

۱۔ جب نماز آئے ادائیگی سے نہیں روکنا۔

۲۔ دن کو جو چاہو کام لو مگر رات کو نہیں۔

۳۔ ایسا کمرہ دو جس میں میرے سوا کوئی اور نہ آئے۔

مالک نے شرائط مان لیں۔ غلام نے گھر میں خراب سا کمرہ اپنے لیے منتخب کر لیا۔ مالک نے پوچھا "یہ کمرہ کیوں پسند کیا ؟" غلام نے جواب دیا یہ کمرہ اللہ کے ہاں چمن ہے۔ غلام دن کو اپنے مالک کی خدمت اور رات کو مالک حقیقی کی عبادت کرتا ایک رات مالک نے دیکھا کہ اس غلام کے سر پر نورانی قندیل روشن ہے اور کمرہ منور ہے اور غلام سر بسجود ہے صبح ہوئی اور قندیل غائب ہو گئی اس نے سارا ماجرہ بیوی سے بیان کیا کہ نوکر کی یہ دعا بھی تھی کہ اگر میں غلام نہ ہوتا رات دن عبادت کرتا دوسری رات مالک اور مالکہ نے اکٹھے اس نورانی قندیل کو دیکھا اور غلام کو آزاد کر دیا۔ غلام نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا کر کہا :۔

یَاصَاحِبَ السِّرِّ اِنَّ السِّرَّ قَدْ ظَهَرَا

وَلَا اُرِیْدُ حَیَاتِیْ بَعْدَ مَا اشْتَهَرَا

اے صاحب راز! راز ظاہر ہو گیا اب میں راز کے ظاہر ہونے پر شہرت کی زندگی نہیں چاہتا۔ اے الٰہی اب مجھے موت دے دے۔

اور گر کر مر گیا۔ واقعی صالح عاشق ایسے ہی ہوتے ہیں۔

موسیٰؑ سے دوست کی فرمائش

زہر الریاض میں ہے کہ حضرت موسیٰؑ کا دوست آپ سے کہنے لگا میرے لیے اللہ سے دعا کر دیجیے کہ مجھے معرفت عطا ہو۔ آپ کی دعا کرنے سے ایسا ہوا آپ کا وہ دوست آبادی چھوڑ کر جنگلوں میں چلا گیا آپ نے اللہ سے دعا کی "وہ میرا دوست کہاں گیا؟" اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! جو مجھے صحیح معنوں میں پہچان لیتا ہے وہ مخلوق کی دوستی کبھی نہیں پسند کرتا لہٰذا وہ غائب ہوا۔

روایت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اور یحییٰؑ اکٹھے بازار جا رہے تھے ایک عورت نے زور سے انھیں ہٹایا۔ حضرت یحییٰ نے کہا رب کی قسم مجھے اس کا پتہ نہیں چلا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ کا بدن تو میرے ساتھ ہے مگر دل کہاں ہے؟ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے جواب دیا اے خالہ کے بیٹے! اگر میرا دل ایک لمحہ کے لیے بھی غیر اللہ کی طرف ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ میں نے اپنے رب کو پہچانا ہی نہیں۔

کہا گیا ہے کہ سچی معرفت یہ ہے کہ انسان دنیا اور آخرت کو چھوڑ کر صرف اللہ کا ہو جاتا ہے وہ شراب الفت کا ایسا جام پی کر اللہ کے دیدار کے بغیر ہوش میں نہیں آتا ایسا شخص ہی صاحبِ ہدایت ہے۔

(۱۴)

ابلیس کا عذاب

ہے :-

وْا فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ ۔

ٹد اور رسول کی اطاعت سے منہ پھیرا تو اللہ تحقیں

رے گا ۔ اللہ کافروں کو نہیں چاہتا ۔

کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے منہ پھیرے

ں کو معاف کرے گا اور نہ بعد میں توبہ قبول کرے گا جیسا کہ

کے کفر اور تکبر کیوجہ سے قبول ہوئی لیکن آدم علیہ السلام کی توبہ

ھوں نے اپنی خطا کو تسلیم کر لیا۔ ہم اس کو خطا کہیں گے

م علیہ السلام گناہ سے محفوظ ہو کر معصوم ہوتے ہیں اور نہ

ر ہوتا ہے آدم علیہ السلام اپنی خطا پر نادم ہو کر عرض

مْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ

نَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۔

و رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اگر تو نے ہماری

حکم ا

فَاِن

اگر تم

معاف

اگر کف

ہوئے ہیں نہ

ابلیس کی توب

قبول کر لی گئی

یہ گناہ نہ تھا کیو

ہی ان سے گن

کرتے رہے

رَبَّنَا

تَرْحَ

اے

بخش

سیّد

کے طلب گار

لَا تَقْ

اللہ کو

شیطان نے نہ اعتراف گناہ کیا اور نہ نادم ہوا۔ نہ خود کو ملامت کی اللہ کی رحمت سے مایوس ہو کر الٹا بحث و تکرار کرنے لگا۔ اس بنا پر وہ ابلیس بنا۔ ایسی حالت میں وہ تائب ہو کر درخواست بھی کرتا تو قبول نہ ہوتی جس کا حال آدم علیہ السلام کا سا ہو گا۔ اس کی توبہ قبول ہو گی۔ لہٰذا ثابت ہوا شہوت جس گناہ کی جڑ ہو گی اس کی بخشش ہو گی اور تکبّر جس گناہ کی بنیاد ہے اس کی بخشش نہ ہے چونکہ آدم علیہ السلام کی خطا کی خواہش نفسانی تھی۔ ابلیس کا تکبّر گناہ تھا لہٰذا تکبّر کے گناہ کی معافی نہ ہوئی۔

حکایت

شیطان ایک مرتبہ حضرت موسیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا آپ کو اللہ تعالیٰ نے رسول منتخب کیا ہے اور آپ سے ہم کلام ہوتا ہے آپ نے فرمایا

"تو کون، کیا چاہتا ہے؟"

شیطان نے کہا اللہ سے کہہ دیجیے تیری مخلوق ہے اور تیرے حضور توبہ کرنا چاہتی ہے۔ وحی الٰہی ہوئی اسے کہہ دو ہم نے تیری درخواست اس شرط پر قبول کی کہ تم حضرت آدم کی قبر کے سامنے سربسجود ہو جاؤ اگر تو ایسا کرے گا تو تیری توبہ قبول۔ یہ سن کر وہ آگ بگولا ہو گیا اور کہنے لگا میں نے اسے جنت میں سجدہ نہیں کیا اب اس کی قبر کو کیسے سجدہ کر لوں؟۔

روایت

جہنم میں شیطان پر شدید عذاب ہو گا۔ پھر پوچھا جائے گا اللہ کا عذاب کیسا رہا؟ جواباً کہے گا بہت سخت۔ پھر اُسے کہا جائیگا حضرت آدم جنت میں ہیں انھیں سجدہ کر کے توبہ کر لو تاکہ تمھارے ماضی کے گناہوں کا ازالہ ہو۔ مگر وہ نکر رانکار کر دے گا۔ اس پر اسے پہلے سے ستر گناہ زیادہ عذاب دیا جائے گا۔

اگر تم شیطان سے نجات چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ کا دامن رحمت تھام لو اور اسی سے پناہ مانگو۔

جب قیامت ہوگی اس دن شیطان کے لیے الگ آگ کی کرسی رکھی جائے گی۔ اس پر اس کو بٹھایا جائے گا۔ اس کی گدھے کی سی ہولناک آواز سن کر تمام شیاطین اور کفار اس کی آواز سن کر جمع ہوں گے وہ کہے گا

"اے جہنمیو! تم نے اپنے رب کا وعدہ کیسے پایا؟"

وہ سب کہیں گے "سچ"

پھر وہ کہے گا "آج میں رحمت سے مایوس ہوگیا"

پھر حکمِ ربانی سے اس کے حواریوں کو فرشتے لوہے کے گرزوں سے ماریں گے پھر وہ چالیس سال تک جہنم میں گرتا رہے گا اور کبھی بھی اس سے باہر نکلنے کا حکم نہیں ملے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہمیں نارِ جہنم سے محفوظ فرمائے۔

ایک دوسری روایت ہے کہ قیامت کے دن شیطان کو لاکر آگ کی کرسی پر بٹھایا جائے گا۔ اس کے گلے میں لعنت کا طوق ہوگا۔ جہنم کی طرف لے جانے والے فرشتوں کو حکم ہوگا اسے دوزخ میں دھکیل دو وہ بےبس ہوں گے پھر جبرئیل اسّی ہزار فرشتوں کے ساتھ کوشاں ہوں گے بعدازاں اسرافیل اور عزرائیل اسی اسی ہزار فرشتوں سے کوشش کریں گے مگر وہ بھی ناکام رہیں گے۔ اس پر ارشاد باری ہوگا اگر میرے تمام فرشتے بھی اسے دھکیلنے کی کوشش کریں تو کرسی کو ہلا نہیں سکیں گے۔ کیونکہ اس کے گلے میں بوجھل وزن لعنت کے طوق کا ہے۔

آسمانوں پر شیطان کے نام

روایت ہے پہلے آسمان پر شیطان عابد دوسرے پر زاہد تیسرے پر عارف چوتھے پر ولی پانچویں پر متقی چھٹے پر عزازیل اور لوحِ محفوظ پر ابلیس کے ناموں سے معروف تھا وہ اپنی عاقبت سے بے فکر تھا جب اسے آدم علیہ السلام کو سجدہ کا حکم ملا تو کہنے لگا اے اللہ میں اس سے برتر اور افضل ہوں

کیونکہ تو نے مجھے آگ اور اسے مٹی سے پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ شیطان نخوت اور تکبر سے آدم کی طرف پشت کر کے کھڑا رہا۔ اور ملائکہ سربسجود رہے۔ شیطان نے نہ اطاعت کی اور نہ ہی اپنی نافرمانی پر نادم ہوا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اس کی صورت مسخ کر دی منہ خنزیر کی طرح لٹکا ہوا، سر اونٹ کی مانند اور سینہ اونٹ کی کوہان جیسا۔ چہرہ بندر نما آنکھیں پھٹی پھٹی، نتھنے حجام کے لوٹے جیسے، ہونٹ بیل کی طرح، داڑھی پر سات بال جس پر خنزیر کے دانت کی طرح دانت نمایاں۔ اسے جنت سے نکال دیا گیا۔ اب چھپ کر وادیوں میں آتا ہے۔ قیامت تک مستحق لعنت ہے شیطان کے بارے میں سوچیے وہ کتنا بڑا عالم اور عابد مقربین کا سرخیل اور استاد ملائکہ تھا۔ یہ صاحب بصیرت لوگوں کے لیے باعثِ عبرت ہے۔

اولادِ آدم اور شیطان

روایت ہے شیطان نے کہا اے خالق کائنات میں آدم کی بدولت اس حالت کو پہنچا اب اس کی اولاد کو ورغلانے کی چھٹی فرما۔ اللہ تعالیٰ نے کھلی چھٹی دے کر کہا جو میرے ہیں وہ تیری دسترس سے باہر ہوں گے یعنی انبیاء علیہ السلام کو معصوم بنا کر محفوظ فرما دیا۔ شیطان نے مزید مطالبہ کیا۔ اللہ نے فرمایا جتنی اولادِ آدم ہوگی اتنی ہی تیری اولاد ہوگی۔ ان کے سینے تیرا مسکن ہوں گے۔ تو خون کی طرح ان میں گردش کرے گا۔ اس کے بعد اس نے مزید طلب کیا تو فرمانِ الٰہی ہوا ان پر اپنے پیادوں اور سواروں کے ساتھ جمع ہو کر ان کے خلاف مزید مدد حاصل کر اور انھیں آمادہ کر سکے گا۔ کہ وہ حرام کھائیں اور حرام کھائیں۔ انھیں ایام حیض میں مجامعت کر کے حرامی اولاد پیدا کرنا۔ انھیں مشرکانہ تعلیم سے مشرکانہ نام رکھنے کی ترغیب دینا جیسے عبد العزیٰ وغیرہ، گندی گفتگو اور برے افعال اور باطل مذاہب کی طرف لگانا۔ انھیں جھوٹی تسلیاں دے کر معبود باطلہ کی شفاعت ان کے آباؤ اجداد کی کرامتوں پر فخر اور طویل امیدوں سے توبہ میں

تاخیر کی راہ پر لگانا یہ سب بطور تہدید تھا۔ تم جو چاہو کرو۔

آدم علیہ السلام نے عرض کی یا الٰہی تو نے ابلیس کا میری اولاد پر تسلّط قائم کر دیا۔ اب تیری مدد کے بغیر اس سے کیسے بچا جائے گا۔ اللہ نے فرمایا تیرے ہر ایک فرزند کے ہمراہ دو فرشتے محافظ پیدا کروں گا۔ آدم نے عرض کیا مزید عطا کیجیے۔ فرمان ہوا ایک نیکی کا ثواب دس گنا۔ اے اللہ مزید عطا فرما حکمِ الٰہی ہوا تیری اولاد کے آخری سانس تک توبہ قبول کروں گا۔ اے مالک اور عطا ہو۔ فرمان ہوا تیری اولاد کے گناہوں کی بخشش عام کر دوں گا میں بے نیاز ہوں۔ اب آدم علیہ السلام گویا ہوئے اے میرے رب یہ کافی ہے۔ شیطان نے کہا اے اللہ! تو نے آدم کی اولاد سے نبی بنائے ان پر کتابیں نازل فرمائیں میرے قاصد کون ہیں؟ فرمایا، کاہن، نجومی اور فال نکالنے والے تیری کتابیں گدی ہوئی کھالیں، تیری حدیثیں جھوٹ اور شعر تیرا کلام، تیرے موذن باجے، تیری مسجد بازار، تیرا گھر حمام، تیرا کھانا جس پر میرا نام نہ لیا گیا ہو۔ تیرا پینا شراب اور عورتیں تیرا ذریعہ شکار۔

(۱۳)

امانت

ہے کلام الٰہی میں ۔

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا ہ

ہم نے اپنی امانت کو آسمان وزمین اور پہاڑوں کو پیش کی وہ اسے سنبھالنے سے معذور ٹھہرے ۔

وہ خائف ہوئے کہ کہیں امانت کا حق نہ ادا کر سکیں تو عذاب کے مستوجب ہوں گے ۔ اور انھیں خیانت کا خوف لاحق ہوا اس آیت میں امانت سے مراد عبادت اور فرائض ہیں جن کی ادائیگی پر ثواب اور عدم ادائیگی پر عذاب ہوتا ہے

امام قرطبی کا ارشاد ہے امانت دین کی تمام شرائط اور عبادات کا نام ہے یہ قول جمہور ہے اور قول صحیح ہے ۔ بعض نے اس کی تفصیل میں کچھ اختلاف کیا ہے ۔ ابن مسعود کا بیان ہے یہ مال کی امانت ہے جیسے امانت مال رکھتے ہیں ان سے یہ بھی ہے ۔ فرائض میں سب سے اہم مال کی امانت ہے ۔

ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ کے نزدیک غسل جنابت امانت ہے اس کو کرنا ضروری ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ کا قول :۔ جسم کے تمام اعضاء آنکھ ، کان زبان ، پیٹ ، شرمگاہ ، ہاتھ اور پاؤں سب امانت ہیں ۔ فرمان الٰہی ہے اگر ان کو خلاف شریعت استعمال نہ کر کے حفاظت کرو گے تو تمھارے حفاظت کروں گا جس میں امانت نہیں اس کا کوئی ایمان نہیں ۔

خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے جب امانت آسمانوں ، زمین اور پہاڑوں پر پیش کی گئی تو ان میں ہر چیز کانپ اٹھی ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر تم نے

نیکی کی تو تم کو اجر ملے گا۔ اگر برے کام کرو گے تو عذاب دوں گا تو انھوں نے اس بوجھ کو اٹھانے سے معذرت کر دی۔ مجاہد کا قول ہے کہ جب آدم علیہ السلام کو پیدا کر کے یہ امانت پیش کی گئی تو انھوں نے کہا میں اس کو سنبھالتا ہوں۔

یہ بات جان لینا ضروری ہے کہ زمین و آسمان اور پہاڑوں پر اس امانت کا سنبھالنے کا لینے یا نہ لینے کا اختیار تھا جبر نہ تھا اگر ان پر بار امانت اٹھانے کی پابندی ہوتی تو وہ اس پیشکش کو نہ اٹھانے سے پیچھے نہ ہٹتے۔

حضرت قفال رح کا قول ہے اس آیت میں امانت پیش کرنا دراصل ایک مثال کے ذریعہ بتانا ہے کہ آسمان، زمین اور پہاڑ اپنی بے پناہ جسامت کے باوجود بھی شریعت کے احکامات، عذاب اور ثواب کی بدولت ان پر گراں گذرتے لیکن انسان نے اسے اٹھالیا وَحَمَلَهَا الْإِنسَانُ اور انسان نے اس بوجھ کو اٹھالیا حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کو عالم ارواح سے سامنے لاکر یہ عہد پیش کیا گیا جس بوجھ کو اس عالم میں سیدنا آدم علیہ السلام نے اٹھالیا اس پر فرمانِ الٰہی ہے

إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا

انسان نے اس بوجھ کو اٹھا کر اپنے آپ پر ظلم کیا وہ اس بار گراں کا اندازہ نہ کر سکا۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ کا قول ہے یہ امانت جب آدم علیہ السلام پر پیش ہوئی اور فرمان ہوا اسے مکمل طور پر لے لو۔ اگر تم اطاعت کی تو بخشش دوں گا اگر نافرمانی ہوئی تو عذاب ملے گا انھوں نے کہا ہاں۔ پھر انھوں نے شجرہ ممنوعہ کا تقرب اختیار کیا جو ممنوع تھا اس پر اللہ کی رحمت شاملِ حال ہوئی اس نے توبہ قبول کر کے سیدھی راہ پر لا کھڑا کیا۔

امانت کیا ہے

امانت ایمان سے مشتق ہے جو اللہ کی امانت کی حفاظت کرتا ہے اللہ اس کے ایمان کی حفاظت کرتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهٗ

اس کا ایمان نہیں جو امانت دار نہیں اور اس کا دین نہیں جو عہد کی پاسداری نہ کرے۔

تَبًّا لِمَنْ رَضِیَ الْخِیَانَةَ مُهْیِعًا

اَنْ لَا یَرَایَ الْاَصْرِیْعَ حَوَادِثٍ

جو طمع میں آکر خیانت کرے وہ چاہتا ہے کہ احمقانہ حوادث ہی دیکھا کرے

مَا ذَالَتِ الْاَدْذَاءُ یَنْزِلُ بُؤْسُهَا

اَبَدًا بِغَادِرِ ذِمَّةٍ اَدْنَاکِثٍ

اس پر مسلسل مصائب نازل ہوتے رہتے ہیں جو فرض چھوڑ کر بد عہدی کرتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت اس وقت تک بھلائی پر رہے گی جب تک وہ امانت کو مالِ غنیمت اور صدقہ کو تاوان نہ سمجھے۔ آپ کا دوسرا فرمان ہے: جس نے تجھے امین بنایا اس کو اس کی امانت واپس کر دے جس نے تیرے ساتھ خیانت کی لیکن تو اس کے ساتھ خیانت نہ کر۔

بخاری اور مسلم میں حضور کا ارشاد یوں ہے: منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب عہد کرے توڑ دے، جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ یعنی جب اسے رازداں بنایا جاتا ہے تو وہ اس راز کو دوسروں تک پہنچا دیتا ہے یا امانت واپس کرنے سے انکار کر دیتا ہے یا امانت کا تحفظ نہیں کرتا یا اسے اپنے استعمال میں لاتا ہے۔ امانت کی حفاظت کرنا مقربین، انبیاء علیہم السلام اور نیک بندوں کا شیوہ رہا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا ۙ

اللہ تعالیٰ تمھیں حکم دیتا ہے تم امانتیں ان کے مالکوں کو واپس کر دو

مفسرین کے نزدیک یہ آیت شریعت کی بنیاد ہے ان کے نزدیک اس سے مخاطب حکام ہیں ان پر لازم ہے کہ وہ مظلوموں کے ساتھ انصاف کریں اور حق کو غالب رکھنے کے لیے اظہار حق سے نہ رکیں۔

یہ امانت ہے اور مسلمانوں کے اموال کی اور خصوصاً یتیموں کے مال کی حفاظت کریں۔ علماء پر لازم ہے کہ عوام الناس کو دین کی تعلیم کے زیور سے آراستہ کریں۔ یہ وہ امانت ہے جس کے لیے علماء نے خود کو پیش کیا والدین پر لازم آتا ہے وہ اپنی اولاد کی اچھی تربیت کریں یہ ان کے پاس امانت ہے فرمان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ ۔

تم میں سے ہر ایک جو حاکم ہے وہ ذمہ دار ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اپنے ماتحت کے بارے میں سوال ہوگا۔

زہر الریاض میں ہے کہ قیامت کے روز انسان کو لایا جائے گا اسے اللہ کے حضور پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے فلاں کی امانت ادا کی تھی؟ وہ کہے گا اے میرے خالق "نہیں"۔ اللہ حکم دے گا اور فرشتہ اسے واصل جہنم کرے گا اسے امانت کو دوزخ میں رکھا ہوا دکھایا جائے گا وہ اس طرف ستر سال تک گرتا رہے گا پھر وہ واپس لوٹے گا کنارے پر پھر پاؤں پھسل جائے گا پھر گرے گا بالآخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے اللہ اس پر کرم فرمائے گا امانت والا راضی ہو جائے گا۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے ایک جنازہ لایا گیا تاکہ اس کی نماز جنازہ ادا کی جائے۔ حضور نے دریافت کیا اس پر کچھ قرض ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ہاں۔ آپ نے پھر دریافت کیا اس نے کچھ ترکہ چھوڑا ہے؟ عرض کی گئی تین دینار۔ تب آپ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ ایک اور جنازہ لایا گیا اس پر قرض کے بارے میں آپ نے دریافت کیا

جواباً عرض کیا گیا نہیں ۔ آپ نے نماز پڑھائی ۔ پھر تیسرا جنازہ لایا گیا آپ نے اس مردے کے قرض کے بارے میں دریافت کیا ۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہاں ۔ آپ نے اس کے ترکہ کے بارے میں دریافت فرمایا تو معلوم ہوا کوئی نہیں آپ نے اپنے صحابہ سے کہا کہ تم اس کی نماز جنازہ پڑھو لیکن آپ نے نہ پڑھی ۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک نوجوان نے حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ! اگر میں اللہ کی راہ میں صابر اور شاکر پختہ ایمان کے ساتھ شہید ہو جاؤں تو کیا اللہ تعالیٰ میرے سب گناہ معاف کر دے گا ۔ آپ نے فرمایا "بے شک"

جب وہ خدمت سے رخصت ہو کر چلا تو آپ نے فرمایا ماسوائے قرض کے اللہ تعالیٰ شہید کا ہر گناہ معاف کر دیتا ہے ۔

۱۴

نماز اور خشوع وخضوع

کلامِ الٰہی ہے :-

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝

وہ صاحب ایمان نجات حاصل کریں گے جو اپنی نمازیں (خضوع و) خشوع کے ساتھ ادا کرتے ہیں ۔

علماء کے نزدیک خشوع دو معنوں میں مستعمل ہے ۔ بعض نے اسے افعال قلب جیسا کہ خوف اور ڈر بعض نے اسے ظاہری اعضاء کے افعال میں شمار کیا ہے ۔ مثلاً اطمینان سے کھڑا ہونا ، فضولیات اور بے توجہی سے اجتناب اور بے پروائی سے بچنا ۔ خشوع کے بارے میں دوسرا اختلاف یہ ہے کہ یہ فرائض میں داخل ہے یا فضائل میں جو اسے فرائض نماز میں سمجھتے ہیں وہ اس حدیث کو دلیل بناتے ہیں ۔

لَیْسَ لِعَبْدٍ مِنْ صَلٰوتِهٖ اِلَّا مَا عَقَلَ

بندے کا نماز میں وہی حصّہ ہے جو وہ سمجھتا ہے ۔

ارشادِ خالقِ کائنات ہے :-

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ۝

میری یاد کے لیے نماز قائم کرو ۔

لَا تَكُنْ مِنَ الْغٰفِلِیْنَ ۝

تم غفلت کرنے والے نہ بنو ۔

اس کو دلیل بنا کر خشوع کو فرائض نماز میں شمار کیا ہے :-

امام بیہقی نے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ :۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز ادا فرماتے تو آسمان کی طرف نظر فرماتے تب یہ آیت نازل ہوئی ۔

مسند عبدالرزاق میں اضافہ ہے کہ پھر آپ کو خشوع کا حکم ہوا۔ پھر آپ نے نگاہ کو سجدہ گاہ کی طرف کر لیا ۔

حاکم اور بیہقی نے جناب ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو آسمان کی طرف نگاہ فرماتے جس پر اس آیت کا نزول ہوا ۔ تب آپ نے اپنے سر اقدس کو جھکا لیا ۔

جناب حسن رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ پانچ نمازوں کی مثال ایسی ہے جیسے تم میں سے کسی کے دروازے کے سامنے نہر بہتی ہو وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ نہائے تو کیا اس کے جسم پر میل رہ جائے گی ؟ یعنی نماز انسان کو گناہوں سے پاک کر دیتی ہے اور گناہ کبیرہ کے سوا کوئی گناہ باقی نہیں رہتا ۔ یہ مقام اس وقت حاصل ہوتا ہے جب خضوع اور خشوع کے ساتھ نماز قلب کی حضوری کے ساتھ ادا کی جائے ورنہ منہ پر مار دی جاتی ہے ۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔
"جس نے دو رکعت نماز ادا کی اور اس کے دل میں کسی قسم کا دنیاوی خیال نہ آیا تو اس کے تمام گذشتہ گناہ معاف کر دیئے گئے "۔

فرمان ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہے ۔ نماز کا فرض ہونا اور حج اور اس کے مناسک کا حکم دیے جانے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو اگر ان فرائض کی ادائیگی میں دل میں اللہ کی عظمت اور ہیبت کا خیال نہ ہو تو ذکر بے معنی ہو جائے گا ۔

حضورؐ کا فرمان ہے :۔

"جسے نماز نے فحش اور برے کاموں سے نہ روکا اسے اللہ تعالیٰ کی دوری کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا"۔

حضرت بکر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے :۔ اگر تو چاہتا ہے کہ اللہ کے پاس بغیر اجازت کے چلا جائے اور اس سے بغیر ترجمان کے گفتگو کرے ۔ پوچھا گیا "کیسے ؟"

آپ نے کہا وہ اس طرح کہ مسجد میں وضو کرکے جاکر دو رکعت نماز شروع کرکے اپنے اللہ کے حضور خود کو حاضر کرکے باتیں شروع کرو ۔

صدیقہ کائنات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ۔ہم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپس میں باتیں کرتے تھے جب نماز کا وقت آتا تو اللہ تعالیٰ کی عظمت کی وجہ سے ہم ایسے ہوجاتے جیسے ایک دوسرے کو پہچانتے نہیں ۔

حضورؐ کا فرمان ہے :۔

"اللہ تعالیٰ اس نماز کی طرف نظر بھی نہیں کرتا جس میں بدن کے ساتھ ساتھ بندے کا دل حاضر نہ ہو ۔

سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو فاصلے سے ان کے دل کی دھڑکن سنی جاتی ۔

جناب سعید تنوخی رحمۃ اللہ علیہ جب نماز ادا کرتے تو ان کے آنسو ان کے چہرے اور داڑھی پر گرتے رہتے ۔

حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک شخص کو حالت نماز میں داڑھی سے کھیلتے دیکھا تو فرمایا :۔ اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے اعضاء پرسکون ہوتے ۔

نماز علی رضی اللہ عنہ

بوقت نماز حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چہرے کا رنگ بدل کر زرد پڑ جاتا ۔ آپ کانپ جاتے

کسی نے آپ سے سوال کیا :۔

"اے امیر المومنین! آپ کو کیا ہو جاتا ہے؟"

فرماتے اس امانت کو ادا کرنے کا وقت آجاتا ہے۔ جسے آسمان وزمین اور پہاڑوں نے اٹھانے سے انکار کر دیا۔ اور ہم نے اسے اٹھا لیا تھا۔

حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب وضو کرتے تو ان کے چہرے کا رنگ بدل کر زرد ہو جاتا۔ گھر والے پوچھتے :۔

"وضو کے وقت آپ کو کیا ہو جاتا ہے؟"

فرماتے، تم جانتے ہو اس کے بعد کس کے سامنے کھڑا ہونے والا ہوں

حضرت حاتم اصم رحمۃ سے ان کی نماز کے متعلق سوال کیا گیا۔ فرمایا

"بوقت نماز میں وضو درست کر کے جس جگہ نماز پڑھنے کا ارادہ ہوتا ہے وہاں آجاتا ہوں۔ جب میرے اعضا پر سکون ہو جاتے ہیں، تو میں نماز کے لیے کھڑا ہو جاتا ہوں۔ میرا حال یہ ہوتا ہے کہ کعبہ سامنے پل صراط قدموں کے نیچے، جنت دائیں اور دوزخ بائیں طرف، ملک الموت کو پیچھے کھڑا محسوس کرتا ہوں۔ اس نماز کو آخری نماز تصور کرتا ہوں پھر خوف وامید کے ساتھ کھڑا ہوتا ہوں۔ تصدیق دل سے تکبیر کہتا ہوں۔ ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرتا ہوں۔ بڑی انکساری سے رکوع اور خشوع سے سجدہ کرتا ہوں۔ بائیں ران پر بیٹھتا ہوں۔ بائیں پاؤں کو بچھا کر دایاں پاؤں کھڑا کرتا ہوں سراپا خلوص ہونے کے باوجود بھی میں نہیں جانتا کہ میری نماز قبول ہوئی یا نہیں۔"

حضرت ابن عباس کا ارشاد ہے :۔

"خضوع اور خشوع کے ساتھ اگر دو رکعت ادا کی جائیں تو وہ

غافل دل والے کی ساری رات کی عبادت سے افضل ہے"
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :۔
"ایک زمانہ ہوگا جب میری امت کے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو مساجد میں حلقہ بنا کر بیٹھیں گے ۔ دنیا اور اس کی محبت کا ذکر کریں گے ۔ان کی مجالس میں نہ بیٹھنا ۔ اللہ کو ان کی کوئی ضرورت نہیں "۔

سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں ۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ میں تمھیں بتاؤں برا چور کون ہے ؟ عرض کیا حضور وہ کون ؟ فرمایا وہ جو نماز کا چور ہو ۔ پھر عرض کیا گیا
"نماز کی چوری کیسی ؟"
اس پر فرمایا :۔
"وہ جو رکوع اور سجود مکمل نہیں کرتا "۔

ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :۔ روز حشر سب سے پہلے نماز کا محاسبہ ہوگا ۔ اگر نمازیں پوری ہوں گی تو حساب آسان ہو جائے گا ۔اگر نمازیں کم نکلیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا اس کے نوافل سے نمازیں پوری کردو حضورؐ نے فرمایا :۔ مسلمان کے لیے دو رکعت نماز ادا کرنے سے بہتر کوئی اور انعام ہی نہیں ۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ جب نماز کی ادائیگی کے لیے کھڑے ہوتے تو آپ کا جسم کانپنے لگتا اور دانت بجنے لگتے پوچھنے پر آپ نے فرمایا امانت کی ادائیگی کا فرض پورا آگیا ہے ، نہیں معلوم کیسے ادا ہوگا ۔

حکایت

حضرت خلف بن ایوب رحمۃ اللہ علیہ حالت نماز میں تھے ۔ انھیں بھڑ نے کاٹ لیا خون بہہ نکلا مگر آپ کو محسوس نہ ہوا بعد میں ابن سعید آئے انھوں نے بتلایا تو کپڑا دھویا ۔ پوچھا گیا کیا آپ کو بھڑ کے

کاٹنا اور خون بہہ نکلنا محسوس نہ ہوا۔ آپ نے جواباً کہا جو رب ذوالجلال کے سامنے کھڑا ہو اس کے پیچھے ملک الموت ہو، اس کے بائیں جہنم اور پاؤں کے نیچے پل صراط ہو وہ کیونکر خون نکلنا محسوس کرے گا۔

حضرت عمرو بن ذر رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے زاہد اور عابد تھے ان کے ہاتھ پر ایسا زخم آ گیا۔ اطباء نے ہاتھ کو کاٹنا علاج کے لیے ضروری قرار دیا آپ نے فرمایا "کاٹ دو"

اطبا نے کہا آپ کو رسیوں میں جکڑے بغیر ممکن نہ ہو گا۔ فرمایا نہیں جب میں نماز شروع کروں تو ہاتھ کاٹ لینا۔ چنانچہ نماز میں ان کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ مگر آپ کو محسوس نہ ہوا۔

۱۵

نیکی کرنے اور برائی سے بچنے کا حکم

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ ایک قول رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیش کرتے ہیں آپ نے فرمایا:۔ جب کوئی مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے تو اس درود پڑھنے والے کے سانس سے اللہ تعالیٰ سفید بادل پیدا کر کے اسے برسنے کا حکم دیتا ہے۔ جب اس بادل کا پانی زمین پر گرتا ہے تو اس سے سونا پیدا ہوتا ہے اس کے ہر قطرہ سے پہاڑوں میں چاندی پیدا ہوتی ہے اگر اس بادل کا پانی کسی کافر پر پڑ جائے تو اس کی برکت سے وہ ایمان کی دولت سے سرفراز ہو جاتا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:۔

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ

لوگوں کی ہدایت کے لیے تمھیں بہترین امت بنا کر پیدا کیا گیا

حضرت کلبی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:۔ اس آیت میں دوسری امتوں سے افضلیت اور برتری بیان کی گئی ہے اور دیگر امتوں کی نسبت اس کی ابتداء اور انتہا ہر لحاظ سے دونوں بہتر ہیں۔ اس امت کی کچھ ہستیاں بہت زیادہ کمال کی مالک ہیں۔ مثلاً صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ اجمعین جو ہر لحاظ سے ممتاز ہیں۔ اُخْرِجَتْ لِلنَّاس سے مراد لوگوں کے لیے فائدہ مند اور خیر خواہ ہر دور اور وقت میں ہیں۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:۔

تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ

تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

اس آیت کے چند الفاظ سے ظاہر ہے کہ یہ امت دوسری امتوں سے ممتاز اس لیے ہے کہ اس کے افراد نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور اللہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ اگر اس نے ان صفات کو چھوڑ دیا تو ان کی افضلیت ختم ہو جائے گی۔ وہ کافروں سے جہاد کرتے ہیں تاکہ وہ اسلام لے آئیں اس لیے اس امت کی دوسروں سے برتری بیان کی گئی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔ بہترین انسان وہ ہے جو دوسروں کو نفع پہنچاتا ہے اور بدترین انسان وہ ہے جو لوگوں کو نقصان پہنچاتا ہے تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وہ اللہ کی توحید کی تصدیق کر کے اس پہ ثابت قدم رہتے ہیں، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار کرتے ہیں کیونکہ جس کسی نے ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار نہ کیا وہ اللہ پر ایمان نہ لایا اس لیے کہ وہ حضور کو عطا کردہ معجز بیان آیات کو منجانب اللہ نازل ہونا نہیں سمجھتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:۔ تم میں جو کوئی برائی کو دیکھے اسے چاہیے کہ بازو کی قوت سے اسے ختم کر دے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے اس کا رد کرے۔ اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے برائی کو بُرا جانے یہ اہل ایمان کا کمزور ترین فعل ہے۔

بعض علماء کا فرمان ہے قوت سے برائی کا خاتمہ کرنا حکمرانوں کی ذمہ داری ہے، زبان سے علماء کی اور دل سے عوام کی۔

بعض کا قول ہے کہ جو بھی اس پر قادر ہو اس پر لازم آتا ہے کہ اسے بدل دے۔ فرمانِ الٰہی ہے:۔

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۝

اور نیکی و تقویٰ میں ایک دوسرے سے تعاون کرو۔ مگر برائی اور ظلم میں تعاون نہ کرو۔

V. Good

کسی کو نیکی کی طرف راغب کرنا اور بھلائی کی راہ آسان کرنا، حتی المقدور برائی اور ظلم کو بند کرنا سب تعاون ہے ایک حدیث قدسی ہے۔ جب کسی نے میری سنت کی خلاف ورزی کرنے والے کو ڈانٹ پلائی۔ اللہ اس کا دل ایمان اور اطمینان سے بھر دے گا جو ایسے شخص کی توہین کرے گا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن بے خوف کر دے گا۔ اور جس نے نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا وہ زمین پر اللہ تعالیٰ، کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ عنقریب ایک ایسا وقت آنے والا ہے جب لوگوں کو نیکی کا حکم دینے والے اور برائیوں سے روکنے والے شخص کی نسبت گدھے کا مردار زیادہ پسند ہوگا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے پروردگار جو اپنے بھائی کو نیکی کی دعوت دے اور برائی سے روکے اس کا اجر کیا ہے؟ فرمایا میں اس کی بات یعنی ہر کلمہ پر سال کی عبادت لکھ دیتا ہوں اور میری رحمت کو اسے جہنم میں جلانے پر شرم محسوس ہوگی۔

حدیث قدسی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔ اے انسان اس جیسا نہ ہو جو توبہ میں تاخیر کرتا ہے۔ امیدیں باندھتا ہے اور بغیر عمل کے آخرت کی راہ لیتا ہے۔ عبادت گذاروں جیسی باتیں کرتا ہے لیکن عمل منافقوں جیسا ہوتا ہے۔ اگر اسے ملے تو قناعت نہیں کرتا اگر نہ دیا جائے تو صبر نہیں کرتا وہ دوسروں کو تو برائیوں سے روکتا ہے مگر خود نہیں رکتا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے :۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا۔ زمانہ آخر میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو کم عمر اور کم عقل ہوں گے۔ باتیں بہت اچھی بتائیں گے۔ لیکن ایمان انکے

حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے۔ جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔

سرتاج انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ شب معراج مجھے آسمان کی طرف لے جایا گیا تو میں نے کچھ آدمی ایسے دیکھے جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا "یہ کون لوگ ہیں؟" انھوں نے کہا یہ آپ کی امت کے خطیب ہیں جو نیکی کا حکم دیتے ہوئے خود کو فراموش کر دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھلا دیتے ہو نیز تم کتاب بھی پڑھتے ہو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟

اہلِ ایمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ نیکی کا حکم دیں، برائیوں سے روکیں مگر اپنے آپ کو بھی نہ بھولنا چاہیے۔ حکم ربانی ہے:۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ط

صاحب ایمان مرد اور ایمان دار عورتیں ایک دوسرے کے وہ ساتھی ہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔

یہ آیت ایمانداروں کی صفت بیان کرتی ہے کہ وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں جو کوئی نیکی کا حکم دینا چھوڑ دے وہ آیت کے مصداق ایمانداروں سے خود بخود خارج ہو گیا۔ اللہ نے نیکی کے حکم کو چھوڑنے والوں کے بارے میں فرمایا:۔

كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝

وہ برائی سے نہ روکتے جسے وہ کرتے تھے۔ برا ہے وہ جو

کرتے ہیں۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ تم نیکی کا حکم دیتے رہو ورنہ تم پر ظالم حکمران مسلّط کر دیئے جائیں گے۔ جو تمھارے نہ تمھارے بچوں پر رحم کرے گا نہ تمھارے بزرگوں کا احترام کریں گے تمھارے بزرگوں کی نہ التجا قبول ہوگی نہ درخواست منظور ہوگی۔ وہ مدد مانگیں گے نہ مدد کی جائے گی اور معافی مانگنے پر نہ انھیں معاف کیا جائے گا۔

امّ المومنین صدیقہ کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رب ذوالجلال نے ایک بستی پر عذاب نازل کیا جس میں اٹھارہ ہزار نیک افراد تھے۔ جن کے اعمال انبیاء علیہ السلام جیسے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کیوں؟ اس لیے کہ وہ اللہ کی نافرمانی کے سلسلہ میں نہ کسی کو بُرا سمجھتے تھے اور نہ ہی نیکی کا حکم دیتے اور نہ ہی برائیوں سے کسی کو روکتے تھے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا مشرکین سے جہاد کے علاوہ بھی اور کوئی جہاد ہے؟ فرمایا ہاں۔ اے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ) اللہ کی زمین پر ہیں جو شہداء سے افضل ہیں، جو زندہ ہیں انھیں روزی ملتی ہے یہ زمین پر چل رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ملائکہ میں ان پر فخر کرتا ہے۔ ان کے لیے جنت سجائی جاتی ہے۔ جیسے کہ ام سلمہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سنوارا گیا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! وہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا نیکی کا حکم کرنے والے اور برائی سے روکنے والے، اللہ کی خاطر محبت کرنیوالے اور اللہ کی خاطر دشمنی رکھنے والے۔ پھر فرمایا اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے ایسا شخص جنت میں شہداء کے مکانوں سے بھی بلند تر مکان میں ہوگا۔ جس کے یاقوت اور سبز زمرد کے تین صد دروازے ہوں گے ہر دروازہ منور ہوگا

اس کی پاکدامن عورتوں سے شادی ہو گی ۔ جب وہ حور کی طرف متوجہ ہو گا تو وہ بتلائے گی اے شخص تو نے فلاں دن فلاں وقت پر اللہ کا ذکر کیا اور نیکی کی طرف رغبت کا حکم دیا ۔ اور برائی سے منع کیا ۔ اس بنا پر ہر حور اس کا اعلیٰ مقام بتلائے گی ۔

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔ اے موسیٰ ! کیا تو نے میری خاطر عمل کیا ؟ آپ نے جواباً کہا یا اللہ ! میں نے تیرے لیے نمازیں پڑھیں ، روزے رکھے ، صدقات دیئے تیری خاطر سجدہ ریز ہوا تیری حمد کی ، تیری کتاب کو پڑھا اور تیرا ذکر کرتا رہا ۔ اللہ نے فرمایا :۔ اے موسیٰ نماز تیری دلیل ، روزہ تیرے لیے جنت ہے ، صدقہ تیرے لیے سایہ ، تسبیح تیرے لیے جنت سایہ فگن درخت میری کتاب پڑھنا تیرے لیے حور قصور ہیں ذکر کرنا تیرے لیے نور ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا ، اے میرے رب اب مجھے بتلا وہ کون سا عمل ہے جو تیرے لیے کروں ؟ پھر ارشاد ہوا کیا تو نے کبھی میری خاطر کس سے دوستی اور میری خاطر کسی سے دشمنی رکھی ۔ اس پر آپ سمجھ گئے کہ اللہ کی خاطر محبت اور اللہ کے لیے دشمنی رکھنا سب سے اچھا عمل ہے ۔

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ کہتے ہیں میں نے سرور عالمین صلی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا یا رسول اللہ ! اللہ کی بارگاہ میں کون سا شہید افضل ہے ۔ فرمایا وہ جو ظالم حاکم کے پاس گیا اور اسے نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا اور اسی پاداش میں وہ قتل ہوا ۔ اگر قتل نہ کیا گیا زندہ رہا تو اس کے گناہ نہ لکھے جائیں گے ۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میری امت میں سب سے افضل شہید وہ شخص ہے جو کسی ظالم کے پاس گیا اسے نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا اس پر اسے قتل کر دیا گیا ۔ اس شہید کا جنت میں مقام حضرت حمزہ اور حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے

درمیان ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے یوشع بن نون علیہ السلام کو وحی فرمائی میں تمھاری امت کے چالیس ہزار نیکوں اور ساٹھ ہزار بروں کو ہلاک کرنے والا ہوں آپ نے عرض کیا کہ نیکوں کا کیا قصور؟ اللہ نے فرمایا انھوں نے میرے دشمنوں کو دشمن نہ سمجھا یہ ان کے ساتھ ملاپ رکھتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے ہم نے کہا یارسول اللہ! کیا ہمیں نیکی کا اس وقت حکم کرنا چاہیے جب ہم مکمل طور پر نیکیوں پر عمل پیرا ہوں اور برائیوں سے بھی اس وقت روکنا چاہیے جب ہم مکمل طور پر برائیوں سے کنارہ کش ہوجائیں؟ حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نیکیوں کا حکم دیتے رہو اگرچہ تم مکمل طور پر عمل نہ کرسکو تم برائیوں سے روکتے رہو چاہے تم تمام و کمال اس سے کنارہ کش نہ رہ سکو۔

مرد صالح نے اپنے بیٹوں کو نصیحت کی کہ جب تم میں سے کوئی نیکیوں کا حکم دینا چاہے تو اسے اپنے آپ کو صبر کا عادی بنانا چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کا امیدوار ہو۔ جو اللہ پر ثواب کا یقین رکھے یقیناً وہ لوگوں سے دکھ نہیں اٹھائے گا۔

۱۶

عداوت شیطان

صاحب ایمان پر لازم آتا ہے کہ وہ علماء اور صلحا سے محبت رکھے، ان کی صحبت اختیار کرے ضروری ہے دینی معلومات حاصل کرتا رہے ان کی نصیحت کو وظیفہ عمل بنائے۔ برے اعمال سے دور رہے اور شیطان کو دشمن سمجھے۔ فرمان خالق کائنات ہے:۔

اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا۔

بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے لہذا اسے دشمن قرار دو۔

اللہ کی عبادت کر کے شیطان سے دشمنی کا اظہار ہوتا ہے اور نافرمانی سے شیطان کی اطاعت ہوتی ہے لہذا ہر کام اور عقائد کا تحفظ کرتے ہوئے شیطان سے بچ کر رہو جب تم کوئی کام کرو تو شیطان کا خاص دھیان رکھو اس لیے کہ یہ ریاکاری کے روپ میں حملہ آور ہوتا ہے اور برائیوں کو خوب صورت بنا کر پیش کرتا ہے ہر حالت میں اللہ کی پناہ اور مدد کے طلب گار رہو۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط کھینچا اور فرمایا یہ اللہ کی راہ ہے۔ پھر اس کے دائیں بائیں کئی لکیریں کھینچیں پھر فرمایا یہ تمام راستے ایسے ہیں جن پر شیطان بیٹھا دعوت دے رہا ہے آپ نے آیت تلاوت فرمائی:۔

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ

اور یہ میرا سیدھا راستہ یہی ہے تم اسی پر چلنا دیگر راستوں پر نہ چلنا (یعنی ان میں تمیز کرنا) اگر تم نے دوسرے راستے اختیار کیے

تو اللہ کی راہ سے الگ ہو جاؤ گے)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطان کے متعدد راستوں سے متنبہ فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کا ایک راہب تھا شیطان نے ایک لڑکی کو بیمار کر کے اس کے گھر والوں کے دل میں یہ بات ڈالی کہ اس کا علاج اس راہب کے پاس ہے۔ گھر والے اس لڑکی کو لے کر اس راہب کے پاس آئے۔ اس نے لڑکی کو اپنے پاس رکھنے سے انکار کر دیا۔ بعد ازاں وہ گھر والوں کے اصرار پر لڑکی کو اپنے پاس رکھنے پر رضا مند ہو گیا۔ جب وہ لڑکی کا علاج کر رہا تھا تو شیطان نے اسے مباشرت پر ابھارا اور وہ مباشرت سے حاملہ ہو گئی تو شیطان نے اس سے کہا کہ اسے قتل کر دو اور گھر والوں سے کہہ دینا کہ وہ مر گئی چنانچہ اس نے ذلت کے ڈر سے اسے قتل کر کے دفن کر دیا۔ ادھر گھر والوں کو یہ بات سمجھائی کہ راہب نے لڑکی کو حاملہ کر کے مار دیا ہے۔ جب لوگ آئے تو راہب نے کہا لڑکی مر گئی۔ جب لوگوں نے راہب کو پکڑ لیا تا کہ قتل کر دیں تو شیطان نے کہا تمھارے چھٹکارے کا صرف ایک راستہ ہے تو مجھے دو بار سجدہ کرے جب راہب نے کر دیا تو شیطان نے کہا میں تجھ سے بیزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّىْ بَرِىْٓءٌ مِّنْكَ ۔

شیطان کی طرح جس نے انسان سے کہا کفر کر جب اس نے کفر کیا تو شیطان نے کہا میں تجھ سے بری ہوں۔

شیطان نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا اس کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے جس نے مجھے جیسے چاہا پیدا کیا اور جو چاہا مجھ سے کرایا اس کے بعد وہ مجھے چاہے جنت میں بھیج دے یا جہنم رسید کرے کیا ایسا کرنے والا عادل ہے یا ظالم؟ امام شافعی نے تھوڑی دیر سوچ کے بعد فرمایا اے آدمی!

اگر اس نے مجھے اس طرح پیدا کیا جیسا کہ تو چاہتا ہے تو اس نے ظلم کیا اور اگر اس نے مجھے پیدا کیا جیسا وہ چاہتا ہے تو یاد رکھ اس سے پرسش نہیں ہو گی۔ جو وہ کرتا ہے یہ سن کر شیطان شرم سے پانی پانی ہو گیا اور کہنے لگا یہ سوال کر کے میں ستر ہزار زاہدوں کو گمراہی کے گڑھے میں دھکیل چکا ہوں۔

انسانی قلب

یاد رہے قلب انسان ایک قلعہ ہے شیطان انسان کا دشمن ہے وہ چاہتا ہے کہ قلعہ میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لے۔ قلعہ کی حفاظت کے لیے دروازوں کی حفاظت ضروری ہے جسے حفاظت کرنا نہ آتا ہو وہ کیسے حفاظت کرے گا۔ وساوس شیطانی سے دل کی حفاظت کرنا واجب ہے اس واجب پر عمل اسی صورت میں ہو سکتا ہے، جب تمام شیطانی گذرگاہوں سے واقفیت ہو۔ ان گزرگاہوں سے واقفیت بھی لازم ٹھہری۔ یہ گزرگاہیں انسان ہی کی پیدا کردہ ہیں جیسے غصہ اور شہوت غصہ عقل پر غالب آ کر شیطانی لشکر کے حملہ کی راہ ہموار کرتا ہے جب انسان غصہ کی حالت میں ہوتا ہے تو شیطان اس سے اس طرح کھیلتا ہے جس طرح بچہ گیند سے کھیلتا ہے۔

ایک اللہ کے بندے نے شیطان سے پوچھا تو انسان پر کیسے قابو پاتا ہے۔ شیطان نے کہا میں اس پر غصہ اور شہوت کی حالت میں قابو پاتا ہوں۔

شیطان کے متعدد راستوں میں سے حسد اور لالچ کے راستے بھی ہیں۔ حرص اور لالچ انسان کو اندھا بنا دیتے ہیں۔ حرص میں ہر بری چیز کا حسین اور خوشنما چہرہ بنا کر شیطان پیش کرتا ہے۔ شہوت غالب آتی ہے اور انسان ہر برائی کو قبول کرتا چلا جاتا ہے۔

کشتی نوح میں شیطان

روایت ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام اپنی کشتی میں سوار ہوئے

تو آپ نے ہر جنس کا جوڑا سوار کرا لیا تھا۔ جب اپنے احباب کے ہمراہ سوار ہوئے تو ایک اجنبی بوڑھے کو دیکھ کر آپ نے پوچھا تجھ کو کس نے کشتی میں سوار کیا؟ اس نے کہا میں اس لیے آیا ہوں کہ آپ کے ساتھیوں کے دلوں تک رسائی کر سکوں۔ پھر ان کے دل میرے ساتھ اور جسم آپ کے ساتھ ہوں حضرت نوح علیہ السلام نے کہا اے اللہ کے دشمن! تو ملعون ہے یہاں سے نکل۔

ابلیس نے کہا پانچ باتیں ایسی ہیں جن کے ذریعے لوگوں کو ہلاک کرتا ہوں اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو بذریعہ وحی بتلا دیا کہ اسے کہو کہ تمھاری تین باتوں کی ضرورت نہیں باقی دو چاہیے بتا دو۔ شیطان بولا وہ دو ایسی ہیں کہ مجھے جھٹلا دیتے ہیں۔ وہ دو حرص اور حسد ہیں جن سے لوگ تباہ ہوئے حسد کی بدولت میں خود ملعون ہوا اور مردود قرار پایا۔ حرص نے آدم علیہ السلام کو جنت سے نکال باہر کیا اب میرا شکار حرص کے ذریعے سے ہوتا ہے۔

خوب سیر ہو کر کھانا اگرچہ یہ پاکیزہ رزق کیوں نہ ہو شہوتوں کو برانگیختہ کرتا ہے۔ شہوت شیطان کا ہتھیار ہے۔

روایت ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے شیطان کو بہت سے پھندے اٹھائے ہوئے دیکھا پوچھا "یہ کیا ہے؟"

شیطان نے کہا "یہ شہوت کے پھندے ہیں جن کے ذریعہ میں انسان کو شکار کرتا ہوں"۔

آپ نے پوچھا "کیا مجھ پر بھی تو نے کبھی پھندا ڈالا؟"

شیطان نے کہا "جب آپ سیر ہو کر کھانا کھا لیتے ہیں آپ کو نماز اور ذکر الٰہی سے سست کر دیتا ہوں"۔

آپ نے پوچھا "کوئی اور؟"

شیطان نے کہا "بس اتنا ہی کافی"

تب آپ نے قسم کھائی کہ آئندہ کبھی سیر ہو کر نہیں کھاؤں گا۔ شیطان نے

جواباً قسم کھا کر کہا " آئندہ کبھی اہلِ ایمان کو نصیحت نہ کروں گا"۔

شیطان کا ایک اور راستہ مال متاعِ دنیا پر فریفتگی ہے جب انسان کو ان کی طرف مائل دیکھتا ہے تو انھیں اور زیادہ حسین انداز میں پیش کرتا ہے انسان تعمیر مکان اور ان کے در و بام کی آرائش پر ٹکار ہتا ہے۔ اسے خوبصورت لباس، نادر سواریوں اور طویل عمر امیدوں کے فریب میں مبتلا کر دیتا ہے جب کوئی یہ راہ اختیار کر لیتا ہے تو اس سے واپسی مشکل ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اسی شیطانی راہ پر چلتے ہوئے اس کا آخری وقت آجاتا ہے اور وہ اس ناپائیدار دنیا کو خیر باد کہہ کر روانہ ہو جاتا ہے۔

طمع اور امیدیں رکھنا شیطان کا ایک اور راستہ ہے۔ حضرت صفوان بن سلیم بیان کرتے ہیں۔ شیطان عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ کے سامنے آیا اور کہنے لگا:۔

" میں تمھیں ایک بات بتاتا ہوں اسے یاد رکھنا"۔

آپ نے کہا " مجھے تیری نصیحت کی ضرورت نہیں"۔

شیطان نے کہا " سنو تو سہی اگر اچھی ہو تو قبول کر لینا ورنہ رد کر دینا اللہ کے سوا کسی سے نہ مانگو جب تم غضبناک ہو تو اپنے آپ کا دھیان رکھو جب تم غضب ناک ہوں گے تو میں (شیطان) تم پر غالب آجاؤں گا"۔

شیطان کا ایک اور راستہ جلد بازی اختیار کرنا اور ثابت قدمی چھوڑ دینے سے کھلتا ہے۔ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " جلد بازی فعل شیطانی ہے۔ تحمل اور بردباری اللہ کا عطیہ ہے۔ جلد بازی سے شیطان انسان کو برائی کی راہ پر لا کھڑا کرتا ہے لیکن وہ اسے محسوس نہیں کرتا۔

روایت ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی شیطان کے سب چیلے اس کے پاس جمع ہو کر کہنے لگے " آج تمام بُت اوندھے ہو گئے ہیں" ابلیس نے کہا " ضرور کوئی بڑا واقعہ ہوا ہے میں خود پتہ کرتا ہوں"

چنانچہ وہ پھرتا رہا پھر اُسے ولادت عیسیٰ علیہ السلام کا پتہ چلا۔ اس نے کہا ان کی پیدائش ہوئی ہے اور فرشتے ان کو گھیرے میں لئے ہوئے ہیں لہٰذا تم جاؤ۔ انسان میں جلد بازی اور تساہلی کا ہتھیار آزماؤ جب عورت بچہ جنتی ہے تو میں پاس ہوتا ہوں میں غیر حاضر تھا اس لئے بُت اوندھے ہو گئے ہیں۔

ہر وہ چیز جو انسان کی ضروریات سے فاضل اس کے پاس جمع ہو وہ شیطانی اماجگاہ بن جاتی ہے۔ حضرت ثابت بنانی رضی اللہ تعالیٰ کا قول ہے جب ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری ہوئی تو شیطان نے اپنے تمام شاگردوں کو اکٹھے کر کے کہا آج بضرور کوئی واقعہ ہوا ہے جاؤ جا کر معلوم کر کے آؤ وہ گئے مگر ناکام لوٹ آئے شیطان نے کہا اب میں جا کر پتہ کرتا ہوں واپس آ کر ابلیس نے کہا اللہ تعالیٰ نے محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا ہے۔ بعد ازاں شیطان نے اپنے تمام چیلوں کو اصحابہ کرام رضی کے پیچھے لگایا مگر وہ ناکام رہے شیطان کے چیلوں نے کہا جب وہ نماز شروع کرتے ہیں تو ہمارا کیا دھرا خاک میں مل جاتا ہے شیطان نے کہا فکر نہ کرو جب ان پر دنیا ارزاں اور فراواں ہو جائے گی پھر ہماری اُمید پوری ہو گی۔

روایت ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پتھر سے ٹیک لگائے ہوئے تھے شیطان کا ادھر گزر ہوا اس نے کہا اے عیسیٰ (علیہ السلام)! تم نے دنیا کو مرغوب جانا؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسے پکڑ کر اس کی گدی میں ایک مُکا رسید کر کے فرمایا:۔ "یہ لے جا یہ تیرے لیے دنیا ہے"۔

شیطانی راستوں میں سے ایک راستہ فقر و فاقہ اور بخل ہے۔ کیونکہ یہ چیزیں اللہ کی راہ میں صدقہ اور خیرات کرنے سے روکتی ہیں۔ انسان کو ذخیرہ اندوزی، خزانے بھرنے اور عذاب الیم کی طرف لے جاتی ہیں۔ بخل کی بدولت بخیل بازاروں کا چکر لگاتا تا کہ مال و دولت مزید جمع کرے۔ وہاں شیطان اسکی

گھات میں ہوتا ہے۔

شیطان کا ایک راستہ انسان کی مذہب سے نفرت، خواہشات کی پیروی مخالفین سے بغض اور حسد اور انھیں حقارت سے دیکھنا۔ یہ چیز عابد ہو یا فاسق دونوں کو ہلاک کر دیتی ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

"شیطان نے کہا میں نے افراد امت محمدیہ کو بھول بھلیوں میں بھٹکایا مگر انھوں نے استغفار سے مجھے شکست دی۔ بعد ازاں میں نے انھیں گناہوں میں پھنسایا ہے کہ وہ استغفار نہیں کریں گے۔ یعنی خواہشات کے گرداب میں

شیطان الرجیم کی یہ بات مبنی بر حقیقت ہے کہ خواہشات ہی گناہوں کی طرف راغب کرتی ہیں۔ لہذا ان سے نجات اللہ تعالیٰ سے استغفار ہے۔

شیطان نے ایک راستہ مسلمانوں میں بدگمانی پھیلانے کا بنا رکھا ہے لہذا اس بدبخت سے اور دیگر بدبختوں سے بچنے کا واحد طریقہ تہمتوں اور بدگمانیوں سے بچنا ہے اگر آپ کسی کو دیکھیں جو عیب جوئی کرتا ہے، اور بدگمانیاں پھیلاتا ہے تو سمجھ لیجیے کہ یہ شخص خود ہی بدباطن ہے اس سے باخبر رہ کر دوسروں کو بچانا چاہیے لہذا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس شیطانی راستے کو بند کر دے۔ اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے اپنے دل کے محفوظ قلعہ بنائے۔

ابن اسحاق رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے:۔

جب قریش مکہ نے کہ صحابہ کرام ہجرت کرتے اور دیگر قبائل کو مسلمان ہوتے دیکھا انھیں خیال آیا کہ کہیں ایسا نہ ہو، حضورؐ بھی ہجرت کر جائیں اور اجتماعی طاقت پیدا کر کے ہمیں شکست دیں۔ لہذا ان کا خیال رکھا جائے۔ یہ قصی بن کلاب کا مکان جو دار الندہ کہلاتا تھا۔ کیونکہ وہاں اہم امور کے فیصلے ہوتے تھے۔ یہاں چالیس سال سے کم عمر کا آدمی داخل نہ ہو سکتا تھا یہ صرف

اہلِ قریش کی اجتماع گاہ تھی۔ یہاں ہفتہ کے روز قریش اکٹھے ہوتے تھے اس لیے انھوں نے ہفتہ کے دن کو مکر و فریب کا دن قرار دیا۔ اس دروازے پر ایک باوقار بوڑھا آدمی کمبل اوڑھے ریشمی ٹوپی پہنے کھڑا ہے کہنے لگا:۔

”میں نجد سے ہوں، جو مشورہ تم کر رہے ہو میں نے سنا تو حاضر ہوا کہ جو فیصلہ کرو سُن سکوں شاید میں تمھیں بہتر مشورہ دے سکوں۔“

قریش کی اجازت پر وہ اندر چلا گیا۔ ابو البختری جو بدر میں واصل جہنم ہوا اس نے مشورہ دیا:۔

”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو لوہے کی زنجیروں میں جکڑ لو دروازے بند کر کے انتظار کرو۔ اس جیسے شعرا کا جو حشر ہوا وہ اس کا بھی ہو۔“

اس بوڑھے نے کہا یہ کوئی اچھی رائے نہیں ہے اگر تم ایسا کرو گے وہ کسی نہ کسی طرح نکل کر اپنے صحابہ کے پاس پہنچ جائے گا پھر خطرہ ہے تعداد بڑھ جائے اور تم پر حملہ آور ہو کر تمھاری چیزیں چھین لے کوئی ا.. مشورہ کرو

ابوالاسود ربیعہ بن عمرو العامری نے رائے دی:۔

”محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو جلا وطن کر دو، یہ جہاں کہیں چلا جائے ہمیں پرواہ نہیں ہمارے ہاں نہ رہے۔“

بوڑھے شیطان نے کہا:۔

”تم نے اس کی باتیں سنی ہیں، تم اسے جلا وطن کر کے مطمئن ہو جاؤ گے، لیکن اس نے لوگوں کے دل جیت لیے کسی قبیلہ کو اپنے ساتھ ملا کر تمھاری سلطنت چھین لے گا۔ پھر تمھارے بارے میں جو چاہے گا کرے گا۔ یہ مشورہ اچھا نہیں کوئی اور ترکیب بناؤ۔“

ابو جہل نے کہا میں تمھیں رائے دیتا ہوں :۔

"میں نہیں سمجھتا تم وہ کرو گے ، میری رائے ہے کہ ہر قبیلے سے ایک مضبوط اور صاحبِ حسب نسب نوجوان حاصل کرو ہر نوجوان کو ایک تیز تلوار دو ، اس کے بعد سب ایک ہی وار کر کے خاتمہ کر دیں اور قتل کر کے اس سے نجات حاصل کریں اس کا خون بہا تمام قبائل پر تقسیم ہو جائے گا ۔ اس طرح سے بنو عبد مناف تمام عرب سے جنگ مول نہ لے سکیں گے اور ہم دیت دیں گے "۔

بوڑھے شیطان نے کہا :۔ "اس سے بہتر کوئی مشورہ نہ ہے" سب قتل کا عہد کر کے اٹھ کھڑے ہوئے ۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی :۔

"آج رات اپنے بستر پر استراحت نہ فرمائیں"۔

حضورؐ کے بستر پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ چادر اوڑھ کر لیٹ گئے جو آپ جمعہ اور عیدین کے موقعہ پر اوڑھا کرتے تھے ۔ چنانچہ آپ نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے حضورؐ کی حفاظت کی ۔ اس سلسلہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ سے چند اشعار ہیں :۔

۱۔ میں نے اپنی جان سے اس کی حفاظت کی جو زمین پر چلنے والوں میں سب سے افضل ہے جو ہر طواف کرنے والے اور حجر اسود کو چومنے والے سے بہترین ہے ۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قریشِ مکہ کے فریب کا پتہ چلا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے فریب سے بچا لیا ۔

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غار میں اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں

رات نہایت سکون سے گذاریں۔

۴۔ میں قریش کے روبرو سویا ہوا تھا اس طرح سے میں خود کو قتل و قید ہونے پر آمادہ کیے ہوئے تھا۔

اللہ تعالیٰ نے قریش کے نوجوانوں کو اندھا کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر مٹی پھینک کر یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے باہر نکل گئے۔

فَاَغْشَیْنٰھُمْ فَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ۝

پھر جہاں چاہا آپ وہاں چلے گئے۔ آپ کے چلے جانے کے بعد ایک اور جوان آیا اس نے انھیں کہا:۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو وہ تو تمھارے سروں پر مٹی ڈال کر نکل گئے"

یہ سن کر ہر آدمی نے سر پہ ہاتھ مارا تو اس پر مٹی تھی مکان کے اندر جھانک کر دیکھا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ تھے۔ صبح کے وقت انھوں نے کہا "اس شخص نے ٹھیک ہی کہا تھا۔ اس موقعہ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ ۝

اور جب کافر آپ کے بارے میں تدبیر کر رہے تھے کہ آپکو قید کریں یا قتل کریں۔

ترجمہ اشعار:۔ گھبراؤ نہیں ہر مشکل کے بعد آسانی ہوتی ہے اور ہر چیز ایک مقررہ وقت تک رہتی ہے۔

مقدر ہم سے زیادہ باخبر ہے اور ہماری تدبیروں پر اللہ کی ہر تدبیر ہر طرح غالب رہتی ہے۔

سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ہجرت کا حکم دیا۔

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا

(بنی اسرائیل)

اور کہہ دیجیے اے میرے رب! مجھے سچی طرح داخل فرما اور سچی طرح باہر لے جا اور مجھے اپنی جانب سے مددگار غلبہ عطا فرما۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کی اجازت فرمائی اور جبرئیل امین نے آپ سے کہا کہ آپ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا ہجرت کا ساتھی منتخب فرمائیں۔

حاکم ؒ سے روایت ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل سے پوچھا:۔

"میرا ہجرت کا ساتھی کون؟"

تو انھوں نے کہا:۔

"حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ)

اور حضور ؐ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کو فرمایا کہ تم میرے بعد یہیں رہنا اور لوگوں کی امانتیں واپس کر کے آنا۔

ام المومنین صدیقہ کائنات عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:۔

"ہم ہجرت کے دن گھر پر دوپہر کے وقت بیٹھے تھے اور خوب گرمی تھی۔"

طبرانی نے حضرت اسماء ؓ بنت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ کے نام سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں ہمارے گھر دن میں دو بار صبح شام تشریف لاتے۔ ہجرت کے دن خلاف معمول دوپہر کو آپ تشریف فرما

ہوئے۔ میں نے کہا:۔

"اباجان! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر ڈھکے اس وقت تشریف لا رہے ہیں"۔

حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں آپ کسی خاص وجہ سے تشریف لا رہے ہیں۔

حضورؐ اندر تشریف لائے تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے لیے چارپائی خالی کر دی۔ اس پر آپ تشریف فرما ہوئے۔ آپ نے فرمایا گھر میں کوئی غیر ہے تو اسے باہر بھیج دو۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ نے عرض کی حضور! گھر میں صرف میری بیٹیاں ہیں۔

آپ نے فرمایا:۔

"اللہ نے مجھے حکمِ ہجرت دیا ہے تم میرے ساتھ رہو گے"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ یہ دو میری سواریاں ہیں ایک سواری آپ پسند فرما لیجیے آپ نے فرمایا کہ "میں قیمتاً لوں گا"۔ اس میں حکمت یہ تھی کہ ہجرت میں مال کی قربانی بھی جان کی قربانی کے ساتھ ہو۔

سیدہ عائشہ صدیقہ کا فرمان ہے ہم نے جلدی جلدی سامانِ سفر درست کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے والد صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے بہترین سامانِ سفر باندھ کر اسے ایک تھیلہ میں ڈال دیا۔

واقدی کی روایت ہے کہ زادِ راہ میں ایک بھنی ہوئی بکری تھی۔ سیدہ اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی کمر کا پٹکا پھاڑ کر تھیلے کا منہ باندھا تھا جس کی وجہ سے اسے "ذات النطاقین" کا خطاب بارگاہِ رسالت سے ملا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غار ثور میں تین راتیں گذاریں اس غار میں ثور بن عبد مناف

ٹھہرا تھا اس وجہ سے اسے غار ثور کہتے ہیں۔

سیدہ اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے کہ میرے والد پانچ ہزار درہم ہمراہ لے کر نکلے تھے جب قریش انھیں نہ پا سکے تو کھوج لگانے والوں کو پتہ چلانے کے بھیجا۔ مگر ناکام رہے۔ اس پر پتہ بتانے والے کے لیے سو اونٹ انعام رکھا۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جبل ثبیر نے عرض کی، آپ میری پیٹھ سے اتر جائیں کہیں ایسا نہ ہو کہ کفار آپ کو شہید کر دیں اور مجھے عذاب دیا جائے۔ غار حرا نے التجا کی آپ مجھ میں تشریف فرما ہوں۔

روایت ہے کہ جونہی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ غار میں داخل ہوئے اللہ تعالیٰ نے غار کے دہانے پر کیکر کا درخت پیدا کر دیا جس نے غار کے منہ کو ڈھانپ لیا۔ مکڑی نے جالا تن دیا، کبوتروں نے گھونسلہ بنا کر انڈے دے دیئے۔ یہ سب کچھ کفار مکہ کو تلاشی سے ممنوع رکھنے کے لیے کیا گیا۔ ان کبوتروں کو اللہ تعالیٰ نے یہ اجر عطا کیا کہ آج حرم کعبہ میں انھی کی نسل ہے۔ اور کوئی بھی ان کا شکار نہیں کر سکتا۔

قریشی نوجوان ڈنڈے لاٹھیاں اور تلواریں سنبھالے آپ کی تلاش کو نکل گئے۔ چند ایک غار کے قریب پہنچے انھوں نے کبوتروں کے انڈے اور مکڑی کا تنا ہوا جالا دیکھا کہنے لگے اگر کوئی داخل ہوتا تو کبوتر اڑ جاتے۔ امیہ بن خلف نے کہا یہ جالا تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیدائش سے پہلے کا ہے۔ اگر وہ اس میں داخل ہوتے تو انڈے ٹوٹ جاتے۔

اس معجزہ سے اللہ تعالیٰ نے قوم قریش کو کس طرح شکست دی۔ درخت نے کس طرح مطلوب پر سایہ کر دیا اور تلاش کرنے والوں کو نامراد کیا۔ مکڑی آئی اور اس نے راہ تلاش ہی مسدود کر دی۔ ایسا باریک پردہ تن دیا کہ کھوج لگانے والے بھی اندھے ہو گئے۔ ابن نقیب نے شعر کی زبان میں کہا ہے

• ریشم کے کیڑوں نے ایسا ریشم بُنا جو حسن میں یکتا ہے۔
• مگر مکڑی ان سے لاکھوں درجہ بہتر ہے کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر غار ثور کے دہانے پر جالا بُنا تھا۔

بخاری اور مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب ہم غار میں تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ حضورؐ! اگر یہ اپنے قدموں کی طرف دیکھیں تو یقیناً ہمیں دیکھ لیں گے۔ آپ نے فرمایا۔ ابوبکر! تیرا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔

بعض سیرت نگاروں نے لکھا جب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خدشہ ظاہر کیا تو آپ نے فرمایا:۔ اگر یہ ادھر سے داخل ہوں گے تو ہم ادھر سے نکل جائیں گے۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ نے جب غار کی اس طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ قریب سمندر بہہ رہا ہے اور کنارے پر کشتی بندھی ہوئی ہے

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جب حضورؐ کے ہمراہ صدیق چل رہے تھے۔ کبھی آپ کے آگے چلتے اور کبھی پیچھے چلتے۔ حضورؐ نے پوچھا ایسا کیوں؟ عرض کیا مجھے گھات میں بیٹھے دشمن کا خیال آتا ہے تو میں آگے ہو جاتا ہوں کہ آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچائے۔ اگر کوئی وار کرے تو وہ مجھ پر ہو رب ذوالجلال کی قسم! میں چاہتا ہوں کہ میری جان آپ پر قربان ہو، اور آپ سلامت رہیں۔

جب غار کے قریب پہنچے تو سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ٹھہریئے میں پہلے غار صاف کرتا ہوں اندر پہنچ کر غار کو صاف کیا۔ جہاں کہیں کوئی سوراخ نظر آیا کپڑے پھاڑ پھاڑ کر اسے بند کر دیا۔ یہاں تک کہ سارا کپڑا ختم ہو گیا۔ حضورؐ غار میں داخل ہوئے۔ صدیق کی گود میں سر رکھ کر سو گئے۔ آپ نے اپنی ایڑی ایک سوراخ کے منہ پر رکھ کر اسے

بند کر رکھا تھا۔ اس سوراخ سے سانپ نے آپ کو ڈس لیا۔ صدیق نے اپنے پاؤں کو جنبش نہ دی کہیں آپ کی نیند میں خلل واقع نہ ہو۔ تکلیف کی شدت سے آپ کے آنسو بہہ نکلے جو چہرہ انور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑے آپ نے پوچھا "ابوبکر! کیا بات ہے؟" عرض کی حضورؐ! سانپ نے ڈس لیا آپ نے لعاب دہن لگایا اور زہر کا اثر زائل کر دیا۔

ثنا خوانِ رسول حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ نے بزبان شعر کہا ہے ؎

وَثَانِیَ اثْنَتَیْنِ فِی الْغَارِ الْمُنِیْفِ وَقَدْ
طَافَ الْعَدُوُّ بِہٖ اِذَا صَاعَدَ الْجَبَلَ

غار میں دو سے دوسرے جب پہاڑ پر چڑھے تو دشمن تلاش میں ہے۔

وَکَانَ حُبُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ قَدْ عَلِمُوْا
مِنَ الْخَلَائِقِ لَمْ یَعْدِلْ بِہٖ بَدَلًا

اور رسول اللہ کی محبت وہ جان چکے تھے کہ ساری مخلوق بھی اس کے برابر نہ ہے۔

مکہ مکرمہ میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کو روانہ ہوئے اور پیر کے روز باہر آئے۔ آپؐ تین رات غار میں رہے۔ یہ ربیع الاوّل کی یکم تھی ۱۲ ربیع الاوّل بروز جمعہ آپ مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے۔

حکایت زکریا نامی ایک زاہد بیمار ہوگیا اس پر سکر کا عالم طاری تھا اس کے دوست نے اسے کلمہ طیبہ پڑھنے کو کہا اس نے منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ دوست نے اس طرف جا کر تلقین کی اس نے ادھر سے اُدھر منہ پھیر لیا۔ جب دوست نے تیسری مرتبہ کلمہ کے لیے کہا تو اس نے کہا میں نہیں کہتا۔ یہ الفاظ سن کر دوست بے ہوش ہوگیا۔ جب اسے ہوش آیا تو زاہد آنکھیں کھول چکا تھا۔ دوست نے سب واقعہ کہہ سنایا کہ تم نے یہ کیا کہا؟ زاہد نے

کہا :۔ شیطان میرے پاس پانی کا پیالہ لاکر کہنے لگا " تجھے پانی کی ضرورت ہے" میں نے کہا " ہاں " شیطان نے کہا " کہو عیسےٰ اللہ کے بیٹے ہیں۔ میں نے منہ پھیر لیا پھر وہ دوسری طرف گیا اور یہی الفاظ دہرائے میں نے منہ پھیر لیا۔ تیسری مرتبہ اس نے کہا کہو۔ میں نے کہا نہیں کہتا۔ اس پر وہ پانی کا پیالہ زمین پر پھینک کر بھاگ گیا میں نے تو یہ الفاظ شیطان کو کہے تھے۔ پھر وہ کلمہ شہادت کا ذکر کرنے لگا۔

عمر بن عبدالعزیز سے روایت ہے کہ کسی نے اللہ سے دعا کی کہ مجھے شیطان کا طریق کار دکھا دے کہ وہ کس طرح وسوسے دل میں ڈالتا ہے اس نے خواب میں ایک ایسا آدمی دیکھا جس کا اندر اور باہر شیشے کی طرح صاف تھا شیطان کو دیکھا کہ اس کے بائیں کندھے پر بیٹھا اس نے باریک ناک کو اس کے دل میں داخل کیا اور وسوسے ڈالنے لگا۔ جب وہ ذکر اللہ کرتا تو وہ پیچھے ہٹ جاتا

اے خالق ارض وسما، بواسطہ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں شیطان مردود کے تسلط سے بچا۔ حاسد زبان سے نجات عطا فرما۔ اور اپنے ذکر و شکر کی توفیق عنایت فرما۔

۱۷

امانت اور توبہ

فضیلتِ درُود

محمد بن المنکدر اپنے باپ کے حوالہ سے مروی ہیں۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے طواف کعبہ کرتے ایسے شخص کو دیکھا جو تسبیح و تہلیل پڑھنے کی بجائے ہر قدم پر درود شریف پڑھتا تھا۔ انھوں نے اس نوجوان سے پوچھا اس کی کیا وجہ ہے؟ جو تم تسبیح و تہلیل چھوڑ کر صرف درود شریف پڑھ رہے ہو؟ اس نوجوان نے ان کا نام پوچھا۔ تو انھوں نے بتایا سفیان ثوری۔ نوجوان نے کہا آپ کا چونکہ شمار نیک بندوں میں ہے اس لیے میں آپ کو یہ راز بتاتا ہوں:۔

"میں اپنے باپ کے ہمراہ حج کے لیے سفر پر روانہ ہوا۔ راستے میں میرا والد فوت ہو گیا۔ میں نے اس کا چہرہ دیکھا وہ بالکل سیاہ ہو گیا میں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھ کر اس کا چہرہ ڈھانپ دیا۔ تھوڑی دیر بعد مجھے نیند آگئی میں نے خواب میں ایسے حسین شخص کو دیکھا جس کا حُسن بے مثال تھا اس کا لباس اتنا نفیس تھا کہ الفاظ تعریف نہیں کر سکتے اس کے وجود سے خوشبوئیں آتی تھیں اس نے میرے باپ کے چہرے سے کپڑا اٹھایا اشارہ کیا تو میرے باپ کا چہرہ سفید ہو گیا۔ میں نے کہا: آپ کون ہیں؟ جن کی بدولت اللہ نے مجھ غریب الوطن کے باپ پر احسان کیا۔ انھوں نے فرمایا: تم نے مجھے پہچانا نہیں؟ میں صاحب قرآن ختم المرسلین محمد بن عبد اللہ

(صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں ۔ تیرا والد اگرچہ گنہ گار تھا لیکن مجھ پر
کثرت سے درود پڑھتا تھا اس نے امداد طلب کی تو میں نے امداد
فرمائی ۔ اس پر آنکھ کھل گئی تو میں نے دیکھا میرے باپ کا چہرہ
سفید ہو چکا تھا ۔"

عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ، ابوجعفر رحمۃ اللہ سے روایت کرتے ہیں : حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا ۔ اس نے جنت کی راہ کھو دی ۔"

امانت ؟

امانت امن سے ماخوذ ہے ۔ اس وصف کے ساتھ وہ حق سے دور رہنے سے مامون رہتا ہے ۔ اس کی ضد خیانت ہے جو خون سے مشتق ہے ۔ جس کے معنی کم کرنا ۔ کیونکہ کسی چیز میں خیانت کرنے سے کمی واقع ہو گی ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ۔ مکر ، دھوکا ، خیانت کرنیوالے دوزخ میں جائیں گے ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگوں سے معاملہ کرے اور ان پر ظلم نہ کرے ، لوگوں سے بات کرے لیکن جھوٹ نہ بولے تو صاحبِ مروت لوگوں میں سے ہے ۔ ان کی عدالت ظاہر ہو تو ان سے بھائی چارہ رکھنا ضروری ہے ۔

ایک اعرابی قوم کی تعریف میں کہتا ہے :۔

"وہ امین ہیں کسی کے ساتھ دھوکہ نہیں کرتے کسی عہد سے غداری
نہیں کرتے اور نہ ہی کسی مسلمان کی بے حرمتی کرتے ہیں نہ ہی
ان کے ذمہ کسی کا حق ہے بس وہ بہترین قوم ہے ۔"

اعرابی نے جس قوم کی تعریف کی اس قوم کے افراد باقی نہ ہیں اب انسانی لباس میں بھیڑیئے پھرتے نظر آتے ہیں ——— اشعار

انسان مصائب میں کس پر بھروسہ کرے شریف اور با اخلاق آدمی کو

دوست کہاں سے دستیاب ہوں گے۔

چند افراد کو چھوڑ کر اکثر انسانی لباس میں بھیڑیے نظر آتے ہیں۔ ایک شاعر کا قول ہے:۔

وہ اٹھ گئے ہیں جن کے چلے جانے کے بعد کہا جاتا تھا، کاش شہر ویران ہو جاتے اور قیامت آجاتی۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بیان کیا کہ امانت جلد ہی اٹھا لی جائے گی لوگ باہم تجارت کریں گے۔ مگر امین کوئی نہیں ہوگا۔ یہاں تک کہ کہا جائے گا کہ فلاں قبیلہ میں فلاں آدمی آمین ہے

توبہ

آیات واحادیث سے توبہ کرنا واجب ہے:۔

اللہ کا حکم ہے:۔

وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ــــــــ النور : ۳۱

اور اے ایمان دارو! تم سب اللہ کی طرف توبہ کرو، تاکہ تم فلاح حاصل کرسکو۔

دوسرے مقام پر حکم ربانی ہے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا۔

اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کے حضور خالص توبہ کرو۔

"نصوح" لفظ "نصح" سے ماخوذ ہے جس کے معنی خالص اللہ کے لیے توبہ کرنا ہے جو تمام عیوب سے پاک ہو۔ توبہ کی فضیلت اس آیت سے واضح ہے:۔

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ

ــــــ البقرہ ۲۲۲ ــــــ

بے شک اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

ارشاد رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

توبہ کرنے والا اللہ کا دوست ہے اور توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ اس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔

آپ کا دوسرا فرمان ہے:۔

ایک ایماندار کی توبہ سے اللہ تعالیٰ کو اس شخص سے زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ جو ہلاکت خیز زمین میں اپنی سواری معہ کھانے پینے کے سامان کے لادے لیے پھر رہا ہو نیند آجائے اور سو جائے جب بیدار ہو تو پتہ چلے کہ اس کی زندگی کا ظاہرا سہارا غائب ہے، اب موت کو دعوت دیتے ہوئے سو جائے پھر آنکھ کھلے تو سواری معہ سامان کے موجود ہو اسے حاصل کر کے جتنی خوشی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کو مسلمان کی توبہ سے اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی تو فرشتوں نے انھیں مبارکباد دی۔ جبریل و میکائیل علیہ السلام بھی آئے اور انھوں نے کہا اے آدم! آپ نے توبہ کر کے آپ نے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر لی ہیں، حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر اس توبہ کے بعد پھر رب سے سوال کرنا پڑا تو کیا ہوگا اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی فرمایا:۔

"اے آدم! تو نے اپنی اولاد کو محنت دکھ اور تکلیف کا وارث بنایا اور توبہ کا ورثہ عطا فرمایا ان میں سے جو بھی مجھ سے دعا کرے گا میں دعا قبول کروں گا جیسا کہ تیری دعا قبول ہوئی اور جس نے مجھ سے بخشش طلب کی میں بخش دوں گا، کیونکہ میں قریب ہوں اور دعاؤں کا قبول کرنے والا ہوں میں توبہ کرنیوالوں کو

ان کی قبروں سے اس طرح اٹھاؤں گا کہ وہ میدانِ حشر میں مسکراتے ہوئے آئیں گے ان کی دعا قبول ہو گی۔"

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

"اللہ تعالیٰ کا دستِ رحمت رات کے گنہ گاروں کے لیے صبح تک اور دن کے گنہ گاروں کے لیے رات تک دراز رہتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت تک اپنے بندوں کی توبہ قبول فرمائے گا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"اگر تم نے آسمان کے ستاروں کے برابر بھی گناہ کر لیے اور بعد ازاں شرمندہ ہو کر توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ تمھاری توبہ قبول فرمائے گا۔"

آپ کا ایک اور ارشاد ہے :۔

"بعض اوقات آدمی گناہ کرتا ہے پھر اسی گناہ کے سبب وہ جنت میں چلا جاتا ہے پوچھا گیا حضورؐ وہ کیسے ؟ آپؐ نے فرمایا کہ گناہ کے فوراً بعد ان کی آنکھیں بارگاہ ربّ العزت میں اشکبار ہونے سے۔"

آپؐ نے مزید فرمایا :۔

"ندامت گناہوں کا کفارہ ہے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :۔

"گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے کبھی کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حبشی حاضر ہو کر کہنے لگا :۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جب میں گناہ کرتا ہوں کیا اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے آپؐ نے فرمایا "ہاں"۔ حبشی نے چیخ ماری اور اس کے ساتھ ہی اس کی روح

پرواز کر گئی۔

روایت ہے اللہ تعالیٰ نے جب ابلیس کو ملعون ٹھہرایا تو اس نے قیامت تک کے لیے مہلت مانگی ۔ اللہ تعالیٰ نے مہلت عطا کر دی۔ وہ کہنے لگا تیری عزت کی قسم جب تک انسان میں جان ہے میں اسے گناہ پر اکساتا رہوں گا۔ اللہ نے فرمایا مجھے اپنے جاہ و جلال کی قسم میں ان کی زندگی کے آخری سانس تک ان کی توبہ قبول کرتا رہوں گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :۔

"نیکی گناہوں کو اس طرح مٹا دیتی ہے جس طرح پانی میل کو صاف کر دیتا ہے"۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے یہ آیت (اِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا (بنی اسرائیل ۲۵) "بے شک وہ رجوع کرنے والوں کو بخش دیتا ہے") اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی جو گناہ کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے پھر گناہ کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے۔

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے :۔

"اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، گناہگاروں کو خوش خبری سنا دو اگر وہ توبہ کریں گے تو ان کی توبہ قبول ہو گی۔ صدیقین کو متنبہ کر دو کہ اگر میں نے ان کے بارے میں عدل کیا تو انھیں عذاب دوں گا"۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

"جس نے گناہ کیا پھر اسے یاد کر کے غم اور دکھ محسوس کیا اور اس کا دل ڈر گیا تو اس کے نامہ اعمال سے اسے مٹا دیا جائے گا"۔

ایک روایت اس طرح ہے کہ ایک بزرگ سے خطا ہوئی اللہ تعالیٰ نے

فرمایا:۔ اگر تو نے دوبارہ خطا کی تو میرے عذاب سے نہ بچ سکو گے اس نے عرض کیا اے میرے پروردگار تو تو ہی ہے اور میں میں ہی ہوں۔ تیری عزت کی قسم اگر تو نے مجھے نہ بچایا تو دوبارہ گناہ سے نہ بچایا تو پھر کروں گا۔ اللہ نے اسے بچا لیا۔

روایت ہے ایک شخص نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ سے پوچھا ایک آدمی نے گناہ کیا اس کی توبہ کی کوئی صورت ہے؟ آپ نے منہ پھیر لیا پھر دوبارہ متوجہ ہوئے تو دیکھا اس کی آنکھیں اشکبار تھیں۔ جنت کے دروازے ایسے ہیں جو کھلتے ہیں اور بند ہوتے ہیں مگر توبہ کا دروازہ ایسا ہے جو بند نہیں ہوتا اس پر اس نے عرض کے لیے ایک فرشتہ مقرر ہے اس لیے نیک عمل کر اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔

بنی اسرائیل میں ایک نوجوان نے بیس سال تک عبادت کی۔ پھر بیس سال گناہ کیے ایک دفعہ آئینہ دیکھا تو اسے داڑھی میں بڑھاپے کے آثار دکھائی دیے تو اس نے کہا اے میرے مالک میں نے بیس سال تیری عبادت اور بعد میں بیس سال تیری نافرمانی میں گذارے اگر میں تیری طرف لوٹ آؤں تو کیا میری توبہ قبول ہو گی؟

غیب سے ندا آئی تو نے ہم سے محبت کی ہم نے تجھے محبوب بنایا تو نے ہمیں چھوڑ دیا تو ہم نے تجھے چھوڑ دیا تو نے گناہ کیے تو ہم نے مہلت دی اگر تو توبہ کر کے آئے گا تو ہم تیری توبہ قبول کریں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"جب بندہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا ہے محافظ فرشتے اس کے ماضی کے گناہوں کو بھول جاتے ہیں اس کے اعضائے جسمانی اس کے گناہوں کو بھول جاتے ہیں

زمین کا وہ حصہ جہاں اس نے گناہ کیا اور آسمان کا وہ حصہ
جس کے نیچے اس سے گناہ سرزد ہوا اس کے گناہوں کو بھول
جاتے ہیں تاکہ وہ قیامت کو اس طرح آئے کہ اس کے گناہوں
پر گواہی دینے والا کوئی نہ ہو۔"

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث اس طرح سے روایت ہے۔ آپؐ نے فرمایا :۔

"مخلوق کی پیدائش سے چار ہزار سال قبل عرش کے گرد
لکھا ہوا ہے میں اس کو بخشنے والا ہوں جو توبہ کرے اور ایمان
لائے اور نیک عمل کرے اور پھر ہدایت پر چلے۔"

ہر چھوٹے بڑے گناہ سے توبہ کرنا فرض عین ہے اس لیے کہ چھوٹے گناہ مسلسل کرنے سے انسان بڑے گناہ کا بھی مرتکب ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

(آلِ عمران ۱۳۵)

اور وہ لوگ جب کوئی کھلا گناہ یا اپنے حق میں کوئی برائی
کر بیٹھتے ہیں۔

توبۂ نصوح سے مراد ہے کہ انسان اپنے ظاہر اور باطن سے توبہ کرے اس کی مثال اس طرح سے ہے کہ جیسے کوڑے کے ڈھیر پر ریشمی کپڑا ڈال دو لوگ دیکھ کر تعجب کریں کہ کس قدر خوب ہے مگر جب پردہ اٹھایا جائے تو وہ منہ پھیر لیں اسی طرح مخلوق کی نظر ظاہرہ عبادت پر پڑتی ہے۔ روزِ محشر جب لوگوں کا باطن سامنے لایا جائے گا تو فرشتے منہ پھیر لیں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ روزِ محشر کئی توبہ کرنے والے ایسے ہوں گے جنھیں گمان ہو گا کہ وہ توبہ کرنے والے ہیں مگر وہ توبہ

کرنے والے نہیں یعنی توبہ کا طریقہ انھوں نے اختیار نہیں کیا نہ ندامت ہوئی نہ گناہوں سے رک جانے کا پکا ارادہ کیا جن پر ظلم کیا ان سے معافی نہ مانگی اور نہ ان کو حق دیا۔ شرط یہ ہے کہ یہ ممکن تھا لیکن جس نے کوشش کی اور ناکامی میں بھی اہلِ حقوق سے استغفار کیا اس طرح سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اہلِ حقوق کو راضی کر کے معافی دلوا دے گا۔ سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ گناہ کر کے اسے فراموش کر دینا ہے اور توبہ نہ کرنا ہے عقل مند کے لیے لازم آتا ہے کہ وہ اپنے گناہ تو بھولے بلکہ اپنا محاسبہ خود کرے۔

شاعر نے کہا ہے :۔

یَا اَیُّھَا المُذْنِبُ المُحْصِیْ جَرَائِمَہٗ

لَاتَنْسَ ذَنْبَکَ وَاذْکُرْ مِنْہُ مَا سَلَفَا

اے گناہوں کو شمار کرنے والے گناہ گار اپنے جرائم کو مت بھول

اور اپنے ماضی کے گناہوں کو یاد کرتا رہ۔

وَتُبْ اِلَی اللّٰہِ قَبْلَ المَوْتِ وَانْزَجِرُوْا

یَا عَاصِیًا وَاعْتَرِفْ اِنْ کُنْتَ مُقْتَرِفَا

موت سے پہلے اپنے رب کی طرف رجوع کر لے اور گناہوں سے رک جا۔ اگر اعتراف کرتا ہے تو اعتراف گناہ کر۔

فقیہ ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں روتے ہوئے حاضر ہوئے آپ نے فرمایا :۔

"اے عمر (رضی اللہ عنہ) کیوں روتے ہو؟"

عرض کی :۔

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دروازے پر ایک نوجوان ہے جسکے گریہ نے میرا دل جلا دیا ہے وہ رو رہا ہے"۔

آپ نے فرمایا:۔

"اسے اندر لے آؤ"

جب جوان حاضرِ خدمت ہوا تو آپ نے رونے کا سبب پوچھا۔ جوان نے جواب دیا:۔

"میں اپنے گناہوں کی کثرت اور رب ذوالجلال کی ناراضگی کے خوف سے رو رہا ہوں"

آپ نے پوچھا کیا تو نے شرک کیا ہے؟

اس نے جواب میں کہا "نہیں"

آپ نے پھر فرمایا "کیا کسی کو ناحق قتل کیا ہے؟"

کہا "نہیں"

فرمایا پھر اللہ تعالیٰ تیرا گناہ معاف کر دے گا چاہے ساتوں آسمانوں زمینوں اور پہاڑوں کے برابر ہوں۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ اس سے بھی بڑھ کر ہے فرمایا کیا تیرا گناہ کرسی سے بھی بڑا ہے؟ اس نے کہا میرا گناہ عظیم ترین ہے کہا تیرا گناہ عرش سے بھی بڑا ہے؟ اس نے کہا میرا گناہ عظیم ہے۔ فرمایا تیرا گناہ بڑا ہے یا اللہ؟ بے شک جرم عظیم کو اللہ ہی معاف کرتا ہے۔ پھر آپ نے کہا مجھے اپنا گناہ بتاؤ۔ اس نے عرض کیا مجھے آپ کے سامنے بیان کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ آپ نے فرمایا بتاؤ۔ اس نے کہا عرصہ سات برس سے میں کفن چوری کرتا ہوں ایک دن انصار کی لڑکی فوت ہو گئی میں نے اس کی قبر کو اکھاڑ کر کفن چوری کر لیا تھوڑی دور گیا پھر واپس آ کر اس لڑکی سے بدکاری کی۔ یہ گناہ کر کے روانہ ہی ہوا تھا کہ لڑکی کھڑی ہو کر کہنے لگی اے جوان! اللہ تجھے غارت کرے تجھے اس کا خوف نہ آیا جو ظالم سے مظلوم کا بدلہ لیتا ہے۔ تو نے مردوں میں مجھے ننگا کر دیا۔ دربارِ الٰہی میں بھی ناپاک کر دیا۔ آپ نے سنا تو کہا دور ہو جا تو جہنم کے لائق ہے۔

جوان روتا ہوا اللہ سے استغفار کرتا ہوا نکل گیا۔ چالیس راتیں توبہ کرتا رہا چالیس راتوں کے بعد اس نے سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھ کر کہا :۔

"حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، آدم اور ابراہیم علیہما السلام کے رب اگر تو نے مجھے معاف کر دیا ہے تو اپنے حبیب اور ان کے اصحابؓ کو بتا دے ورنہ مجھ پر آسمان سے آگ برسا کر جلا دے مگر آخرت کے عذاب سے بچالے۔"

روایت بیان کی گئی ہے جبرئیلؑ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا :۔

"حضور! آپ کا رب آپ کو سلام کرتا ہے اور فرماتا ہے کیا آپ نے مخلوق پیدا کی ؟"

آنحضرتؐ نے جواب دیا "نہیں بلکہ اللہ نے انکو پیدا کیا اور روزی دی" حضرت جبرئیل نے عرض کیا :۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اس نوجوان کی توبہ قبول کر لی۔

آپ نے اس نوجوان کو بلایا اور اس کی توبہ کی قبولیت کی خوشخبری اس کو سنائی۔

حکایت

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک ایسا شخص تھا جو توبہ پر قائم نہیں رہتا تھا جب بھی توبہ کرتا توڑ دیتا۔ بیس سال تک اس کی یہی حالت رہی۔ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی حضرت موسیٰ سے فرمایا میرے اس بندے کو کہہ دو کہ میں اس سے سخت ناراض ہوں۔ جب آپ نے اللہ کا پیغام اس کو دیا تو وہ بہت غم زدہ ہوا اور جنگلوں میں نکل گیا وہ کہہ رہا تھا۔ یا الٰہی تیری رحمت ختم ہوگئی ہے یا میرے گناہوں نے تجھے رنج پہنچایا کیا تیری بخشش کے خزانے ختم ہو گئے ہیں یا بندوں پر تیری نظرِ کرم نہیں رہی ؟ تیرے عفو اور درگزر سے کونسا گناہ بڑا ہے ؟ تو کریم ہے اور میں بخیل ہوں

کیا میرا بخل تیرے کرم پر غالب آگیا ہے اگر تو نے اپنے بندوں کو اپنی رحمت سے محروم کر دیا تو وہ کس کے در پر جائیں گے اور وہ کس سے امید رکھیں گے اگر تو نے رد کر دیا وہ تو کس کے پاس جائیں گے۔ اگر تیری رحمت ختم ہو گئی ہے اور عذاب میرے لیے لازم ٹھہرا ہے تو اپنے تمام بندوں کا عذاب مجھ پر کر دے میں اپنی جان پیش کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا جاؤ اس سے کہو اگر تیرے گناہ زمین کے برابر ہوں تب بھی میں تجھے بخش دوں گا کہ تو نے میرے کمالِ قدرت اور کمال عفو اور رحمت کو جان لیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کو گنہ گار توبہ کرنے والے کی آواز سے زیادہ محبوب اور کوئی آواز نہیں جب وہ اللہ کو بلاتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

> "اے میرے بندے میں موجود ہوں جو چاہے مانگ! میری درگاہ میں تیرا رتبہ میرے بعض فرشتوں کے برابر ہے۔ میں تیرے دائیں بائیں تیرے اوپر ہوں، تیرے دل کی دھڑکن سے زیادہ قریب ہوں۔ اے میرے فرشتو! گواہ رہو میں نے اس کو بخش دیا۔"

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے اللہ تعالیٰ کے بہت سے بندے ایسے ہیں جنھوں نے گناہوں کے درخت لگائے انھیں توبہ کا پانی دیا، حسرت وندامت کا پھل کھایا۔ دیوانگی کے بغیر وہ دیوانہ کہلائے اور بغیر کسی مشقت کے لذتیں حاصل کیں۔ حقیقت میں وہ بڑے فصیح اور بلیغ ہیں۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کی معرفت رکھتے ہیں انھوں نے محبت کے جام نوش کیے اور مصائب پر صبر کرنے کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ پھر عالم ملکوت میں ان کے دل غمزدہ ہو گئے اور عالمِ جبروت کے حجابات کی سیر نے ان کے افکار کو

جلا بخشی ۔ وہ ندامت کے پتوں کے سایہ میں ہیں ۔ انھوں نے گناہوں کے اعمالنامے پڑھے اور فریاد میں گر گئے اور تقویٰ کے زینہ کے ذریعے زُہد کی بلندی پر چڑھے۔ انھوں نے ترکِ دنیا کی تلخی کو شیریں خیال کیا ۔ سخت بستر بھی ان کے نزدیک نرم اچھے لگے انھوں نے نجات اور سلامتی کی راہ کو پالیا ۔ ان کی ارواح بلندی میں رہیں۔ انھوں نے نعمت کے باغات میں باغ باغ ہو کر ڈیرے ڈالے اور ابدی زندگی کے مستحق قرار پائے ۔ انھوں نے آہ و بکا کی خندقوں سے نکل کر خواہشات کے پلوں کو عبور کیا ۔ آخر میدان عمل میں اتر پڑے اور حکمت کے حوض سے سیراب ہوئے ۔ فہم و فراست کی کشتیوں میں سوار ہوئے انھوں نے سلامتی کے دریا میں نجات کے قلعے تعمیر کیے ۔ اور راحت کے باغات اور عزت و کرامت کے خزانوں کے مالک بن گئے ۔

(۱۸)

فضیلتِ رحم

حضور ختم رسل صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:۔

"رحم کرنے والا ہی جنت میں جائے گا۔"

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا ہم سب رحم کرنے والے ہیں آپ نے فرمایا رحیم وہ نہیں جو اپنے آپ پر رحم کرے بلکہ رحیم وہ ہے جو اپنے آپ پر اور دوسروں پر رحم کرے۔

اپنے آپ پر رحم کرنے کا مطلب یہ ہے گناہ کی توبہ کرے اور خلوصِ دل سے عبادت کرے تاکہ خود کو عذابِ الٰہی سے بچانے کے لیے رحم کرے اور دوسروں پر رحم کرنا یہ ہے کہ کسی مسلمان کو تکلیف نہ دے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

"مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے لوگ محفوظ رہیں"

اور جانوروں پر رحم اس طرح سے ہے کہ ان کی طاقت کے مطابق ان سے کام لیا جائے۔

رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ایک آدمی سفر میں تھا اسے سخت پیاس لگی اس نے کنواں دیکھا وہاں جاکر اپنی پیاس بجھائی جب وہ اپنی تشنگی دور کر چکا تو قریب ہی کتے کو پیاسا دیکھا تو کنوئیں سے اپنے جوتے میں پانی بھر بھر کر اسے پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو اس کارِ خیر کی بدولت بخش دیا۔

اصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ نے سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا جانوروں پر رحم کرنے سے ثواب ملتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہر ذی

رحم کرنے سے اجر ملتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ نے روایت بیان کی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ رات کو حالات معلوم کرنے کے لیے پھر رہے تھے۔ آپ کا گذر ایک قافلہ کے قریب سے ہوا۔ ان کے غافل ہونے کی بنا پر آپ کو اندیشہ لاحق ہوا کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کا نقصان ہو جائے۔ اس اثنا میں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ آپ کو سے پوچھا امیرالمومنین! اس وقت کہاں تشریف لے جارہے ہیں؟

فرمایا ایک قافلہ قریب اترا ہے مجھے فکر ہے کہ کہیں ان کا نقصان نہ ہو جائے چلو ان کی نگہبانی کریں یہ دونوں حضرات نگہداشت کرتے رہے۔ حتیٰ کہ صبح ہو گئی آپ نے قافلہ والوں سے فرمایا اٹھو صبح ہو گئی۔ جب اہلِ قافلہ بیدار ہو گئے تو یہ دونوں حضرات واپس لوٹے۔

ہم پر لازم آتا ہے کہ ہم اصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ کے نقش قدم پر چلیں اللہ نے ان کی تعریف رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ یعنی وہ آپس میں رحیم وکریم ہیں کہہ کر فرمائی ہے کیونکہ وہ مسلمانوں پر بلکہ تمام مخلوق پر رحم کرنے والے ہیں۔ حتیٰ کہ ذمی کافر بھی ان کی شفقت سے محروم نہ رہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے ایک بوڑھے ذمی کو دربدر بھیک مانگتے دیکھا تو فرمایا ہم نے تیرے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ جوانی میں تجھ سے جزیہ لیتے رہے۔ بڑھاپے میں دربدر کی ٹھوکریں کھانے کے لیے چھوڑ دیا۔ آپ نے اسی وقت بیت المال سے اس کا روزینہ مقرر فرما دیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک صبح ابطح کی وادی میں امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کو دیکھا پوچھا امیرالمومنین! آپ کہاں تشریف لے جارہے ہیں؟

فرمایا بیت المال کا ایک اونٹ گم ہو گیا ہے اسے تلاش کر رہا ہوں

میں نے کہا آپ نے بعد میں آنے والے اپنے خلفاء کو مشکل میں ڈال دیا۔
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے کہا اے ابوالحسن! مجھے ملامت نہ کرو اس ذات کی قسم جس نے محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر مبعوث فرمایا اگر دریائے فرات کے کنارے ایک سالہ بھیڑ کا بچہ بھی مر جائے تو قیامت کے دن اس کے لیے جواب دینا پڑے گا اس امیر کی کوئی عزت نہیں جس نے مسلمانوں کو ہلاک کر دیا اور نہ ہی اس بدبخت حاکم کا کوئی مقام ہے۔ جس نے مسلمانوں کو خوف زدہ کیا۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا :۔

"میری امت کے لوگ جنت میں نماز روزوں کی کثرت کی بدولت نہیں بلکہ اس لیے جنت میں جائیں گے کہ ان کے دل مسلمانوں کے بغض سے پاک، سخاوت اور مسلمانوں پر رحم کرنے کی بدولت داخل ہوں گے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد ہے :۔

"رحم کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ رحم کرتا ہے۔ تم اہلِ زمین پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا۔"

آپؐ کا ایک ارشاد ہے :۔

"جو کسی پر رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ جو کسی کو نہیں بخشتا اس کو نہیں بخشا جاتا۔"

حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"تم پر مسلمانوں کے چار حقوق ہیں۔ اپنے محسن کی امداد کرو۔ گناہگار کے لیے مغفرت طلب کرو۔ مریض کی عیادت کرو اور توبہ کرنے والے کو

دوست بناؤ"۔

روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا اے میرے خالق! تو نے کس وجہ سے مجھے صفی بنایا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مخلوق پر تیرے رحم کرنے کی بدولت۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ بچوں سے چڑیاں خرید کر انھیں آزاد کرتے ہوئے فرماتے جاؤ آزادی کی زندگی بسر کرو۔

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ :۔

"رحمت، شفقت اور محبت میں دنیا بھر کے مسلمان یک قالب دو جان ہیں، جسم کا کوئی عضو تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے، تو سارا جسم اس درد اور تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے"۔

حکایت

بنی اسرائیل پر ایک زمانہ میں سخت قحط پڑا ایک عابد کا ریت کے ٹیلے سے گذر ہوا تو اس کے دل میں یہ خیال گذرا کاش یہ ٹیلہ آٹے کا ٹیلہ ہوتا اور میں بنی اسرائیل کا پیٹ اس سے بھرتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی طرف وحی بھیجی کہ میرے اس بندے سے کہہ دو کہ تجھے اس ٹیلے کے برابر بنی اسرائیل کو آٹا کھلانے سے جس قدر ثواب ملتا ہم نے تمھاری اس نیت کی بدولت اتنا ثواب عطا کر دیا۔ حضورؐ کا فرمان ہے :۔

"مومن کی نیت عمل سے بہتر ہے"۔

حکایت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جاتے ہوئے شیطانوں کو دیکھا کہ اس کے ایک ہاتھ میں شہد اور دوسرے ہاتھ میں راکھ تھی فرمایا اس شہد اور راکھ سے کیا کرتے ہو، شیطان نے کہا غیبت کرنے والوں کو شہد کھلاتا ہوں اور راکھ یتیموں کے منہ پر مارتا ہوں۔ بالآخر لوگ اس سے نفرت کرنے لگ جاتے ہیں۔

ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب یتیم کو دکھ دیا جاتا ہے تو

اس کے رونے سے عرش کانپ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے فرشتو! اس یتیم کو کس نے رلایا جس کا باپ فوت ہو چکا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جس نے یتیم کے کھانے پینے کا انتظام کر کے اسے پناہ دی اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جنّت کو واجب کر دیا۔

مروحۃ العلماء میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کھانا کھانے سے پہلے میل دو میل چکر لگا کر مہمانوں کو تلاش کرتے جوان کے ساتھ مل کر کھائے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ ایک دن رو پڑے آپ سے رونے کے بارے میں سوال کیا گیا۔ آپ نے کہا ایک ہفتہ ہو گیا میرے ہاں کوئی مہمان نہیں آیا شاید اللہ تعالیٰ مجھ سے خوش نہیں ہے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔ جو کسی بھوکے کو فی سبیل اللہ کھانا کھلاتا ہے اس کے لیے جنّت واجب ہو جاتی ہے اور جو شخص بھوکے سے کھانا روک لے قیامت کے دن اللہ اس سے اپنا فضل روک لے گا۔ اور اسے عذاب دے گا۔

ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے:۔ سخی اللہ تعالیٰ، جنت اور لوگوں کے قریب ہوتا ہے اور جہنم سے دور ہوتا ہے۔ بخیل اللہ تعالیٰ جنت اور لوگوں سے دور ہوتا ہے لیکن جہنم کے قریب ہوتا ہے۔

فرمانِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔ اللہ تعالیٰ کو جاہل سخی، عابد بخیل سے زیادہ پسند ہے۔

آپ نے فرمایا:۔ قیامت کے روز آدمی بغیر حساب جنّت میں داخل ہوں گے۔

وہ عالم جو باعمل ہو ——— وہ حاجی جو حج کے بعد موت تک گناہوں سے بچا رہا ——— شہید جو اسلام کا کلمہ بلند کرتا ہوا میدانِ جنگ میں شہید ہو وہ سخی جو مال حلال کمائے اور بغیر ریاکاری کے اللہ کی راہ میں خرچ کر دے

ان کا آپس میں نزاع نہیں کہ پہلے جنت میں کون داخل ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض بندوں کو مال و دولت کی نعمت سے مالا مال کر دیا تاکہ وہ لوگوں کو فائدہ پہنچاتے رہیں جو شخص دوسروں کو فائدہ پہنچانے میں پس و پیش کرتے ہوئے بخل سے کام لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے مال و دولت کی نعمت چھین کر دوسروں کو عطا کر دیتا ہے۔

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔ سخاوت جنت کے درختوں میں سے ایک درخت ہے جس کی شاخیں زمین تک لٹک رہی ہیں جس نے ان میں سے ایک کو تھام لیا وہ شاخ اسے جنت میں لے جائے گی۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ حضورؐ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا صبر اور سخاوت۔

حضرت مقدام بن شریح رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے وہ اپنے جد امجد کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے ایسا عمل بتلا دیجیے جو مجھے جنت میں لے جائے آپ نے فرمایا حصولِ جنت کے لیے ضروری ہے کھانا کھلانا، سلام کرنا اور خوش اخلاقی سے کام لینا۔

۱۹

فضیلت درود

روایت یوں ہے کہ ایک دن جبرئیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور بیان کیا کہ میں نے آسمان پر ایک ایسا فرشتہ دیکھا ہے جو تخت نشین تھا اور ستر ہزار فرشتے اس کی خدمت میں حاضر تھے ہر سانس سے اللہ تعالیٰ فرشتہ پیدا کرتا تھا اور اب اس فرشتے کو کوہ قاف پر شکستہ روتے ہوئے دیکھا اس نے مجھے سفارش کے لیے کہا میں نے پوچھا تجھ سے کیا خطا سرزد ہوئی اس نے کہا میں شب معراج تخت پر بیٹھا رہا اور تعظیم کے لیے کھڑا نہ ہوا لہٰذا یہ میرا حشر ہوا۔ جبریل امین نے رو رو کر اللہ کے حضور التجا کی۔ اللہ نے مجھے فرمایا کہ اس کو کہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ چنانچہ اس فرشتہ نے آپ پر درود بھیجا اللہ نے اس کی لغزش کو معاف کر کے نئے پر عطا کر دیئے۔

روایت ہے کہ روز محشر سب سے پہلے نماز کے بارے میں باز پرس ہو گی اگر نمازیں ٹھیک ہوئیں تو اس کا سارا عمل قبول ہو گا اور اگر اس میں کمی ہوئی تو نمازیں سمیت اس کا عمل رد کر دیا جائے گا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔ فرض نماز ترازو کی طرح ہے جس نے اس کو پورا کیا اس کو پورا ملے گا۔

حضرت بریدہ رقاشی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہایت مناسب اور موزوں ترین تھی۔

فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے میری امت کے دو آدمی نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں ان کا رکوع سجود بظاہر ایک جیسا ہوتا ہے مگر ان دونوں کی نمازوں میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے ایک میں خشوع ہو گا اور دوسری بغیر اسکے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایسے بندے کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا جو رکوع اور سجدہ میں کمر سیدھی نہیں کرتا۔

فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔ جس نے وقت پر نماز پڑھی، صحیح وضو کیا، رکوع اور سجود خشوع کے ساتھ کیے وہ سفید روشن ہوتی ہے اوپر چڑھتی ہوئی کہتی ہے اللہ تیری حفاظت کرے جیسے تو نے میری حفاظت کی مگر وہ جو بےوقت نماز ادا کرتے ہیں وضو اس کا درست نہ ہو نہ ہی اس کے رکوع سجود خشوع سے آراستہ ہوں اس کی سیاہ رنگ کی نماز اوپر جاتی کہہ رہی ہوتی ہے، اللہ تجھے برباد کرے تو نے مجھے برباد کیا اسے پرانے ملبوس میں لپیٹ دیا جاتا ہے۔

فرمانِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔ سب لوگوں سے بڑا چور نماز میں چوری کرنے والا ہے۔

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں نماز ایک پیمانہ ہے جس نے اسے پورا کیا وہ کامیاب ہوا جس نے اس میں کمی کی وہ مستحق عذاب ہوا۔ بعض علماء نے فرمایا نماز کی مثال تاجر کے مانند ہے اسے نفع تب ملتا ہے جب اس کا مال خالص ہو۔ اسی طرح فرائض ادا کیے بغیر نفل بھی قبول نہیں ہوتے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ نماز کے وقت فرماتے لوگو! اٹھو! اللہ نے تمھارے لیے جو آگ جلائی ہے اسے نماز کے ذریعے بجھا دو۔

فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔ نماز جس کو بے حیائی اور برائی سے نہ روکے اسے اللہ تعالیٰ سے دوری کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

پھر فرمایا :۔ غافل کی نماز بے حیائی اور برائی سے نہیں روک سکتی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کئی نماز میں کھڑے ہونے والے ایسے نمازی ہیں جن کو قیام میں تھکاوٹ اور تکلیف کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ آپ نے اس سے غافل کی نماز مراد لیا ہے۔

نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ نماز سے بندے کو اسی قدر اجر ملے گا جس قدر اس نے توجہ سے نماز ادا کی۔

عارفین کے نزدیک نماز چار چیزوں کا نام ہے :۔ علم کے ساتھ آغاز۔ حیا کے ساتھ قیام، تعظیم سے ادائیگی، خشیت الٰہی کے ساتھ اختتام۔

ایک شیخ کا قول ہے: جس کا دل نماز کی حقیقت کو نہ سمجھا اس کی نماز فاسد ہے۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا :۔ جنت میں اَلاَفْیَح یعنی کشادہ نہر ہے اس میں ایسی حوریں ہیں جو زعفران سے پیدا کی گئی ہیں یہ موتیوں سے دل بہلاتی رہتی ہیں۔ یہ ستر ہزار زبانوں میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی رہتی ہیں ان کی آواز داؤد علیہ السلام کی لحن سے زیادہ حسین ہے اور یہ کہتی ہیں ہم ان کے لیے ہیں جو خضوع اور خشوع کے ساتھ قلب کی حضوری سے نماز ادا کرے ارشاد باری تعالیٰ ہے میں ایسے نمازی کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دوں گا اور اسے دیدار سے مشرف فرماؤں گا جو خضوع اور خشوع سے نماز ادا کرتا ہے۔

نماز کیسے ادا ہو؟

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی اے موسیٰ ! جب تو مجھے یاد کرے تو اس طرح سے کر اپنے اعضاء معطل کر کے کامل اطمینان اور خشوع سے میرا ذکر کر، اپنی زبان کو دل کا مطیع بنا، میرے سامنے عاجزی سے کھڑا ہو۔ خوفزدہ دل اور زبانِ صادق سے مجھے پکار۔

ایک روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اپنی امت کے نافرمانوں سے کہو کہ وہ مجھے یاد نہ کریں اس لیے کہ میں نے فیصلہ دے رکھا ہے کہ جو مجھے یاد کرے گا میں اسے یاد کروں گا، جب نافرمان مجھے بغیر توبہ کے یاد کریں گے تو میں انھیں لعنت سے یاد کروں گا۔

یہ حال تو ان لوگوں کا ہے جو گناہگار ہیں مگر یادِ الٰہی سے غافل نہیں

ان کا کیا حال ہو گا جو بدکار اور غافل ہیں۔

بعض صحابہ کرام کا قول ہے نماز میں جس قدر انسان سکون، اطمینان لذت اور سرور حاصل کرتا ہے اسی قدر وہ قیامت میں پرسکون ہو گا۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں ایک شخص کو اپنی داڑھی سے کھیلتے ہوئے دیکھا اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے اعضاء میں خشوع ہوتا۔ جس کے دل میں خشوع نہیں اس کی نماز رائگاں گئی۔

اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات میں خضوع اور خشوع کرنے والوں کی تعریف فرمائی ہے۔

فِیْ صَلٰوتِہِمْ خَاشِعُوْنَ

اپنی نماز میں خشوع کرنے والے۔

عَلٰی صَلٰوتِہِمْ یُحَافِظُوْنَ

اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

عَلٰی صَلٰوتِہِمْ دَائِمُوْنَ

اپنی نمازوں کو دوام بخشتے ہیں۔

کسی کا قول ہے:۔ نمازی تو بہت ہیں مگر خشوع سے نماز ادا کرنے والے کم ہیں۔ حاجی تو بہت ہیں لیکن نیک سیرت کم ہیں۔ پرندے بہت ہیں مگر بلبلیں کم ہیں۔ عالم تو بہت ہیں مگر عامل کم ہیں۔

صحیح نماز

صحیح نماز خشوع، خضوع اور انکساری کا نام ہے یہی قبول کی علامت ہے اس لیے کہ جائز ہونے کی ایک شرط ہے اسی طرح قبول ہونے کی بھی شرط ہے۔ جائز ہونے کے لیے فرائض کی ادائیگی ہے اور قبولیت کے لیے خشوع ضروری ہے۔ فرمانِ رب العزت ہے:۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلٰوتِہِمْ خٰشِعُوْنَ

(المومنون:۔ ۱ – ۲)

وہ ایمان دار جو کامیاب ہوئے وہ ہیں جو اپنی نماز خشوع اور خضوع سے ادا کرتے رہے۔

اور تقویٰ کے بارے میں فرمانِ الٰہی ہے :۔

اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ (المائدہ)

اللہ تعالیٰ تقویٰ اختیار کرنے والوں کو قبول کرتا ہے۔

ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کامل خضوع اور خشوع سے دو رکعت نماز ادا کی وہ گناہوں سے ایسا پاک ہوگیا گویا اس کی ماں نے اسے ابھی جنا ہے۔

نماز میں طرح طرح کے فضول خیالات آنے سے غفلت پیدا ہوتی ہے اور صحیح معنوں میں انسان نماز کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ ان خیالات سے نجات حاصل کرنا ضروری ہے اس کے کئی ایک طریقے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اندھیرے میں نماز پڑھی جائے۔ نمازی منقش چادریں اور خوبصورت لباس نہ پہنے۔ جونہی ان پر نظر پڑے گی نمازی متوجہ ہوگا۔

روایت ہے کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جب ابوجہم کی پیش کردہ چادر اوڑھ کر نماز پڑھی اس پر کچھ نشانات تھے آپ نے نماز کے بعد فوراً اسے اتار کر فرمایا اسے ابوجہم کو فوراً واپس کردو اس لیے کہ اس نے شروع ہی میں مجھے غیر متوجہ کرنے کی کوشش کی۔

حضور نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک مرتبہ نئے جوتے پہن کر نماز پڑھی نماز کے بعد انھیں اتار دیا اور پرانے پھر پہن لیے۔ فرمایا نماز میں ان کی طرف نظر اٹھ گئی تھی۔

آپ ایک مرتبہ منبر پر جلوہ افروز تھے اس وقت تک سونا مرد کے لیے حرام نہیں ہوا تھا۔ آپ کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی آپ نے اسے اتار کر پھینک دیا اور فرمایا اس نے مجھے مصروف کیا کبھی اس پر اور کبھی تم پر نظر پڑتی ہے۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ اپنے باغ میں نماز پڑھی۔ اچانک ایک پرندہ اڑا، درختوں سے نکلنے کی راہ تلاش کرنے لگا۔ آپ متوجہ ہوئے اور اپنی نماز کی رکعت کی تعداد بھول گئے آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور اپنی نماز کا ذکر کر کے کہنے لگے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے باغ اللہ کی راہ میں دے دیا آپ جس طرح چاہیں خرچ کریں۔

ایک اور شخص کے بارے میں روایت ہے کہ اس کا ایک باغ تھا جس میں پھل دار کھجوریں تھیں وہ ان میں محو ہو گیا اور اسے یاد نہ رہا کہ اس نے کتنی رکعت نماز ادا کی۔ وہ حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا یہ باغ اللہ کی راہ میں حاضر ہے آپ اسے جس طرح مناسب سمجھیں خرچ کریں آپ نے اسے پچاس ہزار میں فروخت کر دیا۔

اسلاف میں سے بعض کا قول ہے۔ نماز میں چار چیزیں انتہائی بری ہیں کسی دوسری طرف متوجہ ہونا۔ منہ پر ہاتھ پھیرنا۔ کنکریاں صاف کرنا اور گزرگاہ پر نماز شروع کر دینا۔

احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی طرف اتنی دیر تک متوجہ رہتا ہے جب تک وہ نماز سے توجہ نہیں ہٹاتا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ کی نماز کی حالت ایک گاڑے ہوئے کیل کی طرح ساکن ہوتی۔

بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ کا یہ حال تھا کہ وہ رکوع میں اس قدر ساکن ہوتے کہ پرندے انھیں پتھر سمجھ کر ان کی پیٹھ پر بیٹھ جاتے۔ جب دنیاوی شان و شوکت والے انسانوں کے حضور لوگ انتہائی تعظیم سے حاضر ہوتے ہیں تو اس حاکم الحاکمین کے حضور بھی عجز اور سکون سے حاضری دی جائے۔

توراۃ میں ہے اے انسان! میری بارگاہ میں روتے ہوئے حاضری دو کیونکہ تمھارا اللہ تمھارے دل سے بھی قریب ہے۔

روایت ہے کہ امیرالمومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ نے ایک دفعہ اپنے خطبہ میں فرمایا لبا اوقات انسان اسلام کی حالت میں بوڑھا ہو جاتا ہے ۔ مگر وہ اللہ کے لیے نماز درست نہیں کرسکتا ۔ پوچھا گیا وہ کیسے ؟ فرمایا اس کا خضوع اور خشوع پورا نہیں کرتا نہ انکساری پیدا ہوئی اور نہ اللہ تعالیٰ کی طرف پوری طرح متوجہ ہوا پھر اس کی نماز کیسے کامل ہوئی ۔

ابوالعالیہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت اَلَّذِیۡنَ ہُمۡ عَنۡ صَلٰوتِہِمۡ سَاہُوۡنَ کے معنی دریافت کیے گئے ۔ انھوں نے فرمایا یہ اس شخص کے بارے میں ہے جو نماز میں بھول جاتا ہے ۔ اسے اتنا یاد نہیں رہتا کہ اس نے دو رکعت پڑھیں یا تین ؟

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ فرمانِ الٰہی اس شخص کے بارے میں ہے جو نماز کو بھول جاتا ہے یہاں تک کہ اس کا وقت ختم ہو جاتا ہے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے فرائض ادا کیے بغیر مجھ سے نجات حاصل نہ کرسکیں گے ۔

(۲۰)

غیبت

قرآنِ کریم نے غیبت کرنے والوں کو مردار کا گوشت کھانے والے قرار دے کر اس کی مذمت فرمائی :۔ ارشاد الٰہی ہے :۔

وَلَا یَغْتَبْ بَعْضُکُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَکَرِهْتُمُوْهُ ط

ایک دوسرے کی غیبت (چغلی) نہ کرو کیا تم میں سے کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہے۔

ایک اور آپؐ کا ارشاد ہے :۔ اپنے آپ کو غیبت سے بچاؤ کیونکہ غیبت زنا سے بھی بدتر ہے۔ اگر انسان زنا کرنے کے بعد توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ توبہ قبول کر لیتا ہے مگر غیبت کا گناہ اس وقت تک معاف نہیں ہوتا جبتک جس کی غیبت کی جائے وہ نہ معاف کرے۔ غیبت کرنے والے کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کسی نے پتھر پھینکنے کی منجنیق اور وہ اس کے ذریعے نیکیاں دائیں بائیں پھینک رہا ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی مسلمان کی برائی کی خاطر غیبت کرے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے جہنم کے پل پر کھڑا رکھے گا یہاں تک سب اس کی غیبت نکل جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کی اس بات کا ذکر کرے جو اسے بری لگے۔ خواہ اس کے بدن، نسب، قول و فعل،

دین دنیا حتیٰ کہ کپڑے چادر اور سواری وغیرہ میں سے کوئی عیب جوئی کر کے بیان کی جائے تو یہ غیبت ہو گی۔

متقدمین سے ایک کا قول ہے کہ اگر میں یہ کہوں اس کا کپڑا لمبا یا چھوٹا ہے تو یہ بھی غیبت ہو گی وہ کیسے غیبت نہیں ہو سکتی جو اس کی برائی بیان کرے۔

ایک چھوٹے قد کی عورت کسی کام کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی جب وہ چلی گئی ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے سہوًا اتنا کہہ دیا اس کا قد کتنا چھوٹا۔ آپ نے فرمایا عائشہ تو نے اس کی غیبت کر دی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اپنے آپ کو غیبت سے بچاؤ اس میں تین مصیبتیں ہیں۔ غیبت کرنے والے کی دعا قبول نہ ہو گی اس کی کوئی نیکی قبول نہیں ہوتی اس پر گناہ حملہ آور ہو جاتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں قیامت کے دن دو رخا چغل خور سب سے بدتر ہو گا جو ایک کے پاس اور چہرہ لے کر آتا ہے تو دوسرے کے پاس دوسرا چہرہ لے کر جاتا ہے اس کی قیامت کے دن دو آگ کی زبانیں ہو نگی حضورؐ نے فرمایا:۔ کہ چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے تمام جانوروں کو زبان عطا کی۔ مگر مچھلی کو اس سے محروم رکھا اس کی وجہ یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تمام ملائکہ سے سجدہ کرایا مگر انکار ابلیس نے کیا اسے مسخ کر کے زمین پر پھینک دیا تو وہ سمندر کیطرف گیا وہاں اسے مچھلی ملی اس مچھلی کو بتایا کہ آدم خشکی اور تری کے تمام جانوروں کا شکار کرے گا۔ مچھلی نے تمام سمندری مخلوق کو یہ بات بتا دی اللہ تعالیٰ نے اس کی زبان غائب کر دی۔

حکایت

عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مدینہ طیبہ کا آدمی تھا اس کی بہن کہیں نواح میں رہتی تھی وہ بیمار ہوئی تو یہ تیمارداری میں لگا رہا لیکن وہ مر گئی تو اس نے اس کے کفن دفن کا انتظام کیا اسے دفن کر کے

واپس لوٹا تو اسے خیال آیا کہ اس کی رقم کی تھیلی بہن کی قبر میں رہ گئی اس نے اپنے دوست کی مدد سے قبر کھودی اور تھیلی نکال لی اس وقت اسے خیال آیا دیکھوں تو میری بہن کس حال میں ہے؟ اس نے لحد میں دیکھا کہ آگ بھڑک رہی ہے قبر بند کر کے اپنی والدہ کی پاس چلا آیا اور ماجرہ کہہ سنایا والدہ نے کہا کہ تیری بہن کی یہ عادت تھی کہ ہمسایوں کے دروازوں سے کان لگا کر باتیں سنا کرتی تھی اور چغلخوری کرتی تھی۔ اس طرح اسے معلوم ہوا کہ چغل خوری کی بدولت یہ عذابِ قبر ہے۔ عذابِ قبر سے بچنے کے لیے غیبت سے اجتناب ضروری ہے۔

ابواللیث بخاری رحمۃ اللہ نے حج کے لیے روانگی کے وقت یہ عہد کیا اگر میں نے کسی کی چغلی کی تو دو درہم اللہ کی راہ میں خیرات کر دوں گا آپ حج کر کے واپس آئے تو اسی طرح دو درہم جیب میں تھے آپ سے غیبت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا۔ "میں ایک غیبت کو سو دفعہ زنا کرنے سے بدتر سمجھتا ہوں۔

ابو حفص الکبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں کسی انسان کی غیبت کرنے کو ماہِ رمضان کے روزے نہ رکھنے سے بدتر سمجھتا ہوں۔

پھر فرمایا:۔ "جس کسی نے عالم کی غیبت کی اس کے چہرے پر قیامت کو لکھا ہوگا یہ اللہ کی رحمت سے ناامید ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"میں معراج کی رات ایک ایسی قوم کے قریب سے گذرا جو ناخنوں سے اپنے چہروں کو نوچ رہے تھے اور مردار کھا رہے تھے"۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبریل نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں لوگوں کا گوشت کھاتے تھے یعنی غیبت کرتے تھے"۔

سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔ اللہ کی قسم غیبت لقمہ کے بیٹ

میں داخل ہونے کے وقت سے بھی کم تر دقت میں مومن کے دین میں رخنہ ڈال دیتی ہے۔

حضرت سلمان فارسی، حضرت صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہم نے ہم سفر تھے اور ان کے لیے کھانا تیار کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اتفاق ہوا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز نہ پائی جسے تیار کر کے کھا سکیں۔ تب شیخین نے انھیں حضور کی طرف بھیجا کہ جاکر دیکھو وہاں کچھ موجود ہے؟ انھوں نے واپس آکر کہا وہاں کچھ نہیں۔ اس پر انھوں نے کہا اگر تم اس کنوئیں کی طرف جاتے تو اس کا پانی بھی خشک ہو جاتا تب یہ آیت نازل ہوئی:۔

وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا

یعنی ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ تم بھائی کی آنکھ کا تنکا دیکھ لیتے ہو مگر اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ راوی ہیں ختم رسل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دنیا میں اپنے بھائی کا گوشت کھائے گا قیامت کو اس کے مردہ بھائی کا گوشت اس کے سامنے پیش کیا جائے گا اور کہا جائے گا جیسے تو زندہ کو کھاتا تھا اب اسے مردہ کو کھاؤ۔ پھر وہ اسے کھائے گا۔ آپؐ نے یہ آیت پڑھی:۔

أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا

کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ اس کے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں غیبت برائے نام تھی اس لیے اس کی بدبو آتی تھی۔ چونکہ اب غیبت اتنی عام ہو گئی کہ لوگ اس کے عادی ہو گئے ہیں لہٰذا وہ بدبو محسوس نہیں کرتے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی چمڑا رنگ کے گھر جائے تو

ایک لمحہ نہ ٹھہر سکے گا مگر وہ لوگ وہیں کھاتے پیتے ہیں اور انھیں بو نہیں محسوس ہوتی کیونکہ ان کے مشام عادی ہو چکے ہوتے ہیں یہی غیبت کا حال ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ میں نے کسی کتاب میں پڑھا ہے جو شخص غیبت سے توبہ کر کے مرا وہ سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا اور وہ جو غیبت کرتے کرتے مرا وہ جہنم میں سب سے پہلے جائے گا۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ (لھمزۃ)

ہر عیب جو اور طعنہ زن کے لیے خرابی ہے۔

ہر پیٹھ پیچھے اور موجودگی میں برائیاں کرنے والے کے لیے جہنم کا گڑھا ہے یہ آیت ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں پر ان کے سامنے جھوٹے الزامات لگاتا تھا یہ بھی ممکن ہے کہ سببِ نزول خاص ہو اور حکم عام ہو۔

ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔

"غیبت سے بچ کر رہو اس لیے کہ یہ زنا سے بھی سخت ترین ہے"

صحابہ کرام نے عرض کی کہ غیبت کرنا زنا سے کیسے سخت تر ہے فرمایا ایک آدمی زنا کرتا ہے مگر شرمندہ ہو کر توبہ کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے مگر غیبت کرنے والا نہ معافی مانگتا ہے نہ اسے معافی ملتی ہے اس لیے غیبت کرنے والے پر لازم آتا ہے کہ وہ شرمندہ ہو کر توبہ کرے تاکہ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی تو ختم ہو جائے پھر جن کی غیبت کی گئی ہے اس سے معافی مانگے تاکہ قیامت کے دن اس گناہ سے چھٹکارا ہو تب جا کر وہ اندھیرے سے باہر نکل آئے گا۔

سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی غیبت کریگا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا منہ پیچھے کی طرف پھیر دے گا۔

ہر غیبت کنندہ کو چاہیے کہ وہ جس مجلس میں بیٹھے اس مجلس سے اٹھنے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لے اور جس شخص کی اس نے غیبت کی ہے اس تک بات پہنچنے سے پہلے ہی اس فعل سے تائب ہو جائے کیونکہ غیبت کے وہاں تک پہنچنے سے پہلے ہی جس کی غیبت کی گئی ہو اگر توبہ کر لی جائے تو یہ توبہ قبول ہو جائے گی مگر جب بات اس شخص تک پہنچ جائے تو جب تک وہ خود معاف نہ فرمائیں گے گناہ معاف نہیں ہوتا۔

اسی طرح جو شخص کسی ایسی عورت سے زنا کرے جس کا خاوند ہے تو وہ صرف توبہ سے نہیں دھلتا جب تک وہ خود معاف نہ کرے۔ باقی رہا نماز، روزہ حج اور زکوٰۃ کا معاملہ تو قضا ادا کیے بغیر ان کی توبہ بھی قبول نہیں ہوتی۔

واللہ اعلم

(۲۱)

زکوٰۃ

فرمان باری تعالیٰ ہے :۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ

اور جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں کہ جناب ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے مال و دولت سونے چاندی سے زکوٰۃ ادا نہیں کرتا قیامت کے دن اس کے پہلو اور پیٹھ کو جہنم کے گرم پتھروں سے داغا جائے گا ۔ اسی کا جسم وسیع کر دیا جائے گا جب اس کی حرارت میں کمی ہو گی تو اس کو بڑھا دیا جائے گا اس کے لیے دن پچاس ہزار سال کا طویل کر دیا جائے گا۔ آخر کار اس کا فیصلہ ہو کر دوزخ یا جنت کی راہ اختیار کرے گا ۔

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۔ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۔

(التوبہ ۳۴ - ۳۵)

اور جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو قیامت کے دن دردناک عذاب کی خبر سنا دیں جس دن وہ مال دوزخ کی آگ میں خوب گرم کیا جائے گا پھر اس سے ان (بخیلوں) کی پیشانیاں، پہلو اور پیٹھیں

داغی جائیں گی اور کہا جائے گا یہ وہی ہے جو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا۔ لو اب تم اس جمع کیے ہوئے مال کا مزہ چکھو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔ قیامت کے فقرا اغنیاء کی رسوائی کا باعث بنیں گے جب وہ اللہ کے حضور عرض کریں گے اے ہمارے خالق! انھوں نے ہمارے حقوق غصب کر کے ہم پر ظلم کیا۔ اللہ فرمائے گا مجھے اپنی عزت جلال کی قسم! آج میں تمھیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دوں گا اور انھیں اپنی رحمت سے دور کر دوں گا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔

وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ۝ (المعارج ۲۵)

اور وہ لوگ، ان کے مال میں سائل اور فقیر کا ایک مقررہ حق ہے۔

روایت کی گئی ہے کہ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات ایسے لوگوں کے قریب سے گزرے جن کے آگے پیچھے چیتھڑے لگے ہوئے تھے وہ جانوروں کی طرح جہنم کی گرم نباتات اور کانٹے دار جھاڑیاں چر رہے تھے آپ نے پوچھا اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ اس نے عرض کیا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے اموال سے زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے۔ اللہ نے ان پر نہیں بلکہ انھوں نے خود اپنے آپ پر ظلم کیا۔

عبرت ناک حقیقت

تابعین کی ایک جماعت حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ کی زیارت کے لیے گئی جب وہ کچھ دیر بیٹھے تو آپ نے فرمایا ہمارے پڑوس میں ایک آدمی کا بھائی فوت ہو گیا ہے اس کی تعزیت کریں۔ محمد بن یوسف فریابی کا کہنا ہے کہ ہم ساتھ ہو لیے وہ شخص بہت آہ و بکا کرتا تھا ہم نے اسے تسلی دی کہ موت لازمی ہے لیکن وہ گریہ و زاری سے نہ باز آیا۔ اس نے کہا میں اس لیے رو رہا ہوں کہ میرے بھائی کو صبح و شام عذاب

ہو رہا ہے۔

ہم نے کہا تجھے اللہ تعالیٰ نے غیب کا علم عطا کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں مگر بات یہ ہے کہ جب میرے بھائی کو دفن کرنے کے لیے مٹی ڈال دی گئی اور لوگ چلے گئے میں قبر کے پاس بیٹھا رہا اچانک قبر سے آواز آئی مجھے تنہا چھوڑ گئے میں عذاب پا رہا ہوں۔ میں نے مٹی ہٹا کر دیکھا کہ اس کی گردن کے گرد آگ کا طوق ہے اس کی قبر جل رہی ہے میں نے گردن سے اس طوق کو اتارنے کی کوشش کی تو میری انگلیاں اور ہاتھ جل گیا میں مٹی ڈال کر واپس چلا آیا۔ اس کا ہاتھ جل کر سیاہ ہو چکا تھا پھر اس نے کہا میں کیونکر نہ روؤں۔ ہم نے اس کے بھائی کے بارے میں دریافت کیا تو پتہ چلا کہ وہ اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتا تھا۔ اس واقعہ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تصدیق ہوتی ہے۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُم بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

(آل عمران ۱۸)

اور جو لوگ ہمارے فضل سے عطا کردہ مال میں بخل کرتے ہیں وہ اسے اپنے لیے بہتر نہ سمجھیں بلکہ یہ ان کے لیے مصیبت ہے۔ عنقریب قیامت کے دن اس کا طوق بنا کر ان کی گردنوں میں ڈالا جائے گا۔

پھر ہم یہاں سے نکل کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ابوذر رضی اللہ تعالیٰ کے پاس حاضر ہوئے اور انھیں اس شخص کا واقعہ کہہ سنایا پھر ہم نے سوال کیا۔ یہودی اور نصرانی مرتا ہے تو اس کے متعلق ایسی باتیں نہیں دیکھتے انھوں نے فرمایا ان کے جہنمی ہونے میں کوئی شبہ نہیں، تمھیں عبرت حاصل کرنے کیلیے مسلمانوں کی ایسی حالتیں اللہ تعالیٰ دکھلاتا ہے۔ فرمان الٰہی ہے:۔

فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِہٖ وَمَنْ عَمِیَ فَعَلَیْھَا وَمَا اَنَا عَلَیْکُمْ بِحَفِیْظٍ (الانعام - ۱۰۵)

پس جس نے دیکھا اس نے اپنا بھلا کیا اور جو اندھا بنا رہا اس نے اپنے حق میں برا کیا اور کیا میں تمہارا نگہبان نہیں ہوں ؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زکوٰۃ نہ دینے والا یہود اور نصاریٰ کی طرح ہے اور عشر نہ دینے والا اللہ کے نزدیک مجوسیوں کی طرح ہے اور جو شخص اپنے مال سے زکوٰۃ اور عشر دونوں ہی نہ ادا کرے ، تو فرشتوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر ملعون ہے اس کی گواہی قبول نہ ہوگی اور فرمایا اس شخص کے لیے خوشخبری ہے جس نے زکوٰۃ اور عشر ادا کیا وہ مبارک کے مستحق ہے جس پر زکوٰۃ کا عذاب نہیں اور نہ ہی قیامت کے دن کا عذاب ہے اور جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کی اللہ تعالیٰ نے اس سے عذاب کے قبر کو اٹھا لیا اس پر جہنم کو حرام کر دیا اور بغیر حساب کے جنت واجب کر دی گئی اور نہ ہی اسے قیامت کے دن پیاس لگے گی ۔

(۲۲)

زنا

خالقِ کائنات کا فرمان ہے :-

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ

(المومنون ۵)

وہ جو بدکاریوں سے اپنی شرمگاؤں کی حفاظت کرتے ہیں ۔

اس ضمن میں دوسری آیت ہے ۔

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ط

فحاشی کے چھوٹے بڑے ظاہرہ اور پوشیدہ گناہ کے پاس نہ پھٹکو۔

بڑے گناہ سے مراد زنا ہے اور چھوٹے گناہ کا مطلب غیر حلال عورت کا بوسہ لینا چھونا اور اس پر نظر شہوت ڈالنا ہے ۔

فرمانِ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہے ہاتھ زنا کرتے ہیں ، پاؤں زنا کرتے ہیں اور آنکھیں زنا کرتی ہیں حکیم ربانی ہے :-

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ

اہل ایمان سے کہہ دیجیے اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لیے نہایت پاکیزگی کا عمل ہے ۔

اس حکم ربانی سے مسلمان مرد اور عورتوں کو حکم دیا گیا کہ وہ حرام کی طرف نہ دیکھیں اور حرام کے مرتکب ہونے سے اپنی شرمگاہوں کو محفوظ رکھیں ۔ متعدد آیات میں

اللہ تعالیٰ نے زنا کو حرام قرار دیا۔

وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا

جو شخص زنا کا فعل کرے گا اسے اثام میں ڈالا جائے گا۔

علماء کے مطابق اثام جہنم کا ایک حصّہ ہے جب اس کا دروازہ کھولا جائیگا تو اس کی بدبو سے جہنمی چیخ اٹھیں گے۔

ایک صحابی کی روایت ہے کہ زنا سے بچو اس سے چھ مصیبتیں آتی ہیں جن میں سے تین کا تعلق دنیا اور تین کا واسطہ آخرت سے ہے دنیاوی آفات یہ ہیں۔ روزی کا تنگ ہو جانا۔ زندگی یا عمر میں کمی اور توبہ کا موقع جاتے رہنا چہرہ سیاہ ہونا۔

آخرت میں ان مصیبتوں کا سامنا کرنا ہو گا، اللہ کا غضب، حساب کی سختی اور دوزخ میں بھٹکانا۔

ایک روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا :۔

"اے میرے خالق! زانی کو کیا سزا ملے گی؟"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں اسے آگ کی اتنی وزنی زرہ پہناؤں گا اگر اسے پہاڑ پر رکھ دیا جائے تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائے شیطان کو ایک ہزار بدکار مردوں سے زیادہ ایک بدکار عورت پسند ہے۔

مصابیح میں حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جب کوئی مسلمان زنا کرتا ہے تو اس کا ایمان نکل کر اس کے سر پر منڈلاتا رہتا ہے جب فارغ ہوتا ہے تو پھر داخل ہوتا ہے۔

کتاب لاقناع میں ارشاد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے اللہ کے نزدیک انسان کا نطفہ حرام رحم میں رکھنے سے بڑا گناہ کوئی نہیں اور لواطت زنا سے بھی بڑا گناہ ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ نے حدیث نبوی بیان کی کہ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت کی دوری سے آئے گی مگر اغلام بازی کرنے والا اس سے محروم رہے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے گھر سے باہر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک خوب صورت بدفعلی کرانے والے لڑکے پر نظر پڑی آپ دوڑ کر اندر چلے گئے اور دروازہ بند کر لیا تھوڑی دیر بعد پوچھا وہ فتنہ چلا گیا یا نہیں۔ حاضرین نے جواب دیا چلا گیا تب آپ باہر تشریف فرما ہوئے۔ تب آپ نے فرمایا حضور کا فرمان ہے۔ ان کی طرف دیکھنا، ان کے پاس بیٹھنا اور گفتگو کرنا حرام ہے۔

جناب قاضی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے میں نے بعض مشائخ سے سنا ہے کہ عورت کے ساتھ ایک شیطان اور حسین لڑکے کے ساتھ اٹھارہ شیطان ہوتے ہیں۔

روایت ہے کہ جس کسی نے شہوت کے ساتھ لڑکے کو بوسہ دیا وہ جہنم میں پانچ سو سال جلے گا جس نے عورت کو بوسہ دیا گویا اس نے باکرہ ستر عورتوں سے زنا کیا۔ جس نے باکرہ لڑکی سے زنا کیا وہ ایسے ہے جیسے اس نے ستر ہزار شادی شدہ عورتوں سے زنا کیا ہو۔

رونق التفاسیر میں امام کلبی رحمۃ اللہ کے حوالہ سے درج ہے سب سے پہلے ہم جنس سے بدفعلی شیطان نے شروع کرائی وہ ایک حسین وجمیل لڑکے کی صورت میں ان کے پاس آیا اور انھیں بدفعلی کی ترغیب دے کر عادی بنا دیا۔ اس کے بعد قوم لوط کی یہ عادت بن گئی جو مسافر ان کے ہاتھ چڑھتا اس سے بدفعلی کرتے۔ قوم لوط کے اس فعل کی بدولت ہم جنس سے بدفعلی لواطت کہلائی۔ حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ کے عذاب سے ڈرایا کہ وہ اس فعلِ بد سے باز رہیں مگر انھوں نے کہا اگر تم سچے ہو تو ہمارے لیے اپنے رب سے عذاب طلب کرو۔ آپ کی دعا سے ان پر پتھروں کی بارش ہوئی ہر پتھر پر ہر لوطی کا نام لکھا ہوا تھا مُسَوَّمَةً عِندَ رَبِّكَ سے یہی مراد ہے کہ پتھروں پر ان کے نام اور نشان تھے۔

لوطی تاجر

لوط علیہ السلام کی قوم کا ایک تاجر تجارت کی غرض سے مکہ معظمہ میں آیا وہ لواطت کرتا رہا جب لوط علیہ السلام کی قوم پر پتھر برسائے گئے تو اس کا پتھر اس کے سر پر منڈلانے لگا چونکہ وہ حرم شریف میں تھا اس لیے اس پتھر سے بچا رہا جب حدود حرم سے باہر ہوا اس پتھر نے اسے آلیا۔

حضرت لوط علیہ السلام عذاب کے وقت اپنے اہل خانہ کو لے کر ان بستیوں سے نکل گئے اور انھیں حکم تھا کہ مڑ کر نہ دیکھیں۔ آپ کی زوجہ نے عذاب کی آواز سنی اور پیچھے مڑ کر دیکھا تو کہا ہائے میری قوم جس کی پاداش میں اسے بھی ایک پتھر لگا اور وہ ہلاک ہو گئی۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے ہے جب صبح ہوئی تو جبرئیل ان بستیوں میں آئے اور انھیں اکھاڑ کر اپنے پروں پر رکھا انھیں اس قدر بلندیوں پر لے گئے کہ ان کے کتوں کے بھونکنے اور مرغوں کی آذان کی آوازیں فرشتے سننے لگے وہاں سے انھیں دے مارا جو عذاب ان پر آیا وہ کسی دوسری قوم پر نہ آیا یہ پانچ شہر تھے ان میں سدوم شہر بڑا تھا (بعض نے اس کی آبادی چالیس لاکھ بیان کی ہے اور بعض نے چار لاکھ) سورہ ہود میں ان کا ذکر ہے۔

(۲۳)

حقوقِ والدین

کلام الٰہی ہے :-

وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ - (النساء ۱)

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو (یعنی قطع ارحام نہ کرو)

دوسرا فرمان ہے :-

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ

(محمد ۲۳)

تمھارے یہ کیا طور نظر آتے ہیں اگر تمھیں حکومت مل جائے تو تم زمین کو فتنہ و فساد سے بھر دو گے اور اپنے رشتے قطع کر دو گے - یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ کی لعنت کی گئی ہے - جنھیں حق سننے سے بہرہ اور حق دیکھنے سے اندھا کر دیا گیا ہے -

مزید فرمانِ الٰہی ہے :-

اَلَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

(البقرہ ۲۷)

اللہ سے کیے ہوئے وعدہ کو جو توڑتے ہیں اور جس چیز کے
ملانے کا اللہ نے حکم دیا ہے اس سے قطع تعلق کرتے ہیں
اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں۔ وہی لوگ خسارہ
اٹھانے والے ہیں۔

ایک اس مضمون کا دوسرا فرمانِ الٰہی سورہ الرعد آیت ۲۵ میں ہے
جو لوگ پختہ عہد کرنے کے بعد اسے توڑتے ہیں اور اللہ کی زمین
میں فساد پھیلاتے ہیں ان پر لعنت ہے اور ان کا ٹھکانا
جہنم ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ فرمانِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا:۔ جب اللہ تعالیٰ مخلوق پیدا کر کے فارغ ہوا تو
قرابت نے کھڑے ہو کر عرض کی میں تجھ سے قطع تعلق کی پناہ مانگتی ہوں اسکو اللہ
نے فرمایا کیا تو اس بات پر راضی ہے کہ میں جس نے تجھ سے تعلق جوڑا میں اس سے
تعلق جوڑوں جس نے تجھ سے قطع تعلق کر لیا میں اس سے قطع تعلق کر لوں اس
نے کہا میں راضی۔ پھر حضورؐ نے سورہ محمد کی آیت ۲۲ تلاوت فرمائی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ نے حدیث نبوی بیان کی کہ فرمایا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ بغاوت اور قطع رحمی دو ایسے گناہ ہیں جن پر دنیا و آخرت میں
عذاب دیا جاتا ہے۔ بخاری و مسلم میں ہے کہ قطع رحمی کرنے والا جنت
میں نہیں جائے گا۔

مسند احمد میں ہے کہ انسانوں کے اعمال ہر جمعرات کو پیش ہوتے ہیں
مگر قطع رحمی کرنے والے کا عمل قبول نہیں ہوتا۔

بیہقی میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ کہ جبرئیل علیہ السلام
پندرھویں شعبان کی رات کو میرے پاس آئے اور کہا آج کی رات اللہ تعالیٰ بنو کلب
کی بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر گناہگاروں کو بخشش دیتا ہے مگر مشرک، کینہ پرور،

قاطع رحم، متکبر جو تہبند گھسیٹ کر چلے اور وہ شخص جو والدین کا نافرمان ہو اور شرابی اس کی بخشش سے محروم رہتے ہیں۔

ابن حبانؒ نے روایت کی ہے کہ تین قسم کے لوگ جنت میں نہ جائیں گے۔ شراب کے عادی۔ قطع رحمی کرنے والے، جادو کی تصدیق کرنے والے۔

مسند احمد۔ ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے نقل کیا ہے:۔

اس امت کے کچھ لوگ کھانے پینے اور لہو لعب میں مصروف رہ کر راتیں بسر کریں گے جب صبح ہو گی تو ان کی صورتیں مسخ ہو جائیں گی انھیں زمین میں دھنسا دیا جائے گا صبح کو لوگ ایک دوسرے سے کہیں گے فلاں خاندان زمین میں دھنس گیا۔ فلاں معزز اپنے گھر کے ساتھ زمین میں غرق ہو گیا۔ ان کی شراب نوشی سود خوری، قطع رحمی، ناچ گانے پر فریفتگی اور ریشمی لباس پہننے کی وجہ سے ان پر قوم لوط کی طرح پتھروں کی بارش ہو گی اور قوم عاد کی طرح ان پر ہلاکت خیز آندھیاں آئیں گی۔ وہ اپنے قبائل سمیت ہلاک ہو جائیں گے۔

طبرانی نے اوسط میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ ہم کاشانہ نبوت کے باہر اکٹھے بیٹھے تھے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے۔ آپ نے فرمایا:۔

"اے مسلمانو! اللہ سے ڈرو اور صلہ رحمی کرو اس لیے کہ صلہ رحمی سے بڑھ کر تیزی سے کوئی اور ثواب نہیں ملتا۔ اور والدین کی نافرمانی سے بچو اس لیے کہ جنت کی خوشبو ہزار سال کے فاصلے سے آئے گی مگر والدین کا نافرمان اس سے محروم رہے گا قطع رحمی کرنے والا، بوڑھا زانی اور تکبر سے چادر گھسیٹنے والا اس سے محروم رہے گا۔

اصبہانی میں ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے آپ نے فرمایا قاطع رحم ہماری مجلس میں نہ بیٹھے۔ مجلس سے ایک نوجوان اٹھا

اور اپنی خالہ کے ہاں گیا اس سے ناراضگی کی معافی معاف کروا پس آیا آپ نے فرمایا اس قوم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول نہیں ہوتا جس میں قاطع رحم ہوں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ اس حدیث کی یوں تائید کرتے ہیں کہ ہمارے پاس قطع رحمی کرنے والا نکل کر اپنی خالہ کے ہاں گیا وہاں سے معافی مانگ کر صلح صفائی کر کے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس قوم میں قطع رحمی والے ہوں وہاں رحمتِ باری کا نزول نہیں ہوتا۔

طبرانی میں ہے اس قوم میں رحمت کے فرشتے نہیں اترتے جس میں قطع رحمی کرنے والے ہوں۔

طبرانی میں اعمش کی روایت ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ ایک صبح محفل میں بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے کہا میں قاطع رحم کرنے والے کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ وہ ہماری محفل سے اٹھ جائے کیونکہ اس کی موجودگی میں ہماری دعا قبول نہیں ہوگی۔

صحیحین میں ہے کہ رحم عرش کے ساتھ معلق ہے اور کہہ رہا ہے جو مجھے جوڑے اللہ اسے جوڑے اور جو مجھے توڑے اللہ اسے توڑے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اللہ ہوں میں رحمٰن ہوں، میں نے رحم پیدا کیا اور اسے اپنے ناموں سے الگ کیا جس نے اسے جوڑا میں اسے جوڑوں گا۔ جس نے اسے توڑا میں اس سے اپنی رحمت دور کر دوں گا۔

مسند احمد میں سب سے بڑا جرم یعنی ظلم کسی مسلمان کی ناحق آبروریزی ہے۔ قرابت وصلہ رحمی اللہ تعالیٰ کے نام کی ایک شاخ ہے جس نے صلہ رحمی نہ کی اللہ اس پر جنت حرام کر دیتا ہے۔

صحیح ابن حبان میں ہے رحم اللہ کی ایک عطا ہے۔ رحم نے اللہ کی بارگاہ میں

عرض کی اے اللہ مجھ پر ظلم ہوا مجھے بُرا کہا گیا مجھے قطع کیا گیا۔ اللہ نے فرمایا جو تجھے ملائے گا میں اسے اپنی رحمت سے ملاؤں گا جو تجھے توڑے گا میں اس سے اپنی رحمت دور کر دوں گا۔

بزاز نے روایت کی قرابت داری عرشِ الٰہی سے چمٹ کر عرض کرتی ہے یا اللہ جس نے مجھے ملایا تو اسے ملا دے جس نے مجھے قطع کیا تو اس سے تعلق منقطع فرما۔

اللہ نے فرمایا میں نے تیرا نام اپنے نام رحمٰن اور رحیم سے مشتق کیا ہے جس نے تجھے ملایا میں اسے اپنی رحمت سے ملاؤں گا جس نے تجھ سے تعلق توڑا میں اس سے رحمت کو قطع کر دوں گا۔

بزاز سے روایت ہے عرش الٰہی سے تین چیزیں معلق ہیں۔ قرابت کہتی ہے یا اللہ میں تیرے ساتھ ہوں کبھی تجھ سے جدا نہ ہوں گی۔ امانت کہتی ہے یا اللہ میں تیرے ساتھ ہوں میں تیری رحمت سے کبھی جدا نہ ہوں گی۔ نعمت کہتی ہے یا اللہ میں تیری رحمت سے جدائی نہیں چاہتی میرا انکار نہ کیا جائے۔

بیہقی کی روایت ہے عرش پایئے سے معلق ہے جب رحم شکایت کرتا ہے اور نافرمانی کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ الطابع کو بھیجتا ہے وہ دل پر مہر لگا دیتا ہے اب اس کے بعد وہ بدعقل ہو جاتے ہیں۔

بخاری اور مسلم میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ صلہ رحمی کرے اور اچھی بات کرے یا چپ رہے۔

ایک اور روایت ہے جو شخص طویل عمر اور فراخی رزق کا خواہش مند ہے اسے چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے میں نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جو شخص فراخی رزق اور طویل عمر کو پسند کرتا ہے

وہ صلہ رحمی کرے مزید فرمایا اپنا نسب یاد کرو تاکہ رشتہ داروں کو پہچان سکو اس لیے کہ رشتہ داروں سے میل ملاپ میں خاندان سے محبت بڑھتی ہے مال و دولت میں فراوانی آتی ہے اور عمر طویل ہو جاتی ہے۔

بزاز اور حاکم کی روایت ہے جو شخص یہ تمنا رکھتا ہو کہ اس کی عمر طویل ہو، رزق میں کشادگی ہو اور بری موت سے بچ جائے وہ اللہ سے ڈرے، اور صلہ رحمی کرے۔

حاکم اور بزاز کی روایت ہے فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ توراۃ میں لکھا ہوا ہے کہ جو عمر طویل اور فراخی رزق کا خواہاں ہے وہ صلہ رحمی کرے

ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ نے قبیلہ خثعم کے شخص سے بسند معتبر روایت کی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ چند صحابہ کرام کے ہمراہ تشریف فرما تھے میں نے پوچھا آپ اللہ کے رسول ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ میں نے پوچھا اے نبی اللہ! مجھے بتائیے کہ اللہ کو کون سا عمل زیادہ پسند ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ پر ایمان لانا۔ میں نے کہا اس کے بعد اور کون سا؟ آپ نے فرمایا صلہ رحمی کرنا پھر میں نے سوال کیا۔ اللہ کو کون سا عمل ناپسند ہے؟ آپ نے فرمایا قطع رحمی کرنا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! پھر کون سا؟ فرمایا برائی کا حکم کرنا اور نیکی سے روکنا۔

بخاری اور مسلم میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے ہمراہ سفر پر روانہ تھے کہ ایک اعرابی نے آپ کی اونٹنی کی مہار تھام کر کہا یارسول اللہ! مجھے ایسا عمل بتلا دیجیے جو جنت کے قریب اور جہنم سے دور کر دے۔ آپ ٹھہر گئے صحابہ کرام کو دیکھ کر فرمایا یہ شخص ہدایت یاب ہو گیا آپ نے اعرابی سے فرمایا:۔ اپنا سوال دہراؤ؟ اس کے دہرانے پر آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک مان کر اس کی عبادت کر، نماز پڑھ، زکوٰۃ دے اور صلہ رحمی کر۔ اور اب میری اونٹنی کی مہار چھوڑ دے جب وہ چلا گیا تو آپ نے فرمایا

اگر اس نے ان باتوں پر عمل کیا تو یہ جنتی ہو گیا۔

طبرانی سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ایک قوم ایسی ہے جس کی وجہ سے علاقوں کو آباد کرتا ہے ان کے مال کو بڑھاتا ہے جب سے پیدا کیا کبھی ناراضگی کی نگاہ سے انھیں دیکھا پوچھا گیا کیوں ؟ آپ نے فرمایا اس قوم کی صلہ رحمی کی بدولت۔

مسند احمد میں ہے جسے نرمی دی گئی اسے دین و دنیا کی بھلائی سے حصّہ دیا گیا اور صلہ رحمی اور ہمسایوں کے ساتھ اچھا سلوک اور حسنِ اخلاق سے علاقے آباد ہوتے ہیں اور عمروں میں اضافہ ہوتا ہے۔

ابوالشیخ ابن حبان اور بیہقی کی روایت ہے۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) لوگوں میں بہترین شخص کون ہے ؟ فرمایا جو اللہ سے سب سے زیادہ ڈرتا ہے، سب سے زیادہ صلہ رحمی کرتا ہے۔ ان کو نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے۔

طبرانی اور صحیح ابن حبان میں ہے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بہترین خصائل کی وصیت فرمائی۔ جو مجھ سے اوپر ہو اسے حسد کی نگاہ سے نہ دیکھوں اور جو مجھ سے نیچے ہو اسے دیکھوں اور اللہ کا شکر ادا کروں۔

طبرانی میں ہے کیا میں تمھیں دنیا اور آخرت کا عمدہ ترین اخلاق بتلاؤں جو تجھ سے تعلق توڑے تو اس سے جوڑ۔ جو تجھے محروم رکھے تو اسے عطا کر اور جو تجھ پر ظلم کرے تو اسے معاف فرما۔

طبرانی میں ہے افضل ترین فضیلت یہ ہے کہ جو تجھ سے تعلق توڑے تو اس سے جوڑ اور جو تجھے محروم رکھے تو اسے دے اور جو تجھے گالیاں دے تو اس سے درگذر کر۔

بزاز کی روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمھیں وہ باتیں بتلاؤں جن سے درجات بلند ہوتے ہیں طبرانی نے ان الفاظ کو یوں بیان کیا ہے

میں تمھیں اس چیز کی خبر دوں جس سے اللہ تعالیٰ عزت دیتا ہے اور درجات بلند کرتا ہے صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ بضرور بتلائیے فرمایا جو تجھ سے جہالت سے پیش آئے تو اس کے سامنے بردباری دکھا اور جو تجھ پر ظلم کرے، تو اسے معاف کر دے اور جو تجھے محروم کرے تو اسے عطا کر اور جو تجھ سے تعلق توڑے تو اس سے تعلق جوڑ۔

ابن ماجہ میں ہے کہ سب اعمال سے جلدی ثواب پانے والی چیز احسان اور صلہ رحمی سے زیادہ جلدی اجر اور ثواب کسی اور عمل کا نہیں ملتا۔ اور سب اعمال سے جلدی عذاب لانے والی چیز ظلم اور زیادتی اور قطع رحمی ہے۔

طبرانی کی روایت ہے۔ قطع رحمی، جھوٹ اور خیانت سے بڑھ کر اور کوئی گناہ نہیں جس کا عذاب اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی دے اور آخرت میں بھی۔ صلہ رحمی وہ نیکی ہے جس کا ثواب فوری طور پر ملتا ہے۔ اگرچہ اس گھر کے لوگ گنہگار کیوں نہ ہوں مگر صلہ رحمی کی وجہ سے ان کے مال میں خوب اضافہ ہوتا ہے اور ان کی اولاد بھی بکثرت ہوتی ہے۔

(۲۴)

والدین سے حسن سلوک

بخاری اور مسلم میں ہے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ نے رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل محبوب ہے؟

آپ نے فرمایا "بروقت نماز ادا کرنا"

میں نے کہا۔ "اس کے بعد کون سا؟"

فرمایا: "والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا"

بعد ازاں سوال کیا پھر "کونسا"؟

فرمایا "اللہ کی راہ میں جہاد کرنا"

مسلم کی روایت ہے اگر کوئی بیٹا اپنے والدین کو غلام پائے اور انھیں، خرید کر آزاد بھی کر دے پھر بھی وہ والدین کا حق ادا نہ کر سکا۔

مسلم میں ہے ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں ہجرت اور جہاد پر آپ کی بیعت اللہ کی رضاجوئی کیلیے کرتا ہوں۔ آپ نے دریافت کیا۔ کیا تیرے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ اس نے عرض کی دونوں زندہ ہیں آپ نے فرمایا جا والدین کی خدمت کر۔

ابو یعلی اور طبرانی سے روایت ہے ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی میں جہاد کی تمنا رکھتا ہوں مگر چند مجبوریوں کی بنا پر معذور ہوں آپ نے فرمایا کیا تیرے والدین سے کوئی زندہ ہے اس نے کہا میری ماں۔ فرمایا تو اس کے ساتھ نیکی کرے تو حج، عمرے اور جہاد کا ثواب ملے گا۔

طبرانی میں ہے ایک آدمی نے جہاد کی تمنا کی آپ نے فرمایا کیا تیری ماں زندہ ہے؟ اس نے جواباً کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا اس کے قدموں کو پکڑ، جنت

حاصل ہو جائے گی۔

ابن ماجہ میں ہے کسی نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اولاد پر والدین کے حقوق کیا ہیں؟

آپؐ نے فرمایا وہی تیری جنت وہی تیری دوزخ۔

ابن ماجہ، نسائی اور حاکم کی روایت ہے ایک آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے میرا ارادہ جہاد کرنے کا ہے آپ سے مشورہ لینے کے لیے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا:

"کیا تیری ماں زندہ ہے؟"

اس نے کہا ہاں۔ فرمایا اس سے حسنِ سلوک کر جنت ماں کے قدموں کے پاس ہے۔

ایک اور روایت ہے آپ نے پوچھا تیرے والدین زندہ ہیں؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا ان کی خدمت کر جنت ان کے قدموں میں ہے

ترمذی میں ہے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے آکر کہا میری ماں مجھے بیوی کو طلاق دینے کو کہتی ہے آپ نے کہا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا والدین جنت کا درمیانی دروازہ ہے چاہے تو اسے ضائع کردے اور چاہے تو اس کی حفاظت کر۔

ابن حبان راوی ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ سے شکایت کی کہ پہلے والد نے میری شادی کی اب مجھے بیوی کو طلاق کے لیے کہتا ہے۔ آپ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا باپ جنت کا درمیانی دروازہ ہے تیری مرضی ہے اس کی حفاظت کر یا اسے چھوڑ دے۔

سنن اربعہ اور ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت منسوب ہے کہ انھوں نے کہا میری زوجیت میں ایک عورت تھی

جو مجھے بہت پسند تھی مگر میرا باپ اسے پسند نہ کرتا تھا۔ میرے باپ نے مجھے حکم دیا طلاق دے دو۔ میں انکاری ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ شکایت پہنچی تو آپ نے فرمایا بیوی کو طلاق دے دو۔

مسند احمد میں روایت ہے کہ جو درازی عمر اور رزق کی فراوانی کی خواہش رکھے وہ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک اور صلہ رحمی کرے۔

مسند ابو یعلی اور حاکم نے اسے صحیح تبلایا ہے کہ جو اپنے والدین سے اچھا سلوک کرے اس کے لیے خوشخبری ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی عمر لمبی فرمادے گا۔

صحیح ابن ماجہ اور حاکم نے اسے صحیح تبلایا کہ انسان کی روزی میں گناہ کی وجہ سے تنگی آجاتی ہے۔ دعا تقدیر کو پلٹ دیتی ہے اور عمر میں اضافہ صرف نیکی سے ہوتا ہے۔

ترمذی میں ایک روایت ہے دعا قضا کو لوٹا دیتی ہے اور عمر میں اضافہ نیکی ہی کرتی ہے۔

حاکم کی روایت ہے دوسروں کی عورتوں سے پاکدامن رہو تمھاری عورتیں پاکدامن رہیں گی اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو تمھاری اولاد تم سے اچھا برتاؤ کرے گی۔

طبرانی کی روایت ہے اپنے والدین سے حسن سلوک کرو تمھاری اولاد تم سے حسنِ سلوک کرے گی۔ خود کو پاکیزہ رکھو تمھاری عورتیں بھی پاکیزہ اور پاک دامن رہیں گی۔

مسلم شریف کی روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسکی ناک غبار آلود ہو، اس کی ناک غبار آلود ہو اس کی ناک غبار آلود ہو عرض کیا یا رسول اللہ! کس کی؟ آپ نے فرمایا جس نے والدین کو یا کسی ایک کو بڑھاپے میں پایا اور جنت میں نہ گیا یا انھوں نے اسے جنت میں داخل نہ کیا۔

طبرانی کی حدیث ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے فرمایا آمین آمین آمین ۔ پھر فرمایا جبرئیل آئے اور انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ ! جس نے اپنے والدین میں سے کسی ایک کو پایا یا ان سے حسن سلوک نہ کیا اور مر گیا تو وہ جہنم میں گیا اللہ اسے دور کرے آپ آمین کہیں تو میں نے آمین کہی ۔ پھر جبرئیل نے عرض کی یا رسول اللہ ! جس نے ماہِ رمضان کو پایا اور گناہ بخشوائے بغیر مر گیا تو وہ جہنم میں گیا اللہ نے اسے دور کر دیا ۔ آپ آمین کہیں تو میں نے آمین کہی ۔ پھر جبرئیل نے عرض کی یا رسول اللہ جس شخص کے سامنے آپ کا ذکر ہوا اور اس نے آپ پر درود نہ بھیجا اور وہ مر گیا تو وہ جہنم میں گیا اللہ نے اسے اپنی رحمت سے دور کر دیا کہیے آمین تو میں نے آمین کہی ۔

ابن حبان کی روایت کے یہ الفاظ ہیں جس نے اپنے ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کو پایا اور ان سے حسن سلوک نہ کیا اور وہ مر گیا تو جہنم میں گیا اللہ اسے اپنی رحمت سے دور کرے میں آمین کہی ۔

حاکم وغیرہ کی روایت کے آخر میں ہے ۔ وہ رحمت سے دور ہو گیا جس نے اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور انھوں نے اسے جنت میں نہیں پہنچایا میں نے آمین کہی ۔

طبرانی میں ہے جو اپنے والدین یا ان میں سے ایک کو پائے پھر ان سے نیک سلوک نہ کرے اور دوزخ میں چلا جائے تو اللہ تعالیٰ اسے دور کر دے اور پیس دے میں نے کہا آمین ۔

مسند احمد کی روایت ہے جس نے کسی غلام مسلمان کو آزاد کیا وہ جہنم سے آزاد ہو گیا جس نے اپنے والدین میں سے کسی ایک کو پایا پھر بھی اس کی بخشش نہ ہوئی اللہ اسے رحمت سے دور کر دے ۔

بخاری اور مسلم میں ہے ۔ اے اللہ کے رسول ! صلی اللہ علیہ وسلم میری حسنِ رفاقت کا کون زیادہ حقدار ہے ؟ فرمایا تیری ماں ۔ اس نے کہا پھر کون ؟

فرمایا تیری ماں۔ کہا پھر کون؟ فرمایا تیرا باپ۔

بخاری اور مسلم میں سیدہ اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں میری مشرکہ ماں میرے پاس آئی تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا سلوک کروں؟ فرمایا حسن سلوک کرو۔

ابن حبان اور حاکم کی روایت ہے آپ نے فرمایا اللہ کی رضا والد کی رضا میں ہے یا والدین کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضگی والد یا والدین کی ناراضگی میں ہے۔

طبرانی کی ایک روایت ہے آپ نے فرمایا۔ والد یا والدین کی اطاعت میں اللہ کی اطاعت ہے اور والد یا والدین کی نافرمانی میں اللہ کی نافرمانی ہے۔

بزار کی ایک روایت ہے آپ نے فرمایا:۔ والدین کی رضا میں رب کی رضا ہے اور والدین کی ناراضگی میں اللہ کی ناراضگی ہے۔

ترمذی، ابن حبان اور حاکم سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے میرے لیے توبہ ہے؟ آپ نے فرمایا، تیری ماں ہے؟ عرض کی نہیں خالہ ہے آپ نے فرمایا جاؤ اور خالہ سے حسن سلوک کرو۔

ابوداؤد اور ابن ماجہ میں ہے ایک شخص نے پوچھا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) والدین کی وفات کے بعد ان سے نیکی کی کیا صورت ہے؟ آپ نے فرمایا ان کے لیے دعائے مغفرت کرو ان کے وعدوں کو پورا کرو ان کے رشتہ داروں سے تعلق رکھو اور ان کے دوستوں کی عزت کرو۔ ابن حبان نے اپنی روایت میں اتنا اضافہ کیا ہے اس نوجوان نے کہا یہ کتنی عمدہ بات ہے آپ نے فرمایا جاؤ اور اس پر عمل کرو۔

مسلم میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ سے مکہ مکرمہ کی راہ میں

ایک عربی سے ملاقات ہوئی اس نے آپ کو سلام کیا۔ حضرت عبداللہ نے اس کو اپنی سواری پر بٹھا لیا اور اپنے سر کا عمامہ بھی اس کو عطا فرمایا۔ حضرت ابن دینار رضی اللہ تعالیٰ بتاتے ہیں ہم نے عرض کیا۔ اللہ آپ کا بھلا کرے یہ اعرابی ہیں جو معمولی عطیہ پر خوش ہو جاتے ہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کا باپ میرے والد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کا دوست تھا اور میں نے جناب ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ بچے کی صلہ رحمی میں سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ وہ والد کے دوستوں اور متعلقین سے بھلائی کرے۔

مسلم، بخاری، ابن حبان میں حضرت ابو برادہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ میں مدینہ منورہ آیا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما میرے پاس تشریف فرما ہوئے۔ اور فرمایا کیا آپ جانتے ہیں کہ میں کیوں آیا ہوں؟ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جو یہ پسند کرے کہ وہ اپنے والد کے ساتھ قبر میں دفن ہونے کے بعد صلہ رحمی کرے اسے چاہیے کہ وہ اپنے والد کے بعد اس کے تمام احباب سے تعلق قائم رکھے اور واقعہ یہ ہے کہ میرے والد اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ یعنی آپ کے والد کے درمیان دوستی اور اخوت تھی اور میں نے چاہا کہ یہ تعلق قائم رہے۔

مسلم بخاری اور دیگر کتب حدیث میں مشہور ہے اگلے وقتوں میں تین آدمی گھر سے تلاش معاش کے لیے نکلے راہ میں انھیں بارش نے آلیا اور وہ بھاگ کر ایک غار میں چلے گئے اچانک ایک چٹان نے لڑھک کر غار کا منہ بند کر دیا انھوں نے آپس میں کہا ہر ایک اپنے اچھے اعمال یاد کرے تاکہ منہ کھل کر راستہ بن جائے ان میں سے ایک نے دعا کی:

"اے اللہ میرے ماں باپ بہت بوڑھے تھے اور میں ان سے پہلے اپنے اہل وعیال کو دودھ نہیں پلاتا تھا ایک روز میں ایندھن کی تلاش میں باہر چلا گیا واپسی پر وہ سو چکے تھے میں نے دودھ دوہا

اور لے کر ان کے سرہانے کھڑا رہا حتیٰ کہ صبح ہو گئی اور میرے
بچے ساری رات بھوکے سوتے رہے۔

اے اللہ میں نے یہ کام تیری رضا اور خوشنودی کے لیے کیا اے اللہ!
یہ چٹان ہٹا دے۔ چٹان اس قدر ہٹ گئی کہ سورج کی روشنی اندر آنے لگی۔

ایک روایت یوں ہے کہ میرے چھوٹے بچے تھے جب میں بکریاں چرا کر آتا تو دودھ دوھ کر پہلے والدین کو پلاتا پھر بچوں کو دیتا ایک مرتبہ مجھے ضروری کام کے لیے جانا ہوا واپسی اس وقت ہوئی جب والدین سو چکے تھے میں نے حسبِ معمول دودھ دوہا اور سرہانے لے کر کھڑا ہو گیا۔ اور بچے پاؤں پکڑ کر منتیں کرتے رہے مگر میں نے والدین کو دودھ پلائے بغیر انھیں دودھ دینا پسند نہ کیا حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔ اے اللہ یہ میرا عمل تیری رضا جوئی کے لیے تھا اس کی وجہ سے چٹان کو اتنا ہٹا دے کہ ہم آسمان دیکھ سکیں چٹان اتنی ہٹی کہ آسمان نظر آنے لگا۔

دوسرے نے چچازاد بہن سے زنا سے باز رہنے کا ذکر کیا۔

تیسرے نے مزدور کی اجرت کی امانت داری کا ذکر کیا یہاں تک کہ چٹان ہٹ گئی اور نکلنے کا راستہ بنا اور وہ باہر نکل کر چلتے بنے۔

۲۵

زکوٰۃ اور بخل

حکم ربانی ہے :۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ان کو عطا کردہ مال میں بخل کرتے ہیں وہ اسے اپنے لیے بہتر نہ سمجھیں بلکہ یہ ان کے لیے مصیبت ہے عنقریب وہ جس مال میں بخل کرتے ہیں قیامت کے دن طوق بنا کر ان کی گردنوں میں حمائل کیا جائے گا۔

ارشاد الٰہی ہے :۔

ان مشرکوں کے لیے ہلاکت ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ نہ دینے والوں کو مشرک قرار دیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :۔

جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا قیامت کے روز اس کا مال گنجے سانپ کی طرح بنایا جائے گا آخر وہ اس کی گردن کا ہار بن کر جھول رہا ہو گا۔

حضورؐ نے پناہ مانگی

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ اے گروہِ مہاجرین! پانچ مصیبتیں ایسی ہیں جن کے متعلق تمہارے لیے میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں۔

جس قوم میں کھلم کھلا بے حیائی پھیل جائے اور وہ بدکاری کو حسن محسوس کرنے لگے تو ان میں اللہ تعالیٰ وہ بیماریاں پیدا کر دیتا ہے جو پہلے نہ تھیں۔

- جو قوم ناپ تول میں کمی کرے ان پر اللہ تعالیٰ تنگ دستی، قحط سالی اور ظالم حاکم مسلّط کر دیتا ہے۔
- جس قوم نے مالِ زکوٰۃ ادا نہ کیا اللہ تعالیٰ ان پر بارش روک دیتا ہے اگر چوپائے نہ ہوں تو بالکل بارش نہ ہو۔
- جو لوگ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے تعلق توڑے گی ان پر اللہ تعالیٰ ایسا دشمن مسلّط کر دے گا جو ان کا مال اسباب جائیداد وغیرہ چھین لے گا۔ جس قوم کے حکمران کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں ایک دوسرے سے خوف پیدا کر دیتا ہے۔
- فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور بخیل کی زندگی اور سخی کی موت کو ناپسند کرتا ہے۔
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔ دو عادتیں ایک مسلمان میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ بخل اور بد خلقی۔
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے بخیل کو جنت میں نہیں بھیجے گا۔
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے:۔ بخل سے بچو کیونکہ جس قوم میں بخل آجائے وہ زکوٰۃ نہیں دیتے، صلہ رحمی نہیں کرتے اور ناحق خون بہاتے ہیں
- سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ نے کمینگی کو پیدا کیا اور اسے بخل، اور مال سے ڈھانپ دیا یعنی بخل کا نتیجہ کمینگی ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ سے بخل کے متعلق پوچھا گیا آپ نے فرمایا:۔ بخل یہ ہے کہ انسان راہِ للہ مال خرچ کرنے کو ضائع ہونا اور مال جمع کرنے کو خوبی قرار دے۔

بخل کی بنیاد اولاد، مال کی محبت، فقر و فاقہ کا خوف اور طویل امید ہے۔

حدیث میں ہے بعض افراد ایسے ہیں جو اپنے مال سے زکوٰۃ کی ادائیگی اور اولاد پر خرچ کرنے کو اچھا نہیں سمجھتے ان کی محبت روپیہ جمع کرنے اور اسے سنبھال رکھنے میں ہوتی ہے حالانکہ انھیں علم بھی ہے کہ ایک دن مرنا ہے قولِ شاعر ہے :۔

اَخِیَّ اِنَّ مِنَ الرِّجَالِ بَهِيْمَةً

فِيْ صُوْرَةِ الرَّجُلِ اللَّبِيْبِ الْبَصِرِ

اے بھائی ! عقل مند لوگوں کی شکل میں بہت سے جانور بھی ہوتے ہیں ۔

فَطِنٌ بِكُلِّ مُصِيْبَةٍ فِيْ مَالِهِ

فَاِذَا اُصِيْبَ بِدِيْنِهِ لَمْ يَشْعُرُ

جو اپنے مال میں کمی بیشی ہونے کی پرکھ میں لگے رہتے ہیں

اگر ان کے دین پر حرف آئے تو انھیں شعور ہی نہ ہوگا ۔

ایک اور شاعر نغمہ سرا ہے :۔

- بخل ایک ایسی بیماری ہے جو کسی با مروت، عاقل اور کسی دیندار کے لائق نہیں ۔
- جس نے مال و دولت حاصل کرنے کے لیے بخل کیا۔ قسم ہے وہ یقیناً خسارے میں رہے گا ۔
- ہائے افسوس ! اس پر جس نے دنیا اور آخرت کے حقوق ادا نہ کیے لیکن اس نے حقیر چیز کے عوض اپنے دین اور دنیا کو بیچ ڈالا ۔

ایک اور شاعر کے اشعار کا ترجمہ ہے :۔

جب مال کسی دوست کو نہ نفع پہنچائے نہ کسی عزیز کے کام آئے اور نہ ہی کسی تنگدست کی حاجت پوری کرے ۔ تو اس کا انجام یہ ہوگا کہ مال تو وارث کے ہاتھ لگے گا اور بخیل قیامت کی شرمندگی اپنے ساتھ

لے جائے گا۔

حضرت بشر کا قول ہے کہ بخیل کی ملاقات باعث ملال اس کو دیکھنے سے سنگدلی پیدا ہوتی ہے۔ عرب بخل اور بزدلی کو باعث ننگ قرار دیتے تھے۔

شاعر نے کہا :۔

خرچ کرو اور تنگ دستی سے نہ ڈرو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ بندوں پر روزی تقسیم کر چکا ہے۔

دنیا سے جاتے ہوئے بخل کوئی فائدہ نہ دے گا اور سخاوت کوئی نقصان نہ پہنچائے گی۔

ایک شاعر کا قول ہے :۔

میں نے لوگوں کو اہلِ سخاوت کا دوست پایا مگر دو عالم نے بخیل کا دوست کوئی نظر نہ آیا۔

میں نے بخل کی بدولت بخیلوں کو ذلیل و خوار ہوتے دیکھا لہٰذا میں نے بخل سے کنارہ کشی اختیار کی۔

بخیل کی ذلت کے لیے اتنا کافی ہے کہ وہ دوسرے کے لیے مال جمع کرتا ہے خرچ کرنے سے اسے تکلیف ہوتی ہے اور اس کے لطف سے محروم رہتا ہے۔

اس کی مثال وکیع کے قول سے یوں ہے :۔

لَئِیْمٌ وَمَا یَزَالُ وَفْرًا

لِوَارِثِہٖ وَیَدْفَعُ عَنْ حِمَاہُ

بخیل ہمیشہ اپنے وارثوں کے لیے مال اکٹھا کرتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے۔

⁂ ⁂ ⁂

كَكَلبِ الصَّيدِ يُمسِكُ وَهُوَ طَاوٍ
فَرِيسَتَهُ لِيَأكُلَهَا سِوَاهُ

جیسا کہ شکاری کتا شکار پکڑتا ہے تاکہ دوسرا اسے کھائے (وہ بھوکا ہونے کے باوجود اسے کھا نہیں سکتا)

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ میں بخیل کا فیصلہ نہیں کر سکتا کیونکہ وہ اپنے بخل کی وجہ سے اپنے حق سے زیادہ لینے کی کوشش کرتا ہے اور ایسا آدمی امانت دار نہیں ہوتا۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ابلیس سے ملاقات ہوئی آپ نے اس سے دریافت کیا تجھے کون سا آدمی پسند ہے اور کون سا ناپسند؟ ابلیس نے کہا مجھے مومن بخیل پسند ہے مگر گنہ گار سخی پسند نہیں۔ آپ نے پوچھا کیوں؟ ابلیس نے کہا اس لیے کہ بخیل کو تو اس کا بخل ہی لے ڈوبے گا۔ مگر فاسق سخی کے بارے میں مجھے ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی سخاوت کی بدولت اسے معاف نہ کر دے اور یہ بات کہہ کر روانہ ہوا کہ اگر آپ یحییٰ علیہ السلام پیغمبر نہ ہوتے تو راز کی بات کبھی نہ بتلاتا۔

(۲۶)

طویل امید

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ میں تم سے لمبی امیدیں باندھنے اور خواہشات کی پیروی کے تسلّط سے خائف ہوں کیونکہ طویل امید کے باعث انسان آخرت کو بھلا دیتا ہے اور خواہش نفس انسان کو حق سے روک دیتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں تین شخصوں کے لیے تین چیزوں کا ضامن ہوں جو دنیا پر ہمہ تن فریفتہ ہوا اس کا حریص اور بخل کرنے والے کے لیے دائمی فقر، دائمی مشغولیت اور دائمی غم مقدر کیا گیا ہے۔

ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ نے اہلِ حمص کو دیکھ کر فرمایا تم حیا نہیں کرتے ؟ تم وہ مکانات بناتے ہو جن میں ہمیشہ نہیں رہو گے وہ امیدیں باندھتے ہو جو لاحاصل ہیں وہ جمع کرتے ہو جو کھا نہیں سکو گے۔ تم سے پہلے لوگوں نے اس سے زیادہ پختہ تعمیرات کیں تم سے زیادہ جمع کیا اور تم سے زیادہ طویل امیدیں باندھیں۔ مگر آج ان کے مکانات قبریں ہیں ان کی امیدیں فریب ہیں ان کا جمع کردہ برباد ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ سے کہا اگر تم اپنے دوست سے ملنا چاہتے ہو تو پیوند لگا کر کپڑے پہنو، پرانا جوتا استعمال کرو امیدیں کم کرو اور پیٹ بھر کر نہ کھاؤ۔

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے شیث علیہ السلام کو پانچ باتوں کی وصیت کی اور کہا یہی وصیت اپنی اولاد کو بھی کرنا۔ دنیا پر مطمئن نہ ہونا، میں دائمی جنت میں مطمئن ہوا مگر اللہ نے مجھے وہاں سے نکال دیا۔ عورت کی خواہشات پر کام نہ کر۔ کیونکہ میں نے شجرہ ممنوعہ کا تقرب محض عورت کے کہنے پر حاصل کیا

اور شرمندگی اٹھائی ہر کام کرنے سے پہلے انجام سوچ لینا اگر انجام پر نگاہ رکھتا تو جنت سے باہر نہ ہوتا جس کام سے تمھارا دل مطمئن نہ ہو وہ نہ کرنا۔ شجر ممنوعہ کے متعلق میرا دل مطمئن نہ تھا مگر میں باز نہ رہا۔ کام کرنے سے پہلے مشورہ کر لیا کرو۔ اگر میں فرشتوں سے مشورہ کر کے چلتا تو مجھے تکلیف نہ ہوتی۔

مجاہد کا قول ہے جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا صبح کو شام کی فکر نہ کرو اور شام کو صبح کی فکر نہ کرو۔ موت سے پہلے زندگی کو، بیماری سے پہلے تندرستی کو غنیمت سمجھو۔ معلوم نہیں کل تمھارا کیا حال ہو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا کیا تمھیں جنت کی تمنا ہے عرض کیا ہاں! پھر امید قلیل رکھو۔ اللہ سے حیا کرو جیسا حیا کرنے کا حق ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! کس طرح؟ فرمایا:۔ حیا یہ ہے کہ تم قبرستان اور ابتلاء کو یاد رکھو۔ پیٹ کو حرام سے محفوظ رکھو۔ جو شخص آخرت کی عزت چاہتا ہے وہ دنیا کی زینت چھوڑ دے یہی حقیقی شرم ہے۔ اس سے بندہ کو اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

فرمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

اس امت کی اوّلین نیکی زہد اور یقین کامل ہے اس کی ہلاکت کا آخری سبب بخل اور جھوٹی امیدیں ہیں۔

حضرت ام المنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"اے لوگو! حیا کرو"۔

عرض کیا "یا رسول اللہ! کس طرح؟"

آپ نے فرمایا:۔ جو کچھ تم جمع کرتے ہو وہ کھاتے نہیں وہ امیدیں رکھتے ہو جن کی تکمیل نہیں اور ایسے مکانات بناتے ہو جن میں تمھیں

دائمی نہیں رہتا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لونڈی ایک ماہ کے قرض پر سو دینار میں خریدی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا:۔

اسامہ کی کس قدر لمبی امید ہے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں آنکھیں کھولوں تو مجھے گمان ہوتا کہ پلکیں آپس میں نہ ملیں گی جب آنکھیں اٹھاؤں تو نگاہ نیچے کرنے کی مہلت۔ نہ ملنے کا گمان ہوتا ہے۔ پھر فرمایا:۔ اگر تم عاقل ہو تو اپنے آپ کو مردوں میں شمار کرو۔ رب ذوالجلال کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ موت کا ایک وقت مقرر ہے جس کو تم ٹال نہ سکو گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مٹی سے مسح فرما لیتے میں عرض کرتا حضور پانی قریب ہے آپ فرماتے کیا خبر پانی تک پہنچ سکوں یا نہ۔

روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین لکڑیاں لے کر ایک سامنے اور ایک پہلو میں اور تیسری دور گاڑی۔ پھر فرمایا:۔

"کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟"

عرض کیا گیا: "اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں"

فرمایا:۔ "یہ انسان ہے یہ اس کی موت ہے اور وہ اُمید ہے آدمی امیدوں کے پیچھے بھاگتا ہے مگر موت اسے راستہ میں آلیتی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں روایت ہے کہ آپ نے ایک بوڑھے کو پھاوڑے سے زمین کھودتے دیکھا۔ آپ نے اللہ سے دعا کی

اس سے زندگی کی امید چھین لے۔ بوڑھے نے پھاوڑا رکھا اور لیٹ گیا۔ کچھ دیر بعد آپ نے اللہ سے دعا کی۔ اس کی امیدیں واپس لوٹا دے بوڑھا کھڑا ہو گیا اور پھاوڑے سے پھر کام کرنے لگا۔ آپ نے اس کا سبب دریافت کیا تو کہنے لگا کام کرتے ہوئے خیال آیا کب تک کام کرتا رہوں گا لہذا میں نے پھاوڑا چھوڑ دیا اور لیٹ گیا کچھ دیر بعد میرے دل میں خیال آیا زندگی گذارنے کے لیے کچھ کرنا چاہیے۔ چنانچہ میں نے پھاوڑا سنبھال کر کام شروع کر دیا۔

۲۷

عبادت و ترکِ حرام

عبادت اور اللہ کی اطاعت کے معنی ہیں فرائض کی ادائیگی۔ حرام چیزوں سے خود کو بچائیے اور حدود شرع یعنی قانونِ باری تعالیٰ کی اطاعت۔ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا کے متعلق حضرت مجاہد رحمۃ اللہ کا فرمان ہے کہ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت کرتا رہے۔

اصل عبادت یہ ہے کہ بندہ کو اللہ کی معرفت حاصل ہو اللہ کا خوف ہو اللہ سے امید اور ہر لمحہ اس کی طرف رجوع رکھے۔ جو کوئی ان اوصاف سے خالی ہے اسے حقیقت ایمان حاصل نہیں۔ عبادت اس وقت صحیح ہوگی، جب بندہ کو اللہ کی معرفت حاصل ہوگی لہٰذا ضروری ہے اللہ کے لیے بے مثل اور بے مثال، خالق اور رقادر ہونے کے علاوہ اس کی تمام صفات پر ایمان لایا جائے۔

ایک بدو نے حضرت محمد بن علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ سے عرض کیا تم نے اللہ کو دیکھا ہے جو اس کی عبادت کرتے ہو؟ فرمایا:۔ ہاں دیکھ کر عبادت کرتا ہوں۔ پوچھا وہ کیسے؟ فرمایا اللہ آنکھوں کے نور سے نہیں بلکہ دل کے ادراک سے پہچانا جاتا ہے۔ حواس اسے پا نہیں سکتے وہ اپنی لاتعداد نشانیوں سے پہچانا جاتا ہے۔ اس کی صفات بے انتہا ہیں۔ وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا وہ زمین اور آسمان کا مالک ہے اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ بدو بے ساختہ پکار اٹھا اللہ خوب جانتا ہے کہ اسے کس گھرانے میں سے اپنا رسول مبعوث فرمانا ہے۔

ایک عارف سے باطنی علم کے بارے میں سوال کیا گیا۔ انھوں نے کہا

وہ اللہ تعالیٰ کا راز ہے جسے اپنے محبوبین کے دلوں میں ڈال دیتا ہے، کسی فرشتے اور انسان کو اس کی خبر تک نہیں ہوتی۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر انسان کو اللہ تعالیٰ کی عظمت کے بارے میں ایک رائی کے دانے برابر یقین ہو جائے تو وہ ہوا میں اُڑے اور پانی پر تیرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ادراک معرفت سے عاجز آنے کے اقرار کو ایمان قرار دیا اور عطا کردہ نعمتوں پر ان کے شکر نہ کرسکنے کے اعتراف کو شکر قرار دیا۔

محمود الوراق کہتا ہے:۔

إِذَا كَانَ شُكْرِيْ نِعْمَةَ اللّٰهِ نِعْمَةٌ عَلَيَّ
لَهٗ فِيْ مِثْلِهَا يَجِبُ الشُّكْرُ ط

جب اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر بھی مجھ پر نعمت ہے جس پر شکر واجب ہے۔

فَكَيْفَ بُلُوْغُ الشُّكْرِ إِلَّا بِفَضْلِهٖ وَإِنْ طَالَتِ
الْأَيَّامُ وَتَّصَلَ الْعُمْرُ

میں کیسے اس کے کرم کے بغیر شکر ادا کرسکتا ہوں اگرچہ مجھے بہت طویل زندگی بھی عطا کردی جائے۔

إِذَا مَسَّ بِالسَّرَّاءِ عَمَّ سُرُوْرُهَا
وَإِنْ مَسَّ بِالضَّرَّاءِ عَقَّبَهَا الْأَجْرُ ط

جب انسان کو خوشی ملتی ہے تو مسرتیں عام ہو جاتی ہیں اور جب کوئی تکلیف آتی ہے تو اس کے بعد اجر بصورت راحت ملتا ہے۔

وَمَا مِنْهُمَا إِلَّا لَهٗ فِيْهِ نِعْمَةٌ
تَضِيْقُ لَهَا الْأَوْهَامُ وَالْبَرُّ وَالْبَحْرُ

ہر خوشی اور غمی میں اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی نعمت پوشیدہ ہے
جو بحر و بر میں سما نہیں سکتی۔

جب معرفت باری تعالیٰ حاصل ہو جائے تو بندگی کا اقرار لازمی ہے اور جب دل میں ایمان موجزن ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت واجب ہو جاتی ہے۔

ایمان کی دو قسمیں ہیں۔ ظاہر اور باطن۔

زبان سے اقرار کو ظاہر اور دل سے تصدیق کو باطن کہتے ہیں۔

قربِ الٰہی میں اور عبادت و اطاعت میں اہلِ ایمان کے مختلف درجات ہیں مگر صاحبِ ایمان ہونے کی حیثیت سے سب برابر ہیں۔ جو اہلِ ایمان توکل، اخلاص اور اللہ کی رضا جوئی میں جس قدر منہمک ہوتا ہے اسی قدر وہ صاحب مرتبہ ہوتا ہے۔

اخلاص اسے کہتے ہیں کہ بندہ اپنے کسی عمل کی جزا اپنے خالق سے طلب نہ کرے اس لیے کہ جو شخص ثواب کی امید اور لالچ سے یا عذاب کے خوف سے عبادت کرتا ہے تو وہ اخلاص کامل نہیں رکھتا کیونکہ اس نے اپنی بھلائی کے لیے عبادت کی۔ حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا اس ضمن میں ارشاد ہے:۔

"تم برے کتے کی طرح نہ ہو جو مار کے ڈر کے کام کرتا ہے
اور نہ ہی برے مزدور کی طرح ہو جو بلا اُجرت کام نہیں کرتا۔

ارشاد الٰہی ہے:۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ
فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ِۨ اطْمَاَنَّ بِهٖ وَاِنْ
اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ِۨ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ خَسِرَ
الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۝ (الحج ۱۱)

اور بعض لوگوں سے وہ ہے جو کنارے پر اللہ کی عبادت کرتا ہے
اگر اس کو کوئی دنیاوی فائدہ ملے تو اس کے سبب مطمئن
ہو جائے اگر آزمائش پڑے اور اپنے منہ واپس لوٹ جائے اس
نے دنیا اور آخرت میں نقصان اٹھایا۔

اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ہمارے اعمال پر اجر نہ دیتا تو تب بھی اس کے اتنے انعامات احسانات ہیں کہ ہم پر اس کی اطاعت اور عبادت واجب بھی چہ جائیکہ اس کا حکم بھی ہو اور اجر کا وعدہ بھی ہو۔

توکل :۔ یہ ہے کہ انسان حاجت مندی کے وقت اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے ہر ضرورت کے اس کی طرف رجوع کرے ہر مصیبت کو اطمینان اور سکون سے برداشت کرتے ہوئے اسی کی طرف رجوع کرے۔ ہر صاحب توکل جانتا ہے کہ مصائب کا درود بھی منجانب اللہ ہے۔ تمام مصائب و آلام میں اپنی تمام حاجات اللہ کے حضور پیش کرے۔ اور اس کے سوا کسی اور پر بھروسہ نہ کرے کیونکہ فرمانِ الٰہی ہے جو اللہ پر توکل رکھتا ہے اس کیلیے اللہ کافی ہے۔

رضا :۔ اللہ تعالیٰ کے جاری کردہ احکامات اور امور کو مسکراتے ہوئے قبول کرنا نہ شکوہ شکایت ہو۔ علماء کا فرمان ہے :۔

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور قریب وہ لوگ ہیں جو اس پر
راضی ہوں"

ایک حکیم کا قول ہے :۔

"بعض خوشی بیماری ہے اور بعض بیماریاں شفا ہیں"

ایک شاعر کا قول ہے :۔

كَمْ نِعْمَةٍ مَطْوِيَّةٍ
لَكَ بَيْنَ أَنْيَابِ النَّوَائِبِ

کئی نعمتیں ایسی ہیں مصائب کی جڑوں میں ہیں۔

وَمَسَرَّۃٌ قَدْ اَقْبَلَتْ

مِنْ حَیْثُ تَرْتَقِبُ الْمَصَائِبُ

اور کتنی مسرتیں ایسی ہیں جو مصائب بن کر نازل ہوئی ہیں

فَاصْبِرْ عَلٰی حَدَثَانِ دَھْرِكَ

فَالْاُمُوْرُ لَھَا عَوَاقِبُ

حوادث زمانہ پر صبر کر کیونکہ ہر کام کا ایک انجام ہوتا ہے

وَلِکُلِّ کُرْبَۃٍ فُرْجَۃٌ

وَلِکُلِّ خَالِصَۃٍ شَوَائِبُ

ہر غم کے بعد خوشی ہے اور ہر خوبی میں برائی بھی پوشیدہ ہے

ارشاد ربانی ہے:۔

تم کسی چیز کو ناپسند کرتے ہو حالانکہ وہ تمھارے لیے بہتر ہوتی ہے (القرآن۔ البقرہ ۲۱۶)

عبادت اور اطاعت حُبِّ دنیا ترک کیے بغیر نامکمل رہتی ہے۔

ایک عقل مند کا قول ہے: کہ بہترین نصیحت وہ ہے جو دل پہ کوئی حجاب نہ رہنے دے اور یہ حجابات دنیاوی تعلقات ہیں۔

ایک حکیمانہ قول ہے:۔ کہ دنیا ایک لمحہ ہے اسے اطاعت وعبادت میں گزار دے۔

ابوالولید الباجی کا قول ہے:۔

تمھیں اچھی طرح معلوم ہے کہ تمھاری زندگی ایک ساعت سے زیادہ نہیں تم اسے احتیاط سے خرچ کرتے ہوئے اطاعت اور عبادت میں کیوں بسر نہیں کرتے؟

ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا! میں موت کو

ناپسند کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کیا تیرے پاس مال ہے؟ عرض کیا ہاں۔ فرمایا اپنا مال صدقہ کر کے آگے بھیج دو کیونکہ انسان اپنے مال کے پاس ہوتا ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد ہے نیکی تین چیزوں میں ہے، بولنے دیکھنے اور چپ رہنے میں۔ جس کا بولنا ذکر الٰہی نہیں وہ بولنا فضول ہے جس کا دیکھنا نگاہِ عبرت نہیں وہ دیکھنا سہو و نسیان ہے اور جس کی خاموشی فکر آخرت میں نہ ہو وہ خاموشی بے کار ہے کیونکہ تفکر سے دنیا کی رغبت ختم ہو جاتی ہے اور دنیاوی لذات ختم ہو جاتی ہیں اور انسان غور و فکر کا عادی بن جاتا ہے

ہر انسان کو چاہیے کہ ناجائز پر نظر نہ کرے اس لیے کہ ناجائز پر نظر ڈالنا ایک تیر ہے جو نشانے پر پڑتا ہے اور ایک دلیل غالب آکر رہتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔ جس نے اسے خوفِ الٰہی سے بچالیا اللہ تعالیٰ اسے ایسے ایمان سے بہرہ ور فرمائیگا جس کی لذت وہ دل کی گہرائیوں میں محسوس کرے گا۔

قول حکماء ہے:۔ جس نے اپنی نگاہ کو آوارہ چھوڑ دیا اس نے بے انتہا شرمندگی اٹھائی۔ آوارہ نظر انسان کو بے نقاب کرتے ہوئے ذلیل و رسوا کر دیتی ہے اس کی بدولت دوزخ کی طویل زندگی ٹھکانا بنتی ہے۔ اپنی نگاہ کی حفاظت نہ کی تو برائیاں تجھ پر غالب ہوں گی۔ اگر اس پر قابو رکھا تو تمام اعضائے جسم قابو اور مطیع ہوں گے۔

افلاطون سے پوچھا گیا کہ دل کے لیے جسم کا کون سا حصہ نقصان دہ ہے، کان یا آنکھ؟ اس نے کہا یہ دونوں دل کے لیے ایسے ہیں جیسے پرندے کے پر۔ اگر ان میں سے ایک ٹوٹ گیا تو وہ اڑنے میں دشواری محسوس کرتا ہے۔

محمد بن صنوء کا قول ہے:۔ اللہ نے ہر ذی عاقل کے لیے یہ خرابی رکھ دی ہے کہ وہ اس چیز کو دیکھنے پر مجبور ہوتا ہے جس سے وہ نفرت کرتا ہے

ایک زاہد نے ایک شخص کو دیکھا جو ایک لڑکے سے ٹھٹھہ مذاق کر رہا تھا

زاہد نے اس شخص سے کہا اے عقل کے اندھے! تجھے اعمال لکھنے والے اور محافظ فرشتوں سے بھی شرم نہیں آتی جو تیرے اعمال لکھ رہے ہیں اور تیری ان برائیوں کے گواہ بن رہے ہیں جو تیری پوشیدہ برائیوں سے واقف ہیں جن کو تو لوگوں کے سامنے کرنے سے گھبراتا ہے۔

قاضی الارجانی کہتے ہیں :۔

اے میری آنکھو! تم نے غلط نگاہی سے دیکھ کر میرے دل کو بہت بری جگہ پر لا کھڑا کیا ہے۔

اے میری آنکھو! میرے دل کو گمراہ کرنے سے رک جاؤ تم دو ہو اور ایک کو قتل کر رہی ہو۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :۔

"آنکھیں شیطان کا جال ہے جس سے وہ اعضاء کو شکار کرتا ہے جس کسی نے اعضاء کو اللہ کی عبادت میں ٹکا دیا اسے مقصود حاصل ہوا اور جس نے اپنے اعضاء کو لذات میں ٹکا دیا اس کا تمام عمل برباد ہوا۔"

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ نے فرمایا۔ ایمان اصل یہ ہے کہ صاحبِ قرآن کی اور ان کے دین اور ان کے قرآن کی تصدیق کرے اس پر عمل پیرا ہونے سے دوزخ سے نجات ہے۔

جو کوئی حرام کردہ اشیاء سے کنارہ کش ہو کر توبہ پہ مائل ہوا۔ رزقِ حلال کھایا وہ متقی بن گیا جس نے فرائض کو ادا کیا اس کا اسلام مکمل ہو گیا جس نے زبان کو راست گو بنایا وہ ہلاکت سے بچ گیا جس نے ظلم کو ناپسند کیا وہ قصاص سے بچ گیا جس نے سنت کو ادا کیا اس کے اعمال پاکیزہ ہو گئے۔ جس نے خلوص سے اللہ کی عبادت کی۔ اس کے اعمال مقبول ہو گئے۔

حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم مجھے نصیحت فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا پاکیزہ اور حلال کماؤ نیک کام کرو۔ اللہ تعالیٰ سے ہر دن کی روزی طلب کرو اور خود کو مردوں میں شمار کرو۔ ہر انسان کے لیے لازم ہے کہ وہ ایسے اعمال پر فخر نہ کرے اس لیے کہ یہ سب سے زیادہ اعمال کو فنا کرنے والی بات ہے جو شخص اپنے اعمال پر فخر کرتا ہے وہ دراصل اپنے رب پر احسان جتلاتا ہے حالانکہ اسے اپنے عمل کے مقبول یا رد ہونے کا علم نہیں بعض اوقات گناہ کے نتیجے کے بعد انسان شرم سے ندامت محسوس کر کے عجز و انکساری کی راہ پر کھڑا ہوتا اور یہ اس عبادت سے بہتر ہے کہ جس کے نتیجہ میں غرور اور تکبر پیدا ہو۔

ریاکاری سے متعلق فرمانِ الٰہی ہے:۔

وَبَدَا لَهُم مِّنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ

(الزمر - ۴۷)

اور ظاہر ہو جائے گا ان کے لیے اللہ کی طرف سے جو کچھ ان کے گمان میں نہ تھا۔

مطلب یہ ہے کہ انھوں نے دنیا میں اعمال کیے اور سمجھا کہ یہ نیکیاں ہیں، مگر قیامت کے دن یہ برائیاں نکلیں۔

بعض اسلاف سے مروی ہے کہ جب یہ آیتِ مذکورہ پڑھی تو فرمایا:۔ ریاکاروں کے لیے بربادی ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:۔

وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا (الکھف : ۱۱۰)

اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے۔

یعنی ریاکارانہ طور پر عبادت کا اظہار نہ کرے اور حیا کرتے ہوئے پوشیدہ نہ رکھے۔

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قرآنِ مجید میں

آخر نازل ہونے والی آیت یہ ہے :۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى
كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝

(البقرة ۲۸۱)

اور اس دن سے ڈرو جبکہ تم اللہ کے حضور میں لوٹ کر جاؤ گے اور ہر شخص اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ پائے گا اور کسی کو کچھ نقصان نہ ہوگا۔

محمد بن بشیر کا قول ہے :۔

مَضٰى اَمْسُكَ الْاُوْلٰى شَهِيْدًا مُعَدِّلًا
وَيَوْمُكَ هٰذَا بِالْفِعَالِ شَهِيْدٌ

تیرا کل گیا جو شاہد عادل تھا اور آج کا دن اس وقت شاہد ہے۔

فَاِنْ تَكُ بِالْاَمْسِ اقْتَرَفْتَ اِسَاءَةً
فَثَنِّ بِاِحْسَانٍ وَاَنْتَ حَمِيْدٌ

اگر تو نے کل برائی کی تھی تو دوبارہ نیکی کرتا کہ تو محمود بن جائے۔

وَلَا تُرْجِ فِعْلَ الْخَيْرِ مِنْكَ اِلٰى غَدٍ
لَعَلَّ غَدًا يَاْتِىْ وَاَنْتَ فَقِيْدٌ

کل آئندہ نیکی کرنے کی اُمید نہ کر شاید کل آئے اور تیری موت ہو چکی ہو۔

ایک اور شاعر کا کلام ہے :۔

تُعَجِّلُ الذَّنْبَ بِمَا تَشْتَهِىْ
وَتَاْمُلُ التَّوْبَةَ فِىْ قَابِلٍ

تو گناہ تو ابھی کرنا چاہتا ہے اور توبہ کی آیندہ سال امید رکھتا ہے

وَالْمَوْتُ يَأْتِي بَعْدَ ذَا غَفْلَةٍ
مَا ذَاكَ فِعْلُ الْحَازِمِ الْعَاقِلِ

اور موت اس کے بعد غفلت میں آرہی ہے۔ یہ عقل مند محتاط کا کام نہیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو فرمایا:۔
قوت ایمانی پر تین دلائل ہو سکتے ہیں۔

۱۔ جو ملے نہیں اس وقت حسن توکل رکھے۔
۲۔ جو ملے اس پر حسنِ رضا ظاہر کرے۔
۳۔ جو رہ جائے اس میں حسنِ صبر سے کام لے۔

الحکم المنثورہ میں ہے کہ جو ابتلاء میں صبر کرے، وہ مطلوب کو پہنچا۔ فرمایا:۔

عَلَيْكَ بِالصَّبْرِ إِنْ نَابَتْكَ نَائِبَةٌ
مِنَ الزَّمَانِ وَلَا تَرْكَنْ إِلَى الْجَزَعِ

اگر تجھ پر آفت آئے تو صبر سے کام لے اور واویلا نہ کر۔

وَإِنْ تَعَرَّضَتِ الدُّنْيَا بِزِينَتِهَا
فَالصَّبْرُ عَنْهَا دَلِيلُ الْخَيْرِ وَالْوَرَعِ

اگر تو مزین و خوبصورت دنیا میں انہماک کرتا ہے تو اس سے صبر کرنا نیکی اور تقویٰ کی دلیل ہے۔

فَجَاهِدِ النَّفْسَ فِيهَا أَبَدًا
تَلْقَ الَّذِي تَرْتَجِيهِ غَيْرَ مُمْتَنِعٍ

تو نفس سے جہاد کر، ان میں ہمیشہ کوشش کر، تو امید حاصل کرے گا، یہ محال نہیں۔

ایک اور شاعر کا کلام ہے ؎

اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ مَا يُرْجَى وَلَمْ يَزَلْ دَائِمًا يُعِيْنُ

صبر اس کی کنجی ہے جس کی امید ہو اور ہمیشہ اس میں معاون ہے۔

فَالصَّبْرُ وَاِنْ طَالَتِ اللَّيَالِيْ فَرُبَّمَا سَاعَدَ الْحُزُوْنُ

پس صبر اگرچہ کئی راتیں طویل ہو۔ مگر بسا اوقات وہ غم میں غم خوار ہوتا ہے۔

وَرُبَّمَا نِيْلَ بِالْاِصْطِبَارِ مَا قِيْلَ هَيْهَاتَ لَا يَكُوْنُ

اور بسا اوقات صبر کے ذریعہ ملتا ہے جو کہا جاتا ہے افسوس یہ کام ہوا نہیں۔

ایک اور شاعر کا کلام ہے ؎

اَلصَّبْرُ اَوْثَقُ عُرْوَةِ الْاِيْمَانِ
وَمِجَنَّةٌ مِنْ نَزْغَةِ الشَّيْطَانِ

صبر ایمان کا سب سے پختہ کڑا ہے اور شیطانی وساوس سے بچنے کی ڈھال ہے۔

اَلصَّبْرُ فِيْهِ عَوَاقِبٌ مَحْمُوْدَةٌ
وَالطَّيْشُ فِيْهِ عَوَاقِبُ الْخُسْرَانِ

صبر میں قابلِ تعریف انجام ہے اور غصہ میں خسارہ انگیز انجام ہے۔

فَاِذَا لَقِيْتَ مِنَ الزَّمَانِ مُلِمَّةً
وَكَذَالِكَ فِيْنَا عَادَةُ الْاَزْمَانِ

اگر تو اہلِ زمانہ پر ملامت کرے تو ہمارے خلاف بھی اہلِ زمانہ کا یہی طریقہ ہوگا۔

فَتَدَرَّعِ الصَّبْرَ الْجَمِيْلَ تَيَقُّنًا

إِنَّ التَّصَبُّرَ دَائِمُ الرِّضْوَانِ

پس صبر جمیل کا لباس زیب تن کر یہ یقین کرتے ہوئے کہ صبر کرنا رضا کا پیام ہے۔

صبر کی کچھ شاخیں ہیں :-

- فرائض پر صبر کرنا، یعنی بہترین اوقات میں ہمیشہ فرض ادا کرنا ہے۔
- نوافل پر صبر کرنا۔
- دوستوں اور پڑوسیوں کی ایذارسانیوں پر صبر کرنا
- امراض میں صبر کرنا
- فقر و فاقہ میں صبر کرنا
- اور گناہوں سے صبر کرنا۔ یعنی گناہوں، شہوات، شبہات اور اعضاءِ بدن وغیرہ کی تمام فضول خرچیوں سے رک جانا۔

(۲۸)

ذکر موت

فرمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔
"لذتوں کو مٹانے والی کو بہت یاد کیا کرو (یعنی موت)"
آپ کے اس فرمان میں مسلمانوں کو موت کو یاد کرنے کے لیے اس لیے فرمایا ہے تاکہ وہ دنیا کی لذتوں سے کنارہ کش ہو کر اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں مقبول ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اگر انسانوں کی طرح جانوروں کو اپنی موت کا علم ہوتا تو ان میں کھانے کو کوئی موٹا جانور نہ ملتا۔

اُم المومنین صدیقہ کائنات عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ ! کسی کا حشر شہیدوں کے ساتھ ہوگا ؟ آپ نے فرمایا جو رات دن میں بیس مرتبہ موت کو یاد کرتا ہے ۔ وہ شہداء کے ساتھ اٹھایا جائیگا۔

اس کا سبب یہ ہے کہ موت کے ذکر سے انسان دنیا کے فریب سے دور اور آخرت کی تیاری میں لگا رہتا ہے لیکن موت سے غفلت انسان کو دنیاوی خواہشات میں غرق کر دیتی ہے۔

حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد :۔ موت مومن کے لیے تحفہ ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے وہ اس لیے کہ دنیا میں مشقت اٹھاتا ہے ، نفس کو قابو میں رکھتا ہے ، شہوت کو دبا کر شیطان کا مقابلہ کرتا ہے ۔ موت ہی ان باتوں سے نجات کا ذریعہ ہے اس کے لیے موت کو مسلمانوں کے لیے تحفہ قرار دیا۔

حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ موت مسلمان کے لیے

کفارہ ہے یہاں مسلمان سے مراد وہ کامل مومن جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ اس میں مومنوں جیسے اخلاقِ حمیدہ پائے جائیں۔ اور وہ ہر گناہ کبیرہ سے بچتا ہو ایسے شخص کی موت اس کے صغیرہ گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے۔ اور اسے فرائض کی ادائیگی گناہوں کو ہر طرح محفوظ کر دیتی ہے۔

حضرت عطاء خرسانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گروہ کے قریب سے گذرے وہ لوگ بلند آواز سے ہنس رہے تھے آپ نے فرمایا:۔

"اپنی مجالس کو لذتوں سے بدمزہ کرنے والی چیز کو بھی یاد کر لیا کرو۔"

پوچھا "وہ کیا چیز ہے؟"

آپ نے فرمایا "موت"

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موت کو کثرت سے یاد کیا کرو اس لیے کہ یہ گناہوں سے مٹاتی ہے اور دنیا سے بے رغبت کر دیتی ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔ موت جدائی ڈالنے کے لیے کافی ہے"

دوسرے مقام پر مکرر ارشاد ہے:۔ موت نصیحت کے لیے کافی ہے

آقائے نامدار مدنی تاجدار فخر رسل صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما ہوئے وہاں کچھ لوگ بیٹھے ہوئے ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے آپ نے فرمایا موت کو بھی یاد کر لیا کرو۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جو میں جانتا ہوں اگر وہ تمھیں معلوم ہو جائے تو ہنسو کم اور زیادہ روؤ۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں ایک شخص کی بہت تعریف کی گئی آپ نے

فرمایا کیا وہ موت کو بھی یاد کرتا ہے ؟

عرض کیا گیا ہم نے کہیں نہیں سنا ۔ اس پر آپ نے فرمایا :۔ پھر وہ ایسا شخص نہیں ہے جیسا کہ تم خیال کرتے ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں بیٹھے ہوئے افراد میں مَیں دسواں تھا ایک انصاری سے آپ نے سوال کیا ۔ سب سے زیادہ دانا اور باعزت کون ہے ؟

آپ نے فرمایا جو موت کو بہت یاد کرتا ہے اور اس کے لیے زبردست تیاری کرتا ہے ۔ وہ ہوشیار ہے اور ایسے ہی لوگ دنیا اور آخرت میں باعزت ہوتے ہیں ۔

جناب حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ موت نے دنیا کو ذلیل کر دیا ہے ، اس میں کسی عقل مند کے لیے مسرت ہی نہیں ۔

جناب ربیع بن خثیم رحمۃ کا قول ہے کہ موت سے بہتر غائب چیز نہیں جس کا ایک مومن انتظار کرتا ہے ۔ مزید فرمایا کسی کو میری خبر نہ دیا کرو ۔ بلکہ میرے رب کے پاس میرے لیے دعا کیا کرو ایک دانا نے اپنے بھائی کو لکھا اے بھائی اس دنیا میں موت سے ڈرو اس کی تیاری کرو بیشتر اس کے کہ تم اس کے گھر چلے جاؤ ۔ جہاں موت کی تمنا کرو مگر موت نہ آئے ۔

حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جب موت کا ذکر کیا جاتا تو ان کے بدن کا ہر حصہ سن ہو جاتا ۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ کا دستور تھا ہر شب علماء کو جمع کرتے موت ، قیامت اور آخرت کا ذکر کرتے ہوئے اتنا روتے جیسے جنازہ ان کے سامنے رکھا ہوا ہے ۔

حضرت ابراہیم التیمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول کہ مجھے موت اور اللہ کے حضور حاضری کے خوف نے دنیا کی لذتوں سے محروم کر دیا ۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: جس نے موت کو پہچان لیا اس سے تمام دنیا کے دکھ درد دور ہو گئے۔

مطرب رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے میں نے خواب میں دیکھا کہ بصرہ کی مسجد میں کوئی کھڑا کہہ رہا تھا موت کی یاد نے اللہ کا خوف رکھنے والوں کے جگر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اللہ کی قسم تم انھیں ہر وقت بے قرار پاؤ گے۔

حضرت اشرحث رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ہم حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جاتے تو ان کے ہاں دوزخ، آخرت اور موت ہی کا ذکر ہوتا۔

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ایک عورت نے صدیقہ کائنات سیدہ عائشہ سے اپنی سنگدلی کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا۔ موت کا کثرت سے ذکر کیا کرو تمھارا دل نرم ہو جائے گا۔ اس نے ایسا کیا اور اس کا دل نرم ہو گیا۔ پھر آپ کی خدمت میں شکریہ ادا کرنے کے لیے حاضر ہوئی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے موت کا ذکر کیا جاتا تو ان کی جلد سے خون بہنے لگتا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے سامنے موت اور قیامت کا ذکر کیا جاتا تو وہ اس قدر روتے کہ ان کے جسم کے جوڑ جدا ہو جاتے۔ جب اللہ کی رحمت کا ذکر کیا جاتا تو آپ کا جسم درست ہو جاتا۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے کوئی عقل مند آدمی ایسا نہیں دیکھا جو موت سے لرزاں اور غمگین نہ ہو۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عالم سے کہا مجھے نصیحت فرمایئے انھوں نے فرمایا آپ کے باپ دادا سے لے کر آدم تک ہر شخص نے موت کا مزہ چکھا ہے وہ وقت قریب ہے کہ موت آ کر آپ کو لے لے اس پر آپ بہت روئے۔

حضرت زید بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گھر میں اپنی قبر کھود رکھی تھی دن میں کئی مرتبہ اس میں لیٹتے اور موت کا ذکر کرتے اور فرماتے میرے دل سے موت کی یاد

ایک لمحہ بھی جدا ہو جائے تو سارا کام بگڑ جائے۔

حضرت مطرف بن عبداللہ بن الشخیر: اس موت نے اہل دنیا سے نعمتوں کا مزہ چھین لیا۔ پس اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کا ذکر کرو جو دائمی ہوں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے عنبسہ سے فرمایا موت کو اکثر یاد کرو اگر دنیا کی لذتیں بکثرت حاصل ہیں تو یہ تمہیں تہی دامن کر دے گی۔ اگر تم تنگدست ہو تو یہ تنگدستی دور کرتے ہوئے تمھیں حقیقی نعمتوں سے مالامال کر دے گی۔

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے میں نے ام ہارون سے پوچھا کیا تجھے موت پسند ہے؟

کہنے لگی۔ نہیں

میں نے پوچھا کیوں؟

جواباً کہا میں نے جس شخص کی نافرمانی کی اس سے ملاقات کی کبھی تمنا نہیں کرتی۔ موت کے لیے میں نے کوئی کام نہیں کیا لہذا اسے کیسے محبوب خیال کروں۔

حضرت ابوموسیٰ یمیمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مشہور شاعر فرزوق کی بیوی کا انتقال ہو گیا اس کے جنازہ میں بصرہ کی مشہور ہستیاں شریک ہوئیں ان میں حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ بھی شامل تھے آپ نے فرمایا:۔

"اے ابوفراس! تو نے اس دن کے لیے کیا تیاری کی؟"

اس نے کہا ساٹھ سال سے متواتر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کر رہا ہوں

جب اسے دفن کیا گیا تو فرزوق اس کی قبر پر کھڑا ہو گیا اور کہا ؎

اخاف وراء القبران لم تعافنی

اشد من القبر التهابا و أضيقا

میں قبر کے بعد سے خائف ہوں اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا قبر سے بھی زیادہ گرم اور تنگ عذاب ملے گا۔

إِذَا جَاءَ لِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَائِدٌ
عَنِيفٌ وَسَوَّاقٌ يَسُوقُ الْفَرَزْدَقَا

جب قیامت کے دن میرے پاس آگے پیچھے سے ہنکاتے والا آئے گا جو فرزدق کو ہنکاتا ہوگا۔

لَقَدْ خَابَ مِنْ أَوْلَادِ آدَمَ مَنْ مَشٰى
إِلَى النَّارِ مَغْلُولَ الْقِلَادَةِ أَزْرَقَا

آہ اولاد آدم سے وہ نامراد ہوا کہ جو دوزخ کی طرف چلا اس کے گلے میں نیلے طوق ہوں گے۔

قِفْ بِالْقُبُورِ وَقُلْ عَلٰى سَاحَاتِهَا
مَنْ مِنْكُمُ الْمَغْمُورُ فِي ظُلُمَاتِهَا

قبروں پر ٹھہر کر ان پر یہ کہو کہ تم میں سے کون اندھیروں میں غرق ہے

وَمَنِ الْمُكَرَّمُ مِنْكُمُ فِي قَعْرِهَا
قَدْ ذَاقَ بَرْدَ الْأَمْنِ مِنْ رَوْعَتِهَا

اور کوئی قبر کی گہرائی میں با عزت ہے کہ اس نے گھبراہٹ کے بعد امن کی ٹھنڈک پائی ہے۔

أَمَّا السُّكُونُ لِذِي الْعُيُونِ فَوَاحِدٌ
لَا يَسْتَبِينُ الْفَضْلُ فِي دَرَجَاتِهَا

آنکھوں والوں کو سکون ہے پس اگرچہ ایک وہ ہے کہ ان کے درجات میں اس کا فضل ظاہر نہیں ہے۔

لَوْ جَاوَبُوكَ لَأَخْبَرُوكَ بِأَلْسُنٍ
تَصِفُ الْحَقَائِقَ بَعْدُ مِنْ حَالَاتِهَا

اگر وہ جواب دیں تو تمھیں زبانوں کے ساتھ بتائیں گے اور یہاں کے حالات اور حقائق بتائیں گے۔

أَمَّا الْمُطِيعُ فَنَازِلٌ فِي رَوْضَةٍ
يُفْضِي إِلَى مَا شَاءَ مِنْ دَوْحَاتِهَا

وہ یہ کہ فرمانبردار تو باغات میں ہے اس کے میدانوں میں جو چاہے کرتا ہے

وَالْمُجْرِمُ الطَّاغِي بِهَا مُتَقَلِّبٌ
فِي حُفْرَةٍ يَأْوِي إِلَى حَيَّاتِهَا

اور سرکش و گناہ گار گھرے گڑھے میں الٹ پلٹ ہو رہا ہے زندگی کی طرف جد و جہد کرتا ہے۔

وَعَقَارِبُ تَسْعَى إِلَيْهِ فَرُوحُهُ
فِي شِدَّةِ التَّعْذِيبِ مِنْ لَدَغَاتِهَا

اس پر بچھو چمٹے ہوئے ہیں چنانچہ اس کی روح ان کے ڈسنے کے باعث شدید ترین عذاب میں ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں قبرستان سے گذرا اور یہ اشعار پڑھنے لگا۔

أَتَيْتُ الْقُبُورَ فَنَادَيْتُهَا
فَأَيْنَ الْمُعَظَّمُ وَالْمُتَحَقَّرُ

قبروں کے پاس گیا، تو میں نے آواز دی، آج عظمت والے اور حقیر کہاں ہیں۔

وَأَيْنَ الْمُدِلُّ بِسُلْطَانِهِ
وَأَيْنَ الْمُزَكِّي إِذَا مَا افْتَخَرْ

بادشاہی پر فخر کرنے والا کہاں ہے اور فخر و غرور سے پاک صاف بننے والا کہاں ہے۔

کہتے ہیں کہ مجھے ان میں سے آواز آئی میں سن رہا تھا مگر کہنے والا نظر نہیں آیا وہ کہہ رہا تھا۔

تَفَانَوْا جَمِیْعًا فَمَا مُخْبِرٌ
وَمَاتُوْا جَمِیْعًا وَمَاتَ الْخَبَرُ

سب فنا ہو گئے، کوئی خبر دینے والا نہیں، سب مر گئے اور خبر بھی مر گئی۔

تَرُوْحُ وَتَغْدُوْا بَنَاتُ الثَّرٰی
فَتَمْحُوْا مَحَاسِنُ تِلْكَ الصُّوَرُ

قبروں پر صبح و شام ہوتی ہے اور یہ خوب صورت صورتیں مٹ رہی ہیں۔

فَیَا سَائِلٌ عَنْ اُنَاسٍ مَضَوْا
اَمَا لَكَ فِیْمَا تَرٰی مُعْتَبَرٌ

اے گزر جانے والوں کے بارے میں پوچھنے والے! کیا تیرے لیے اس میں عبرت نہیں؟

ایک قبر پر یہ لکھا تھا ؎

تُنَاجِیْكَ اَجْدَاثٌ وَهُنَّ صُمُوْتٌ
وَسُكَّانُهَا تَحْتَ التُّرَابِ خُفُوْتٌ

تجھے قبریں آوازیں دیتی ہیں اور وہ خاموش ہیں۔ ان کے رہنے والے مٹی کے نیچے دبے پڑے ہیں۔

اَیَا جَامِعَ الدُّنْیَا لِغَیْرِ بَلَاغَةٍ
لِمَنْ تَجْمَعُ الدُّنْیَا وَاَنْتَ تَمُوْتُ

اے بیکار دنیا جمع کرنے والے، تو کس لیے دنیا جمع کرتا ہے تو تو مرنے والا ہے۔

ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ قبرستان کے پاس سے گذرے تو ایک قبر پر لکھا تھا ؎

يَمُرُّ أَقَارِبِيْ جنبات قَبْرِيْ
كَأَنَّ أَقَارِبِيْ لَمْ يَعْرِفُوْنِيْ

میرے رشتہ دار میری قبر کے پاس گذرتے ہیں گویا وہ میرے رشتہ دار مجھے پہچانتے ہی نہیں۔

ذَوُو الْمِيْرَاثِ يَقْتَسِمُوْنَ مَالِيْ
وَمَا يَأْلُوْنَ إِنْ جَحَدُوْا دُيُوْنِيْ

وارث میرا مال تقسیم کر رہے ہیں، مگر میرا قرض ادا کرنے کی طرف نہیں جاتے۔

قَدْ أَخَذُوْا سِهَامَهُمْ وَعَاشُوْا
فَيَا لِلّٰهِ أَسْرَعَ مَا نَسُوْنِيْ

انھوں نے اپنا حصہ لے لیا اور عیش میں لگ گئے اے میرے خدا کس قدر جلدی مجھے فراموش کر بیٹھے۔

ایک قبر پر لکھا تھا ؎

إِنَّ الْحَبِيْبَ مِنَ الْأَحْبَابِ مُخْتَلَسٌ
لَا يَمْنَعُ الْمَوْتَ بَوَّابٌ وَلَا حَرَسٌ

دوست کو دوستوں سے چھین لیا جاتا ہے، موت کو کوئی دربان اور پہرے دار روک نہیں سکتا۔

فَكَيْفَ تَفْرَحُ بِالدُّنْيَا وَلَذَّتِهَا
يَا مَنْ يَعُدُّ عَلَيْهِ اللَّفْظَ وَالنَّفَسَ

پس تو دنیا اور اس کے مزوں پر کیسے خوش ہے اے جس کا کلام اور سانس سب فنا ہونے والا ہے۔

أَصْبَحْتَ غَافِلاً فِي النَّقْصِ مُنْغَمِسًا
وَأَنْتَ دَهْرَكَ فِي اللَّذَّاتِ مُنْغَمِسٌ

تو خسارے میں غرق ہو چکا ہے اور ہر وقت لذتوں میں ڈوب رہا ہے ہے۔

لَا يَرْحَمُ الْمَوْتُ ذَا جَهْلٍ لِغُرْبَتِهِ
وَلَا الَّذِي كَانَ مِنْهُ الْعِلْمُ يُقْتَبَسُ

موت کسی جاہل پر اس کی غربت کے باعث رحم نہیں کرتی اور نہ اس پر، کہ جس سے علم ٹپک رہا ہے۔

كَمْ أَخْرَسَ الْمَوْتُ فِي قَبْرٍ وَقَفْتُ بِهِ
عَنِ الْجَوَابِ لِسَانًا مَا بِهِ خَرَسُ

موت نے قبر میں اس زبان کو گونگا کر دیا، جواب دینے سے کہ جس میں گونگاپن نہیں تھا۔

قَدْ كَانَ قَصْرُكَ مَعْمُورًا لَهُ شَرَفٌ
فَقَبْرُكَ الْيَوْمَ فِي الْأَجْدَاثِ مُنْدَرِسُ

کبھی تیرا محل آباد اور بلند تھا مگر آج قبروں میں تیری قبر سطے رہی ہے
ایک قبر پہ یہ لکھا پایا گیا ہے

وَقَفْتُ عَلَى الْأَحِبَّةِ حِينَ صُفَّتْ
قُبُورُهُمْ كَأَفْرَاسِ الرِّهَانِ

میں احباب کی قبروں پر کھڑا ہوا جب ان کی قبریں صاف ہو چکیں جیسے کہ دبلے گھوڑے ہوں۔

فَلَمَّا أَنْ بَكَيْتُ وَفَاضَ دَمْعِي
رَأَتْ عَيْنَايَ بَيْنَهُمْ مَكَانِي

اگر میں روؤں اور میرے آنسو جاری ہو جائیں تو میری آنکھیں ان میں جگہ دیکھ لیں۔

⁂ ⁂ ⁂

فَقَدْ قُلْتُ لَمَّا قَالَ لِیْ قَائِلٌ
قَدْ صَارَ لُقْمَانُ اِلٰی رَمْسِهٖ

جب ایک کہنے والے نے مجھے کہا کہ لقمان اپنی قبر میں گیا تو میں نے کہا

فَاَیْنَ مَا یُوْصَفُ مِنْ طِبِّهٖ
وَحَذْقِهٖ فِی الْمَاءِ مَعَ جِسْمِهٖ

پس وہ کہاں ہے کہ جس کی طب اور حذاقت میں توصیف کی جاتی تھی وہ بدن کے ساتھ پانی میں ہے (یعنی قبر میں گیا)

هَیْهَاتَ لَا یَدْفَعُ عَنْ غَیْرِهٖ
مَنْ کَانَ لَا یَدْفَعُ عَنْ نَفْسِهٖ

دفع ہو، اب وہ غیر کا دفاع نہیں کر سکتا جو اپنا دفاع نہ کر سکے۔

یَا اَیُّهَا النَّاسُ کَانَ لِیْ اَمَلٌ
قَصُرَ بِیْ عَنْ بُلُوْغِهِ الْاَجَلُ

اے لوگو! میری امید تھی، مگر میری موت نے مجھے اس حد تک پہنچنے نہیں دیا۔

فَلْیَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ رَجُلٌ
اَمْکَنَهٗ فِیْ حَیَاتِهِ الْعَمَلُ

انسان کو چاہیے کہ اپنے اللہ تعالیٰ سے ڈرے جس نے اسے زندگی میں عمل کا موقع دیا۔

مَا اَنَا وَحْدِیْ نُقِلْتُ حَیْثُ تَرٰی
کُلٌّ اِلٰی مِثْلِهٖ سَیَنْتَقِلُ

میں تنہا ہی ادھر منتقل نہیں ہوا جہاں تم دیکھتے ہو بلکہ ادھر تو ہر ایک منتقل ہوگا۔

(۲۹)

آسمانوں کا ذکر

یہ روایت بیان کی گئی ہے کہ اللہ نے جو جوہر سب سے پہلے پیدا کیا جب اس پر ہیبت کی نگاہ ڈالی تو وہ پگھل گیا۔ اور خوفِ الٰہی سے کانپنے لگا۔ جس سے وہ پانی بن گیا بعدازاں اس پر نظرِ رحمت پڑی تو آدھا پانی جم گیا جس سے عرشِ الٰہی بنایا گیا۔ عرش کانپنے لگا تو اس پر

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

لکھ دیا تو وہ اس سے ساکن ہو گیا مگر پانی کو اسی حالت میں چھوڑ دیا گیا جو قیامت تک بے چین رہے گا۔

فرمانِ الٰہی ہے۔

وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ

اللہ کا عرش پانی پر تھا۔

تخلیق کائنات

پھر پانی میں تلاطم برپا ہوا جس سے لہریں پیدا ہوئیں ان سے بخارات دھوئیں کے بادل بن کر اٹھے ان میں جھاگ بھی یہ بادل تہہ در تہہ فضا پر سوار ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اوپر تلے آسمان اور زمین کو پیدا کیا یہ دونوں ملے ہوئے تھے ان کو جدا کرنے کے لیے ہوا بھر دی اس ہوا نے آسمان زمین میں طبقات کو الگ الگ کر دیا

فرمانِ الٰہی ہے:۔

ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ (البقرہ ۲۹)

پھر (اللہ) آسمان کی طرف متوجہ ہوا۔

وہ دھواں تھا۔ اہل دانش کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو دھوئیں سے

اس لیے پیدا کیا اور بخارات سے محض اس لیے پیدا نہ کیا - اس کا سبب یہ ہے کہ دھوئیں کو اس طرح پیدا کیا کہ اس کے اجزا ایک دوسرے کو تھامے ہوئے ہیں اور آخری حصہ پرسکون ہے اور بخارات کا یہ حال ہے کہ وہ الٹ پلٹ ہو رہے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے کمال حکمت کی بات ہے۔ بعدازاں ارشاد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اللہ تعالیٰ نے پانی کی طرف اپنی نظر رحمت فرمائی تو وہ جم گیا -

آسمانوں کے نام اور رنگ

زمین و آسمان دنیا ہر آسمان سے بُعد اور مسافت کے فاصلہ پر ہے ہر آسمان کا اپنا اپنا حجم ہے -

کہا جاتا ہے پہلا آسمان دودھ سے زیادہ سفید ہے اس کی سفیدی ہریالی رنگت بھی ظاہر کرتی ہے جیسے ہریالی کا اس پر عکس پڑ رہا ہو اس کا نام رقیعہ ہے -

دوسرا آسمان فیدوم یا موعون وہ ایسے لوہے کا ہے جس سے روشنی کی شعاعیں پھوٹتی نظر آتی ہیں -

تیسرے آسمان کا نام ملکوت یا ہاریون ہے اور وہ تانبے کا ہے -

چوتھا آسمان زاہرہ ہے وہ آنکھوں میں خیرگی پیدا کرنے والی چاندی سے بنا ہے

پانچویں آسمان کا نام مزینہ یا مہرہ ہے اور وہ سرخ سونے کا ہے -

چھٹے آسمان کا نام خالصہ ہے وہ چمکدار موتیوں سے بنا ہے

ساتواں آسمان لابیہ یا دامعہ ہے یہ سرخ یاقوت کا ہے اور اسی میں بیت المعمور ہے

بیت المعمور کے چار ستون ہیں پہلا سرخ یاقوت، دوسرا زبرجد کا تیسرا سفید چاندی اور چوتھا سونے کا ہے۔ بیت المعمور کی عمارت سرخ عقیق کی ہے ہر روز وہاں ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں پھر انھیں قیامت تک باری نہیں آئے گی -

معتبر قول یہ ہے کہ آسمانوں سے زمین اس وجہ سے افضل ہے کہ یہ انبیاءؑ کا مولد و مدفن ہے۔ زمین کے طبقات میں سے اوپر والا طبقہ سب سے بہتر ہے جس پر اللہ کی مخلوق آباد ہے۔

سات ستارے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ آسمانوں میں سب سے افضل کرسی ہے جس کی چھت عرشِ الٰہی سے ملی ہوئی ہے۔ سات ستاروں کے علاوہ تمام مفید ستارے اسی آسمان میں ہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے:۔

زحل	دن شنبہ	ساتواں آسمان
مشتری	پنج شنبہ	چھٹا آسمان
مریخ	سہ شنبہ	پانچواں آسمان
شمس	یک شنبہ	چوتھا آسمان
زہرہ	جمعہ	تیسرا آسمان
عطارد	چہار شنبہ	دوسرا آسمان
قمر	دوشنبہ	پہلا آسمان

نکتہ

اللہ تعالیٰ کی یہ صفت عجیب اس کی حکمت بے انتہا عجائبات کی حامل ہے اگرچہ تمام آسمان دھوئیں سے پیدا کیے گئے مگر ہر آسمان جدا جدا ہے یعنی ایک دوسرے سے مشابہت نہ رکھتا ہے۔ آسمان سے پانی برسا کر مختلف قسم کی نباتات خوش رنگ پھول اور خوش ذائقہ پھل پیدا کیے جن کو کھانے میں بعض پر بعض کو فضیلت دی (الرعد ۴) اسی طرح اولاد آدم کو مختلف رنگ، سفید، سیاہ اور نرم اور غمگین فضائل اور اوصاف پر پیدا کیا۔

۳۰

توکل اور روزی

خالق کائنات کا فرمان ہے :-

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (البقرۃ ۲۵۵)

اس کی کرسی آسمان اور زمین سے وسیع ہے۔

کرسی ایک قول کے مطابق علم ہے ایک قول میں ملک اور سلطنت مراد لی گئی ہے اور ایک قول میں مشہور آسمان کا نام ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ سے مراد کرسی ایک موتی ہے جس کی لمبائی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

حدیث میں ہے کہ ساتوں آسمان اور زمین کرسی کے سامنے ایسے ہیں جیسے وسیع صحرا میں پڑے ایک حلقے کی طرح ہیں۔

ابن ماجہ کی روایت ہے آسمان کرسی میں ہیں اور کرسی عرشِ الٰہی کے سامنے ہے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے۔ سورج کرسی کے نور کا سترہواں حصہ ہے۔ اور عرشِ الٰہی حجابات الٰہی کے نور کا سترہواں حصہ ہے۔

روایت ہے کہ عرش اور کرسی اٹھانے والے ملائکہ کے مابین ستر ہزار نور کے اور ستر ہزار ظلمت کے پردے حائل ہیں۔ ہر پردہ پانچ سو سال کی مسافت کا ہے اگر یہ پردے نہ ہوں تو حاملین کرسی عرش کے نور سے جل جائیں عرش ایک نورانی چیز ہے جو کرسی سے علیحدہ اور اس کے اوپر وجود رکھتا ہے مگر اس قول سے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ کو اختلاف ہے

عرشِ الٰہی کی بناوٹ کے مختلف آراء ہیں۔ بعض روایتیں اسے سرخ یاقوت کا اور بعض سبز موتی کا بعض کے نزدیک سفید موتی سے بنایا گیا ہے اللہ ہی اس حقیقت کو بہتر جانتا ہے۔

ماہرینِ فلکیات اسے نواں آسمان یعنی فلک اعلیٰ، فلک الافلاک اور فلک اطلس قرار دیتے ہیں اس میں کوئی ستارہ نہیں قدیم ہیئت دانوں کے مطابق تمام ستارے آٹھویں آسمان میں ہیں جسے وہ فلک البروج اور اہلِ شرع اسے کرسی کہتے ہیں۔

عرش الٰہی مخلوقات کی ہیئت ہے کوئی چیز اس کے دائرے سے باہر نہیں نکل سکتی۔ انسان کے علم اور ادراک کی حد یہاں تک ہے۔ اللہ نے اسے عظیم قرار دیا ہے اور فرمایا:۔

فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ (التوبه ۱۲۹)

پس اگر وہ پھر جائیں تو کہیے کہ مجھے اللہ کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی پر میرا بھروسہ ہے اور وہ عرشِ عظیم کا مالک ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی توریت میں متوکل ہے اور کیوں نہ ہو آپ سے بڑھ کر اللہ کی حقیقت کا شناسا کون ہے آپ توحید پرستوں کے سردار کاملین کے رہنما۔ حقیقت یہ ہے کہ توکل آپ پر روز روشن کی طرح عیاں ہے۔

اسباب دنیوی سے قطع تعلق کر لینے کا نام توکل نہیں توکل تو اسباب کے ساتھ ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک اعرابی نے سوال کیا میں اونٹ کو کھلا چھوڑ کر یا اس کا پاؤں باندھ کر توکل کروں۔ آپ نے فرمایا پہلے اونٹ کا پاؤں باندھ پھر اللہ پر توکل کر۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اگر تم نے توکل کی حقیقت کو پالیا ہوتا تو اللہ تمھیں پرندوں کی طرح روزی دیتا جو صبح بھوکے اٹھتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر آتے ہیں۔

حکایت حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ اور شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ کی آپس میں ملاقات مکہ معظمہ میں ہوئی۔ ابراہیم ادھم نے سوال کیا اے شفیق تجھے یہ مقام کیسے حاصل ہوا۔ انھوں نے جواب دیا ایک مرتبہ میں جنگل سے گذرا وہاں ایک پرندے کو دیکھا جس کے دونوں بازوؤں یعنی پر ٹوٹ چکے تھے۔ میں یہ دیکھنے کے لیے بیٹھ گیا دیکھوں اس کو رزق کیسے ملتا ہے؟ اتنے میں ایک پرندہ اپنی چونچ میں ایک ٹڈی لے کر آیا اور اس کے منہ میں اس کو ڈال دیا۔ مجھے خیال پیدا ہوا کہ رزاق اگر اسے رزق پہنچا سکتا ہے تو مجھے کیوں نہیں پہنچائے گا۔ لہٰذا سب کچھ چھوڑ کر عبادت میں مصروف ہو گیا۔ اس پر جناب ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اے شفیق! تونے معذور پرندہ بننا گوارا کیا اگر تم تندرست پرندہ بنتے تو تمھارا مقام کچھ اور ہوتا کیا تم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نہیں سنا کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ مومن تو ہمیشہ بلند درجات کا خواہاں ہوتا ہے حتیٰ کہ ابرار کے مقام کو حاصل کر لیتا ہے۔ اس پر شفیق نے آپ کا ہاتھ چوم کر فرمایا بے شک آپ میرے استاد ہیں۔

انسان جب رزق کے حصول کے اسباب مہیا کر لے تو اسباب کی بجائے خالق کو اپنا نصب العین بنائے جو اصل میں روزی مہیا کرتا ہے۔ سائل جو کشکول گدائی لے کر بھرتا ہے وہ کشکول کو نہیں دینے والے سخی کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جو خود کو سب سے زیادہ غنی بنانا چاہتا ہے اسے چاہیے مال سے زیادہ مقام باری تعالیٰ پر نظر رکھے۔

روایت ہے حضرت حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ ان سے کہا گیا اپنے مرشد کا کوئی عجیب واقعہ سنائیے۔ انھوں نے کہا۔

"ہم مکہ معظمہ جا رہے تھے راستے میں ہمارا زادِ راہ ختم ہو گیا۔ ہم کوفہ کی ویران مسجد میں ٹھہر گئے۔ میں بھوک سے نڈھال ہو رہا تھا میری حالت دیکھ کر آپ نے فرمایا:۔

قلم دوات اور کاغذ لے آؤ،

جب میں لایا تو اس پر آپ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھ کر بعد میں لکھا، تو ہی ہر حالت میں مطلوب اور ہر مفہوم تو ہی ہمارا ملجا ہے پھر یہ اشعار لکھے:۔

اَنَا حَامِدٌ اَنَا شَاکِرٌ

اَنَا جَائِعٌ اَنَا ضَائِعٌ اَنَا عَارِیٌ

میں تیری حمد کرنے والا، شکر کرنے والا اور ذکر کرنے والا ہوں میں بھوکا خستہ حال اور برہنہ ہوں۔

ھِیَ سِتَّۃٌ وَاَنَا الضَّمِیْنُ لِنِصْفِھَا

فَکُنِ الضَّمِیْنَ لِنِصْفِھَا یَا بَارِیْ

اے اللہ تین باتوں کا میں ضامن ہوں اور باقی تین کی ضمانت قبول فرما۔

مَدْحِیْ لِغَیْرِکَ لَھَبُ نَارٍ خُضْتُھَا

فَاَجِرْ عُبَیْدَکَ مِنْ دُخُوْلِ النَّارِ

تیرے سوا کسی اور کی ثنا میرے لیے آگ سے کم نہیں لہٰذا اپنے بندے کو اس آگ سے بچا لے۔

پھر وہ رقعہ مجھے دے کر کہا اللہ کے سوا کسی غیر کا خیال دل میں

نہ لانا جو آدمی تمھیں سب سے پہلے ملے اسے دے دینا۔ چنانچہ خچر سوار مجھے ملا میں نے اس کو دے دیا وہ پڑھ کر رونے لگا پھر پوچھا رقعہ لکھنے والا کہاں ہے میں نے کہا اس مسجد میں۔ یہ سنتے ہی اس نے چھ سو دینار کی مجھے ایک تھیلی دی۔ اس کے بعد ایک اور آدمی ملا۔ میں نے اس خچر سوار کے بارے میں پوچھا اس نے کہا وہ نصرانی تھا میں نے واپس آکر حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کو واقعہ سنایا۔ آپ نے فرمایا ٹھہر وہ ابھی جائے گا کچھ دیر بعد وہ نصرانی آگیا اس نے آکر آپ کے سر کو بوسہ دیا اور مسلمان ہو گیا۔"

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حاملین عرش ملائکہ کو پیدا کر کے فرمایا کہ عرش کو اٹھاؤ مگر وہ نہ اٹھا سکے تو پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ (اللہ کے بغیر قوت ہے نہ توفیق ہے) کہو جب یہ کہا تو اٹھا لیا۔ مگر ساتویں زمین ہوا پر ان کے قدم جم گئے اس وقت سے تا حنوز وہ مسلسل لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کا ورد کر رہے ہیں تاکہ وہ انتہائی پستیوں میں گرنے سے محفوظ رہیں اب وہ عرشِ الٰہی تھامے ہوئے ہیں اور عرش الٰہی نے انھیں سنبھال رکھا ہے۔ ان تمام کو قدرت الٰہی نے ہی سہارا دے رکھا ہے۔

روایت ہے جو شخص صبح و شام سات مرتبہ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے تمام عزائم کو پورا کر دیتا ہے

مزید روایت ہے کہ اس کے دنیا اور آخرت کے تمام کام پورے ہو جاتے ہیں۔

(۳۱)

مذمّتِ دنیا

مذمت دنیا کے متعلق قرآن حکیم میں بہت سی آیات ہیں جن کا مقصود و مطلوب اہل دنیا کو مادیّت سے ہٹا کر آخرت کی دعوت دینا ہے تاکہ معاشرہ پاکیزگی اختیار کرے۔ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد بھی یہی تھا اس سلسلہ میں چند احادیث پیش کی جا رہی ہیں۔

روایت ہے ختم رسل صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔ آپ مع صحابہ کے ایک مردہ بکری کے قریب سے گذرے فرمایا:۔

"کیا یہ بکری گھر والوں کے لیے بیکار تھی؟"

عرض کیا "اسے بیکار ہونے کی وجہ سے پھینک دیا"

آپ نے فرمایا "اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے پوری دنیا اس مردہ بکری سے بھی زیادہ بے وقعت ہے۔ اگر اللہ کے ہاں دنیا کا مقام ایک مچھر کے پر کے بھی برابر ہوتا کوئی کافر اس دنیا سے ایک گھونٹ بھی پانی نہ پی سکتا۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

"دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔"

آپ نے مزید فرمایا:۔

"دنیا ملعون ہے اس پر ہر وہ چیز ملعون ہے جو اللہ کے لیے نہ ہو"

حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"جو دنیا سے محبت کرے گا اس کی آخرت کو نقصان ہوگا جو

آخرت سے محبت کرے گا اس کی دنیا کو نقصان ہو گا لہذا باقی کو فانی پر ترجیح دو۔"

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔ "دنیا کی محبت ہر برائی کی بنیاد ہے۔"

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں۔ ہم ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ کے مکان پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے پانی اور شہد منگوایا آپ پینے کے لیے منہ کے قریب لے گئے تو بے اختیار رو پڑے۔ حتیٰ کہ سب رونے لگے۔ دوبارہ منہ کے قریب لے گئے تو پھر رونے لگے مصاحبوں نے خیال کیا کہ آپ سے کوئی بات پوچھی نہیں جاسکتی جب آنسو آپ نے صاف کر لیے تو ہم نے سوال کیا :۔

"اے اللہ کے رسول کے خلیفہ برحق! آپ کیوں روئے؟"

فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا میں نے دیکھا آپ کوئی چیز ہٹا رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کیا ہٹا رہے ہیں؟"

فرمایا۔ "یہ دنیا تھی جو میرے سامنے آئی۔ میں نے کہا مجھ سے دور ہو جا پھر واپس آئی اور کہنے لگی۔ بے شک آپ مجھ سے دور رہتے ہیں آپ کے ایک عرصہ بعد آنے والے مجھ سے دور نہیں رہیں گے۔

فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

"اے انسان پر تعجب ہے جو بہشت پر ایمان رکھتے ہوئے دنیا کے حصول کے لیے سرگرم عمل ہے"۔

ایک دفعہ کوڑے کے ڈھیر کے قریب کھڑے ہو کر خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پرانا چیتھڑا اور ہڈی دست مبارک میں لے کر دکھا کر فرمایا یہ دنیا ہے یہ اس طرف اشارہ تھا کہ دنیا کی زینت اس دھجی کی طرح ہے اور بدن بالآخر

بوسیدہ ہڈی بنتے ہیں۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

"دنیا سبز اور شیریں ہے اللہ نے تمھیں اس کا وارث بنایا ہے تاکہ دیکھے تم کیسے عمل کرتے ہو؟"

بنی اسرائیل پر جب دنیا فراخ کی گئی تو انھوں نے خود کو زیورات، ملبوسات اور عورتوں اور عطریات کے لیے وقف کر دیا پھر ان کا کیا انجام ہوا؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا دنیا کو اپنا رب نہ بناؤ ورنہ وہ تمھیں غلام بنا لے گی۔ اپنے پاس وہ خزانے رکھو جو وہ برباد نہیں کرتا مالِ دنیا پر آفت کا ڈر ہے لیکن اللہ کے خزانے پر آفت کا ڈر نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اے میرے صحابہ! میں نے تمھارے لیے دنیا کو اس کے منہ پر دے مارا، میرے بعد اس کی زیادہ تعظیم نہ کرنا دنیا کے حصول کے لیے انسان اللہ کا نافرمان بن جاتا ہے۔ اسے چھوڑے بغیر آخرت کی بھلائی ناممکن لہٰذا دنیا سے بے رغبت رہو اسے آباد نہ کرو۔ یاد رکھو ہر برائی گناہ کی جڑ دنیا کی محبت ہے۔ اکثر ایک گھڑی کی شہوت طویل غم دیتی ہے۔

اور فرمایا دنیا کو تمھارے لیے سواری بنایا گیا اگر تم اس کی پشت پر سوار ہو گئے تو بادشاہ اور عورتیں تم سے جھگڑا کریں گی۔ تم دنیا کی خاطر نہ اُلجھنا۔ اگر تم نے انھیں اور دنیا کو چھوڑ دیا پھر وہ تم سے نہیں اُلجھنے کے عورتوں سے اس طرح بچو، روزہ رکھو، نماز پڑھو، مزید فرمایا۔ دنیا طالب بھی ہے اور مطلوب بھی۔ جو شخص آخرت کا طالب ہوا دنیا اس کی طالب بنی، اسے روزی مکمل ملتی ہے اور دنیا کا طالب ہے آخرت اس کی تلاش کرتی رہتی ہے۔ مگر موت اسے آلیتی ہے۔

حضرت موسیٰ بیار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"اللہ نے دنیا سے زیادہ مبغوض چیز دوسری پیدا نہیں کی پیدا کر کے اس کی طرف نگاہ بھی نہیں کی"۔

روایت ہے کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام اپنے تخت پر گذرے پرندہ ان پر سایہ فگن تھے دائیں بائیں انسان اور جنات تھے ان کا گزر ایک عابد کے قریب ہوا تو اس نے کہا ابن داؤد کو اللہ نے عظیم سلطنت عطا کی۔ آپ نے سن کر فرمایا۔ بندہ مومن کے اعمال نامہ میں درج ایک تسبیح میری اس سلطنت سے بہتر ہے اس لیے کہ وہ فانی نہیں لیکن سلطنت فانی ہے۔

فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔ تمھیں مال کی کثرت نے مشغول کر رکھا ہے۔

انسان کہتا ہے یہ میرا مال ہے وہ میرا مال ہے لیکن مال تو صرف وہ ہے جو تو نے کھا لیا اور پہن لیا وہ پرانا ہو گیا جو اللہ کی راہ میں خرچ کیا وہی باقی رہے گا۔ آپ کا ایک اور فرمان ہے۔ جس کا کوئی گھر نہ ہو دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی مال نہ ہو مال اس کا ہے۔ بے وقوف جمع کرتا ہے۔ بے علم ہی اس کے جھگڑتا ہے بے عقل اس کے لیے دشمنی اور حسد کرتا ہے جس کو یقین نہیں وہ اس کے لیے کوشاں رہتا ہے۔

فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

"جس کی محض تمنا حصولِ دنیا ہو اس کا اللہ کے ہاں کوئی حصہ نہیں۔ اللہ ایسے دل پر چار باتیں لازم لے آتا ہے۔ غم جو کبھی جدا نہ ہو، مصروفیت جس سے فرصت نہ ہو، دائمی فقر اور نہ پوری ہونے والی خواہشات"۔

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"اے ابوہریرہ! میں تجھے دنیا کی حقیقت دکھاؤں؟"

میں نے عرض کیا دکھلائیے "۔
اس پر آپ میرا ہاتھ پکڑ کر مدینہ کے ایک طرف لے گئے جہاں لوگوں کی ہڈیاں پڑی ہوئی تھیں اور کوڑا کرکٹ تھا آپ نے فرمایا :۔

"اے ابوہریرہ ! یہ کھوپڑیاں بھی تمھاری طرح حریص تھیں تمھاری طرح امیدیں باندھتی تھیں ۔ آج یہ ہڈیاں ہیں نہ ان پر چمڑہ ہے یہ مٹی بن چکی ہیں ۔ یہ کوڑا طرح طرح کے کھانے تھے جن کو کھایا جہاں سے کمانا تھا کمایا پھر تمھارے پیٹوں نے اسے پھینک دیا ، آج ان سے نفرت آتی ہے یہ چیتھڑے کبھی لباس تھے آج ہوا انھیں اڑا رہی ہے ۔ یہ ہڈیاں سواریاں تھیں جو شہر بشہر لیے پھرتی تھیں جسے دنیا کے انجام پر رونا ہو روئے اس کے بعد آپ بہت روئے "۔

روایت ہے کہ جب سیدنا آدم علیہما السلام دنیا میں تشریف فرما ہوئے تو اللہ نے فرمایا تباہی کے لیے تعمیر کرو اور موت کے منہ میں دینے کے لیے بچے پیدا کرو۔

داؤد بن ہلال رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مصحف میں لکھا ہوا ہے ۔ اے دنیا تو نیکوں کی نظر میں اپنی زیب و زینت کے باوجود بے وقار ہے ۔ میں نے ان کے دلوں میں تیری نفرت پیدا کر کے انھیں تجھ سے دور کر دیا ۔ میں نے ہر فانی اور بے وقعت چیز کو سب سے زیادہ بے وقعت بنایا ۔ جس دن تجھے پیدا کیا تھا اسی دن فیصلہ کر لیا تھا تجھ میں جو چیز ہو گی وہ دائمی نہ ہو اور تیرے لیے کوئی دائمی ہو ، خواہ تیرا اچا ہنے والا کتنا بخل سے کام لے صالحین مبارک کے مستحق ہیں کیونکہ ان کے دلوں میں میری رضا اور استقامت ہے ۔ میں انھیں یہ جزا دوں گا ۔ کہ جب وہ قبروں سے اٹھیں گے تو ان کے آگے نور ہو گا ۔ فرشتے ان کے جلو میں ہوں گے ۔ بالآخر وہ میری رحمت حاصل کر لیں گے

جس کے امیدوار ہیں ان کا گھر جنت ہو گا۔

فرمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہے یہ دنیا دیگر زمینوں اور آسمانوں میں معلق ہے اللہ نے جب سے اسے پیدا کیا ہے رحمت کی نگاہ اس پر نہیں فرمائی یہ دنیا روز حشر اللہ کے حضور التجا کرے گی۔ مجھے اپنے اولیاء کا مقدر بنا دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں پہلے بھی یہ ناپسند کرتا تھا اب بھی۔

روایت کی گئی ہے کہ جنت میں رہ کر سیدنا آدم علیہ السلام نے جنت کے پھل کھائے جس سے ان کی ملکوتی صفات ختم ہو گئیں اور ان کے معدہ میں حرکت پیدا ہوئی۔ حکم ربانی سے ایک فرشتہ حاضر خدمت ہوا پوچھا

"آپ حیران کون ہیں؟"

آپ نے کہا۔ "پیٹ میں بوجھ ہے رفع حاجت چاہتا ہوں"

فرشتہ بولا "کہاں ڈالو گے، جنت کے فرش پر، چارپائی پر، نہروں یا درختوں کی چھاؤں میں، جنت اس کے موزوں نہیں دنیا اس کے لیے مناسب تھی لہذا انھیں دنیا میں بھیج دیا گیا"۔

فرمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے قیامت میں ایسے لوگوں کو لایا جائے گا جن کے اعمال کوہ تہامہ کے برابر ہوں گے۔ اس کے باوجود وہ دوزخ کا ایندھن بنائے جائیں گے صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم!

"کیا وہ نمازی ہوں گے؟"

فرمایا "ہاں لیکن نماز روزہ کے باوجود وہ رات کو برائیاں کریں گے جب ان کا بس چلے گا وہ دنیا پر ٹوٹ پڑیں گے"۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"مومن ہمیشہ دو خوفوں کے درمیان رہتا ہے گذرے ہوئے وقت میں اعمال پر پریشان رہتا ہے اور آنیوالے وقت کے لیے

فکر مند کہ اللہ نے میرا کیا مقدر بنایا ہے"۔

بندہ کو سوچنا چاہیے کہ اس نے آخرت کے لیے کیا زادِ راہ لیا ہے زندگی میں موت کا سامان کرے جوانی میں بڑھاپے کے لیے فکر مند رہے دنیا انسان کے لیے پیدا ہوئی ہے اور یہ آخرت کے لیے۔

اللہ کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بندہ کے لیے موت کے بعد جنت یا دوزخ کے علاوہ اور کوئی ٹھکانا نہیں۔

عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:۔ جس طرح آگ اور پانی ایک برتن میں جمع نہیں ہوتے اسی طرح ایک دل میں دنیا کی محبت اور آخرت کا خوف جمع نہیں ہوتے۔

حضرتِ جبرئیل علیہ السلام نے حضرت نوح علیہ السلام سے دریافت کیا آپ نے تمام انبیاء سے طویل عمر پائی ہے دنیا کیسی؟

آپ نے جواب دیا جیسے ایک مکان کے دو دروازے ہوں ایک سے اندر گیا اور دوسرے سے باہر آیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا آپ اے کاش رہائش کے لیے مکان ہی بنوا لیتے آپ نے فرمایا

"مجھ سے پہلے کی مخلوق کے بنے ہوئے مکان ہی میر لیے کافی ہیں"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"دنیا سے بچ کر رہو یہ ہاروت اور ماروت سے بڑھ کر جادو گر ہے"

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ میں تشریف فرما ہوئے فرمایا کون ہے جو اللہ تعالیٰ سے اندھے پن کا نہیں بلکہ بصارت کا سوال کرتا ہے یہ جان لو جو دنیا کی طرف مائل ہوا اور اس سے بے انتہا امیدیں باندھیں اسکا دِل اندھا ہو گیا۔ جو دنیا سے بے رغبت رہا اور امیدیں مختصر رکھیں اللہ تعالیٰ اسے علم بصیرت عطا کرے گا۔ اور وہ راہ ہدایت پائے گا بتھائے لیے

افراد ہوں گے جن کی سلطنت کی بنیاد قتل و غارت پر ہو گی وہ نفسانی خواہشات پر فریفتہ ہوں گے اگر کوئی یہ زمانہ پائے تو فقر پر صبر کرے اگرچہ وہ غنی ہو تو وہ برے لوگوں سے نفرت کرے خواہ ان سے کتنی محبت ہو اگر کمزور ہو تو صبر کرے اگر غلبہ حاصل ہو جائے تو مقصود رضائے الٰہی ہو۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ صدیقین کا اجر عطا فرمائے گا۔

روایت کی گئی ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام بارش کی پناہ کی تلاش میں نکلے آپ نے ایک خیمہ دیکھا تو وہاں پہنچے وہاں ایک عورت تھی وہاں سے رخ پھیرا اور غار کی طرف راہ لی وہاں پہنچے غار میں شیر کو دیکھا اس پر ہاتھ رکھا اور اللہ کے حضور التجا کی۔ باری تعالیٰ ہر ایک کا ٹھکانا ہے میرا کوئی ٹھکانا نہیں۔ اللہ نے فرمایا تیرا ٹھکانا میری رحمت میں ہے۔ قیامت کے دن میں تیری حوروں سے شادی کروں گا تیری دعوت ولیمہ چار ہزار سال ہو گی۔ ایک سال دنیا کی زندگی برابر ہو گا میں منادی کرنے والے کو حکم دوں گا وہ منادی کرے گا۔ اے دنیا کے زاہد و آؤ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی شادی ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:۔

طالب دنیا ہلاک ہو جائے اسے کتنا دکھ ہو گا جب اسے موت آئے گی۔ وہ دنیا کی زیبائش اور مملوکات چھوڑ رہا ہو گا۔ یہ موت کو کیسے پسند کرے گا۔ جو اسے اس کی محبوب چیزوں سے جدا کر دے گی جس کے بارے میں انھیں علم ہے ہلاک ہوں وہ جو کوششوں سے دنیا کا مال و متال اکٹھا کر رہے ہیں۔ گناہوں سے وہ روز حشر کیسے گلو خلاصی کرائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک روایت کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا:۔
اے موسیٰ! تمہارا ظالموں کے گھر سے کیا تعلق؟ دنیا تیرا گھر نہیں اسے دل اور ذہن سے نکال دے۔ یہ صرف اس کے لیے اچھا گھر جو اس میں نیک اعمال کرے۔
اے موسیٰ! ظالم میری نگاہ میں ہیں میں مظلوم کا ضرور بدلہ لوں گا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ امین امت حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ کو بحرین بھیجا وہ وہاں سے بہت سا مال لائے۔ انصار نے حسب معمول صبح کی نماز آپ کے ساتھ ادا کی تو آپ نے مسکرا کر فرمایا:۔

"آپ سب کو ابوعبیدہ کے مال لانے کی خبر مل گئی، تمھیں مبارک ہو مجھے اللہ کی قسم مجھے تمھارے بارے میں فقروفاقہ کا ڈر نہیں لیکن اس بات کا ڈر ہے جس طرح تم سے پہلے کی امتوں پر دنیا فراخ ہوئی اور وہ اس میں مشغول ہوکر ہلاک ہوئے کہیں تم بھی ایسے نہ ہو جاؤ۔"

ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"مجھے اس کا ڈر رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر دنیا معہ اس کے فتنوں کے فراخ نہ فرما دے۔"

آپ کا فرمان ہے۔ "دنیا کی یاد سے اپنے دل کو مشغول نہ رکھو"

عمار بن سعید رضی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ایسی بستی سے گذرے جس کے راستوں پر بے گوروکفن لاشے پڑے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا یہ اللہ کے غضب کے شکار ہیں ورنہ دفن کردیئے جاتے"

آپ کے حواریوں نے کہا ہم ان کے حالات سے آگاہی چاہتے ہیں آپ نے اللہ سے دعا کی جواب ملا رات کو ان مردوں سے حالات پوچھ لینا رات کو آپ نے دریافت کیا تو انھوں نے کہا

"اے روح اللہ ہم طالب دنیا تھے اور گناہوں کی پیروی گناہ کرتے ہوئے کرتے تھے۔ اس لیے لائق جہنم بنے ہیں۔"

آپ نے ان سے سوال کیا :۔

"تمہیں دنیا سے کیسی محبت تھی"؟

جواب دیا "جیسے ماں کو بچے سے ہوتی ہے"۔

ان میں صرف ایک جواب دے رہا تھا باقی چپ تھے آپ نے انکی خاموشی کے بارے میں پوچھا تو اس نے جواب دیا :۔

"انھیں آگ کی لگامیں دے رکھی گئی ہیں"۔ پوچھا تم کیوں بول رہے ہو۔ اس نے کہا :۔

کہ "مجھ میں اور ان میں صرف بداعمالیوں کا فرق ہے جن سے میں بچا رہا اب میں جہنم کے کنارے لٹکا ہوا ہوں کیا خبر نجات ملے یا گر جاؤں"۔

آپ نے اپنے حواریوں سے فرمایا :۔ جو کی روٹی نمک سے کھانا سادہ لباس پہنا سادگی سے رہائش اختیار کرنا۔ آخرت کی بھلائی کے لیے بہت بہترین ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی عصبا نامی بہت تیز رفتار تھی۔ ایک دفعہ ایک عرب اپنی اونٹنی لے کر آیا وہ اس سے آگے نکل گئی اس پر صحابہ کرام کو افسوس ہوا۔ آپ نے فرمایا یہ اللہ کا قانون ہے ہر کمال کو زوال ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا :۔

"کون دریا کی لہروں پر مکان بنائے گا؟ بس دنیا یہی ہے تم اسے اپنا مستقل ٹھکانہ نہ سمجھو"۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا گیا :۔

"آپ ہمیں ایسا عمل بتائیں جس کے سبب اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا بنالے"۔

آپ نے فرمایا :۔ تم یہاں دنیا سے عداوت رکھو اللہ تم سے محبت رکھے گا۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ نے ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک روایت بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا :۔

"دنیا کے بارے میں جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے ہوتے، تو ہنستے کم اور روتے زیادہ۔ آخرت کو دنیا پر ترجیح دیتے"۔

آپؐ کے صحابی ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کی ایک حدیث بیان فرمائی۔ آپ نے فرمایا :۔

"اے لوگو! جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے ہوتے تو ہنستے کم اور روتے زیادہ، یہ دنیا تمہارے سامنے بے وقعت ہوتی.... اپنی طرف سے آپ نے کہا جس قدر میں جانتا ہوں اگر تم اتنا ہی جانتے تو جنگلوں میں تمہارا ٹھکانہ ہوتا اپنے اعمال پر روتے اور اپنے اموال بغیر کسی پہرہ کے چھوڑ بھاگتے۔ اب امید نے تمہارے دلوں سے آخرت کی باتیں غائب کر رکھی ہیں۔ اب دنیا تم پر غالب ہے اور جہالت کا تم پر غلبہ ہے بعض باتوں میں تم حیوانوں سے بدتر ہو کیونکہ وہ بھی اپنی خواہشات کو نہیں چھوڑتے اور انجام سے تم غافل ہو۔ نہ تمھیں اللہ سے محبت ہے نہ تم میں احکام باری تعالیٰ کی پابندی ہے نہ تمھیں نصیحت کارگر ہے۔ بظاہر تم اللہ کے دین میں ہونے کی بنا پر بھائی بھائی ہو تم طرح طرح کی خواہشات کے غلام ہو اگر تم نیک ہو جاؤ اور تم الفت و محبت کرنے لگو تم ہو کہ دنیا اور آخرت کے بارے میں تمھیں نصیحت پسند نہیں۔ نہ تم اپنے دوستوں کو نصیحت کرتے ہو نہ آخرت کے بارے میں سمجھاتے ہو اس سے عیاں ہے کہ تمھارے دلوں میں ایمان کی کمزوری ہے

جس طرح تم دنیا کے طالب ہو اسی طرح آخرت کو اس پر ترجیح دو لیکن دنیا تمھارے اعمال پر حاوی ہے اگر تم یہ جواب دو کہ دنیا کی محبت ہم پر غالب ہے تو کیا کریں؟ تو تم ایسے ہو جو آخرت چھوڑ کر دنیا کے دلدادہ ہیں تم محض مشقت برداشت کر رہے ہو اس کے باوجود تمھیں یقین نہیں کہ دنیا تمھیں مل جائے گی۔ تم بدترین اس لحاظ سے ہو کہ ایمان کی دولت تمھیں نصیب نہیں۔ اگر تمھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کے بارے میں کچھ شک ہے تو آؤ ہم وضاحت کر دیں تمھیں وہ نور دکھائیں جسے دیکھ کر تمھیں اطمینان قلب نصیب ہو۔ اللہ کی قسم اگر پیدائشی طور پر تم ناقص العقل نہیں ہو کہ تمھیں معذور سمجھیں اگر دنیاوی نقصان ہو جائے تو غم زدہ ہو جاتے ہو تمھاری اس حالت کا تمھارا چہرہ آئینہ دار ہوتا ہے۔ تم شکوہ کرتے ہو اور اسے مصائب قرار دیتے ہوئے ماتم کرتے ہو۔ عام دنیا داروں نے تو زیادہ تر دین سے روگردانی اختیار کر رکھی ہے۔ دین کا نقصان تو تمھیں نظر ہی نہیں آتا۔ نہ تمھارے تغیر پذیر ہوتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے جیسے تم اللہ سے بیزار ہو چکے ہو تم بظاہر ایک دوسرے کو خوش خوش ملتے ہو لیکن حقیقت برعکس ہے دوسرا بھی تمھارے ساتھ یہی سلوک کرتا ہے تم کینہ پرور ہو تم نے لمبی امیدیں باندھ رکھی ہیں اور مرنا تمھیں یاد نہیں۔ اللہ تعالیٰ تم سے بچائے اور مجھے ایسے محبوب کی خدمت میں پہنچائے اگر وہ دنیا میں ہوتے تو کبھی تم میں رہنا پسند نہ کرتے اگر نیک بننے کی تمنا ہے تو میں نے تمھیں بہت کچھ بتا دیا۔ اللہ سے نعمتوں کا سوال کرو وہ آسانی سے مہیا فرما دے گا۔ میں اپنے اور تمھارے لیے اللہ سے دعا گو ہوں"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا :۔

"اے گروہ! دین پر مضبوطی سے کاربند ہونے کے ساتھ معمولی سی دنیا پر راضی ہو جاؤ"

ایک شاعر نے کہا :۔

اَرٰی رِجَالاً بِاَدْنَی الدِّیْنِ قَنَعُوْا

وَمَا اَرٰھُمْ رَضُوْا فِی الْعَیْشِ بِالدُّوْنِ

میں نے لوگوں کو دیکھا جو تھوڑے سے دین پر راضی ہو گئے، مگر تھوڑی سی دنیا پر راضی نہیں ہوئے۔

فَاسْتَغْنِ بِالدِّیْنِ عَنْ دُنْیَا الْمُلُوْکِ کَمَا

اِسْتَغْنَی الْمُلُوْکُ بِدُنْیَاھُمْ عَنِ الدِّیْنِ

تو دین لے کر بادشاہوں سے بے نیاز ہو جا جیسے بادشاہ دنیا لے کر دین سے لاپرواہ ہو جاتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا :۔

"اے طالب دنیا تو نیک ہو جا تاکہ دنیا تجھے نیک تر سمجھنے لگے"

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"میرے بعد تم پر دنیا آئے گی وہ تمھارا دین اس طرح کھا جائے گی جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے"

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا :۔

"دنیا کی طرف مائل نہ ہونا میری بارگاہ میں اس سے بڑھ کر اور کوئی گناہ نہیں"

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو روتے ہوئے دیکھ اللہ کے حضور التجا کی الٰہی! یہ تیرا بندہ رو رہا ہے۔ جواب ملا اے موسیٰ! اگر اس کے رونے کے ساتھ اس کا دماغ بھی بہہ جائے اور اس کے اٹھے ہوئے ہاتھ اگر گر کر ٹوٹ

پڑیں تو تب بھی اسے نہ بخشوں گا۔ اس لیے کہ یہ دنیا سے محبت کرتا ہے۔

حقیقتِ دُنیا

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ جس میں یہ چھ خصائل ہوں گے وہ جنت کے لالچ اور دوزخ کے خوف سے بے نیاز ہوگا۔

- جس نے اللہ کو پہچان کر اس کی عبادت کی۔
- جس نے شیطان کو پہچان کر اس کی مخالفت میں ڈٹا رہا۔
- جس نے حق کو پہچان لیا اور اس کا اتباع کیا۔
- جس نے باطل کو پہچانا اور اس سے بچا۔
- جس نے دنیا کو پہچان کر اسے ترک کیا اور۔
- جو آخرت کو پہچان کر اس کا طلبگار رہا۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

وہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر رحم فرمائے جن کے پاس دنیا امانت تھی اور انھوں نے آگے امانت داروں کے سپرد کر دی۔ پھر اللہ کے حضور سرخرو ہو گئے"۔

آپ نے مزید فرمایا:۔

"جو تجھے دین کی طرف راغب کرے اسے قبول کر لے اور جو تجھے دنیا کی ترغیب دے اسے اس کے گلے میں ڈال کر رد کر دے"۔

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا:۔ یہ دنیا نہایت گہرا سمندر ہے اس میں بہت سے لوگ غرق ہو چکے ہیں اسے عبور کرنے کے لیے خوفِ الٰہی کی کشتی بنا جو ایمان سے بھرپور ہو اسے توکل کے راستہ پر چلانا تاکہ نجات کی منزل تک پہنچ جائے۔ ماسوا اس کے نجات ناممکن ہے۔

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ میں اس فرمانِ الٰہی پر

ہم نے زمین کی چیزوں کو زمین کے لیے زینت بنا دیا تاکہ آزمائیں کون اچھے عمل کرتا ہے اور ہم جب (چاہیں) زمین اور چیزوں کو بنجر یا نابود بنا کر رکھ دیں گے" بہت غور اور فکر کرتا ہوں۔

ایک دانا کا قول ہے تو دنیا میں جس چیز کا مالک بنتا ہے یاد رکھ تجھ سے پہلے بھی اس کا کوئی مالک ہو گذرا ہے اور تیرے بعد بھی کوئی اور مالک ہوگا۔ تیرے لیے تو دنیا میں صرف صبح و شام کا کھانا ہے۔ لہٰذا لقمہ کی خاطر برباد نہ ہونا۔ دنیا سے روزہ رکھ کر اور آخرت پر افطار کر۔ دنیا کا مال خواہشات ہیں جن کا منافع آتش دوزخ۔

کسی راہب سے زمانہ کے متعلق سوال کیا گیا اس نے جواب دیا یہ جسموں کو پرانا کرتا ہے اور امیدوں کو نیا کرتا ہے موت کو قریب کرتا ہے اور خواہشوں کو دور کر دیتا ہے۔

اہل دنیا کے متعلق سوال کیا گیا اس نے جواب دیا جس نے دنیا کو پا لیا وہ دکھ میں مبتلا ہوا جو پانے میں ناکام ہوا وہ مصائب میں گھر گیا۔ اسی لیے کہا گیا ہے۔

- جو دنیا کی عیش و عشرت کے سبب اس کی تعریف کرتا ہے مجھے زندگی کی قسم وہ عنقریب اسے برا بھلا کہے گا۔
- جب دنیا چلی جاتی تو انسان کے پاس حسرت چھوڑ جاتی ہے جب آتی ہے تو فکر دامن گیر ہوتی ہے۔

ایک دانا کا قول ہے۔ دنیا تھی لیکن میں اس میں نہیں تھا جب دنیا چلی جائے گی تو میں نہیں ہوں گا۔ لہٰذا میں اس سے دل نہیں لگاتا۔ کیونکہ اس کے عیش ماضی ہے اور اس کی صفائی میں غبار ہے اور اس کے رہنے والوں کو ہر وقت خطرے کا سامنا ہے یا تو نعمت ہے جو ختم ہو جائے گی یا آفت ہے آنے والی یا موت ہے ختم کرنے والی۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : تم دیکھتے نہیں ؟ نعمتیں گویا ان پر غضب ہیں اس لیے کہ وہ نااہلوں کو ملتی ہیں ۔

حضرت ابو سلیمان الدرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : جس نے محبت کے ساتھ دنیا طلب کی اسے کچھ ملا مگر اس کی چاہت سے زیادہ ہے اور جس نے محبت کے ساتھ آخرت طلب کی اسے بھی کچھ ملا مگر اس کی بھی چاہت زیادہ ہے نہ اس کی انتہا ہے اور نہ اس کی انتہا ہے ۔

ایک آدمی نے ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ سے دنیا کا شکوہ کر کے کہا :۔ مجھے ایک تکلیف ہے کہ دنیا کی محبت ہے مگر میرا گھر تنگ نہیں ۔ انھوں نے فرمایا ۔ اللہ تعالیٰ نے جو تجھے عطا فرمایا ہے ، اسے دیکھو ۔ بس صرف حلال ہی حاصل کرو اور اسے ناحق خرچ نہ کرو پھر دنیا تیرے لیے نقصان دہ نہیں اور یہ بات اس لیے فرمائی کہ اگر اس پر بھی ملامت کرتا تو اسے پریشان کر دیتا ۔ آخر کار ترک دنیا کر کے دنیا ہی سے نکل جائے ۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔ دنیا تو شیطان کی دکان ہے ۔ اس کی دکان سے کوئی چیز نہ چراؤ ۔ ورنہ وہ اس کی تلاش میں آئے گا اور تجھے ہی شکار کرے گا ۔

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے :۔ اگر دنیا فانی سونے کی ہو اور آخرتِ باقی مٹی کی تو پھر بھی چاہیے یہی کہ باقی مٹی کو فانی سونے پر ترجیح دیں ۔ اب کس قدر افسوس کی بات ہے کہ لوگوں نے فانی سونے کو باقی مٹی پر ترجیح دی ۔

ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے :۔ دنیا سے بچ کر رہو ، مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ اگر بندہ دنیا کی تعظیم کرتا ہو گا ۔ تو اسے قیامت کے دن کھڑا کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ جسے اللہ تعالیٰ نے حقیر قرار دیا تو نے اس کی تعظیم کی ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے :۔ لوگوں میں سے ہر ایک آدمی مہمان ہے اور اس کا مال مستعار چند روزہ ہے ۔ چنانچہ مہمان جانے والا ہے اور مستعار چیز واپس ہونے والی ہے اس سلسلے میں ایک شاعر کا کلام ہے ؎

وَالْمَالُ وَالْاَهْلُوْنَ اِلَّا وَدِیْعَةٌ
وَلَا بُدَّ یَوْمًا اَنْ تُرَدَّ الْوَدَائِعُ

مال اور مال والے سب امانت ہیں ایک دن ضرور آئے گا کہ امانتیں واپس چلی جائیں گی ۔

حضرت رابعہ بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس کچھ لوگ آئے ۔ انھوں نے دنیا کا ذکر کیا اور اس کی مذمت کرنے لگے ۔ انھوں نے فرمایا : دنیا کے ذکر سے خاموش رہو ۔ اگر تمھارے دلوں میں اس کی عزت نہ ہوتی ، تو اس کثرت کے ساتھ اس کا ذکر نہ کرتے ۔ یاد رکھو جو کسی چیز سے محبت کرتا ہے وہ اس کو بہت یاد کرتا ہے ۔

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا :۔ آپ کیسے ہیں؟ فرمایا ؎

نُرَقِّعُ دُنْیَانَا بِتَمْزِیْقِ دِیْنِنَا
فَلَا دِیْنُنَا یَبْقٰی وَلَا مَا نُرَقِّعُ

ہم دین کو پھاڑ کر دنیا کی مرمت کرتے ہیں اب نہ دین باقی رہتا ہے نہ جس کی مرمت کرتے ہیں ۔

فَطُوْبٰی لِعَبْدٍ اٰثَرَ اللّٰهَ رَبَّهٗ
وَجَادَ بِدُنْیَاهُ لِمَا یَتَوَقَّعُ

پس اس بندے کے لیے خوشخبری ہے جس نے اپنے رب کو ترجیح دی اور آنے والے دور کے لیے دنیا کی سخاوت کر ڈالی ۔

اسی مفہوم میں ایک اور شاعر کا کلام ہے :۔

اَرَی طَالِبَ الدُّنْیَا وَاِنْ طَالَ عُمْرُہٗ
وَنَالَ مِنَ الدُّنْیَا سُرُوْرًا وَ اَنْعُمًا

میں طالب دنیا کو دیکھتا ہوں چاہے یہ اس کی عمر طویل ہو اور اس نے دنیا کی مسرتیں اور نعمتیں ہی دیکھی ہوں۔

کَبَانٍ بَنٰی بُنْیَانَہٗ فَاَقَامَہٗ
فَلَمَّا اسْتَوٰی مَا قَدْ بَنَاہُ تَہَدَّمَا

جیسے تعمیر کرنے والا، اس نے عمارت تعمیر کی اور اسے ٹھیک کیا جب مکمل ہوئی جو اس نے بنائی تھی تو وہ گر گئی۔

ھَبِ الدُّنْیَا تُسَاقُ اِلَیْکَ عَفْوًا
اَلَیْسَ مَصِیْرُ ذٰلِکَ اِلَی انْتِقَالٖ

تو دنیا کو یہ سمجھ کر تیری طرف خود چلی آتی ہے کیا یہ حرکت انتقال کی طرف اشارہ نہیں ہے۔

وَمَا دُنْیَاکَ اِلَّا مِثْلُ فَیْءٍ
اَظَلَّکَ ثُمَّ آذَنَ بِالزَّوَالٖ

تیری دنیا تو نرا سایہ ہے جس نے تجھ پر سایہ کیا پھر چل دیا

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو کہا: اے بیٹا! آخرت کے بدلے میں اپنی دنیا فروخت کر دے دونوں کا نفع ہو گا۔ اور آخرت کو دنیا کے عوض فروخت نہ کرنا ورنہ دونوں کا خسارہ ہو گا۔

مطرف بن شخیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:۔ بادشاہوں کی زندگی نزاکت اور ان کی دولت کا آرام مت دیکھ بلکہ یہ دیکھ کہ کتنی جلدی وہ کوچ کر جاتے ہیں اور کتنی جلدی ان کا برا انجام سامنے آتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ نے

دنیا کے تین حصے کیے۔ ایک حصہ مومن کے لیے، ایک حصہ منافق کے لیے اور ایک حصہ کافر کے لیے۔ اب مومن تو زادِ راہ لیتا ہے۔ منافق زیب و زینت کرتا ہے اور کافر نفع حاصل کرتا ہے (یعنی صرف دنیا کے مزے ہی لوٹتا ہے)

ایک بزرگ کا قول ہے:۔

"دنیا مردار ہے جو اس سے کچھ لینا چاہے اسے چاہیے، کہ کتوں کے مقابلہ پر صبر کرے"۔

ایک شاعر کا کلام ہے ؎

یَا خَاطِبَ الدُّنْیَا اِلٰی نَفْسِہَا
تَنَحَّ عَنْ خِطْبَتِہَا تَسْلَمِ

اے دنیا کو اپنی طرف بلانے والے اس کو بلانے سے باز آجا تو سلامت رہے گا۔

اِنَّ الَّتِیْ تُخَاطِبُ غَدَّارَۃٌ
قَرِیْبَۃُ الْعُرْسِ مِنَ الْمَاْتَمِ

جس کو تو بلاتا ہے وہ غدار ہے اس کی شادی کے بعد ماتم بھی قریب ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا اس قدر بے وقعت ہے کہ دیکھو! دنیا میں ہی نافرمانی ہوتی ہے اور خدا کے ہاں اسی قدر ملتا ہے جس قدر دنیا کو ترک کر دے۔ ایک شاعر کا کلام ہے ؎

اِذَا امْتَحَنَ الدُّنْیَا لَبِیْبٌ تَکَشَّفَتْ
لَہٗ عَنْ عَدُوٍّ فِیْ ثِیَابِ صَدِیْقٍ

جب عقل مند آدمی دنیا کا امتحان لے تو وہ اس کے سامنے دوست کے لباس میں دشمن ثابت ہوتی ہے۔

ایک شاعر نے کہا ہے

یَا رَاقِدَ اللَّیْلِ مَسْرُوْرًا بِاَوَّلِہٖ
اِنَّ الْحَوَادِثَ قَدْ یَطْرُقْنَ اَسْحَارًا

اے رات کے ابتدائی حصہ میں خوش خوش سونے والے!
کاہے سحری کے وقت مصائب آن دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں۔

اَفْنَی الْقُرُوْنَ الَّتِیْ کَانَتْ مُنَعَّمَۃً
کَرُّ الْجَدِیْدَیْنِ اِقْبَالًا وَّاِدْبَارًا

نئے نئے آنے جانے والے حوادث نے کئی صدیوں کو برباد کر دیا جو کہ پر نعمت تھیں۔

کَمْ قَدْ اَبَادَتْ صُرُوْفُ الدَّھْرِ مِنْ مَلِکٍ
قَدْ کَانَ فِی الدَّھْرِ نَفَّاعًا وَّضَرَّارًا

زمانہ کے الٹ پھیر نے کئی بادشاہوں کو ہلاک کر دیا جو کسی وقت یعنی بڑے بڑے ستم گر یا منصف مزاج تھے۔

یَا مَنْ یُّعَانِقُ دُنْیَا لَا بَقَاءَ لَہٗ
یُمْسِیْ وَیُصْبِحُ فِیْ دُنْیَاہُ سَفَّارًا

اے فانی دنیا سے گلے ملنے والے یہ دنیا، تو صبح و شام سفر میں ہے۔

ھَلَّا تَرَکْتَ مِنَ الدُّنْیَا مُعَانَقَۃً
حَتّٰی تُعَانِقَ فِی الْفِرْدَوْسِ اَبْکَارًا

تو دنیا سے گلے ملنا کیوں بند نہیں کرتا۔ تاکہ فردوس کی حوروں کو گلے لگا سکے۔

اِنْ کُنْتَ تَبْغِیْ جِنَانَ الْخُلْدِ تَسْکُنُھَا
فَیَنْبَغِیْ لَکَ اَنْ لَّا تَاْمَنَ النَّارَا

اگر تو ہمیشہ کے لیے جنت میں رہنا چاہتا ہے تو تجھے جہنم سے

بے خوف نہیں رہنا چاہیے۔

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو ابلیس کے لشکر اس کے پاس آئے اور کہنے لگے: ایک نبی کی بعثت ہوئی ہے اور ایک امت پیدا کی گئی ہے اس نے کہا:۔ کیا وہ دنیا سے محبت رکھتے ہیں؟ انھوں نے کہا ہاں۔ کہنے لگا اگر وہ دنیا سے محبت رکھتے ہیں تو چنداں پرواہ نہیں کہ وہ بت پرستی نہ کریں میں تین باتیں لے کر صبح شام ان کے پاس جاؤں گا۔

- وہ غلط طریقے سے مال کھائیں
- غلط راستے میں خرچ کریں
- اہل حقوق پر مال خرچ نہ کریں

اور یہیں سے شرارت کی بنیاد پڑتی ہے۔

ایک آدمی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا، یا امیر المومنین دنیا کی تعریف کیجیے کہ یہ کیا ہے؟

فرمایا:۔ دنیا کی تعریف کیا کروں بس ایک گھر ہے جو اس میں تندرست ہے وہ بیمار ہوا، جو محفوظ ہے وہ شرمندہ ہوا جو غریب ہے وہ غمگین ہوا اور جو غنی ہوا وہ فتنہ میں پڑا۔ اس کے حلال پر بھی محاسبہ ہے اس کے حرام پر عذاب ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:۔ جادوگرنی سے بچو! اس لیے کہ یہ علماء کے دلوں پر بھی جادو کر دیتی ہے۔ یعنی جادوگرنی سے مراد دنیا ہے۔

حضرت ابو سلیمان الدارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔ جب دل میں آخرت ہو تو دنیا اس کا مقابلہ کرتے ہوئے آتی ہے۔ اور دل میں دنیا ہو تو آخرت

اس کا مقابلہ نہیں کرتی اس لیے کہ آخرت ایک مکرم و معزز چیز ہے اور دنیا کمینی ہے مگر یہ بڑی سخت بات ہے۔

ہمارا خیال ہے کہ سیّار بن حکم رحمۃ اللہ علیہ نے زیادہ درست بات کی فرمایا:۔ دنیا و آخرت دونوں ایک دل میں جمع ہو جاتے ہیں جس کا غلبہ ہوگا، دوسرا اس کے ماتحت ہوگا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: جس قدر دنیا جمع ہو گی اسی قدر تیرے دل سے آخرت کا فکر نکل جائے گا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کلام کی تائید کی۔ اور فرمایا:۔
دنیا اور آخرت دو سوکنیں ہیں جس قدر ایک پر خوش ہوں گے۔ دوسری سے اسی قدر محرومی ہوگی۔

ایک بار ان سے دنیا کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:۔ کیا طویل بات کروں یا مختصر:۔ عرض کیا گیا مختصر فرمائیے:۔ فرمایا:۔ اس کے حلال پر محاسبہ ہے اور اس کے حرام پر عذاب ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے:۔ اللہ کی قسم! میں نے ایسے لوگوں (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو دیکھا ہے کہ ان کے نزدیک دنیا کی قدر مٹی سے زیادہ بے وقعت تھی۔ جس پر لوگ چلتے ہیں انھیں سورج کے طلوع ہونے یا غروب ہونے کی پرواہ تک نہ تھی۔

کسی نے سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ سے پوچھا: آپ کا ایسے شخص کے بارے میں کیا خیال ہے؟ جو اللہ کے عطا کردہ مال سے صدقہ کرتا ہے صلہ رحمی کرتا ہے۔ کیا قباحت ہے کہ وہ اس سے عیش بھی کرے فرمایا نہیں اگر وہ کل دنیا کا مالک بھی بن جائے تو روز حساب کے لیے اسے آگے بھیجنا ہوگا جو اس دن اس کے کام آئے۔

حضرت فضیل رضی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اگر مجھے تمام دنیا بصورت

کسب حلال مل جائے مگر آخرت کی بھلائی اس میں نہ ہو تو میں اس سے اس قدر دور بھاگ جاؤں جیسے مردار سے دور ہو جاتے ہیں۔

جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ ملک شام میں داخل ہوئے تو حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ آپ کے استقبال کے لیے ایک اونٹنی پر سوار ہو کر آئے جس کی نکیل ایک معمولی رسی تھی۔ جب فاروق اعظم آپ کے خیمہ میں تشریف فرما ہوئے تو دیکھا وہاں ایک اونٹ کا کجاوہ ایک تلوار ایک ڈھال کے سوا کچھ نہ تھا۔ آپ نے دریافت کیا اس کے علاوہ آپ کا کوئی اور سامان بھی ہے؟ انھوں نے عرض کیا۔ میرے آرام کے لیے یہی کچھ کافی نہ ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ۔بنی اسرائیل نے دنیا کی محبت میں ڈوب کر اللہ کی عبادت چھوڑ کر بتوں کی عبادت شروع کر دی تھی۔

حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ کا قول ہے: بدن کے لیے غذا دنیا سے حاصل کرو اور دل کے لیے غذا آخرت سے لو۔

وہب رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ دنیا عقل مندوں کی غنیمت اور جاہلوں کی غفلت ہے اس سے نکلے بغیر اسے نہیں جان سکتے۔ جب واپسی کا سوال کیا گیا تو اسے رد کر دیا گیا۔

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا: اگر تو دنیا سے بے رغبت رہا اور آخرت کی طرف متوجہ رہا تو یقین رکھ تو اس گھر کے قریب پہنچ گیا جو اس سے بہت زیادہ بہتر ہے۔

حضرت سعید بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد: اگر تو کسی بندے کو دیکھے جس کی دنیا بڑھ رہی ہو اور آخرت کم ہو رہی ہو وہ اس حالت میں خوش ہے تو سمجھ لو یہ فریب ہے جس میں گھر چکا ہے۔ اور سمجھ نہیں رہا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا: میں نے تم جیسی قوم نہیں دیکھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس چیز سے پرہیز کرتے رہے تم اس میں مگن ہو۔ واللہ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے تین دن نہیں گذرے کہ ان پر انکے مال سے زیادہ قرض نہ ہو۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا (السجدہ ۲۲) "تمھیں دنیا کی زندگی فریب نہ دے جائے"، پڑھ کر فرمایا جانتے ہو یہ کس کا فرمان ہے۔ یہ دنیا کس نے پیدا کی اس سے زیادہ کون آگاہ ہے؟

مصروفیاتِ دنیا سے بچ کر رہو اگر مصروفیت کا ایک دروازہ کھلے تو دس دروازے خود بخود کھل جائیں گے۔

آپ نے مزید فرمایا: انسان کتنا مسکین ہے وہ ایسے گھر پر خوش ہے جس کے حلال کا حساب اور حرام پر عذاب ہوگا۔ اگر حلال کمائی کی تو اس کا حساب لیا جائے مگر حرام پر سخت سزا ہوگی۔ انسان اپنے مال کو کم سمجھتا ہے مگر اپنے اعمال کو کم نہیں گردانتا۔ دین کی مصیبت پر خوش ہے اور دنیاوی مصیبت پر آہ و فغاں کرتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا السلام علیکم اما بعد گویا تم آخری ہو جس پر موت مقرر ہوئی اور جو مر چکا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ نے جواب دیا السلام علیکم گویا آپ اس دنیا میں ہی نہیں اور آپ ہمیشہ آخرت میں ہی رہتے ہیں۔

حضرت فضیل بن عباس رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: دنیا میں آنا آسان ہے مگر اس سے نکلنا دشوار ہے۔

ایک صوفی کا قول ہے: اس شخص پر انتہائی تعجب اور حیرانگی ہے جو موت کو برحق ماننے اور جہنم کو سمجھتے ہوئے بھی ہنستا ہے دنیا کی ہلاکتوں کو دیکھ کر مطمئن ہے اور تقدیر کو یقینی قرار دے کر بھی غم زدہ ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ کے پاس نجران کا ایک شخص آیا جس کی عمر

دو سو سال بھی آپ نے دریافت کیا تم نے دنیا کو کیسا پایا؟ اس نے جواب دیا، بعض سال مصائب کے اور بعض راحت کے۔ ایک دن آسانی دوسرا دن تنگی کا۔ ایسے ہی ایک رات سکھ کی دوسری رات دکھ کی۔ ایک رات بچہ پیدا ہوا دوسری رات فوت ہو گیا۔ اگر پیدائش نہ ہوتی تو مخلوق ختم ہوجاتی اگر موت نہ ہوتی تو دنیا اہلِ دنیا پر تنگ ہوجاتی۔

آپ نے فرمایا: مانگو کیا مانگتے ہو اس نے کہا میری عمر رفتہ لوٹا دو یا موت آنے سے ہٹا دو۔ فرمایا میں اس کا اختیار نہیں رکھتا تو اس نے کہا پھر آپ سے مجھے کوئی کام نہیں۔

حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اے انسان! تو امیدوں کو حاصل کرنے سے خوش ہے حالانکہ تو اجل گرفتہ ہے تو نیک اعمال کو ٹالتا رہا گویا وہ تیرے لیے نہیں کسی دوسرے کے کام آنے تھے۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: جو شخص اللہ سے دنیا کا طلبگار ہے وہ اللہ کی بارگاہ میں حساب دینے کے لیے بہت دیر تک ٹھہرے رہنے کا سوال کرتا ہے

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے: دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں جو باعث مسرت ہو بلکہ ہر چیز کے ساتھ اللہ نے دکھ لگا دیا ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: انسان دل میں تین حسرتیں لے کر مرتا ہے:۔

- جمع کردہ مال سے سیر نہ ہوا
- اپنی خواہشات کی تکمیل نہ کر سکا۔
- آخرت کے لیے نیک عمل آگے نہ بھیج سکا۔

ایک صوفی سے سوال کیا گیا کیا آپ کو غنا حاصل ہوا؟ اس نے جواب دیا: غنا تو اسے حاصل ہوا جو دنیا کی غلامی سے آزاد ہوا۔

حضرت ابو سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:۔ دنیا کی خواہشات سے وہی روکتا ہے،

جس کے دل میں آخرت کی لگن ہوتی ہے۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے: ہم نے دنیا کی محبت پر مصالحت کر لی ہے اسی لیے ایک دوسرے کو نیکی کا حکم نہیں دیتے اور نہ برائی سے روکتے ہیں نہیں معلوم اللہ کا کون سا عذاب اس سبب ہم پر نازل ہو جائے۔

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: دنیا سے معمولی سی رغبت بھی آخرت سے بے۔ تجہی پیدا کر دیتی ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: دنیا کو بے قدر جانو یہ اپنے بے قدر قرار دینے والوں پر بہت آسان ہے۔

مزید فرمان ہے:۔ جب اللہ کسی بہتری کا ارادہ کرتا ہے تو اسے فراخی سے مال دنیا عطا کرتا ہے جب وہ صرف کر دیتا ہے تو ار ز دے دیتا ہے، جب وہ اسے حقیر قرار دے دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بے حساب مال و دولت سے نوازتا ہے

ایک مرد صالح نے دعا کی: اے آسمان کو زمین پر گرنے سے روکنے والے مجھے دنیا سے بے نیاز کر دے۔

جناب محمد بن المکندر رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: قیامت کے روز ایسے آدمی پیش ہوں گے جو ہمیشہ روزہ رکھیں اور افطار نہ کریں۔ رات بھر عبادت کرتے گذاریں اللہ کی راہ میں خرچ کریں اور جہاد کریں۔ حرام سے بچے ان کے بارے میں کہا جائیگا یہ وہ ہیں جنھوں نے اللہ نے جن چیزوں کو حقیر قرار دیا انھوں نے اپنے لیے بڑی تصور کیں۔ اللہ نے آخرت کو عظیم قرار دیا مگر انھوں نے پرواہ نہ کی۔ اب انکو دیکھے کیا حال ہے ہم میں کون۔ ہے، جو دنیا کو عظیم نہیں سمجھتا اس کے علاوہ گناہوں کا بوجھ اپنے اوپر لاد رکھا ہے۔

ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے: دنیا اور آخرت دونوں میں مشقت ہے فرق اتنا ہے کہ آخرت کی مشقت پر کوئی معاون نہیں ہوگا اور دنیا کی مشقت سے جس طرف بڑھنے کے لیے کوشش کر دگے وہاں کوئی نہ کوئی پہلے سے موجود ہوگا۔

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :۔ دنیا آسمان اور زمین کے درمیان پرانے مشکیزہ کی طرح معلق ہے جب وہ اللہ سے ناپسندیدگی کے بارے میں التجا کرتی ہے تو اللہ فرماتا ہے اے ناچیز خاموش رہ

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے : جس دل کا شکار دنیا کی محبت اور گناہ کر چکے اب اس میں بھلائی کیسے سمائے گی ۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : جس کسی کا دل دنیاوی اشیاء سے خوش ہو گیا وہ دانائی سے دور ہوا۔ جس نے خواہشاتِ دنیاوی کو اپنے پاؤں تلے پامال کیا شیطان اس کے سایے سے بھی بھاگتا ہے جس کا علم خواہشات پر غالب ہوا حقیقت میں وہ غالب ہے ۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا : کہ فلاں شخص فوت ہو گیا فرمایا دنیا جمع کی اور آخرت ضائع کر گیا لوگوں نے اس کے نیک کاموں کا ذکر کیا ۔ فرمایا یہ نفع بخش صرف اس صورت میں ہوں گے اگر اس نے مالِ دنیا جمع نہ کیا ہو ۔

ایک مرد صالح کا قول ہے :۔ دنیا ہم سے نفرت کرتی ہے مگر ہم اس کے پیچھے بھاگتے ہیں اگر وہ محبت کرتی تو اللہ ہی جانتا ہے پھر ہمارا کیا حال ہوتا ۔

ایک دانا سے سوال کیا گیا دنیا کس کے لیے ہے فرمایا : جو اسے چھوڑ کر اس سے کنارہ کش ہو جائے ۔ پھر سوال کیا گیا ۔ آخرت کس کے لیے فرمایا : جو اسے طلب کرے ۔

ایک دانا کا قول ہے دنیا ایک ویران گھر ہے جو دل اسے آباد کرے وہ اس سے بھی ویران ہے اور جنت آباد گھر ہے جو اس کا طلبگار ہو وہ اس سے زیادہ آباد ہو گا ۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ارشاد ہے : کہ وہ ایسے مردِ حق، حق گو تھے کہ انھوں نے اپنے بھائی کو اللہ کا خوف یاد دلاتے ہوئے کہا بھائی ! یہ دنیا لغزشوں کی جگہ ہے اور رسوا کرنے والا گھر ہے

یہ برباد کرنے والا ہے۔ قبروں میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہیں یہ لوگ عنقریب بکھر جائیں گے اس کی کثرت تنگی ہے اور تنگی تو انگری ہے لہذا اللہ کی پناہ کا متلاشی ہو۔ اللہ کے عطا کردہ رزق پر قانع رہ۔ فانی گھر میں رہ کر اصلی گھر سے غافل نہ رہ۔ کیونکہ زندگی ختم ہونے والا سایہ اور گرتی ہوئی دیوار ہے۔ زیادہ عمل کرتے ہوئے امیدیں مختصر کر۔ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص سے فرمایا خواب میں ایک درہم لینا تجھے زیادہ پسند ہے کہ بیداری میں ایک دینار۔ اس نے کہا بیداری کا ایک دینار لینا زیادہ پسند ہے فرمایا تم غلط کہتے ہو اس لیے کہ دنیا میں جو تم پسند کرتے ہو وہ ایسا ہی ہے جیسا تم خواب میں لینا پسند کرو جس کو تم آخرت میں لینا پسند نہیں وہ تم بیداری میں پسند نہیں کرتے۔

حضرت اسماعیل بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: ہمارے رفقاء دنیا کو خنزیر کا نام دے کر کہتے ہیں: اے خنزیر ہم سے دور ہو جا اگر وہ خنزیر سے بھی بدتر نام پاتے تو وہی نام رکھ دیتے۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تم نے دنیا سے اس قدر محبت کی ہے کہ اب اسے پوجنے لگے ہو۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ دانا تین ہیں۔ ایک جس نے دنیا کو چھوڑنے سے پہلے اسے ترک کر دیا۔ دوسرا قبر میں جانے سے پہلے اسے بنا لیا اور تیسرا وہ جس نے اللہ کی بارگاہ میں حاضری سے قبل اسے راضی کر لیا۔

مزید فرمایا:۔ دنیا کی تمنا ہی انسان کو اللہ کی یاد سے روک دیتی ہے۔ اگر انسان سراپا دنیا کا ہو جائے تو اس کا کیا حال ہو گا؟

حضرت بکر بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:۔ جو شخص دنیا سے مستغنی دنیا کے ذریعہ سے ہونا چاہیے وہ ایسے ہے جیسے سوکھے گھاس سے آگ بجھائے

جناب بندار رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے: جب تو دنیا سے کنارہ کشی کرنے کی باتیں اہل دنیا سے سنے تو سمجھ لینا کہ شیطان کے مرید ہیں۔

مزید فرمایا :۔ جو دنیا کی طرف راغب ہو تو یاد رکھ اسے حرص کے شعلوں نے اسے راکھ بنا دیا جو آخرت کی طرف مائل ہو تو اس کے شعلوں نے اسے کندن بنا دیا اور جس نے اللہ کی طرف توجہ کی اس کی وحدت کی آگ نے اسے جلا کر انمول ہیرا بنا دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔ دنیا چھ چیزیں ہیں۔ کھانا، پینا، لباس، سواری، نکاح اور خوشبو۔

سب سے بہتر کھانے کی چیز شہد ہے۔ مگر یہ مکھیوں کی چار ہے پینے کی سب سے اعلیٰ چیز پانی ہے لیکن اس میں سب اچھے برُے شریک ہیں پہننے کی سب سے عمدہ چیز ریشم ہے لیکن وہ کیڑے کا بنا ہوا ہے۔ سب سے بہتر سواری گھوڑے کی ہے اسی پر انسان کو قتل کیا جاتا ہے۔ شادی کے لیے عورت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں مگر مباشرت کے سوا کس کام کی۔ عورت کو خوب سنوارا جاتا ہے مگر اس کی فرج کی چاہت ہوتی ہے۔ بہترین خوشبو مشک ہے لیکن وہ بھی خون ہے۔

بس پہچان لو دنیا کیا چیز ہے۔

۳۲

ترکِ دنیا

تارکینِ دنیا کا کہنا ہے کہ نیک عمل کرو۔ اللہ سے ڈرو۔ اُمید سے فریب نہ کھاؤ موت کو نہ بھولو۔ دنیا سے بے رغبت رہو۔ یہ تمہارے سامنے دلہن کی طرح بن سنور کر آتی ہے دل فدا ہو جاتے ہیں روحیں اس پر فریفتہ رہتی ہیں یہ اپنے کتنے عاشقوں کا خون بہا چکی ہے کتنے اس سے تسکین کی خاطر ذلیل و رسوا ہو چکے ہیں اگر بہ نگاہِ حقیقت اس کا مطالعہ کرو تو معلوم ہوگا یہ دنیا مصائب کا گھر ہے اس کا نیا پرانا ہو کر رخصت ہو جاتا ہے اس کی حکومت کا خاتمہ بالجبر ہو جاتا ہے اس کا معزز ذلیل ہو جاتا ہے اس کی کثرت ہمیشہ قلت میں تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ یہاں کی محبت فانی ہے اور بھلائی رخصت ہوتی رہتی ہے۔

اللہ تم پر رحمت کرے غفلت کی نیند سے جاگ اٹھو قبل اس کے یہ کہا جائے کہ فلاں بیمار ہے اس کے آخری لمحات ہیں پھر دوا پلائی جائے گی طبیب آئیں گے شفا نہ ہوگی پھر وصیت کریگا اس کا سال شمار ہوگا۔ پھر زبان بند ہو جائے گی اب وہ عزیزوں کو نہ پہچان سکے گا اور نہ ہمسایوں کو شناخت کرے گا۔ پھر پیشانی پر قطرے اُبھر آئیں گے موت کے سائے منڈلانے لگیں گے۔ پھر روح رخصت ہو جائے گی عزیز و اقارب اکٹھا ہونگے۔ کفن پہنا کر دفن کر آئیں گے روح آسمان کی طرف جائے گی تیرے احباب تیرا مال سمیٹیں گے اور تو اعمالِ سزا تنہا پا رہا ہوگا۔

ایک بزرگ نے ایک بادشاہ سے کہا: کہ دنیا کو چھوڑ دینے کا سب سے زیادہ مستحق وہ ہے جو مالدار ہے کیونکہ وہ دولت کے بل بوتے پر اپنے کام انجام دے رہا ہے۔ اُسے چاہیے کہ دنیا کی مذمت کرے اسے خطرہ ہے کہ مال پر آفت نہ آئے حالانکہ وہ مال اپنی ضرورت پر خرچ کرنے اور دوستوں اور احباب میں تقسیم کرنے میں

جبل ہے اس پر کوئی مصیبت یا افتاد آپڑے الغرض دنیا زیادہ قابلِ مذمت ہے جب یہ دنیادار کو ہنساتی ہے تو دوسرا ابھی ہنس رہا ہوتا ہے لیکن جب یہ رُلاتی ہے تو دوسرا ابھی رو رہا ہوتا ہے ایک کو دے رہی ہے اور دوسرے سے چھین رہی ہے آج جس کے سر پر تاج ہے کل وہ زیرِ زمین دفنایا جا رہا ہوتا ہے دنیا کے نزدیک جو گیا اور جو باقی رہ گیا سب کے سب برابر اور فانی ہے ایک جا رہا ہے اور دوسرا آ رہا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمتہ اللہ علیہ کو لکھا یہ دنیا کوچ کا مقام ہے ٹھہرنے کی جا نہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کو سزا کے طور پر دنیا میں اُتارا گیا۔ لہٰذا امیر المومنین اس سے دور رہیے۔ اس کا توشہ اس سے کنارہ کش رہنا ہے ہر لمحہ وہ قتل ہو رہے ہیں جس نے اس کی تعظیم کی وہ ذلیل ہوا جس نے اس کا مال جمع کیا وہ فقیر ہوا یہ زہر ہے جسے لاعلمی میں کھا کر انسان ہلاک ہو جاتا ہے لہٰذا اس میں ایسے رہو جیسے کوئی زخم کا علاج کرتا ہو لہٰذا علاج ابتدا میں ہی ہونا چاہیے بیماری کے اضافہ کی صورت میں دوا کی تلخی پر صبر کرو۔ یہ فریب دینے والی ہے جو خوب بن سنور کر سامنے آتی ہے اس کے پھیلائے ہوئے مکر کے جال سے بچیئے۔ اس نے فریب کو زینت بنا رکھا ہے امیدیں لاتی ہے اور باتوں ہی باتوں میں ٹالتی ہے لیکن دل ہیں کہ اس پہ مائل ہیں لوگ اس پہ فدا ہیں لیکن سب کا اس سے مختصر واسطہ ہے یہ تمام چاہنے والوں کو ختم کرتی اور مٹاتی چلی آتی ہے لیکن عاقل اس سے نصیحت حاصل کرنے سے گریز کرتے ہیں۔

جب کوئی عاشق اسے پالیتا ہے تو وہ گمراہ ہو جاتا ہے کیونکہ وہ اس میں از خود رفتہ ہو کر اس میں اس قدر مصروف ہو جاتا ہے کہ اپنی آخرت کو بھول جاتا ہے پھر قدم ڈگمگاتے ہیں تو حسرت اس پر اپنا تسلط جمالیتی ہے پھر دکھوں کا غلبہ ہوتا ہے۔ پھر مطلوب کو نہ حاصل کرنے کا غم پھر نا امیدی بعد ازاں موت کی سختیاں ان کے بعد اس کی روح سرمایہ آخرت کے بغیر تہی دامن ہوتی ہے۔

امیر المومنین دنیا سے بچیے کیونکہ انسان جب دنیاوی مسرتوں میں کھو جاتا ہے تو وہ اسے فریب میں مبتلا کر دیتی ہے اس سے ہر فائدہ پانے والا خود فریب خوردہ ہوتا ہے اس کی دسعت میں فریب کھو کر دکھوں میں لپٹی ہوئی خوشیاں وصول کرتی ہے جو اس کا ہوا وہ واپس نہیں لوٹا۔ انجام سے بے خبر اس کی امیدیں جھوٹی، تمنائیں باطل، اس کا عیش مختصر، اس کا آئینہ دل تکدر، اس کی نعمتیں پر خطر اور غم زدہ، اللہ کے ہاں اس دنیا کی کوئی قدر نہیں نہ ہی اس نے اس پر رحمت کی نظر ڈالی ہے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیا کے خزانوں کی کنجیاں پیش کی گئیں مگر آپ نے لینے سے انکار فرما دیا۔ کیونکہ اللہ کے نزدیک اس کی حیثیت ایک مچھر کے پَر کے برابر بھی نہ ہے۔ اگر حضور اسے قبول فرما لیتے تو تب بھی اللہ کے خزانوں میں فرق نہ پڑتا۔

دیکھنا کہیں اس کی محبت میں حکم رب العزّت کی مخالفت نہ ہو اور نہ ہی اسکی الفت میں اللہ کی ناراضگی کا سودا کر بیٹھو۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اہلِ ایمان سے بطور آزمائش واپس لے لیا اور اپنے دشمنوں کو اس کی دولت سے مالا مال کر دیا۔ جو بیوقوف اسے حاصل کر لیتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ اللہ نے اسے عزت دی اور اسے یاد نہیں رہتا کہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے شکم مبارک پر پتھر باندھتے تھے۔

حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا جب تو دولت کو اپنے پاس آتا دیکھے تو سمجھ لینا کسی گناہ کی سزا آرہی ہے جب فقر و فاقہ آئے تو اسے خوش آمدید کہنا کیونکہ یہ صالحین کی آمد کی نشانی ہے اے لوگو! اگر چاہو تو عیسیٰ علیہ السلام کے نقشِ قدم پر چلو۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ بھوک میری کھال، خوفِ الٰہی میری عادت، صوف میرا لباس، سردی میں سورج کی کرنیں میری آگ، چاند میرا چراغ پاؤں میری سواری، زمین کی سبزیاں میری خوراک نہ صبح میرے پاس کچھ ہوتا ہے نہ شام

مگر دنیا میں مجھ سے بڑھ کر کوئی غنی نہیں۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو فرعون کی طرف بھیجا تو فرمایا اس کی ظاہری شان و شوکت سے مرعوب نہ ہونا۔ کیونکہ میری اجازت کے بغیر وہ بول بھی نہیں سکتا نہ سانس لے سکتا ہے اور نہ ہی آنکھ جھپک سکتا ہے۔ اس کی پیشانی میرے ہاتھ میں ہے۔ جب فرعون وہ معجزہ دیکھے گا جو میں نے تمھیں عطا کیا تو اپنے عجز کا اقرار کرے گا تم کو دنیا اور اس کی نفع اندوزی تعجب میں نہ ڈالے میں نے تم سے دنیا کو پوشیدہ کر لیا ہے اور تمھاری توجہ اس سے ہٹا دی ہے۔ میں اپنے دوستوں کو دنیاوی نعمتوں سے دور کر دیتا ہوں۔ جیساکہ شفیق گڈریا اپنے ریوڑ کو ہانک کر محفوظ جگہ لے جاتا ہے۔ یہ میرے ہاں بے وقعت نہیں بلکہ میری خواہش یہ ہے کہ وہ سلامتی سے اکرام اور اعزاز حاصل کرلیں۔ میں اپنے دوستوں کو انکساری، خوف، خضوع اور خشوع سے آراستہ کرتا ہوں جن کا اثر ان کے جسموں پر نمایاں ہوتا ہے۔ یہی ان کا لباس یہی ان کا ظاہر اور باطن ہے۔ اسی کو وہ ذریعہ نجات قرار دیتے ہیں اپنے اللہ سے وہ امید کرم رکھتے ہیں۔ یہی بات ان کے لیے قابلِ عزت ہے اور تقویٰ اور پرہیزگاری ان کی علامت ہے جس سے وہ صاف پہچانے جاتے ہیں۔ جب ان سے ملو تو انکساری سے ملو، دل و جان سے ان کا احترام کرو یاد رکھو جس نے میرے دوست کو ڈرایا، اس نے میرے ساتھ جنگ کی۔ میں قیامت اور دنیا میں اس سے مقابلہ کرنیوالوں سے بدلہ لوں گا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن خطبہ میں فرمایا:۔

یاد رکھو! تمھاری موت قریب ہے۔ مرنے کے بعد تمھیں زندہ کیا جائے گا پھر تمھارے اعمال کا محاسبہ ہوگا۔ تمھیں دنیا اپنے دھوکے میں مبتلا نہ کر دے یہ مصائب میں لپٹی ہوئی ہے یہ ناپائیداری میں مصروف اور دھوکہ اس کی پہچان اس کی ہر چیز ردیہ زوال ہے۔ دنیاوی نعمتیں آنی جانی ہیں ہمیشہ ایک حال میں نہیں رہتی

اس کی مصیبتوں سے بچنا مشکل لوگوں پر کبھی تنگی اور کبھی فراخی آتی رہتی ہے حالات بدلتے رہتے ہیں کبھی زندگی میں تنگی اور فراخی آتی ہے ۔ ہمیشہ حالات ایک جیسے نہیں رہتے۔ یہ اپنی کمان سے تیر کا نشان بناتی رہتی ہے اور انھیں موت کا مزہ چکھاتی رہتی ہے ۔

اے اللہ کے بندو! یادرکھو جس دنیا میں تم آباد ہو تم سے پہلے لوگ آباد تھے۔ جو طویل عمر والے اور بہت طاقت ور تھے ۔ جو چل دیئے انھوں نے تم سے زیادہ دنیا کو آباد کیا جیسا کہ ان کے آثار ظاہر کرتے ہیں ۔ مگر آج ان کی آوازیں ختم ہیں ۔ مدت ہوئی انھیں گمنامی میں گئے ہوئے آج ان کے جسم کی ہڈیاں بوسیدہ ہو گئی ہیں ۔ ان کے علاقہ ویران ، ان کے نشانات غائب ، ان کے محلات پیوند زمین ہو چکے ہیں ۔ وہ قبروں میں بند ہیں جو زندہ ہیں ان سے بے خبر ہیں انھیں یہ بھی معلوم نہیں یہاں کوئی آبادی ہے ۔ ہمسایوں سے تعلقات نہیں ۔ برادرانہ تعلقات ٹوٹ چکے ہیں اب ان کے تعلقات کیسے ہو سکتے ہیں جن کو مرورِ زمانہ نے پیس کے رکھ دیا ہے ۔ کیڑے انھیں کھا گئے زندگی ان کی فنا کے گھاٹ اتر گئی اب انکی بزم آرائیاں ختم ہیں وہ مٹی کے نیچے دبے ہوئے ہیں ۔ وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آسکتے ۔ اب سے قیامت تک کا وقت عالم برزخ ہے ۔ جس مصیبت اور تنہائی میں جانا تھا چل پڑے اسی مقام نے قابو کر لیا اب ہولناک عذاب ہوگا ۔ قبروں سے جب اٹھایا جائے گا جو سینوں میں چھپا ہوا ہے وہ ظاہر کیا جائے گا ۔ ایک دن مالکِ کائنات کے سامنے کھڑا کیا جائے گا ۔ اس وقت کیا حال ہوگا گناہوں کے ڈر سے ہوش اڑ جائیں گے تمام عیب ظاہر کیے جائیں گے ہر ایک کو کیے کا اجر ملے گا ۔ اللہ تعالیٰ نے خود وضاحت فرما دی ہے برے اعمال کرنے والوں کو ان کی سزا دے گا ۔ اور نیک کام کا ثواب ملے گا ۔ فرمانِ الٰہی ہے :۔

"برے اپنی برائیوں کی سزا اور نیک اپنی نیکیوں کی جزا پائیں گے ۔"

مزید فرمایا :۔ کہ جب نامۂ اعمال رکھے جائیں گے تو ہر نیک خوب اپنے دیکھے گا۔

اے اللہ ! ہمیں احکام قرآن کا پابند بنا اور اپنے اولیاء کی اتباع کی توفیق عطا فرما کہ ہم تیری رحمت کے سہارے جنت حاصل کرلیں ۔ بے شک تو حمید اور مجید ہے۔

ایک دانا کا قول ہے :۔ دن تیر اور لوگ نشانے ہیں زمانہ ہر روز ایک تیر پھینکتا ہے۔ جس سے شب و روز کی گردش کے ذریعے ہمیں بوڑھا کردیتا ہے آخرکار تمام اعضاءِ جسم ٹوٹ پھوٹ جاتے ہیں۔ گردشِ لیل و نہار کے اثرات سے کیسے ممکن ہے۔ اجسام متاثر نہ ہوں اگر تمھیں اس کا علم ہو جائے تو حیران اور پریشان ہو رہے۔ تجھ پر ایک گھڑی گذارنا دوبھر ہو جائے لیکن سب پر اللہ کی تدبیر حکمران ہے انسان دنیاوی آفات سے محفوظ ہو کر مزے لوٹتا ہے اگر آفاتِ زمانہ سامنے آئے تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کیا حال ہو ؟

یا اللہ ہمیں نیکی کی راہ پر چلا آمین ۔

کسی دانا نے دنیا کے متعلق فرمایا اس میں انسان کا قیام پلک جھپکنے کے برابر ہے اس لیے جو وقت گیا اسے پکڑا نہیں جا سکتا۔ جو وقت آیا نہیں اس کا کیا علم ؟ زمانہ دراصل آنے والا دن ہے جس کی رات موت کی اطلاع دیتی ہے اور دن اس کی گھڑیاں لپیٹ کر جارہا ہے۔ حوادث ، انسان پر گذرتے ہوئے اسے ختم کرتے جارہے ہیں ۔ زمانہ کا یہ دستور ہے کہ وہ جماعتوں کو منتشر کرنا اور آبادیوں کو لٹانا اور سلطنتوں کو بدلنا چلا آتا ہے امید لمبی باندھ رکھی ہے مگر عمر چھوٹی ہے ۔ القصہ تمام معاملات اللہ کے حضور پیش ہونے والے ہیں ۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے خطبہ میں فرمایا اے لوگو ! تمھیں کسی خاص مقصد کے لیے پیدا کیا گیا ہے اگر تم تصدیق کرو تو تم جیسا کوئی بے وقوف نہیں ۔ اگر تم اس کی تکذیب کرتے ہو تو ہلاک کرنے والے ہو۔ تمھیں ہمیشہ نہیں رہنا ،

تم ایک مقام سے دوسرے کی طرف جارہے ہو۔
اے اللہ کے بندو! تم اس گھر میں ہو جہاں تمھارا کھانا غم ہے تمھارا پینا ندامت ہے کوئی نعمت یہاں تکلیف سے خالی نہیں ایک نعمت آتی ہے، تو دوسری چھین لی جاتی ہے حالانکہ اس چھن جانے کو تم ناپسند کرتے ہو تمھیں دائمی زندگی کی طرف جانا ہے لہٰذا وہاں کے لیے عمل کرو۔ اس کے بعد آپ روتے ہوئے منبر سے اتر آئے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ نے خطبہ میں فرمایا:۔
میں تمھیں اللہ سے ڈرنے اور دنیا کو چھوڑنے کی وصیت کرتا ہوں دنیا تمھیں چھوڑنے والی ہے مگر تم اس سے چمٹے ہوئے ہو۔ وہ تمھارے اجسام بوسیدہ کرتی جارہی ہے۔ تم انھیں نیا بنانے کی فکر میں ہو۔ تم مسافر ہو اور دنیا میں آخرت کے لیے زادِ راہ تیار کرنے آئے ہو جس طرح مسافر کو آرام نہیں ہوتا وہ جلد منزل پر پہنچنے کے لیے بے تاب ہوتا ہے لہٰذا تمھیں بھی دنیا میں قرار نہیں ہونا چاہیے۔ شب و روز اعمال صالحہ سے آخرت کی طرف سفر جاری رکھو بہت سے انسان ایسے ہیں جو موت کے قریب پہنچ چکے ہیں ان کی زندگی اور موت میں ایک دن کا وقفہ ہے۔ دنیا کا متلاشی اس کی تلاش میں ہی اسے چھوڑ جاتا ہے۔ لہٰذا اس کے مصائب پر واویلا مت مچاؤ۔ ان سب کا عنقریب خاتمہ ہونے والا ہے۔ اس کے مال و دولت پر خوشی نہ کرو۔ وہ بہت جلد ختم ہو جائے گی۔ طالبِ دنیا کو ما سوائے حیرانگی کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ وہ دنیا تلاش کر رہا ہے اور موت اسے تلاش کر رہی ہے وہ موت سے غافل ہے مگر موت اس سے غافل نہیں۔

حضرت محمد بن الحسین رحمۃ اللہ کا فرمان ہے جب اصحابِ علم و فضل اور اہلِ معرفت اور اہلِ ادب کو اس بات کا علم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو بے وقعت قرار دیا ہے اور اپنے دوستوں یعنی اولیاء کے لیے ناپسند فرمایا ہے

دنیا اللہ کے نزدیک حقیر چیز ہے لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کنارہ کشی اختیار فرمائی ۔ اور صحابہ کرام نے اس کے فریب سے بچے رہنے کی تاکید فرمائی ۔ تو اہلِ علم حضرات نے اس سے درمیانی حصہ لیا ۔ اور باقی کو اللہ کی راہ میں بانٹ دیا ۔ اس فتنے سے بچنے کی خاطر شدید ضرورت کے تحت کھایا اور آخرت کیلیے کثیر حصہ حاجت مندوں میں بانٹ دیا ۔ معمولی کپڑوں سے تن ڈھانپا معمولی غذا سے پیٹ کی بھوک مٹائی ۔ دنیا کو فانی اور آخرت کو جاودانی سمجھ کر صرف ایک سوار مسافر کا زادِ راہ لے کر چلے انھوں نے دنیا کو ویران اور آخرت کو آباد کیا اور ہمیشہ آخرت ان کی توجہ کا مرکز رہی ۔ وہ دلی اور ذہنی طور پر جسموں سمیت آخرت کی طرف روانہ ہو گئے ۔ جس کے بارے میں انھیں یقین تھا کہ بالآخر ادھر سدھارنا ہے ۔ وہ اللہ کی نعمتیں حاصل کریں گے انھیں نہ مصائب سے واسطہ پڑے گا نہ تکالیف پیش آئیں گی ۔ یہ سب کچھ اللہ کی توفیق سے ہے جس کی پسند انھوں نے اپنی پسند جس کی ناپسند کو اپنی ناپسند قرار دیا ۔

۳۴

فضیلتِ قناعت

فقیر کے لیے لازم آتا ہے کہ وہ قانع ہو مخلوق سے لالچ نہ رکھے ۔ نہ مخلوق کے مال پر نگاہ ہو مال کا حریص نہ ہو ضروریاتِ زندگی طعام لباس اور رہائش کے لیے بقدرِ ضرورت کم سے کم مقدار میں حاصل کرے ایک دن یا ایک ماہ سے زائد کا اہتمام نہ کرے اس سے زائد سے طویل امیدوں کی طرف راغب ہو گا ۔

اور قناعت ختم ہو جائے گی وہ حرص اور طمع ہو گی۔ طمع بُرے اخلاق کیطرف لے جائے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :۔ اگر انسان کو سونے کی دو وادیاں بھی عطا کر دی جائیں تو وہ تیسری کا طلب گار نظر آئے گا۔ انسان کے پیٹ کو قبر کی مٹی ہی پُر کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے سورہ براءۃ جیسی ایک سورۃ نازل ہوئی پھر اٹھالی گئی اس سے صرف یہ یاد رہ گیا (اس سے ہمیں سخت اختلاف ہے کہ سورۃ نازل ہوئی پھر اٹھالی گئی یہ قرین صحت نہیں۔ یہ عبارت الحاقی ہے۔ یہ محض عقیدہ "بدا" کے جواز کے لیے اُن الفاظ کو شامل کیا گیا اصل معاملہ یہ ہے کہ راوی نے حدیثِ رسولِ اکرمؐ کو سنا، ذہن میں ان کے یہ آیا یہ وحی الہٰی ہے یہ مغالطہ ہے۔ از مترجم واللہ اعلم) اس میں تھا اللہ تعالیٰ اس دین کی ایسی قوموں سے امداد کروائے گا جن کا دین میں کوئی حصّہ نہیں۔ انسان کو اگر دو وادیاں دولت کی دے دی جائیں تو وہ تیسری کی تمنا کرے گا۔ انسان کا پیٹ قبر کی مٹی ہی بھرے گی۔

"اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرتا ہے"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ دو حریص کبھی سیر نہیں ہوتے طالبِ مال اور طالبِ علم۔

حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :۔ انسان بوڑھا ہو جاتا ہے مگر اس کی دو چیزیں جوان ہو جاتی ہیں حرص اور دولت کی صورت۔ چونکہ یہ چیزیں انسان کو گمراہی کے گڑھے میں پھینک دیتی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قناعت کرنے والے کی تعریف فرمائی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ اس شخص کے لیے خوش خبری ہے جو اسلام کی راہ پر چلا اور زندگی معمولی کفایت پر سبر کرنے پر قناعت کرتا ہے ۔

فرمانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ۔ قیامت کے دن ہر امیر اور فقیر یہ تمنا کرے گا اسے دنیا میں معمولی غذا میسر آتی ۔

آپ نے مزید فرمایا :۔ کثرتِ مال سے غنی نہیں ہوتا بلکہ دل غنی ہونا ہی اصل غنی ہے ۔

آپ نے مالِ دنیا کی حرص اور دنیا کی تلاش اور حصول سے منع فرمایا آپ کا اس سلسلہ میں ایک ارشاد گرامی یوں ہے ۔

اے لوگو ! اچھے طریقہ سے رزق حاصل کرو اس کے لیے کہ بندے کے لیے وہی کچھ ہے جو اس کے مقدر میں لکھ دیا گیا ہے ۔ اور کوئی اپنا رزق ختم کیے بغیر دنیا سے رخصت نہ ہو گا ۔

روایت بیان کی گئی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ تیرا کون سا بندہ زیادہ غنی ہے ؟ حکم ربانی ہوا جو میرے عطا کردہ رزق پر قناعت کرتا ہے ۔ پھر پوچھا عادل کون ؟ جواب ملا جو اپنے آپ سے انصاف کرتا ہے ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ جبرئیل امین نے یہ بات میرے دل میں ڈالی کہ کوئی جان اتنی دیر تک کبھی نہیں مرتی جب تک وہ اپنی مقررہ روزی کو ختم نہ کر لے لہٰذا اللہ سے ڈرو اور طلب کا بہتر انداز اختیار کرو ۔

جناب ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ۔ جب بھوک لگے تو ایک روٹی اور ایک پانی کا پیالہ تیرے لیے کافی ہے دنیا کی اس سے زائد خواہش ہلاکت ہے ۔

حضرت ابو ہریرہ سے فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ آپ نے فرمایا اگر تو پرہیزگار بنے تو سب سے بڑا عابد ہوگا اگر قناعت کرے تو سب سے زیادہ شکر گزار ہوگا اور جو اپنے لیے پسند کرتا ہے وہی دوسروں کے لیے پسند کرے تو مومن ہوگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لالچ سے منع فرمایا حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ سے ہے کہ آپؐ کی خدمت میں ایک عربی حاضر ہوا اس نے عرض کیا مجھے مختصر نصیحت فرمائیے آپ نے فرمایا ہر نماز کو زندگی کی آخری نماز سمجھ کر ادا کر۔ کوئی ایسی بات نہ کر جس پر کل معذرت کرنی پڑے اور لوگوں کے مال سے اُمید نہ رکھ۔

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہم سات آٹھ یا نو آدمی حضورؐ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا کیا تم رسول اللہ کی بیعت نہیں کرتے؟ چنانچہ ہم نے بیعت کی ہم سے کسی نے سوال کیا آپؐ نے ہم سے کس چیز کی بیعت لی ہم تو پہلے ہی بیعت ہیں آپؐ نے فرمایا اللہ کی عبادت کرو اسے لاشریک سمجھو پانچ نمازیں پڑھو سنو اور اطاعت کرو آپؐ نے ایک بات آہستہ کہی پھر فرمایا لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کرو۔ راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد اصحابہ کرام رضؓ کا یہ حال تھا کسی کا اگر کوڑا گر گیا وہ کسی دوسرے سے نہ کہتا کہ مجھے اٹھا کر دے دو۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے۔ طمع کا ترک کرنا فقر ہے اور لوگوں سے ناامید ہونا غنی ہے جو لوگوں کے مال و دولت سے نااُمید رہتا ہے وہ سب سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔

کسی دانا سے پوچھا گیا غنی کون ہے؟ اس نے جواب دیا جس کی امیدیں مختصر اور کم پر گذر اوقات کر کے راضی بارضا رہے۔ وہ غنی ہے۔ اسی کے لیے شاعر نے کہا۔

- عیش کی گھڑیاں چند ہیں اور نمایاں کارناموں کے لیئے وقت کم ہے۔
- اپنی زندگی میں قناعت کر گیں تو خوش رہے گا اگر خواہشات کو چھوڑ دے گا

تو آزاد ہو جائے گا۔

• بہت سے لوگ موت کے بعد سونا چاندی اور لعل و جواہر چھوڑ کر مرتے ہیں۔

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ کی عادت تھی خشک روٹی کو بھگو لیتے اور پانی سے کھا لیتے اور فرماتے جو اس مقدار پر قناعت کرے گا اسے کسی قسم کی محتاجی پیش نہ آئے گی۔

•

حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تمھاری بہترین دنیا وہ ہے جس کی بدولت تم پر کوئی آفت نہ آئے اور بہترین تمھاری وہ دولت ہے جو تمھارے ہاتھوں سے نکل گئی۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ ہر روز ایک فرشتہ پکارتا ہے کہ اے انسان گمراہ کرنے والے بہت سے مال سے وہ معمولی مال بہتر ہے جو تجھے زندہ رہنے میں مدد دے۔

ابن سمیط بن عجلان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اے انسان: تیرا پیٹ بالشت بھر ہے کہیں تجھے جہنم نہ لے جائے۔

کسی دانا سے سوال کیا گیا، تیرا مال کیا ہے؟ اس نے جواب دیا ظاہر میں پاکیزگی باطن میں نیکی اور لوگوں سے نا امیدی۔

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان سے فرمایا:۔ اگر تجھے ساری دنیا کی دولت مل جاتی تو پھر بھی دو وقت کا کھانا تیرا مقدر تھا۔ اب جبکہ میں نے دنیا سے تجھے کھانا عطا کیا اس کا حساب دوسروں پر ڈال دیا۔ کیونکہ میں تیرا محسن ہوں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ کا قول ہے جب تم کوئی حاجت طلب کرو تو تھوڑی سی طلب کرو اتنا نہ مانگو کہ دوسروں پر مصیبت بن جاؤ کیونکہ جو تمھارا مقدر ہے وہ بضرور ملے گا۔

بنی امیہ کے ایک حاکم نے حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ سے اصرار کرتے

ہوئے لکھا کہ مجھے اپنی ضرورت لکھیں۔ انھوں نے جواب دیا میں نے اپنی ضروریات اپنے رب کے سامنے پیش کی ہیں اس نے جو عطا کیا میں نے قبول کر لیا جو روک دیا گیا میں نے اس پر قناعت کی۔

ایک دانا سے سوال کیا گیا: عقل مند کے لیے زیادہ مسرت کی کیا چیز ہے اور کون سی چیز غم دور کرنے کے لیے زیادہ مفید ہے؟ فرمایا اس کیلئے زیادہ باعث مسرت وہ نیک اعمال ہیں جو اس نے آگے بھیج رکھے ہیں اور غم کو سب سے زیادہ دور کرنے والی بات، قضاو قدر پر راضی رہنا ہے۔

ایک دانا کا فرمان ہے: میں نے سب سے زیادہ غمگین لوگ حسد کرنے والے دیکھے اور سب سے زیادہ آرام کی زندگی گزارنے والے قناعت کرنے والے دیکھے اور دکھ پر سب سے زیادہ صبر کرنے والے وہ دیکھے جنھوں نے دنیا کو ترک کر دیا اور سب سے زیادہ ندامت اٹھانے والے وہ عالم دیکھے جو اسلامی احکام میں افراط و تفریط کرتے ہیں۔

ایک شاعر کا قول ہے ؎

أَرْفَهُ بِبَالٍ فَتًى أَمْسٰى عَلٰى ثِقَةٍ
إِنَّ الَّذِيْ قَسَمَ الْأَرْزَاقَ يَرْزُقُهُ

سب سے زیادہ مطمئن وہ جوان ہے جس کو یقین ہوا کہ جس نے روزی تقسیم کی وہ اسے روزی دے گا۔

فَالْعِرْضُ مِنْهُ مَصُوْنٌ لَا يُدَنِّسُهُ
وَالْوَجْهُ مِنْهُ جَدِيْدٌ لَيْسَ يُخْلِقُهُ

اس کی وجہ سے اس کی عزت محفوظ ہے خراب نہیں ہوتی اور اسکی وجہ سے اس کا چہرہ تازہ ہے، ذلیل نہیں ہوتا۔

إِنَّ الْقَنَاعَةَ مَنْ يَحْلُلْ بِسَاحَتِهَا
لَمْ يَلْقَ فِيْ دَهْرِهٖ شَيْئًا يُؤَرِّقُهُ

جو بھی قناعت کے میدان میں پورا اترا اسے عمر بھر پریشانی نہیں ہوئی

ایک اور شاعر کا کلام ہے :۔

حَتّٰی مَتٰی اَنَا فِی حِلٍّ وَ تَرْحَالٍ
وَطُوْلِ سَعْیٍ وَ اِدْبَارٍ وَ اِقْبَالٍ

میں کب تک سفر و حضر میں رہوں گا، طویل محنت اور آنے جانے کی مشقت برداشت کروں گا۔

وَنَازِحُ الدَّارِ لَا یَنْفَکُّ مُغْتَرِبًا
عَنِ الْاَحِبَّةِ لَا یَدْرُوْنَ مَا حَالِیْ

اور گھر سے دور رہنے والا ہمیشہ مسافر ہوتا ہے دوستوں سے، وہ نہیں جانتے کہ میرا کیا حال ہے؟

بِمَشْرِقِ الْاَرْضِ طَوْرًا ثُمَّ مَغْرِبِهَا
لَا یَخْطُرُ الْمَوْتُ مِنْ حِرْصِیْ عَلٰی بَالِیْ

کبھی زمین کے مشرق میں پھر کبھی مغرب میں ہے، حرص کی وجہ سے دل پر موت کا ڈر نہیں ہوتا۔

وَلَوْ قَنَعْتُ اَتَانِی الرِّزْقُ فِیْ دَعَةٍ
اِنَّ الْقُنُوْعَ الْغِنٰی لَا كَثْرَةُ الْمَالِ

اگر میں قناعت کرتا تو روزی میری تلاش میں آتی، قناعت ہی غنا ہے کثرتِ مال غنا نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: کیا میں تمھیں بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ کے مال سے کس قدر حلال ہے؟ (فرمایا) میرے سرما اور گرما کے دو جوڑے اور اس قدر کہ حج اور عمرہ کیلیے میری کمر سیدھی رکھے اس کے بعد میری خوراک جیسے قریش کے عام آدمی کی ہے میں نہ ان سے بڑا ہوں اور نہ چھوٹا ہوں۔ اللہ کی قسم میں یہ نہیں سمجھتا کہ یہ مقدار بھی حلال ہے یا نہیں گویا انھوں نے اس مقدار میں شبہ کیا کہ کہیں بقدر کفایت زیادہ نہ ہو اس پر قناعت کرنا لازم ہے

ایک اعرابی نے اپنے بھائی کو حرص پر زجر کی اور کہا: اے میرے بھائی! تو طالب ہے حالانکہ مطلوب روزی تجھے خود تلاش کرتی ہے وہ تجھ سے رہ نہیں جائیگی تو اسے تلاش کرتا ہے جو تیرے لیے کافی ہو چکی ہے اور جو غائب تھا وہ تیرے سامنے کھل چکا اور جس حال میں تو ہے وہ تجھ سے جدا ہو رہا ہے۔ اے میرے بھائی! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو نے کسی حریص کو محروم نہیں دیکھا اور کسی زاہد کو روزی پاتے نہیں دیکھا۔ ایک شاعر نے کہا:۔

- میں دیکھ رہا ہوں تیرا مال تیری حرص بڑھا رہا ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا تو نہیں مرے گا۔
- کیا تو نے اپنی حرص کو کبھی روک کر کہا ہے میرے لیے بس یہی کچھ کافی ہے میں اس پر راضی ہوں۔

حکایت امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ایک چنڈول کو شکار سے پکڑا اس چڑیا نے کہا میرا کیا کرو گے۔ اس شخص نے کہا تجھے ذبح کر کے کھاؤں گا۔ چڑیا نے کہا اس ننھی جان سے تیرا پیٹ نہیں بھرے گا میں تمھیں تین باتیں ایسی بتاؤں گی جو میرے کھائے جانے سے بہت بہتر ہیں ایک تو قید میں سناؤں گی دوسری درخت پر بیٹھ کر تیسری پہاڑ پر بیٹھ کر۔ اس شکاری آدمی نے کہا درست ہے پہلی بتاؤ۔ یاد رکھ گذری بات پر افسوس نہ کرنا۔ آدمی نے حسب وعدہ اسے چھوڑ دیا اور وہ درخت پر بیٹھ گئی تو کہا اب دوسری بات بتاؤ۔ چڑیا نے کہا ناممکن کو ممکن نہ سمجھو پھر وہ پہاڑ پر اڑ کر بیٹھ گئی کہنے لگی اے بدنصیب اگر تو مجھے ذبح کر دیتا تو میرے پوٹے سے تجھے بیس مثقال کے موتی ملتے وہ شخص افسوس کرنے لگا اس نے چڑیا سے کہا اب تیسری بات ہی بتا دے۔ چڑیا نے کہا پہلی دو کو تو تم نے بھلا دیا اب تیسری کس لیے پوچھتے ہو میں نے تم سے کہا تھا جو گذر جائے اس پر افسوس نہ کرنا۔ ناممکن کو ممکن نہ سمجھنا میں تو اپنے گوشت، پر، دل اور خون سمیت بھی بیس مثقال کی نہیں یہ کہاں درست ہوگا کہ میرے پوٹے میں بیس مثقال کے موتی ہوں گے۔ یہ کہہ کر اڑ گئی یہ انسان کے لالچی ہونے کی مثال ہے کہ وہ ناممکن کو ممکن لالچ میں اندھا ہو کر سمجھتا ہے اور راہ حق سے بھٹک جاتا ہے

ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ امید تیرے دل میں ایک پھندے کیطرح ہے اور امیدیں پاؤں کی بیڑیاں ہیں لہذا اسے دل سے نکال دے تاکہ دل اور پاؤں آزاد ہوجائیں۔

جناب ابو محمد الیزیدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ خلیفہ ہارون الرشید کے ہاں آیا تو وہ کاغذ پر کچھ لکھا پڑھ رہا تھا جو آب زر سے لکھا ہوا تھا میں نے پوچھا اے امیرالمومنین! کوئی خاص بات ہے۔ اس نے کہا بنو امیہ کے خزانہ میں دو شعر لکھے ہوئے تھے جو مجھے اچھے لگے تیسرے شعر کا میں نے خود اضافہ کر دیا وہ اشعار یہ تھے۔

- جب تیری حاجت روائی کا دروازہ تجھ پر بند ہوجائے تو رک جا تیری حاجت کوئی دوسرا پوری کر دے گا۔
- پیٹ کا مشکیزہ اگر بھر جائے تو کافی ہے اور دوسرے کاموں سے دور رہنا ہی کافی ہے
- اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے گندی حرکتیں نہ کر گناہ کرنے سے پرہیز کر جس کی وجہ سے تو سزا سے محفوظ رہے گا۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ سے پوچھا علماء کے علم حاصل کر لینے کے بعد کون سی چیز ہے؟ جو ان کے سینوں سے علم کو نکال لیتی ہے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا لالچ، حرص اور لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلانا۔

ایک شخص نے حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وضاحت فرمادیں۔ آپ نے فرمایا جب انسان لالچ میں کسی چیز کو اپنا مطلوب اور مقصود ہی بنا لیتا ہے تو اس کا دین رخصت ہوجاتا ہے۔ حرص یہ ہے کہ انسان کبھی اس مقصد کے حصول کے لیے مختلف انسانوں کے آگے اپنا دست سوال دراز کرتا ہے جو ضرورت پوری کریں گے وہ انسان کی ناک میں نکیل ڈال کر جہاں چاہیں گے لے جائیں گے۔ وہ تجھ سے عزت چاہیں گے اور تو رسوا ہوجائے گا اسی دنیا کی خواہش کے طفیل جب تو ان کے سامنے جائے گا تو انھیں سلام کرے گا جب وہ بیمار ہوں گے تو تو عیادت کیلئے جائے گا۔ اب یہ تیسرے اعمال اللہ کی رضا کی خاطر نہ ہوں گے تیرے لیے بہت اچھا ہوتا

اگر تو ان کا محتاج نہ ہوتا۔

(۲۴)

فضیلت فقراء

ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فقراء اس امت کے بہترین لوگ ہیں سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والے یہی کمزور لوگ ہیں۔

آپ نے فرمایا: میری دو باتیں جو اختیر، پسند کرتا ہے وہ مجھے پسند کرتا ہے جو انہیں برا سمجھتا ہے وہ مجھے برا قرار دیتا ہے وہ ہیں فقر اور جہاد۔

روایت ہے حضرت جبرئیل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اللہ کا سلام پہنچا کر فرمایا اگر آپ چاہیں تو میں سونے کا پہاڑ بنا دوں جو آپ کے ساتھ رہے۔ حضور خاموش رہے اور فرمایا جبرئیل یہ دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو یہ دولت اسی کو زیبا ہے جس کے پاس کوئی اور دولت نہ ہو اسے بیوقوف ہی جمع کرتا ہے جبرئیل نے عرض کی یارسول اللہ! آپ کو اللہ حق و صداقت کے ساتھ قائم رکھے۔

روایت ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سفر کے دوران ایک آدمی کے قریب سے گذرے جو کمبل اوڑھے سو رہا تھا آپ نے اسے جگا کر کہا اٹھ اور یاد کر اللہ کو۔ اس نے کہا آپ کیا چاہتے ہیں میں نے تو دنیا کو اہلِ دنیا کے لیے چھوڑ دیا آپ نے فرمایا

اے میرے دوست بس سو جا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک آدمی کے قریب سے گذرے جو مٹی کی اینٹ کا تکیہ بنائے سو رہا تھا جس کا چہرہ اور داڑھی خاک آلود ہو رہے تھے آپ کو اس کی حالت پر رحم آیا آپ نے اللہ سے التجا کی الٰہی یہ تیرا بندہ دنیا میں برباد ہو گیا۔ اللہ نے بذریعہ وحی فرمایا تمہیں پتہ نہیں جب میں کسی پر اپنا کرم کرتا ہوں تو دنیا سے بے نیاز کر دیتا ہوں۔

حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ سرور کشور رسالت صلی اللہ علیہ

وسلم کے پاس مہمان آئے مگر آپ کے پاس ان کی میزبانی کے لیے سامانِ خورد و نوش نہ تھا آپ نے مجھے خیبر کے یہودی کے ہاں بھیجا کہ اسے کہو کہ ہمیں رجب کے چاند تک ادھار آٹا دے دے۔ میں اس کے پاس گیا اور اس نے بغیر کسی چیز رہن رکھنے کے آٹا دینے سے انکار کر دیا میں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا واللہ میں زمین و آسمان کا امین ہوں اگر وہ قرض دے دیتا تو میں قرض ضرور اتار دیتا یہ زرہ میری لے جاؤ اور اس کے پاس رہن رکھ دو۔ آپ کی تسلی کے لیے یہ آیت نازل ہوئی۔

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

اور اے سننے والے! اس کی طرف نگاہ نہ کر جو ہم نے (کافروں کے) زن و شوہر کو ان کی (دنیاوی زندگی) کی زیبائش کے لیے عطا کیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "فقر مومن کے لیے گھوڑے کے منہ کے حسین بالوں سے بھی زیادہ حسین ہے۔ آپ کا فرمان ہے جس کا جسم تندرست ہے اور اسے دل مطمئن ملا اس پر اگر اسے ایک دن کی خوراک مل جائے تو اس کے لیے ایسا ہے جیسے اسے دنیا کی ساری نعمت مل گئی۔

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا جب تو درویش کو آتا دیکھے تو کہنا: "خوش آمدید اے نیکوں کے لباس۔

حضرت عطا خراسانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے پہلی امتوں کے ایک نبی کا دریا کے کنارے گذر ہوا انھوں نے دیکھا کہ ایک آدمی جال سے مچھلیوں کو شکار کر رہا ہے اس نے اللہ کا نام لے کر جال ڈالا تو کوئی مچھلی ہاتھ نہ آئی جب قریب ہی دوسرے آدمی کے پاس پہنچے تو اس نے شیطان کا نام لے کر جال ڈالا اور اس کے جال میں اس قدر مچھلیاں پھنس گئیں کہ اس کے لیے کھینچنا دوبھر ہو گیا تھا۔ اس نبی نے اللہ سے التجا کی کہ باری تعالیٰ اس میں کیا راز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کو حکم دیا کہ دونوں کا آخرت میں انجام انھیں دکھا دو۔

جب انھوں نے پہلے شخص کی عزت و آبرو اور دوسرے کا عذاب دیکھا تو معًا پکار اٹھے یا الٰہی میں تیری تقسیم پر راضی اور مطمئن ہوں

صاحب معراج صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جنت میں ایک نگاہ ڈالی تو دیکھا اس میں اکثریت فقراء کی بھتی پھر جہنم کو دیکھا تو ان میں اکثریت سرمایہ پرستوں کی اور عورتوں کی بھتی۔ دوسری روایت کے الفاظ میں آپ نے دریافت کیا کہ صاحب مال کہاں ہیں؟ تو بتلایا گیا انھیں حساب روکے ہوئے ہے ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ نے عورتوں کو جہنم میں دیکھ کر کہا کہ ایسا کیوں ہے؟ جواب ملا یہ ان کے سونے اور خوشبوؤں کے سبب ہے۔

حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے فقر دنیا میں مومن کے لیے تحفہ ہے۔

ایک روایت ہے کہ انبیاء علیہم السلام میں سب سے آخر میں حضرت سلیمان علیہ السلام جنت میں جائیں گے۔ کیونکہ وہ دنیاوی دولت کے ساتھ بادشاہی رکھتے تھے اور صحابہ کرام میں سب سے آخر میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ جنت میں داخل ہونگے کیونکہ وہ بھی بہت بڑے صاحب مال تھے ایک روایت یوں ہے کہ میں نے انھیں گھٹنوں کے بل جنت میں جاتے ہوئے دیکھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ مالدار بہت تکلیف اور مشکل سے جنت میں داخل ہوگا

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے روایت ہے آپؐ نے فرمایا جب اللہ کسی کو پسند کرتا ہے تو اسے آزمائش میں ڈال دیتا ہے جب محبت کرتا ہے تو اسے مکمل چن لیتا ہے۔ پوچھا گیا وہ کیسے؟ اس کا نہ مال و اسباب رہتے ہیں نہ اہل وعیال

حدیث میں ہے اگر تم درویش (فقر) کو اپنے پاس آتا دیکھو تو اسے خوش آمدید اے نیکیوں کی علامت کہہ کر وحب مال و دولت کو اپنی طرف آتا دیکھو تو کہو کس گناہ کی سزا ہے؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا الٰہی تیری مخلوق میں تیرے دوست کون سے ہیں تاکہ میں ان سے محبت کروں۔ جواب ملا فقیر فقیر۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں فقر کو دوست رکھتا ہوں اور مالداری سے نفرت کرتا ہوں مجھے مسکین کہہ کر بلایا جانا سب ناموں سے اچھا لگتا ہے ۔

عرب کے مالداروں اور سرداروں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا ہماری ملاقات کا ایک دن مقرر کردیں ان میں فقراء نہ آئیں ۔ ان کی مراد حضرت بلال، حضرت سلمان، حضرت صہیب، حضرت ابوذر، حضرت خباب بن الارث، حضرت عمار بن یاسر، حضرت ابوہریرہ اور اصحاب صفہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے یہ سخت کپڑا موٹا صوف یا اونی پہنتے تھے اور ان کے پسینہ سے سرداروں کو بدبو آتی تھی اس سے عرب سردار اور مالدار قرع بن حابس تمیمی عینیہ بن حصن فزاری، عباس بن مرداسلمی وغیرہم کو فقراء کے ساتھ بیٹھنا ناگوار تھا ۔ آپ نے ان کے ساتھ الگ مجلس کرنا قبول کرلیا مگر اللہ تعالیٰ کو یہ ناپسند تھا اس پر یہ فرمان نازل ہوا ۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۔ (الکہف ۲۸ ۔ ۲۹)

اور جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں ان کو اپنے سے مانوس رکھو وہ اللہ کی خوشنودی کے طالب ہیں ۔ ان سے نظریں نہ ہٹاؤ ان کے ساتھ صبر کرتے رہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم آسائش زندگی کے خواستگار بن جاؤ ان کا کہنا نہ مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کردیا وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے ۔ اس کا کام حد سے گذر گیا اور کہہ دیجیے یہ قرآن تمھارے رب کی طرف سے برحق ہے جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر پر رہے ۔

ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک قریش سردار کو دعوت دے رہے تھے اس وقت حضرت ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ بھی حاضر ہو گئے اور آپ کی مجلس میں بیٹھنا چاہا مگر حضورؐ کی طبع پر یہ بات گراں گذری اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ۝ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى ۝ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ۝ (عبس ۱ تا ۶)

اس نے تیوری چڑھائی اور منہ موڑ لیا جب اس کے پاس نابینا آیا آپکو کیسے معلوم ہوا کہ وہ شاید پاک ہوجاتا یا نصیحت سنتا کیا اسے نصیحت فائدہ دیتی ہے جو شخص لاپرواہ ہے تم اس کی خاطر اسے روکتے ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ قیامت کے دن بندہ پیش ہوگا جو اللہ سے اس طرح معذرت کرے گا۔ جیسا دنیا میں ایک انسان دوسرے سے معذرت کرتا ہے اللہ تعالیٰ فرمائے گا مجھے اپنے جلال وعزت کی قسم! میں نے تیری ذلت کی وجہ سے تجھ سے دنیا کو دور نہیں کیا تھا۔ بلکہ اس عزت اور کرامت کے سبب جو میں نے تیرے لیے تیار کی تھی۔ دنیا سے تجھے محروم رکھا اے میرے بندے! ان انسانی قطاروں میں جاؤ اور انھیں پہچانو! جس نے میری رضا کی خاطر تجھے دنیا میں کھلایا پلایا تو ان کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں لے جا۔ اس دن لوگوں کا حال یہ ہوگا کہ پسینہ میں شرابور ہوں گے اور یہ ان کو پکڑ کر جنت کی راہ دکھائے گا یعنی جنت میں لے جائے گا۔

آپ کا فرمان ہے فقراء کو پہچانو اور ان سے بھلائی کرو ان کے پاس دولت ہے عرض کیا گیا کون سی؟ آپ نے فرمایا روزِ حشر اللہ ان سے فرمائے گا جس نے دنیا میں تمھیں کھلایا پلایا اور پہنایا آج اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں لے جاؤ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب شب معراج میں جنت میں گیا تو میں نے اپنی حرکت کی آواز سنی دیکھا تو وہ بلال تھے میں نے بلندیوں کی جانب نگاہ اٹھائی تو وہاں مجھے فقراء امتی اور ان کی اولادیں نظر آئیں۔ نیچے نگاہ کی تو صاحب مال نظر آئے

مگر عورتیں ان میں کم تھیں میں نے وجہ دریافت کی تو معلوم ہوا کہ عورتوں کو سونے اور ریشم نے جنت سے محروم کر دیا اور مالداروں کو ان کے حساب نے اوپر نہیں جانے دیا جب میں نے اپنے صحابہ کو تلاش کیا تو ان میں مجھے عبدالرحمٰن بن عوف نظر نہ آئے کچھ دیر بعد روتے ہوئے آئے میں نے پیچھے رہنے کی وجہ دریافت کی تو انھوں نے کہا بہت دُکھ برداشت کر کے آپ کی خدمت میں پہنچا ہوں۔ پوچھا کیوں؟ عرض کیا اس لیے کہ میرے مال کا محاسبہ ہو رہا تھا۔

مقام غور ہے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ احضور کے فرمان سے دنیا میں انھیں جنتی ہونے کی بشارت ملی ان کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہے جب مال کی بدولت ان کا یہ حال ہے تو مالداروں کا کیا ہوگا؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کے پاس سے گذرے جو تہی دامن تھا اس کے پاس کچھ مال و متال نہ تھا۔ آپ نے فرمایا اگر اس کا نور تمام انسانوں پر بانٹ دیا جائے تو پورا ہو جائے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمھیں جنت کے بادشاہوں کے متعلق بتاؤں عرض کیا فرمائیے! آپ نے فرمایا! یہ کمزور ناتواں، غبار آلود، پریشان حال، پرانے لباس والا جس کی لوگ پرواہ نہیں کرتے اگر وہ اللہ کی قسم کھا لے تو اللہ اس کی قسم پوری کرتا ہے۔

سیّدہ فاطمہ رضؓ کا عالم

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ تم میری بیٹی فاطمہ کی عیادت کے لیے میرے ہمراہ چلو گے؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ضرور چلوں گا۔ سیدہ فاطمہ کے دروازے پر پہنچ کر آپ نے دستک دی اور اندر آنے کی اجازت چاہی جب آپ مکان کے اندر گئے تو سیدہ نے پوچھا آپ کے ہمراہ دوسرا کون؟ آپ نے فرمایا عمران۔ سیدہ نے عرض کی اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق مبعوث فرمایا۔ میرے پاس صرف ایک چادر ہے اگر جسم ڈھانپتی ہوں تو سر ننگا

ہو جاتا ہے آپ نے ایک چادر پھینکی اور کہا سر ڈھانپ لو ۔ آپ نے پوچھا تمھاری طبیعت کیسی ؟ عرض کی آج دوہری تکلیف ہے ایک بیماری کی اور دوسرے بھوک کی ۔ آپ نے اشکبار آنکھوں سے فرمایا بیٹی میں نے تین دن سے کچھ نہیں کھایا ۔ اگر میں اللہ سے دعا مانگوں تو ضرور مل جائے گا ۔ مگر میں نے آخرت کو ترجیح دی ہے پھر سیدہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا جنت میں عورتوں کی سردار ہو ۔ سیدہ نے پوچھا آسیہ اور مریم کے ہوتے ہوئے بھی ؟ آپ نے فرمایا وہ اپنے زمانے کی عورتوں کی اور تم اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہو ۔ جنت میں تمھیں کسی قسم کا دکھ اور تکلیف نہ ہوگی ۔ اپنے خاوند کے ساتھ خوش رہو میں نے تیرا نکاح آخرت کے سردار سے کیا ہے ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ جب فقراء سے لوگ دشمنی رکھیں ۔ دنیاوی شان و شوکت کا اظہار کریں اور مال و زر کے جمع کرنے میں حریص ہو جائیں تو ان پر اللہ چار مصیبتیں نازل کرتا ہے ۔ قحط سالی ۔ ظالم حکمران یا بادشاہ ۔ خائن حاکم اور دشمنوں کو غلبہ ۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔ دو درہم کے مالک پر ایک درہم والے سے سخت زیادہ باز پرس ہوگی ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک ہزار دینار بھیجے ۔ سیّد اپنے گھر میں نہایت غمزدہ حالت میں داخل ہوئے بیوی نے پوچھا کیا بات ہے ؟ رو رو کے عبادت کرتے رہے ۔ اس کے بعد کہا میں نے حضورؐ سے سنا آپؐ نے فرمایا میری امت کے فقراء مالداروں سے پانچسو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے اگر مالدار ان میں شامل ہوا تو نکال باہر کیا جائے گا ۔

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے :۔ تین آدمی بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے وہ شخص جس نے کپڑے دھونے کا ارادہ کیا مگر اس کے پاس انھیں بدلنے کے لیے کپڑا نہ تھا کہ اسے پہن کر کپڑے دھو لیتا ۔ وہ جس نے چولہے پر دو ہنڈیاں نہ چڑھائی ہوں (یعنی عیاشی کے کھانے مراد ہیں ایک کھانے پر قناعت نہ کی ہو) پینے کی دعوت دے کر اس سے

نہ پوچھے کیا پوچھو گے ؟ یعنی کسی کو بے وقعت خیال کیا جائے)

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں ایک درویش فقیر آیا تو آپ نے اسے فرمایا آگے آجاؤ اگر تم صاحب مال یعنی سرمایہ دار ہوتے تو تمھیں کبھی آنے کی دعوت نہ دیتا۔ آپ کی فقراء سے محبت دیکھ کر متمول لوگ فقیر ہونے کی تمنا کرتے ۔

جناب مؤمل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں فقیر سے زیادہ باعثِ تعظیم اور مالدار سے زیادہ ذلیل کسی کو نہیں دیکھا۔

ایک دانا کا قول ہے انسان جس قدر تنگ دستی سے ڈرتا ہے اگر اتنا ہی جہنم سے ڈرتا تو دونوں سے نجات مل جاتی ۔ جتنی دولت سے محبت ہے اگر جنت سے محبت کرتا تو جنت اور دولت بھی مل جاتی۔ انسان جتنا انسانوں سے خائف ہے اگر وہ اتنا اللہ سے ڈرتا تو دنیا اور آخرت میں سربلند اور سرفراز ہوتا ۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : جس نے مالدار کی عزت اور فقیر کی توہین کی وہ ملعون ہے ۔

حضرت لقمان نے بیٹے سے کہا : بوسیدہ کپڑوں کی وجہ سے کسی کو حقیر نہ سمجھو کیونکہ اس کا اور تمھارا رب ایک ہے ۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے ۔ فقراء سے تمھاری محبت پیغمبروں کا وصف ہے ان کی صحبت اختیار کرنا نیکوں کا طریقہ ہے ان سے دور بھاگنا منافقت کی علامت ہے ۔

سابقہ کتب میں تحریر ہے ایک نبی کی طرف اللہ نے وحی فرمائی : میری دشمنی سے ڈرو۔ اگر تجھ پر مال و دولت کی بارش کی تو پھر تو نظروں سے گر جائے گا ۔

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ اور ابن عامر رضی اللہ تعالیٰ نے صدیقہ کائنات ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک لاکھ درہم بھیجے آپ نے انھیں ایک ہی دن میں تقسیم کر دیا باوجود اس کے کہ آپ کی اوڑھنی کو پیوند لگے ہوئے تھے ۔ آپ کی خادمہ نے کہا آپ روزے سے ہیں اگر مجھے ایک درہم عطا کر دیا جاتا تو میں گوشت لے آتی تاکہ آپ روزہ

افطار کر لیتیں ۔ اس پر آپ نے فرمایا تم نے مجھے پہلے کہہ دیا ہوتا ۔

آپ کو ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی اگر مجھ سے ملنا چاہو تو فقراء کی زندگی اختیار کرنا ۔ مالداروں سے دور رہنا اور اوڑھنی کو بغیر پیوند لگائے نہ اتارنا ۔

ایک شخص حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو بڑی انکساری سے دس ہزار درہم قبول کرنے کی درخواست کی ۔ آپ نے انکار کر دیا ۔ اس نے پھر استدعا کی اس پر آپ نے فرمایا تم دس ہزار درہم دے کر میرا نام فقراء کی فہرست سے خارج کرانا چاہتے ہو واللہ میں ایسا کبھی نہ ہونے دوں گا ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص مبارک کا مستحق ہے جس نے اسلام قبول کیا اس نے معمولی گذر اوقات پر قناعت کی ۔

حضور فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ اے جماعت فقراء تم دلی طور پر اللہ تعالیٰ سے راضی رہو تمھیں فقر کا ثواب ملے گا ۔ ورنہ پہلا قانع اور دوسرا راضی بہ رضا ہے ۔

مفصل بحث آگے آئے گی اس سلسلہ میں متعدد احادیث ہیں ایک بات واضح ہے وہ یہ کہ طمع کی ضد قناعت ہے یعنی قناعت کا متضاد طمع ہے ۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چیز کی کوئی نہ کوئی کلید ہوتی ہے ۔ جنت کی کلید فقراء اور مساکین سے محبت ہے اس لیے یہ لوگ صابرین ہیں ۔ انھیں روز حشر انھیں اللہ کے حضور مجلس میں جگہ ملے گی ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو وہ بندہ محبوب ہے جو فقیر ہو، قناعت کرنے والا ہو اور جو رزق اللہ عطا کرے اس پر قانع رہے ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی یا اللہ میرے گھرانے کی خوراک بقدر کفایت ہو اور فرمایا ۔ کوئی مالدار ہو یا فقیر ۔ قیامت کو یہ خواہش کرے گا کاش اسے دنیا میں

صرف بقدر کفایت ہی غذا ملتی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بذریعہ وحی فرمایا کہ مجھے شکستہ دلوں میں تلاش کرنا۔ انھوں نے عرض کی یا الٰہی وہ کون ہیں؟ جواب ملا قانع صابر فقراء ہیں۔

فرمان ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ایسا فقیر جو راضی بہ رضائے تعالیٰ ہو اس سے زیادہ فضیلت والا کوئی نہیں۔ آپ کا فرمان ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا۔ میرے دوست کہاں ہیں فرشتے عرض کریں باری تعالیٰ وہ کون ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اہلِ ایمان فقراء جنھوں نے میری عطا پر قناعت کی اور میری رضا پر راضی رہے انھیں جنت کی راہ دکھاؤ۔ یہ جنت میں خورد و نوش میں مصروف ہوں گے اور باقی ابھی حساب میں اٹکے ہوں گے۔ یہ اللہ کی رضا والوں کا ذکر ہے۔ مزید فضائل ان کے انشاءاللہ بیان کیے جائیں گے۔

قناعت اور رضا کے متعلق متعدد احادیث ہیں۔ ایک بات قابلِ وضاحت نہیں کہ قناعت کی ضد طمع ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ کی رضا کا طمع دراصل فقر ہے اور مخلوق سے بے نیاز ہونا غنی ہے جو لوگوں سے طمع نہیں رکھتا اور قناعت کرتا ہے اسے لوگوں سے بے نیاز اور بے پرواہ کر دیا جاتا ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ہر روز عرش کے نیچے سے فرشتہ صدا دیتا ہے اے انسان تھوڑا مال جس سے کفایت ہو وہ تیرے لیے بہتر ہے بہ نسبت اس زیادہ مال کے جو تجھے گمراہ کر دے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ہر انسان ناقص العقل ہے جب اس کے پاس مال کی فراوانی ہوتی ہے تو بہت خوش ہوتا ہے مگر گردشِ لیل و نہار اس کی عمر کم کر رہی ہے افسوس اس پر کہ اسے مال کی زیادتی کا کوئی فائدہ نہیں جو بڑھ رہا ہو اور عمر کم ہو رہی ہو۔

ایک عقل مند دانا کا قول ہے غنا۔ کم امیدیں معمولی رزق پر راضی رہنا۔

روایت ہے کہ حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ خراسان کے صاحب ثروت تھے ایک دن وہ محل سے نکل رہے تھے انھوں نے ایک آدمی کو دیکھا جس کے ہاتھ میں ایک روٹی تھی جسے کھا کر وہ سو گیا - آپ نے اپنے خادم سے کہا جب بیدار ہو تو اسے میرے پاس لانا - بیدار ہونے پر اسے آپ کے سامنے لایا گیا تو آپ نے پوچھا اے شخص کیا تو بھوکا تھا؟ اس نے کہا ہاں - پھر فرمایا کیا تو ایک روٹی سے سیر ہو گیا؟ اس نے جواب دیا ہاں - پھر پوچھا کیا تم اطمینان سے سوئے؟ اس نے جواباً کہا ہاں - حضرت ابراہیم ادھم کے دل میں خیال پیدا ہوا میں اس قدر مالِ دنیا لے کر کیا کروں گا؟ جب کہ ایک روٹی سے قناعت ہو سکتی ہے -

ایک شخص نے عامر بن قیس رحمۃ اللہ علیہ کو نمک اور سبزی کھاتے دیکھ کر پوچھا اے اللہ کے بندے! تو اس پر خوش اور راضی بہ رضا ہے؟ انھوں نے جواب دیا جو دنیا ترک کر کے تھوڑی سی پر قناعت کر کے راضی بہ رضا ہو جائے اس کیلئے آخرت ہے - جو آخرت کے عوض دنیا پر راضی ہو وہ بدتر ہے -

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ خشک روٹی پانی میں بھگو کر نمک سے کھا لیتے اور فرماتے جو دنیا میں اتنی مقدار پر راضی ہو جائے وہ کسی کا محتاج نہیں بنے گا -

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر لعنت کی ہے جو اس کے تقسیم کردہ رزق کو تسلیم نہیں کرتے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی -

وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ۝ فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ (الذاریات ۲۲ - ۲۳)

اور آسمان میں تمھاری روزی ہے اور جس چیز کا تم سے وعدہ کیا ہوا ہے آسمان اور زمین کے رب کی قسم! وہ حق ہے -

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ ایک دن لوگوں کے پاس بیٹھے ہوئے کہ آپکی زوجہ تشریف فرما ہوئیں اور کہا تم لوگوں کے پاس بیٹھے رہتے ہو - واللہ گھر میں کھانے پینے کی کوئی چیز نہ ہے انھوں نے کہا تمھیں علم نہیں کہ ہمارے سامنے دشوار گذار گھاٹیاں ہیں -

ان سے ہی گذر سکے گا جو ہلکا پھلکا ہوگا۔ جب آپ کی زوجہ نے یہ سنا تو چپ چاپ گھر روانہ ہو گئی ۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔ بے صبر ہوکا کفر کے قریب ہوتا ہے ۔

ایک دانا سے سوال کیا گیا تیری دولت کیا ہے ؟ اس نے جواب دیا ظاہری صفائی ، دل میں نیکی اور لوگوں سے ناامیدی۔

روایت ہے پہلی آسمانی کتابوں میں ہے اے انسان ! اگر تجھے ساری دنیا کی دولت مل جاتی تو تب بھی تجھے دو وقت کی روٹی نصیب ہوتی۔ جب ہم نے تجھے خوراک سے زیادہ عطا کر دیا اور اس کا حساب دوسروں کے ذمہ لگا دیا ہے ۔ یہ بھی میرا تجھ پر احسان ہے ۔

قناعت کے متعلق ایک شاعر کہتا ہے ۔

اِضْرَعْ اِلَی اللہِ لَا تَضْرَعْ اِلَی النَّاسِ
وَاقْنَعْ بِیَاسٍ فَاِنَّ الْعِزَّ فِی الْیَاسِ

اللہ سے زاری کر کے مانگو ۔ لوگوں سے زاری کر کے نہ مانگو۔ ان سے ناامید ہونے میں عزت ہے ۔

وَاسْتَغْنِ عَنْ ذِی قُرْبٰی وَذِی رَحِمٍ
اِنَّ الْغَنِیَّ مَنِ اسْتَغْنٰی عَنِ النَّاسِ

اپنے اقربا اور رشتہ داروں سے مستغنی ہو جاؤ کیونکہ غنی وہی ہے جو لوگوں سے مستغنی ہو جائے ۔

یَا جَامِعًا مَانِعًا وَالدَّھْرُ یَرْمُقُہٗ
مُقَدِّرًا اَیَّ بَابٍ مِنْہُ یُغْلِقُہٗ

اے دنیا کا مال جمع کرنے سے روکنے والے وقت تیری تاڑ میں ہے اور دیکھ رہا ہے کہ کس دروازے سے بند کر رہا ہے ۔

مُفَكِّرًا كَيْفَ تَاتِيهِ مُنْيَتُهُ
أَغَادِيَةً أَمْ بِهَا يَسْرِي فَتَطْرُقُهُ

نصیب سوچ رہا ہے کہ اسے موت کیسے آئے گی۔ صبح یا شام دروازہ کھٹکھٹائے گی۔

جَمَعْتَ مَالاً فَقُلْ لِي هَلْ جَمَعْتَ لَهُ
يَا جَامِعَ الْمَالِ أَيَّامًا تُفَرِّقُهُ

اے انسان! تو نے مال جمع کیا مجھے بتاؤ اے مال جمع کرنے والے کیا تو نے دن شمار کیے جو اسے برباد کر دیں گے۔

اَلْمَالُ عِنْدَكَ مَخْزُوْنٌ لِوَارِثِهِ   مَا الْمَالُ مَالُكَ إِلَّا يَوْمَ تُنْفِقُهُ

اے ذرا سوچ! مال تیرے پاس وارثوں کیلیے جمع پڑا ہے تیرا مال صرف وہی ہے جو تو نے (اللہ کی راہ میں) خرچ کیا۔

أَرْفَهُ بِبَالٍ فَتًى يَغْدُوْ عَلَى ثِقَةٍ
إِنَّ الَّذِيْ قَسَمَ الْأَرْزَاقَ يَرْزُقُهُ

سب سے مطمئن قلب، وہ جوان ہے جو یقین رکھتا ہے کہ جس نے روزی دی، وہ اسے بھی روزی دے گا۔

إِنَّ الْقَنَاعَةَ مَنْ يَحْلُلْ بِسَاحَتِهَا
لَمْ يَلْقَ فِيْ ظِلِّهَا هَمًّا يُؤَرِّقُهُ

یاد رکھ۔ قناعت جس کے صحن میں آئی، اس کے سایہ میں وہ غم نہیں دیکھے گا جو اسے پریشان کر دے۔

(۲۵)

ماسوا اللہ کے کوئی کارساز نہیں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ (ھود۔ ۱۱۳)

اور ظالموں کی طرف نہ جھکو، ورنہ تجھے آگ چھوئے گی ۔

بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اہلِ لغت کا اجماع ہے کہ " رکون " سے مراد مطلقاً تھوڑا یا زیادہ میلان اور سکون ہے ۔ حضرت عبدالرحمٰن بن زید رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ یہاں رکون سے مراد مداہنت کرنا یعنی حق کو چھپانا یہی ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ لوگ برائی یا کفر کریں اور یہ ان پر انکار نہ کرے ۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ رکون سے مراد یہ ہے کہ انھیں اپنا نہ بناؤ اور آیت کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ مشرکین کی طرف میلان نہ رکھو ۔ اسی طرح فاسق مسلمانوں کی طرف بھی میلان نہ رکھو ۔ اس کی تفسیر میں علامہ نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ۔ اہلِ تحقیق علماء کا فرمان یہ ہے کہ جس میلان کی ممانعت ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ظالموں کے ظلم پر راضی ہو یا مجرمین کے طریقوں کو آراستہ کر کے دکھائیں اور دوسروں کو کہیں کہ یہ بات بہتر ہے ۔ اسی طرح ظلم میں ان کے شریک کار ہو جائیں البتہ کسی ضرر کو دور کرنے کے لیے اگر مداخلت کریں تو یہ ایک وقتی فائدہ ہے جو رکون (میلان) ممنوع میں داخل نہیں ۔

میں کہتا ہوں کہ دنیاوی زندگی کے امور میں سے ہے مگر تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ ان سب سے بالکل دور رہے ۔ بس اللہ تعالیٰ ہی کافی اور مددگار ہے ۔

میں کہتا ہوں امام نیشاپوری نے ٹھیک کہا :۔ اس لیے اس زمانہ میں کافروں اور فاسقوں کی طرف میلان کی جڑ ہی کاٹ دینی چاہیے ۔ کیونکہ آجکل میلان اور دوستی رکھتے ہوئے

برائی سے روکنا اور نیکی کا حکم دینا سخت مشکل ہو چکا ہے۔ لہٰذا ان کی طرف کس نیت سے ہو یہ صرف دھوکہ اور فریب ہے آپ خود ہی فیصلہ دیں کہ جب ایسے لوگوں سے میل جول دوزخ کی آگ لگنے کے مترادف ہے جو شخص شدید ظالم اور بُرا ہے اس کے ساتھ نہایت دوستی اور بے تکلفی کس قدر ہلاکت کا باعث ہو گی۔ ان سے میل جول کا انجام بُرے انجام کے سوا کچھ نہیں۔ جو شخص ان ظالموں اور فاسقوں کی صحبت کی بدولت معاشرت اختیار کرتا ہے ان کا لباس پسند کرتا ہے ان کی ظاہری آن بان پر رشک کرتا ہے حالانکہ ان کی کوئی حیثیت نہ ہے وہ خود کو، اپنی ہر چیز کو برباد کر رہا ہے ان کے دنیاوی مال وجاہ کی حیثیت اللہ کے ہاں ایک دانے کے برابر نہیں اور مچھر کے ایک پر کے برابر نہیں۔ لہٰذا ان کی طرف قلبی میلان قطعی نہیں ہونا چاہیے۔

احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے لہٰذا دیکھ تو کس کو دوست بنا رہا ہے؟

منقول ہے کہ نیک اچھے ساتھی کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی عطار سے دوستی رکھے اگر وہ مشک نہ دے گا تو اس کی خوشبو سے محروم بھی نہ رکھے گا۔ اور برے دوست کی مثال دھونکنی والے کی سی ہے اگر اس نے تجھے نہ جلایا تو اور بات ہے لیکن دھونکنی کا دھواں ضرور پہنچے گا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: جو اللہ کے سوا دوسروں کو اپنا کارساز بناتے ہیں انکی مثال مکڑی کے کمزور ترین گھر کی سی ہے (العنکبوت :۔ ۴۱)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔ جس نے کسی مالدار کی اس کے مال کی وجہ سے تعظیم کی اس کا دو تہائی دین جاتا رہا۔

فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔ جب کسی فاسق کی تعریف کی جائے تو اس سے عرشِ الٰہی کانپ جاتا ہے۔

فرمان الٰہی ہے:۔

یَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ (بنی اسرائیل :۔ ۷۱)

قیامت کیدن ہم ہر جماعت کو ان کے امام کے ہمراہ بلائیں گے۔

مفسرین کرام کا لفظ امام کی توضیح کے بارے میں اختلاف ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے مراد ہر آدمی کا اعمالنامہ ہے یعنی ہر آدمی کو اس کے اعمالنامہ کے ہمراہ بلایا جائے گا۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے :۔

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ (بنی اسرائیل ۷۱)

پس جس شخص کو اس کے داہنے ہاتھ میں اس کی کتاب دی جائے گی

حضرت ابن زید رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ امام سے مراد آسمانی نازل شدہ کتابیں ہیں چنانچہ کہا جائے گا اے تورات والو! اے انجیل والو! اے قرآن والو!

حضرت مجاہد اور حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: امام سے مراد ہر امت کے نبی علیہ السلام ہیں یعنی کہا جائے گا: اے ابراہیم علیہ السلام کے پیروکارو! آؤ، اے موسیٰ علیہ السلام کی اتباع کرنے والو! آؤ۔ اے جو عیسیٰ علیہ السلام کے تابع فرمان ہو! آؤ۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانو! آؤ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :۔ امام سے مراد ہر گروہ کے ہر زمانے کے سردار ہیں۔ ان کے ساتھ آئیں گے جن کے حکم پر وہ عمل پیرا رہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ جب قیامت کے تمام مخلوق کو جمع کیا جائے گا تو ہر خائن کے ہاتھ میں جھنڈا تھما دیا جائے گا اور کہا جائے گا یہ فلاں ابن فلاں کی خیانت کا جھنڈا ہے۔

ترمذی وغیرہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ کے حوالے سے روایت ہے:۔ سرتاج الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر کرتے فرمایا۔ قیامت کو لوگوں میں سے ایک کو بلایا جائے گا اس کا قد بڑھا کر اسے دراز قامت بنا دیا جائے گا اس کا چہرہ روشن ہوگا اس کے سر پہ موتیوں کا تاج ہوگا جو چمک رہا ہوگا اسے اپنے دوستوں میں لایا جائے گا اسے دور سے دیکھ کر کہیں گے اے اللہ اسے ہمارے پاس لائیے اور ہمارے

لیے برکت فرما دیجیے وہ ان کے پاس آکر کہے گا تم میں سے ہر آدمی کیلیے یہی انعام ہے۔
مگر کافر کا چہرہ سیاہ ہوگا اس کا قد انتہائی لمبا ہوگا اس کی شکل انسان کی ہوگی اس کے سر پر برائی کا تاج ہوگا۔ وہ بھی اپنے دوستوں کی طرف آئے گا اسے دیکھ کر وہ اللہ سے اس کی شر سے پناہ مانگیں گے۔ اور کہیں گے ہمیں ایسے انجام سے بچا۔ اے اللہ اسے ذلیل کر وہ کہے گا اللہ نے تمھیں رحمت سے دور کر دیا ہے۔ تم میں سے ہر ایک کو ایسی ہی سزا ملے گی۔

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا (زلزال ۱-۲)

جب زمین میں شدید زلزلہ آئے گا اور زمین اپنا بوجھ باہر نکال دیگی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ ان آیات کی تفسیر فرماتے ہیں۔ زمین نیچے سے ہلے گی اور اس کے پیٹ میں جس قدر مردے دفن ہیں اور دفینے ہیں ان سب کو نکال باہر پھینکے گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ نور اولین و آخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:۔

یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا

جس دن زمین اپنی خبریں سنائے گی۔

اور فرمایا:۔ جانتے ہو اس کی خبریں کیا ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا زمین ہر مرد اور عورت کے ہر عمل اور فعل کی گواہی دے گی۔ جو اس کی پشت پر کیا گیا۔

طبرانی کی حدیث ہے:۔ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمین پر گناہ کرنے سے گریز کرو یہ تمھاری ماں ہے اس پر جو بھی نیک یا بد عمل کیا گیا یہ بتلا دے گی۔

(۳۶)

محشر میں کیا ہوگا؟

صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کیسے آرام سے رہوں۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام نے پھونکنے کا صور اپنے منہ میں لے لیا ہے۔ سر جھکائے کان ہمہ تن متوجہ ہیں کہ کب حکم ہو اور فوراً صور بجا دے۔

حضرت مقاتل رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ صور ایک بوق یا قرناء (سنکھ یا بگل) کا نام ہے جسے حضرت اسرافیل علیہ السلام منہ میں لیے ہوئے ہیں اس کا دائرہ آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ نگاہیں عرش پر جمی ہوئی محو انتظار ہیں کہ کب حکم ہو اور صور پھونک دیا جائے۔ جب پہلی دفعہ صور پھونکا جائے گا تو جبرئیل، میکائیل، عزرائیل اور اسرافیل کے سوا تمام ذی روح پر موت طاری ہو جائے گی۔ پھر عزرائیل ان تین فرشتوں کی روح قبض کر کے انھیں موت کی نیند سلا دیں گے۔ پھر انھیں بھی موت سے ہمکنار کر دیا جائے گا۔ اس نفخ صور کو چالیس سال گذر جائیں گے۔ تب اسرافیل کو دوبارہ زندگی عطا کی جائیگی پھر وہ صور حکم ربانی سے پھونکیں گے۔

ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنظُرُونَ

(الزمر ۶۸)

پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا پس اچانک وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر اپنا دوبارہ زندہ ہونا دیکھ رہے ہوں گے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسرافیل اپنی پیدائش سے لے کر تاہنوز ایک قدم آگے اور ایک قدم پیچھے کیے صور منہ میں لیے ہوئے حکم باری تعالیٰ کے انتظار میں ہے کب حکم ہو دوبارہ پھونک لیں آخرت کے لیے زندہ ہونے کے لیے فکر کرو اور اللہ سے ڈرو۔

جب مخلوق دوبارہ زندہ کی جائے گی وہ اپنے متعلق اچھا یا برا فیصلہ سننے کے منتظر ہوں ان کی عاجزی، رسوائی اور پریشانی کا عالم کیا ہوگا؟

اے انسان! تو بھی اس ذلت اور رسوائی میں برابر کا شریک ہوگا۔ اگر تو دنیا میں صاحبِ مال اور فضول خرچ ہوگا تو یاد رکھ اس دن بادشاہ حکمران سب لوگوں سے زیادہ ذلیل و رسوا ہوں گے وہ چیونٹیوں کی طرح پامال کیے جارہے ہوں گے قیامت کی ہیبت سے درندے سر جھکائے وحشت بھولے انسانوں میں مل جائیں گے یہ صور کی آواز سے خوف زدہ ہوں گے انھیں اپنی درندگی یاد نہ ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ (التکویر)

جب وحشی جانور اکٹھے کیے جائیں گے۔

پھر شیاطین اور بڑے بڑے نافرمان پیش ہوں گے جنھیں اپنی نافرمانی کا شدید خوف ہوگا۔

فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ۝ (مریم ۶۸)

تیرے رب کی قسم ہم انھیں اور شیاطین کو اٹھائیں گے پھر انھیں زانو کے بل جہنم کے گرد حاضر کریں گے۔

ذرا غور کرو اس وقت تمھارا کیا حال ہوگا؟ جب لوگ قبور سے ننگے بدن اور ننگے پاؤں اٹھ کر محشر کے میدان کی طرف روانہ ہوں گے جس میں کوئی اونچ نیچ نہ ہوگی بلکہ ہموار ہوگا۔ اس میں انسان کے چھپنے کی جا نہیں ہوگی۔ گروہ در گروہ لوگ اس میں لائیں جائیں گے۔ بے شک خالقِ کائنات عظیم قدروں کا مالک ہے جس نے تمام مخلوق کو صور پھونکنے کے وقت ایک میدان میں جمع کر دیا۔ دل ڈر جائیں گے اور آنکھیں نیچی رہیں گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن لوگ ایک صاف میدان میں کھڑے ہوں گے جس میں نہ کوئی درخت نہ ٹیلا اور کوئی عمارت ہوگی بظاہر یہ میدان دنیا جیسا ہوگا

مگر برائے نام زمین ہوگی ۔ فرمان الٰہی ہے:۔

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ (ابراہیم ۴۸)

اس دن زمین و آسمان کا بھی روپ بدل دیا جائے گا ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ اس زمین میں بھی تبدیلی لائی جائے گی ۔ اس کے درخت پہاڑ، دریا اور وادیاں سب ختم کردی جائیں گی اسے کچے چمڑے عکاظی کی طرح کھینچ کر صاف شفاف چٹیل میدان بنا دیا ہوگا ۔ جس پہ نہ کسی کو قتل کیا گیا ہوگا ۔ نہ ہی اس پر گناہ کیا ہوگا اور آسمانوں کے سورج چاند اور سب ستارے ختم کر دیئے جائیں گے ۔

اے عاجز انسان! سوچ! اس دن کی شدت اور ہولناکی کس قدر ہوگی جب انسان اس میدان میں جمع ہوں گے اور ان پر تمام ستارے ٹوٹ کر گریں گے سورج اور چاند کی روشنی زائل ہو چکی ہوگی ہر طرف اندھیرا اور تاریکی ہوگی اس حالت میں آسمان سروں پر پھٹنے لگے گا ۔ وہ باوجود سختی اور موٹائی کے وہ پانچ سو سال تک پھٹتا رہے گا ۔ وہ مضبوطی کے باوجود جب پھٹے گا تو اس کی ہیبت ناک آواز کس قدر خوف پیدا کرے گی پھر یہ چاندی پگھلی ہوئی کی طرح بہنا شروع کر دے گا ۔ جس میں سرخی مائل چمڑہ اور تانبہ ہو اور پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اڑنے لگیں گے لوگ ننگے بدن اور ننگے پاؤں چل رہے ہوں گے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب لوگوں کو بے ساختہ اٹھایا جائیگا وہ ننگے بدن اور ننگے پاؤں کانوں کی لو تک پسینہ میں ڈوبے ہوئے ہوں گے ۔

ام المومنین سیدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا عبرتناک منظر ہوگا کہ ہم ایک دوسرے کو ننگا دیکھیں گے؟ آپ نے فرمایا کسی کو ہوش نہ ہوگا ۔ اس دن ننگے ہوں گے ہر کسی کو اپنی پڑی ہوگی کسی کو دیکھنے کا ہوش تک نہ ہوگا لوگ مختلف حالتوں میں چل رہے ہوں گے کوئی پیٹ کے اور کوئی منہ کے بل چل رہا ہوگا مگر ہوش نہ ہوں گے ۔

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ نے فرمایا قیامت کے

انسان تین حالتوں پر ہوں گے ۔ سوار، پیدل اور منہ کے بل چلنے والے۔ ایک آدمی نے سوال کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) منہ کے بل لوگ کس طرح چلیں گے آپ نے فرمایا جو ذات پاؤں پر چلاتی ہے اسے منہ کے بل چلانے کی بھی قدرت حاصل ہے ۔

آدمی جس چیز کو دیکھ نہیں پاتا اس کا انکار کرنے کی طرف طبیعت مائل ہے ۔ اگر انسان سانپ کو پیٹ کے بل تیزی سے چلتا نہ دیکھتا تو پاؤں کے سوا چلنے کی صورت کا انکار کر دیتا ۔ جس نے پاؤں پر چلنے کا مشاہدہ نہ کیا ہو وہ اس کو بھی دور از عقل قرار دے سکتا ہے لہٰذا دنیاوی قیاس کرتے ہوئے قیامت کے معاملات کا انکار نہ کرو اگر تم نے عجائباتِ دنیا نہ دیکھے ہوتے اور تمہیں ان کے متعلق بتایا جاتا تو عین ممکن تھا کہ تم تسلیم کرنے سے انکاری ہوتے ۔

اپنے دل میں وہ منظر لاؤ کہ روزِ محشر تم عرصہ محشر میں ننگے بدن اور ننگے پاؤں کھڑے ہوئے محوِ انتظار ہو کہ خوشخبری کا پروانہ ہاتھ آتا ہے یا تیرہ بختی کا ۔

عرصۂ محشر ؟

یاد رکھو یہ نہایت سنگین حالت ہو گی ۔ مخلوق جمع ہو گی ۔ عرصہ محشر سات آسمانوں سات زمینوں کے فرشتوں، جنات شیاطین، انسانوں، جنگلی جانوروں درندوں اور پرندوں سے بھرا ہو گا ۔ سورج تیزی کے ساتھ چمک رہا ہو گا ۔ پھر سروں کے قریب ہو گا تو اس کی گرمی کیسی ہو گی ؟ اب زمین پر عرشِ الٰہی سایہ فگن ہو گا ۔ اس کے سایہ میں مقربین ہوں گے ۔ باقی سورج کی گرمی میں ہوں گے ۔ حرارت سے غش آتے ہوں گے ۔ لُو کے باعث ناقابلِ برداشت تکلیف ہو گی ۔ مخلوق اس قدر ہو گی کہ پاؤں پر پاؤں آئیں گے ۔ اس اژدہام میں اللہ کے حضور حاضری کے خیال سے ندامت اور شرمندگی میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا ۔ سورج کی تمازت، سانسوں کی گرمی، دلوں میں پشیمانی، شعلہ فشاں اور خوف و ہراس کی آگ ہر بال سے پسینہ بہا رہی ہو گی ۔ میدان پانی کی طرح بھر جائے گا ۔ جسم بقدر گناہ پسینوں میں ڈوبے ہوں گے ۔ بعض کے گھٹنوں تک بعض کی کمر تک اور بعض کی کانوں کی لوتک پسینہ ہو گا

حضرت عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا :۔ لوگ اللہ کے حضور جب کھڑے ہوں گے ۔ بعض کان تک پسینہ میں ڈوبے ہوں گے ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ قیامت کے روز لوگوں کو اس قدر پسینہ آئے گا کہ زمین تک ستر باع پسینہ چلا جائے گا اور ان کے کانوں تک پہنچ جائے گا ۔

ایک روایت ہے کہ لوگ ٹکٹکی باندھے چالیس برس آسمان کی طرف تکتے رہیں گے شدید تکلیف کے باعث ان کے منہ تک پسینہ پہنچ جائے گا ۔

عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کو سورج زمین سے قریب تر ہوگا لوگوں کو پسینہ آئے گا بعض کو ایڑیوں تک بعض کو گھٹنوں تک بعض کو کولہوں تک بعض کو منہ تک آ پہنچے گا اور ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اس کے منہ کو لگام دے دے گا ۔ بعض ایسے بھی ہوں گے جن کو پسینہ ڈبو دیگا اور اس طرح سر پر ہاتھ مارا ۔

اے عاجز انسان ! ذرا قیامت کے روز کے پسینہ ، دُکھ درد کو یاد کر اور سوچ ! ان لوگوں میں ایسے بھی ہوں گے جو کہیں گے یا اللہ ہمیں اس مصیبت سے نجات دے ۔ خواہ دوزخ میں بھیج دے ۔ اور تو بھی ان لوگوں میں سے ایک ہو گا تجھے یہ معلوم نہ ہے کہ تو کہاں تک پسینہ میں غرق ہوگا ۔

ہر وہ انسان جسے حج ، جہاد ، روزہ ، نماز کسی کی بھلائی ، نیکی کے حکم اور برائیوں سے منع کرنے کے سلسلہ میں پسینہ بہانا نصیب نہیں ہوا ، قیامت کے دن اس کا پسینہ شرمندگی اور خوف کی وجہ سے بہے گا اور شدید رنج و غم برداشت کرنا ہوں گے ۔

اگر انسان جہالت اور فریب سے دور رہ کر سوچے تو اسے معلوم ہو گا کہ عبادات میں سختی اور تکلیف برداشت کر لینا قیامت کے طویل سخت اور شدید دن کے انتظار اور پسینہ کے عذاب اور دوسروں عذابوں سے بہت ہی آسان ہے ۔

(۲۷)

مخلوق کا فیصلہ؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ ہم نے عرض کیا مفلس وہ جو تہی دامن ہو اس کے پاس مال و متاع نہ ہو۔ آپ نے فرمایا:۔ میری امت میں مفلس وہ ہے۔ جو قیامت میں نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ کا ثواب لیے ہوئے آئے گا مگر اس نے کسی کو گالی دی ہو گی کسی کی چغلی، کسی کو ناحق قتل، کسی پر ظلم، کسی کا مال کھایا ہو گا اس کی تمام نیکیاں لوگوں میں تقسیم کر دی جائیں گی جب نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو تب دوسروں کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے۔ جن کا اس نے گناہ کیا ہو گا۔ پھر وہ جہنم میں ڈالا جائے گا۔

اے انسان اس دن کے متعلق سوچ! تیری اس دن کیا حالت ہو گی۔ تیرے پاس کوئی ایسی نیکی نہ ہے جسے تو نے ریاکاری اور شیطانی وسوسوں سے پاک ہو کر کی ہو۔ اگر ایسی ایک آدھ نیکی کر بھی لی ہے تو تیرے بداعمال کی بدولت تیرے دشمن لے جائیں گے کبھی تو نے اپنا محاسبہ کیا۔ کیا کبھی سوچا کہ مسلسل نمازیں پڑھنے اور روزے رکھنے کے باوجود تم غیبت کرتے۔ وہ اتنی ہیں جو تمہارے نیک اعمال سے کہیں زیادہ ہیں وہ انھیں لے ڈوبیں گے۔ دوسری برائیاں جیسے حرام کھانا، مال مشکوک کھانا، عبادت الٰہی میں کوتاہی۔ ان کوتاہیوں سے تم کیسے عہدہ برآ ہو سکو گے۔

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بکریوں کو آپس میں سینگ مارتے ہوئے دیکھا تو پوچھا ابوذر کیا تم جانتے ہو یہ ایسا کیوں کر رہی ہیں؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا اللہ بہتر جانتا ہے قیامت کے دن اتنی سی بات کا بھی فیصلہ ہو کر رہے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ نے اس فرمانِ الٰہی کو بیان کیا:۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ (الانعام ۳۸)

زمین کے تمام جانور اور تمام پرندے تمھاری طرح ایک امت ہیں

کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں قیامت میں تمام مخلوق، جانور، درندے، پرندے، چرندے وغیرہ زندہ کیے جائیں گے ہر کسی کو انصاف دیا جائے گا یہاں تک کہ سینگوں والی اور بے سینگوں والی کا انصاف ہو کر رہے گا پھر جانور کو حکم ہوگا مٹی ہو جاؤ اس وقت کافر پکار اٹھے گا کاش میں مٹی ہوتا۔

اے بے بس انسان! اس وقت جب تیرا نامہ اعمال نیکیوں سے خالی ہوگا تو تو مصائب میں گھرا ہوگا۔ کہے گا میری نیکیاں کہاں ہیں؟ تجھے جواب ملے گا وہ تیرے مخالفوں کے نامہ اعمال میں پہنچ گئیں پھر تو اپنے نامہ اعمال کو برائیوں سے بھرا دیکھے گا جو برائیاں تو کبھی کی نہ تھیں پھر کہے گا یا الٰہی یہ کہاں سے آگئیں؟ جواب ملے گا یہ انکی ہیں جن کی تو نے غیبت کی انھیں گالیاں دیں اور دکھ پہنچایا۔ لین دین، گفتگو، بحث اور حق ہمسائیگی میں اچھا سلوک نہ کیا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ سرزمینِ عرب میں بت پرستی سے شیطان مایوس ہو چکا ہے وہ اس بات سے خوش ہے لیکن وہ تمھارے چھوٹے چھوٹے بڑے اعمال سے خوش ہے کیونکہ وہی تباہ کرنے والے ہیں۔ روزِ محشر ایک ایسے آدمی کو لایا جائے گا جس کی نیکیاں کوہ گراں کے برابر ہونگی۔ ایک ایک آدمی آ آکر اپنے اپنے ساتھ اس کی برائیاں بیان کریگا اس سے اس عوض نیکیاں لیتا رہے گا۔ حتیٰ کہ اس کے پاس کوئی نیکی نہ رہے گی۔ اس کی مثال ہے کہ جنگل میں مسافر اترے ان کے پاس ایندھن نہ تھا۔ انھیں ضرورت پوری کرنے کے بعد باقی ایندھن کو آگ کردیا۔ دوسروں پر ظلم کرنے والا نیکیوں کو اسی طرح تباہ کر دیتا ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی۔

إِنَّكَ مَيِّتٌ وَّإِنَّهُم مَّيِّتُونَ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
عِندَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ (الزمر ۱۲)

بے شک تمھیں موت سے ہمکنار ہونا ہے پھر تم قیامت کے دن اپنے رب کے ہاں جھگڑو گے؟

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ نے عرض کی یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) دنیا کے جو گناہ ہیں کیا ان کے نتائج سے واسطہ پڑے گا۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ تاکہ ہر مظلوم کی دادرسی ہو سکے۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ نے کہا واللہ یہ بات بہت ٹھیک ہے، اس دن کسی کے فعل سے درگذر نہ کی جائے گی ایک بھیتر بھی معاف نہ ہوگا ایک بات بھی معاف نہ ہوگی۔ تاکہ ظالم سے مظلوم کا بدلہ لیا جائے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ روزِ محشر لوگوں کو اللہ تعالیٰ بھوکا ننگا اٹھائے گا، پھر اللہ تعالیٰ آواز دے گا جو قریب اور دور یکساں سنی جائے گی کہ مالک کائنات ہوں، ہر شخص کو اس کے اعمال کے مطابق بدلہ دینے والا ہوں۔ کسی جنتی کو جنت میں اس وقت تک جانے کی اجازت نہ ہوگی کہ کہیں دوزخی کا اس پر قصاص نہ ہو وہ بدلہ ادا کیے بغیر نہیں جا سکتا۔ اگرچہ ایک بھیتر کا ہی حق دار کیوں نہ ہو۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بدلہ کیسے دیا اور لیا جائے گا ہم تو برہنہ اور خالی ہاتھ ہوں گے۔ آپ نے فرمایا نیکیوں اور گناہوں کے ساتھ بدلے لیے اور دیئے جائیں گے لہٰذا اللہ سے ڈرو۔ لوگوں کے مال چھیننے، ان کی عزتیں برباد کرنے ان کے دلوں کو ستانے ان کے ساتھ دنیاوی معاملات میں بُرا سلوک کرنے سے بچو۔ جو گناہ بندے اور اللہ کے درمیان میں تائب ہونے پر اللہ بہت جلد معاف کر دیتا ہے جن پر حقوق العباد ہوں اور وہ اللہ کے حضور توبہ کر چکا ہو مگر اہلِ حقوق سے انھیں معاف کرانا دشوار ہو تو اسے چاہیے کہ نیکیاں کثرت سے کرے ان میں خلوص نیت ہو۔ اس کی نیکیاں ایسی نہیں ہونی چاہیں جنھیں اللہ کے سوا دیگر کوئی نہ جانے۔ یہ ممکن ہے کہ ان کے طفیل تمھیں اللہ اپنا بندہ خاص بنالے اور تمھاری

زیادتیوں کو اپنے لطف و کرم سے بخش دے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے اس طرح تبسم فرمایا کہ آپ کے دندانِ مبارک نظر آنے لگے مرادِ رسول سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ نے عرض کیا:۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپؐ نے کس بات پر تبسم فرمایا؟ ۔ میری امت کے دو آدمی اللہ کے حضور حاضر ہوں گے ایک دوسرے سے انصاف چاہے گا۔ اللہ تعالیٰ حق کی ادائیگی کے لیے فرمائے گا۔ وہ کہیگا الٰہی میری نیکیوں سے کچھ باقی نہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ طلب گار سے کہے گا اب کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیگا میرے حق کے عوض میرے گناہوں کا بار اس پر کر دیجیے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے آپ نے فرمایا:۔ وہ دن بہت شدید ہوگا لوگ اپنے گناہوں کا بار دوسروں پر ڈالنے کے خواہاں ہوں گے اللہ تعالیٰ پہلے شخص سے کہے گا جنت کی طرف نگاہ کرو۔ وہ دیکھ کر کہیگا باری تعالیٰ یہ سونے چاندی اور موتیوں سے آراستہ محلات کیا یہ کسی شہید یا صدیق کے لیے ہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ ان کے لیے ہیں جو قیمت ادا کرے گا۔ وہ کہے گا باری تعالیٰ ان کی قیمت کس کے پاس ہے؟ حکم ہوگا۔ تیرے پاس ہے وہ یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کو معاف کر دے وہ معاف کر دے گا اس پر حکمِ ربانی ہوگا اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ کر اسے جنت لے جاؤ ۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے ڈرو۔ ایک دوسرے سے نیکی کرو۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مومنوں کی صلح کرائے گا۔

اس سے واضح ہے کہ انسان اپنے اخلاق بہتر بنائے لوگوں سے نیکی کرے۔ اے انسان غور کر اور سمجھ اگر تیرا نامہ اعمال اس دن مظالم سے پاک ہو یا اللہ تیری مغفرت فرما دے تجھے اس سعادت کا یقین ہو جائے تو تجھے کس قدر مسرت ہوگی اللہ کی عدالت سے لوٹتے ہوئے تو کس قدر شاداں ہوگا۔ اس سعادت کو زوال و بدبختی نہیں تجھے جو خوشی سے راحت ہوگی وہ بیان نہیں کی جا سکتی۔ تیرا چہرہ چمک رہا ہوگا۔ رضاءِ الٰہی کی نعمت تیرے چہرہ سے عیاں ہوگی۔ تو سب کے سامنے ناز سے ٹہل رہا ہوگا۔ اگلی پچھلی سب مخلوق

تجھے دیکھے گی اور تجھ پر رشک کرے گی۔ تیرے آگے پیچھے چلتے ہوئے فرشتے تیرا تعارف کرائیں گے کہ اللہ اس پر راضی ہوا اور اس کو راضی کیا۔ اس کے لیے ایسی سعادت ہے جسے بدبختی اور زوال نہ ہے کیا یہ مقام اس مقام سے بلند نہ ہے جو تو ریاکاری تصنع، منافقت، ظاہری بناوٹ سے لوگوں کے دلوں میں پیدا کرتا ہے اگر تو مقام آخرت کی عزت کو اچھا سمجھتا ہے تو پھر اپنے اللہ کے حضور نہایت خلوص اور نیک نیتی سے حاضری دے تاکہ تو بلند مرتبہ حاصل کرلے۔

نعوذ باللہ! اگر تیرے نامہ اعمال میں برائیاں نکلیں جن کو معمولی سمجھ کر کیے جا رہا ہے حالانکہ وہ اللہ کے حضور بہت سنگین ہیں انھی کی وجہ سے تجھ پر عتاب ہو۔ اگر اللہ کہہ دے اے بدترین انسان! تجھ پر میری لعنت میں تیری عبادت نہیں قبول کرتا تو یہ آواز سنتے ہی تیرا چہرہ سیاہ ہو جائے گا۔ پھر اللہ کی ناراضگی کے سبب اللہ کے فرشتے ناراض ہو جائیں گے اور وہ کہیں گے تجھ پر اللہ کے فرشتوں اور تمام مخلوق کی لعنت ہو پھر عذاب کے فرشتے بھرپور بدخلقی درشتی سے خوفناک شکلوں کے ساتھ تیری طرف بڑھیں گے اور تجھے گھسیٹتے ہوئے لے جائیں گے لوگ تیرے سیاہ چہرہ اور تیری ذلت ورسوائی کو دیکھ رہے ہوں گے۔ اور تو شور مچا رہا ہوگا۔ تو ہلاکت کی ایک دعا نہیں ہلاکتوں کو پکار رہا ہوگا، فرشتے فلاں ابن فلاں کہہ کر تجھے متعارف کرا رہے ہوں گے اللہ نے تیری رسوائی کا پردہ چاک کر دیا ہوگا۔ ان برائیوں کی بدولت یہ ابدی تیرہ بختی تیرا مقدر ہوگی۔ جو تجھ سے کبھی بھی نہ ٹلے گی۔

اس میں کلام نہیں کہ انسان گناہ پوشیدہ طور پر کرتا ہے تاکہ لوگوں کی نگاہ سے بچا رہے۔ تاکہ مخلوق میں اس کی رسوائی نہ ہو اور اس کے تقدس کا بھانڈا نہ پھوٹے۔ مگر انسان کتنا کم عقل واقع ہوا ہے کہ تھوڑی سی مخلوق کے سامنے رسوائی سے ڈرتا ہے مگر اس رسوائی کا خیال نہیں کرتا جو کل مخلوق کے سامنے ہوگی نہ اسے آخرت کی عظیم رسوائی کا ڈر اور خوف ہے جو نہ ختم ہونے والی ہے اور پھر اس کے ساتھ عذاب الیم بھی ہے۔ جس کی بدولت اسے فرشتے کھینچ کر جہنم

لے جائیں گے ۔
کس قدر افسوس ہے کہ اے انسان ! تجھے درپیش خطرات کا احساس تک نہ ہے ۔

(۳۸)

مذمتِ مال

فرمانِ باری تعالیٰ ہے :۔
یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ
(المنافقون ۹)

اے ایمان والو! تمہارا مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کردے اور جو ایسا کریں گے وہ نقصان پائیں گے ۔
مزید فرمان ہے :۔
اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَعِنْدَ اللّٰهِ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۔
بے شک تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لیے آزمائش ہیں اور اس آزمائش پر پورے اترنے میں اللہ کے نزدیک بہت بڑا اجر ہے ۔
بعدہٗ جو مال ، اولاد کو اللہ کی رحمت پر ترجیح دیتا ہے وہ اپنا بہت بڑا نقصان کرتا ہے ۔ مزید فرمان ہے :۔
اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤی ۝ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰی ۔
انسان سرکشی کرتا ہے اس لیے کہ خود کو غنی اور بے پرواہ سمجھتا ہے
ایک اور فرمانِ الٰہی ہے : تمہیں مال کی طلب نے غافل کر دیا ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جیسے پانی سبزیاں اگاتا ہے اسی طرح مال اور عزت کی محبت انسان کے دل میں نفاق پیدا کرتی ہے۔

آپؐ نے مزید فرمایا:۔ دو خطرناک بھیڑیئے بکریوں کے واڑے میں گھس کر اتنا نقصان نہیں کرتے جتنا کسی مسلمان کے دین میں مال و عزت اور وجاہت کی محبت نقصان پہنچاتی ہے۔

ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے مزید ارشادات یہ ہیں:۔ طلبگار و پرستار مال و دولت ہلاک ہو گئے۔ ماسوائے ان صاحبِ مال کے جنھوں نے اللہ کے بندوں پر مال کو خرچ کیا لیکن وہ بہت تھوڑے ہیں آپ سے عرض کیا گیا آپ کی امت میں سے سب سے بُرے لوگ کون ہیں؟ آپؐ نے فرمایا:۔ دولت کے پرستار۔

آپؐ نے فرمایا:۔ تمھارے بعد ایسی اقوام ہوں گی جو دنیا کی عمدہ نعمتیں کھائیں گی نہایت عمدہ ان کی سواری ہو گی۔ بہترین اور خوبرو عورتوں سے وہ نکاح کریں گے نہایت اعلیٰ اور خوب صورت لباس وہ زیب تن کریں گے۔ ان کے معمولی خوراک سے پیٹ نہ بھریں گے ان کے دل کثیر دولت پر بھی قناعت نہ کریں گے وہ دنیا کو معبود تصور کرتے ہوئے دن رات اس کی پرستش کریں گے۔ اور اسے ہی اللہ کی بجائے اپنے ذرائع پیدائش مال کو اپنا رب سمجھیں گے۔ ان کی ساری تگ و دو مال بنانے کی طرف رہے وہ خواہشات کی پیروی کریں گے۔

جو شخص ان کا زمانہ پائے انھیں محمد بن عبداللہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی وصیت ہے جو انھیں دیکھے نہ سلام کرے نہ ان کے بیماروں کی تیمارداری کرے نہ ان کے جنازہ میں شریک ہو نہ ان کے بڑوں کی تعظیم و عزت کرے جس نے ان پر عمل نہ کیا گویا اس نے اسلام کو مٹانے میں ان سے تعاون کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔ دنیا کو دنیا داروں کے لیے چھوڑ دو، جس نے اپنی ضرورت سے زائد دنیا بنائی اس نے بے خبری میں اپنی ہلاکت لے لی۔

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔ انسان میرا مال میرا مال پکارتا ہے، مگر

اس کا مال وہی ہے جو اس نے کھایا یا پہننے پر صرف کر دیا اور عاقبت کے لیے خرچ کر دیا۔

ایک شخص نے عرض کیا مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں موت کو اچھا نہیں سمجھتا۔ آپ نے فرمایا:۔ تیرے پاس کچھ مال و دولت ہے؟ اس نے عرض کیا جی ہاں:۔ آپ نے فرمایا اسے اللہ کی راہ میں خرچ کر دو، کیونکہ مومن کا دل اپنے مال کے ساتھ رہتا ہے اگر وہ مال کو روکے رکھے تو اس کا دل مرنے کو تیار نہیں ہوتا اور اگر وہ اسے آگے بھیج دیتا ہے اسے آگے جانے کی بھی آرزو ہوتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔ انسان کے تین دوست ہیں ایک اسکی موت تک ساتھ دیتا ہے دوسرا قبر تک اور تیسرا قیامت تک ساتھ رہے گا۔ موت تک ساتھی اس کا مال ہے۔ قبر تک ساتھ دینے والا اس کا خاندان ہے اور قیامت تک کے ساتھی اس کے اعمال ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے آپ سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ آپ پانی پر چل سکتے ہیں؟ اور ہم اس سے قاصر ہیں؟ آپ نے فرمایا تم مال و دولت کو کیسا سمجھتے ہو؟ انھوں نے کہا بہت اچھا۔ آپ نے فرمایا میرے نزدیک مٹی کا ڈھیلا اور رقم دونوں برابر ہیں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ کو لکھا اے میرے بھائی اس قدر مال و دولت جمع نہ کر و جس کا تم شکر نہ ادا کر سکو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا۔ اللہ کا اطاعت گذار مالدار جب قیامت میں مع اپنے مال کے پیش ہو گا تو اس کا مال اسے کہے گا تو پل صراط سے گذر جا تو نے میرا حق ادا کر دیا تھا۔ جب گنہ گار دولت مند پل صراط سے گذرنے لگے گا تو اس کا مال روک دے گا۔ اور کہے گا آج تیرے لیے ماسوا ہلاکت کے کچھ نہ ہے کیونکہ تو مال کے بارے میں جو احکام الٰہی تھے انھیں پورا نہ کیا۔

سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔ جب انسان مرتا ہے تو فرشتے

کہتے ہیں اس نے کیا آگے بھیجا ہے اور انسان کہتے ہیں کہ کیا چھوڑ کر مرا ہے۔

آپ نے فرمایا جاگیریں نہ بناؤ ورنہ تم ان سے محبت کرنے لگو گے۔

کہا گیا ہے کہ کسی شخص نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ سے بدسلوکی کی انھوں نے اس کے لیے دعا کی یا اللہ جس نے میرے ساتھ بدسلوکی کی ہے اس کو تندرست رکھ، اس کی عمر دراز کر، اس کو بہت سا مال دے۔ گویا کہ تندرستی طویل عمر کے ساتھ کثرت سے مال کو بُرا اس لیے سمجھا گیا ہے کہ وہ راہِ راست سے بھٹکا دیتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ نے ایک درہم ہاتھ پر رکھ کر فرمایا۔ جب تو مجھ سے جدا نہیں ہو جاتا مجھے کوئی فائدہ نہیں دے گا۔

روایت ہے مرادِ رسول حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ نے ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی خدمت میں کچھ رقم بھیجی آپ نے دریافت کیا۔ عرض کیا گیا مرادِ رسولؐ عمر رضی اللہ تعالیٰ نے یہ رقم بھیجی ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ عمرؓ پر رحمت نازل کرے پھر آپ نے کپڑا لے کر اس کی تھیلیاں بنا کر تمام رقم رشتہ داروں اور یتیموں میں تقسیم کر کے دعا کی اے اللہ! اس سے قبل کہ آئندہ سال میرے پاس رقم آئے تو مجھے دنیا سے اٹھا لے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی یہ پہلی زوجہ محترمہ تھیں جن کا سب سے پہلے وصال ہوا۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جس نے دولت کو عزت دی اللہ نے اسے ذلیل کیا۔ کہا جاتا ہے کہ جب کرنسی بنتی ہے تو شیطان اسے اٹھا کر ماتھے سے لگا کر چومتا ہے اور کہتا ہے جس نے تم سے محبت کی وہ یقیناً میرا بندہ ہے۔

حضرت سمیط بن عجلان رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔ مال و زر منافقوں کی ایسی مہاریں ہیں جو انھیں جہنم میں پہنچاتی ہیں۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:۔ مال و زر ایسا بچھو ہے جس کے کاٹے کا منتر نہ آتا ہو تو اسے ہاتھ نہ لگاؤ اگر اس نے تمھیں ڈنگ مار دیا تو اس کا زہر تجھے

ہلاک کر دے گا۔ پوچھا اس کا منتر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ذرائع حلال سے حلال کمانا اور صحیح کام میں خرچ کرنا۔

حضرت عداء بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے سامنے دنیا بناؤ سنگھار کر کے آئی تو میں نے کہا تیرے شر سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ دنیا نے کہا اگر تم میرے شر سے پناہ چاہتے ہو تو مال و دولت سے دشمنی رکھو کیونکہ دولت کو حاصل کرنا دنیا کو حاصل کرنا ہے جو ان سے الگ تھلگ رہے وہ دنیا سے بچ جاتا ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے۔ ترجمہ اشعار

• میں نے یہ راز پا لیا ہے اور اسے تم بھی سمجھ لو کہ دولت کو چھوڑ کر ہی تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔

• اگر تو نے دنیا حاصل کر کے اسے چھوڑ دیا تو واقعی تو نے ایک مسلمان کا سا تقویٰ حاصل کیا۔

ایک شاعر کے اشعار کا ترجمہ یہ ہے:۔

تجھے کسی کی پیوند لگی قمیص یا پنڈلی تک اٹھی ہوئی چادر۔ یا اس کی پیشانی پر عبادت کا نشان دھوکہ نہ دے اگر اس کا حال معلوم ہی کرنا ہے تو اسے دولت دکھاؤ پھر اس دنیا سے محبت اور تقویٰ کا حال تمھیں معلوم ہو جائے گا۔

روایت ہے کہ جناب عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی موت کے وقت مسلمہ بن عبدالمالک نے آکر کہا: امیر المومنین! آپ نے ایسا کام کیا ہے جو آپ سے پہلے کے حکمرانوں نے نہیں کیا۔ آپ اپنی اولاد کو تنگدست چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے تیرہ بچے تھے آپ نے سن کر فرمایا مجھے اٹھا کر بٹھاؤ۔ آپ نے بیٹھ کر فرمایا تم نے کہا میں نے ان کے لیے کچھ مال نہیں چھوڑا۔ یاد رکھو میں نے نہ ان کا حق مارا ہے نہ دوسروں کا حق انھیں دیا ہے اگر یہ اطاعت گذار رہیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی ضروریات کو پورا کرے گا۔ وہی نیکوں کا کارساز ہے اگر انھوں نے اللہ کی نافرمانی کی تو مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ ان کا کیا ہوگا؟

روایت ہے کہ محمد بن کعب القرظی رحمۃ اللہ علیہ کو کہیں سے بہت سی دولت ہاتھ لگی انھیں کہا گیا اپنی اولاد کے لیے جمع کر دیجیے - آپ نے فرمایا کہ اسے اپنے اللہ کے ہاں جمع کروں گا اور اپنے رب کو اپنی اولاد کے لیے چھوڑ جاؤں گا۔

روایت ہے کہ ایک شخص ابو عبدربہ سے کہا اے برادر! اپنی اولاد کے لیے برائی نہیں بلکہ بھلائی چھوڑ کر جائیے تو انھوں نے اپنے مال سے ایک لاکھ درہم خیرات کر دیئے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ دو مصیبتیں ایسی ہیں کہ ان جیسی نہ اگلے پچھلوں نے نہ سنی ہیں۔ وہ ہیں موت کے وقت بندے کا مال پر افسوس، پوچھا گیا وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا ایک تو دولت چھن جاتی ہے اور دوسرے اللہ کے ہاں تمام دولت کا حساب دینا پڑتا ہے۔

(۲۹)

میزان اعمال و جہنم

اہل ایمان کو میزانِ اعمال اور نامہ اعمال کے دائیں یا بائیں ہاتھ میں دیئے جانے کے بارے میں غور کرتے رہنا نہایت ضروری ہے حساب کے بعد انسان تین گروہوں میں تقسیم کر دیئے جائیں گے۔

- ایک گروہ ایسا ہوگا جس کی کوئی نیکی نہ ہوگی جہنم سے ایک گردن نمودار ہوگی جو انھیں اس طرح اچک لے جائے گی جس طرح پرندہ کو اچک کرلے جاتا ہے انھیں لپیٹ کر جہنم میں ڈال دے گی۔ انھیں پکار کر کہا جائے گا یہ ان کی تیرہ بختی دوامی ہے انھیں سعادت نصیب نہ ہوگی۔
- دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جن میں برائی نہ ہوگی ندا آئے گی اللہ کی حمد کرنے والے ہر حال میں کھڑے ہو جائیں نہایت اطمینان سے جنت چلے جائیں گے۔

پھر راتوں کو عبادت کرنے والے اور تجارت اور دنیاوی کاروبار نے جنھیں ذکر اللہ سے نہ روکا ہوگا۔ انھیں جنت روانہ کر کے فرمایا جائے گا۔ انھیں کوئی دکھ اور تکلیف نہ ہوگی۔

تیسرے گروہ کے وہ آدمی ہیں جن کے نامہ اعمال میں کچھ نیکیاں اور کچھ گناہ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں۔ ان کی نیکیاں زیادہ ہیں یا گناہ۔ اللہ انکی میزان فرما کر بتا دے گا۔ اگر فضل سامنے آیا تو معافی مل جائے گی۔ اگر سزا ہوئی تو عدل سامنے آئے گا۔ ان کی نگاہیں نامہ اعمال کی طرف لگی ہوں گی معلوم نہیں دائیں ہاتھ میں آتا ہے یا بائیں ہاتھ میں۔ اس خوفناک حالت سے ہوش اڑ جائیں گے۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ اُمّ المومنین صدیقہ کائنات عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا سر تھا۔ انھیں آخرت کی یاد آتی تو آنسو بہہ نکلے اور وہ چہرہ انور حضورؐ پر گرے جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو گئے اور پوچھا "اے عائشہ! کیوں روتی ہو؟" عرض کیا۔ آخرت کی یاد کے سبب۔ کیا لوگ قیامت میں اپنے اپنے اقرباء کو یاد رکھیں گے؟ آپ نے فرمایا تین جگہوں میں اپنے سوا کچھ یاد نہ ہوگا۔

- ۱۔ جب میزان عدل رکھا جائے گا تو اعمال تولے جائیں گے تو سب دیکھیں گے ان کی نیکیاں کم ہوتی ہیں یا برائیاں؟
- ۲۔ نامہ اعمال دیئے جانے کے وقت آیا دائیں ہاتھ میں ملتا ہے یا بائیں ہاتھ میں؟
- پل صراط سے گذرتے وقت سب کچھ بھول جائیں گے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن انسانوں کو میزان کے سامنے لایا جائے گا وہاں ایک فرشتہ مقرر ہوگا اگر نیکیاں زیادہ ہوئیں تو فرشتہ پکارے گا فلاں ابن فلاں نے ابدی سعادت حاصل کر لی۔ اگر برائیاں زیادہ ہوئیں تو فرشتہ پکارے گا فلاں کے حصہ میں بدبختی آئی۔ اس کی آواز سب سنیں گے

اسے کبھی سعادت نصیب نہ ہوگی عذاب کے فرشتے لوہے کے گرز تھامے آگ کا لباس پہنے آئیں گے اور جہنم لے جائیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت میں حضرت آدم علیہ السلام بھی تشریف لائیں گے۔ اللہ تعالیٰ حکم دے گا۔ اے آدم! اٹھو جہنمیوں کو جہنم بھیجو۔ آدم عرض کریں گے کتنے: لوگوں کو حکم ہوگا۔ ہر ہزار میں سے نو صد ننانوے کو۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جب یہ بات سنی تو ہنسنا اور مسکرانا چھوڑ دیا اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمل کرو اور تسلی رکھو۔ خالقِ کائنات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے کافر انسانوں، شیطانوں کے علاوہ دو ایسی مخلوقات بھی ہیں جو تم سے کہیں زیادہ ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا حضورؐ وہ کون؟ آپ نے فرمایا یاجوج ماجوج۔ صحابہ کرام یہ سنتے ہی خوش ہوگئے۔ آپ نے تاکید فرمائی عمل کرو اور اطمینان رکھو واللہ تم قیامت کے دن لوگوں میں ایسے ہوگے جیسے اونٹ کے پہلو میں تل یا کسی جانور کی ٹانگ پر نقطہ ہو۔

اے غافل انسان! تو نفس کا فریب خوردہ ہے تو دنیاوی مشاغل میں مگن ہے موت کے کنارے کھڑے ہو کر بھی اپنی آخرت سے بے فکر ہے ایک نہ ایک دن تجھے یہاں سے جانا ہے تیرا مقام کونسا؟ دوزخ یا جنت۔ پھر فکر کر اے نادان!

فرمانِ الٰہی ہے:۔

اور تم میں سے ہر ایک کو اس پر گزرنا ہے۔

یہ تیرے رب کا حتمی فیصلہ ہے کہ ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور ظالموں کو اس میں گرا ہوا چھوڑیں گے (مریم ۷۱-۷۲)

چونکہ اس میں تمہارا جانا یقینی ہے لہٰذا اس سے نجات مشتبہ ہے۔ تمہیں چاہیے کہ خود اس میں چھلانگ نہ لگاؤ اس سے نجات کے لیے فکر کرو۔ اس مخلوق کے حال پر غور کرو جو قیامت کے مصائب برداشت کر رہی ہوگی اسی پریشانی اور غم میں کھڑی ہوگی کسی خبر یا سفارش کا انتظار ہوگا۔ مجرموں کو گھیر لیا جائے گا۔ اچانک ہولناک

اندھیرا ان کا احاطہ کرے گا بھڑکتی ہوئی آگ سایہ کی طرح ہو گی اس کی شدت سے مکروہ آوازیں سنائی دیں گی۔ گناہگاروں کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گا لوگ گھٹنوں کے بل گر جائیں گے۔ اس وقت نیک بھی خائف ہوں گے ایک فرشتہ آواز دے گا فلاں ابن فلاں دنیا میں طویل امید پر جیتا رہا اور عمر برباد کرتا رہا۔ وہ جلدی سے اس کی طرف لوہے کی سلاخیں لے کر بڑھیں گے اور سخت عذاب اس کا استقبال کریگا اسے سپرد جہنم کرتے ہوئے کہیں گے۔ بمطابق ارشاد الٰہی ہے۔

ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ (الدخان - ۴۹)

چکھ، تو بڑا معزز و مکرم ہے۔

وہ انھیں تنگ مکان میں جہاں ہلاکتیں ہوں گی اس میں ہمیشہ کے لیے قید کر دیں گے جہنم بھڑکایا جائے گا گرم پانی پینے کے لیے ہو گا ان کا ٹھکانا جحیم دوزخ ہو گا۔ عذاب کے فرشتے انھیں کوڑے لگاتے ہوں گے۔ اور ہاویہ انھیں اکٹھا کرے گا۔ وہ مرجانے کی تمنا کریں گے مگر چھٹکارا نہ ملے گا۔ ان کے پاؤں پیشانیوں کے ساتھ باندھ دیئے جائیں گے۔ گناہوں کی ظلمت سے ان کے چہرے سیاہ ہوں گے ہر طرف سے آوازیں اٹھیں گی ہر طرف شور و ہنگامہ برپا ہو گا۔ اے مالک! ہم پر سزا ثابت ہو چکی۔ اے مالک لوہے سخت وزنی ہیں اے مالک ہمارے چمڑے پک گئے ہیں۔ اے مالک! ہمیں یہاں سے نکال دے ہم کبھی برائی نہیں کریں گے۔ عذاب کے فرشتے کہیں گے نہیں نہیں کوئی امان نہیں۔ ذلت سے نکلنے کی راہ نہیں۔ اس میں رسوا ہو اور بات نہ کرو اور تمھیں اگر نکالا جائے تو تم وہی کرو گے جس کی ممانعت کی گئی ہے اس وقت وہ مایوس ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر شدید افسوس کریں گے۔ مگر اب ندامت نجات نہیں دے گی اور افسوس کام نہیں آئے گا۔ بلکہ وہ منہ کے بل جکڑے ہوئے ڈال دیئے جائیں گے اوپر آگ ہو گی، نیچے آگ ہو گی، دائیں آگ ہو گی، بائیں آگ ہو گی اور وہ آگ میں غرق ہوں گے۔ آگ ان کا کھانا پینا ہو گا، آگ ان کا لباس ہو گا، آگ ان کا بچھونا ہو گا۔ الغرض! آگ کے بڑے بڑے شعلوں میں وہ ہوں گے۔ ان کا لباس گندھک کا ہو گا۔

چابکوں کی مار پڑے گی ۔ زنجیروں کا بوجھ ہوگا وہ دوزخ کی گہرائیوں میں پریشان ہونگے اس کی وادیوں میں پس رہے ہوں گے ، اندھیروں میں بھٹک رہے ہوں گے ، آگ کی گرمی سے ہنڈیا کی طرح ابل رہے ہوں گے ۔ ہائے برباد کہتے ہوں گے ۔ جس قدر وہ ہائے کریں گے اسی قدر ان کے سروں پر گرم پانی پڑے گا ۔ جس سے ان کے پیٹ اور چمڑے پھٹ جائیں گے اور لوہے کے کوڑے ہوں گے ، ان کی پیشانیاں زخمی ہونگی ان کے مونہوں سے پیپ بہتا ہوگا ، پیاس کی شدت سے ان کا جگر پھٹتا ہوگا ۔ رخساروں پر ان کی آنکھیں بہتی ہوں گی ، رخساروں کا گوشت گر جائے گا ۔ ان کے چمڑے اور بال تک گر جائیں گے ، جب ان کے چمڑے جل جائیں گے تو نئے چمڑے اگا دیئے جائیں گے ۔ انکی ہڈیاں بھی گوشت سے خالی ہونگی ، ان کی جانیں رگوں اور پٹھوں کے ساتھ چمٹی ہوں گی اور وہ آگ کے شعلوں میں سسک رہے ہوں گے ۔ اسی حالت میں موت کی تمنا کریں گے مگر وہ مریں گے نہیں اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا ذرا سوچو جب تم انھیں دیکھوگے کہ انکے چہرے چنگاری سے زیادہ سیاہ ہونگے ان کی بینائی جاتی رہی ، ان کی زبانیں گنگ ہوگئیں ، انکی پشتیں ٹوٹ گئیں ، انکی ہڈیاں سرمہ ہوگئیں ، ان کے کان کٹ گئے ، ان کے چمڑے مسل دیئے گئے ، ان کے ہاتھ گردنوں کے ساتھ باندھ دیئے گئے ، ان کی پیشانیاں اور قدم ملا کر جکڑ دیا گیا اور وہ چہروں کے بل آگ پر چل رہے ہیں ، لوہے کی سلاخیں انکی آنکھوں میں پھر رہی ہیں ، اندرونی اعضاء میں آگ کے شعلے پھر رہے ہیں اور ظاہری اعضاء پر جہنم کے سانپ بچھو ڈس رہے ہیں ۔

یہ تو مختصر حال ہے جہنم کی تفصیلات پر خود ہی غور کر لو ۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا وَجَمِیْعَ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْھَا

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، دوزخ میں ستر ہزار وادیاں اور ہر وادی میں ستر ہزار شاخیں ہیں ۔ ہر شاخ میں ستر ہزار اژدہا اور ستر ہزار بچھو ہیں ۔ کفار اور منافقین یہاں پہنچتے ہی اس میں گر پڑیں گے ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: جبّ الحزن یعنی غم کے گڑھے یا وادی الحزن یعنی غم کی وادی سے اللہ کی پناہ مانگو۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وادی الحزن، غم کی وادی یا جبّ الحزن یعنی غم کے گڑھے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: یہ جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم (بھی) ستر ہزار بار پناہ مانگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ریاکاروں کے لیے تیار رکی ہے یہ تو دوزخ کی وسعت اور اس کی وادیوں کی شاخیں ہیں یہ دنیا کی وادیوں اور دنیا کی شہوات کے مطابق ہیں اور ان کے دروازے سات اعضاء کی تعداد پر ہیں۔ جن کے ساتھ انسان نافرمانی کرتا ہے۔ بعض نیچے ہیں۔ جہنم، پھر سقر، پھر لظیٰ، پھر حطمہ، پھر سعیر، پھر جحیم، پھر حاویہ۔

اس سے ہاویہ کی گہرائی کا خود ہی اندازہ کر لیجیے کہ اسکی گہرائی کی کوئی حد نہیں اسلیے جہنم کا ہاویہ اس سے بھی زیادہ گہرے ہاویہ کی طرف جا رہا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے کہ اچانک دھماکہ سنا۔ جناب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟ ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ فرمایا: یہ ایک پتھر ہے جسے ستر سال پہلے جہنم میں پھینکا گیا اب وہ اس کی گہرائی تک پہنچا

اب خود ہی اندازہ کرو کہ دوزخ کی وادیوں کا باہم کس قدر فرق ہے۔ آخرت کے درجات بڑے اور عظیم تر ہیں جس طرح لوگ دنیا میں جس انداز پر منہمک ہیں، بعض لوگوں کا انہماک زیادہ ہے، گویا وہ دنیا میں ڈوب چکے ہیں بعض لوگ ایک مقررہ حد تک اس میں غوطہ زن ہیں۔ اسی طرح ان کے لیے دوزخ کے درجات ہیں اور اللہ تعالیٰ ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا یہی وجہ ہے کہ دوزخیوں پر ایک جیسا عذاب نہیں ہوگا اور یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے؟ بلکہ ہر ایک کو اس کی نافرمانی اور گناہ کے مطابق سزا ملے گی۔ البتہ یہ بھی یاد رہے کہ عذاب کی شدت کا یہ حال ہوگا کہ قلیل تر عذاب پانے والا اگر ساری دنیا اور اس کی تمام آسائشوں کے برابر بھی دے کر چھوٹ سکے تو دے دے۔

محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن کم ترین عذاب

پانے والا وہ دوزخی ہو گا جس کو آگ کے دو جوتے پہنائے جائیں گے۔ جوتوں کی شدید گرمی کے باعث اس کا دماغ کھولتا ہو گا اب جس پر کم ترین عذاب ہے اسے ہی دیکھ لو کہ کس قدر شدید محسوس ہو رہا ہے اور اس سے عبرت حاصل کرو۔

اگر اب بھی دوزخ کے عذاب کی شدت میں کچھ شبہ ہو تو اپنی انگلی آگ کے قریب کرو اور سمجھ لو، مگر یہ بھی یاد رکھو کہ تمھارا اندازہ لگانا بھی غلط ہو گا اس لیے کہ دنیا کی آگ کا دوزخ کی آگ سے کوئی مقابلہ نہیں اور اگر دنیا کی آگ شدید ترین سزا ہے تو دوزخ کے عذاب کا کیا ٹھکانا ہو گا؟ بلکہ اگر دوزخیوں کو دنیا جیسی آگ نظر آئے تو وہ دوزخ کی آگ سے بھاگ کر اس میں چھلانگ لگا دیں۔ اس لیے بعض روایات میں بطور نصیحت آتا ہے کہ دنیا کی آگ کو رحمت کے ستر پانیوں سے دھویا گیا تب جا کر اہلِ دنیا کو اس کی برداشت ہوئی دوزخ کی آگ کے بارے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صراحت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ایک ہزار سال آگ بھڑکائی گئی آخر وہ سرخ ہو گئی۔ پھر ایک ہزار سال تک مزید بھڑکائی آخر کار وہ سفید ہو گئی۔ پھر ایک ہزار سال تک بھڑکائی آخر کار وہ سیاہ ہو گئی۔ اب یہ سیاہ اندھیر ہے۔

تاجدارِ عرب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جہنم کی آگ نے اپنے رب کے پاس فریاد کی بارے رب تعالیٰ! میرے بعض حصہ نے بعض کو کھا لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اجازت دی کہ دو سانس لے لے۔ ایک سردی میں، ایک گرمی میں۔ چنانچہ گرما میں جو تم شدید حرارت محسوس کرتے ہو وہ اسی سے ہے اور سرما میں جو شدید سردی محسوس کرتے ہو تو وہ اس کے زمہریر یعنی شدید سردی سے ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ دنیا کا وہ کافر لایا جائیگا جس پر سب سے زیادہ انعامات ہوئے۔ حکم ہو گا۔ اسے آگ میں ایک ڈبکی دو، پھر پوچھا جائے گا:۔ کیا تم نے کبھی آسائش دیکھی؟ وہ کہے گا نہیں! اور ایک (مسلمان) دنیا میں سب سے زیادہ تکالیف اٹھانیوالا لایا جائیگا، حکم ہو گا اسے جنت میں ایک غوطہ لگواؤ پھر اسے پوچھا جائے گا کیا تم نے کبھی کوئی دکھ دیکھا؟ وہ کہے گا نہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے: اگر مسجد میں ایک لاکھ یا اس سے زیادہ آدمی بھی ہوں، پھر ایک دوزخی آدمی سانس لے، تو سب مرجائیں۔

ایک بزرگ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّارُ (آگ ان کے چہروں کو جھلستی ہوگی) کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: ان کو ایک بار آگ جھلسے گی تو ان کی ہڈیوں کا سارا گوشت ایڑیوں پر گر جائے گا۔ پھر اس کے بعد اس بدبودار پیپ پر غور کرو جو ان کے جسم سے نکلے گی جس میں وہ ڈوب ڈوب جائیں گے اس کو نساق کہا جاتا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ: ۔ اگر دوزخ کی بدبودار پیپ کا ایک ڈول دنیا پر ڈال دیا جائے تو ساری زمین بدبودار ہوجائے یہ تو پینے کی چیز کا حال ہے جب پیاس کی شکایت کریں گے تو انھیں گرم پیپ دیا جائے گا جسے گھونٹ گھونٹ پئیں گے اور (آسانی سے) نگل نہیں سکیں گے ہر طرف سے موت آتی ہوگی مگر مریں گے نہیں۔

وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ
بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ۝

اور اگر وہ فریاد کریں تو انھیں فریاد پہنچے گی، تانبے کی طرح پگھلے ہوئے گرم پانی کے ساتھ جو مونہوں کو جھلس دے۔ بُرا ہے پینا اور وہ بری ہے آگ فائدہ اٹھانے میں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے، اگر زقوم جو دوزخ کا مشہور ہے اگر اس کا ایک قطرہ دنیا کے سمندروں میں ڈال دیا جائے تو دنیا والوں کی زندگی برباد ہوجائے اب کھانا کس قدر مصیبت ہوگی؟

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمھیں جس چیز کی ترغیب دی، اس میں رغبت رکھو اور جس عذاب سزا اور جہنم سے ڈرایا، اس سے ڈرو، اسلئے کہ اگر جنت کا ایک قطرہ تمھاری اس دنیا میں آجائے جس میں تم ہو تو یہ

معطر اور خوشبودار ہو جائے اور اگر دوزخ کا ایک قطرہ تمھاری اس دنیا میں گر جائے جس میں تم ہو تو یہ تمھارے اوپر زندگی خراب کر دے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوزخیوں پر اس قدر بھوک طاری کی جائے گی کہ وہ بھی عذاب کی طرح ہو گی۔ وہ کھانا مانگیں گے تو انھیں گلے میں پھنس جانے والا کھانا دیا جائے گا پھر وہ پانی مانگیں گے تو ان کو گرم پانی لوہے کی سلاخوں پر دیا جائے گا جب ان کا منہ قریب ہوگا تو ان کے منہ جھلس جائیں گے جب یہ گرم پانی ان کے پیٹ میں پہنچے گا تو ان کے پیٹ کٹ جائیں گے تو دوزخی کہیں گے، جہنم کے داروغہ کو بلاؤ۔ پھر وہ داروغہ جہنم کو کہیں گے تم اپنے رب سے (ہماری طرف سے) درخواست کرو کہ کسی روز ہم سے عذاب کم کر دے فرشتے جواب دیں گے، کیا تمھارے پاس رسولِ مقبول (صلی اللہ علیہ وسلم) معجزات لے کر نہیں آئے۔ وہ کہیں گے ہاں۔ فرشتے کہیں گے پھر پکارو! کافروں کی پکار بے کار جائے گی راوی بتاتے ہیں کہ پھر وہ کہیں گے، چلو مالک دوزخ کو بلاؤ وہ پکاریں گے اور کہیں گے اے مالک! (ہماری درخواست ہے کہ) تیرا رب ہماری زندگی ختم کر دے راوی بتاتے ہیں کہ جواب ملے گا کہ تم باقی رہو گے۔

حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ ان کی پکار اور مالک کے جواب میں ایک ہزار سال کا فاصلہ ہو گا۔ ذرا کھانے کا اندازہ بھی کیجیے۔ یہ تھوہر ہو گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ۝ فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ۝ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ۝

پھر بے شک اے گمراہو! جھٹلانے والو! البتہ تم تھوہر کے درخت سے کھانے والے ہو پھر اس سے پیٹ بھرنے والے ہو پھر اس کے اوپر گرم پانی پینے والے ہو، پھر پیاسے اونٹوں کی پینے کی طرح پینے والے ہو۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ طَلْعُهَا كَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ ۝ فَإِنَّهُمْ لَآكِلُونَ مِنْهَا فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِنْ حَمِيمٍ ۝ ثُمَّ إِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَإِلَى الْجَحِيمِ ۝

بے شک وہ ایک درخت ہے، جو دوزخ کی جڑ میں سے نکلے گا، اس کا سر گویا سانپوں کے سر ہیں۔ پس بے شک وہ اس میں سے کھانے والے ہیں۔ پھر اس سے وہ پیٹوں کو بھرنے والے ہیں پھر ان کو پیپ ملا کر کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا پھر انھیں بلاشبہ دوزخ کی طرف لوٹنا ہے۔

مزید فرمان الٰہی ہے:۔

تَصْلَىٰ نَارًا حَامِيَةً ۝ تُسْقَىٰ مِنْ عَيْنٍ آنِيَةٍ ۔

داخل ہوں گے جلتی آگ میں کھولتے ہوئے چشمے سے پلائے جائیں گے۔

ایک اور فرمان ہے:۔

إِنَّ لَدَيْنَا أَنْكَالًا وَجَحِيمًا ۝ وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَعَذَابًا أَلِيمًا ۝

بیشک ہمارے پاس بیڑیاں اور آگ ہے اور گلے میں اٹکنے والا کھانا اور دردناک عذاب۔

روایت ہے کہ وہ مشورہ کر کے کہیں گے: اے ہمارے رب! ہماری بدبختی ہم پر غالب آگئی اور ہم واقعی گمراہ قوم تھے۔ ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر ہم دوبارہ کفر کریں تو ہم ظالم ہیں جواب ملے گا: اس میں ہمیشہ ذلیل رہو اور بات نہ کرو اس وقت دوزخی لوگ ہر بھلائی سے ناامید ہو جائیں گے اب وہ افسوس کرنے والے، واویلا مچانے اور چیخنے چلانے میں مصروف ہو جائیں گے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کے بارے میں فرمایا :-

وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ۝ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ ۝

اور پلایا جائے گا وہ پانی کہ پیپ ہے ایک گھونٹ پیئے گا اور گلے سے اتار نہیں سکے گا۔

روایت ہے کہ یہ پیپ ان کے قریب کیا جائے گا تو وہ اسے ناپسند کریں گے اور جب انکے بالکل قریب کیا جائیگا تو ان کے سر کی کھال گر پڑے گی جب نا چار پئیں گے تو ان کی انتڑیاں کٹ جائیں گی اور وہ پیچھے سے نکل جائے گا۔

اس ضمن میں فرمانِ الٰہی ہے :-

وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ

اور اگر پانی پلائے جائیں گے پس ان کی انتڑیوں کو کاٹ ڈالے گا۔

اب دیکھیے کہ بھوک پیاس میں یہ ان کا کھانا ہوگا۔ دوزخ کے سانپ، بچھو، ان کے زہر، انکی شدت وعظمت اور انکی دہشت کا یہ حال ہوگا کہ جس پر مسلط ہوں گے، ایک لمحہ بھی ڈسنے اور کاٹنے سے نہیں رکیں گے۔

حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوزخ میں بختی لمبی گردن والے اونٹوں کی طرح سانپ ہوں گے جو ڈس لیں تو چالیس سال تک ان کی جلن محسوس ہوتی رہے گی اور اس میں خچر کے برابر بچھو ہوں گے یہ ان پر مسلط ہوں گے کہ جن میں دنیا کے اندر بخل، بداخلاقی اور لوگوں کو ایذا رسانی کی عادت تھی اور جو ان بد عادات سے بچا وہ ان سانپوں سے بھی محفوظ رہا۔

اس کے بعد دوزخیوں کے عظیم اجسام پر غور کرو۔ اللہ تعالیٰ طول وعرض میں انکے اجسام بڑھا دیگا تاکہ اس کی وجہ سے عذاب زیادہ ہو۔ چنانچہ وہ ایک دم بدن کے ہر حصے پر آگ کے جھلسانے، سانپ، بچھو کے کاٹنے کی سزا پائیں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا کہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا :۔ دوزخ میں کافر کی ڈاڑھ (احد پہاڑ) کے برابر ہو گی۔ اس کے چمڑے کی موٹائی تین دن کا سفر ہو گا۔ آپ نے فرمایا: اس کا نچلا ہونٹ سینے پر لٹک رہا ہو گا اور اوپر کا ہونٹ اوپر کی طرف سکڑ کر چہرے کو چھپاتا ہو گا۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن صحن میں کافر کی زبان گھسٹتی ہو گی اور لوگ اسے روندتے ہونگے۔ اجسام بڑے ہونے کے ساتھ ساتھ آگ انھیں بار بار جلائے گی۔ انکے چمڑے اور گوشت نئے اگا دیئے جائیں گے۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس آیت کے بارے میں ارشاد ہے :۔

كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا ۔

جب کبھی ان کے چمڑے جل جائیں گے تو بدل کر نئے چمڑے پیدا کر دیئے جائیں گے۔

فرمایا :۔ ہر روز آگ ان کے چمڑے کو ستر ہزار بار جلائے گی۔ جب بھی جلیں گے تو بدل کر نئے پیدا کر دیئے جائیں گے۔ چنانچہ پہلے کی طرح پھر سڑنا شروع ہو جائے گی۔

دوزخیوں کی آہ و بکا اور چیخ و پکار کا یہ حال ہو گا کہ دوزخ میں شروع دن میں ان پر آہ و بکا طاری ہو گی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ اس دن دوزخ لایا جائے گا۔ اس کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی۔ ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا گیا کہ حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ دوزخیوں پر گریہ طاری کر دیا جائے گا۔ آخر کار ان کی انتڑیاں کٹ جائیں گی، پھر وہ خون کے آنسو روئیں گے یہاں تک کہ ان کے رخساروں میں خندقیں نکل آئیں گی۔ اگر ان میں کشتیاں چلائی جائیں تو چل سکیں اور جب تک آہ و بکا اور چیخ و پکار کی اجازت ہو گی۔ تب تک انھیں کچھ نہ کچھ آرام ملے گا۔ مگر آخر میں اس کی بھی ممانعت ہو جائے گی۔

محمد بن کعب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : دوزخی پانچ بار دعا کریں گے :۔ اللہ تعالیٰ چار بار جواب دے گا۔ پانچویں بار دعا ہو گی تو اس کے بعد کبھی بھی بات نہیں کر سکیں گے۔

وہ کہیں گے۔

قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ (المومن - ۱۱)

وہ کہیں گے اے ہمارے رب! تو نے ہمیں دو بار مارا اور دو بار زندہ کیا پس ہم نے اپنے گناہوں کا اقرار کیا۔ پس کیا نکلنے کی کوئی راہ ہے وہ ہمیں بتا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا :۔

ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ۭ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ۝ (المومن - ۱۲)

یہ اس لیے ہے کہ جب تنہا اللہ تعالیٰ کو پکارا جاتا تھا، تم کفر کرتے تھے اور اگر اس کے ساتھ شریک لا کر اقرار کرتے تھے پس اللہ عظیم کا حکم بڑے کے لیے ہے۔

پھر دوزخی کہیں گے۔

رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا (السجدہ - ۱۲)

اے ہمارے رب! ہم نے دیکھا اور سنا اب ہمیں لوٹا تاکہ ہم اچھے عمل کریں۔

اللہ تعالیٰ جواب دے گا :۔

اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ۝ (ابراھیم - ۴۴)

کیا تم اس سے پہلے قسم نہیں کھاتے تھے کہ تمھارے لیے کچھ زوال

پھر دعا کریں گے :۔

رَبَّنَا اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِىْ كُنَّا نَعْمَلُ ۔

اے ہمارے رب ! ہمیں نکال ! ہم اچھے عمل کریں، ان کے علاوہ جو ہم عمل کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ جواب دے گا :۔

اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ ط فَذُوقُوا فَمَا لِلظّٰلِمِينَ مِنْ نَّصِيرٍ ٥

(فاطر ـ ۳۷)

کیا ہم نے تمھیں اس قدر عمر نہیں دی تھی کہ اس میں نصیحت پکڑے جو نصیحت پکڑتا ہے اور تمھارے پاس ڈرانے والا آیا تھا پس چکھو پس ظالموں کے لیے کوئی مددگار نہیں ہے۔

پھر وہ کہیں گے :۔

رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ٥ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُونَ ٥

(المومن ـ ۱۰۶)

اے ہمارے رب ہم پر بدبختی غالب آئی اور ہم گمراہ قوم تھے۔ اے ہمارے رب! ہمیں اس سے نکال دے پھر اگر ہم دوبارہ کریں تو ہم ظالم ہیں۔

اللہ تعالیٰ جواب دے گا۔

قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونَ (المومن ـ ۱۰۸)

کہے گا دور ہو جاؤ، اس میں اور مجھ سے کلام نہ کرو۔

اس کے بعد وہ کبھی کلام نہیں کر سکیں گے اور انھیں شدید تر عذاب ہو گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ اس فرمانِ الٰہی کے بارے میں

زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا :۔

سَوَآءٌ عَلَيْنَا اَجَزِعْنَا اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ

(ابراھیم - ۲۱)

ہم پر برابر ہے کہ واویلا کریں یا صبر کریں ہمارے لیے جائے فرار نہیں

تو فرمایا : وہ ایک سو برس تک صبر کریں گے پھر ایک سو برس چیخ و پکار کرینگے پھر ایک سو برس تک صبر کریں گے۔ پھر کہیں گے :۔

سَوَآءٌ عَلَيْنَا اَجَزِعْنَا اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ (ابراھیم - ۲۱)

ہم پر برابر ہے کہ واویلا کریں یا صبر کریں ہمارے لیے جائے فرار نہیں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ قیامت کے دن موت کو حاضر کیا جائیگا۔ گویا وہ سیاہ وسفید مینڈھا ہو۔ پھر جنت اور دوزخ کے درمیان اسے ذبح کر دیا جائے گا اور کہا جائے گا :۔ اے جنتیو! ہمیشہ رہو گے ، موت نہیں ہو گی اور اے دوزخیو! ہمیشہ رہو گے اور موت نہیں ہو گی ۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :۔ دوزخ سے ایک آدمی ہزار سال کے بعد نکلے گا ۔ پھر فرمایا :۔ کاش ! میں ہی وہ آدمی ہوتا ۔ یعنی اللہ کے خوف کا یہ حال ہے ۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک کونے میں بیٹھے رو رہے ہیں پوچھا گیا : آپ کیوں روتے ہیں ؟ فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ کہیں دوزخ میں ڈال دیا جاؤں اور پھر میری پرواہ نہ ہو ۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنَ النَّارِ ہ

یہ مختصر طور پر عذاب دوزخ کا ذکر ہوا ہے ورنہ اس کی تفصیلات اور عذاب و محن کا کچھ اندازہ نہیں ۔ عذاب دوزخ کی شدت کے ساتھ ساتھ ایک مزید سزا یہ ہوگی کہ انھیں جنت چھن جانے ، اللہ تعالیٰ کی زیارت نصیب نہ ہونے اور اس کی رضا نہ ملنے کا افسوس ہو گا ۔ ان بدنصیبوں نے چند کھوٹے سکوں کے عوض یہ نعمتیں بیچ دیں ۔ یعنی چند

گنتی کے دنوں میں دنیا کی حقیر شہوات کے بدلے میں سب کچھ لٹا دیا۔ حالانکہ دنیاوی انعامات پر سکون بھی نہ تھے عام طور پر غم و غصہ کی آمیزش بھی ہوتی تھی اس لیے یہ لوگ قیامت کو کہیں گے: ہائے افسوس! ہم نے اپنے رب کی نافرمانی کر کے اپنے آپ کو برباد کیا ہم نے چند دن تک صبر نہ کیا؟ اگر کاش ہم صبر کرتے تو بھی ہمارے دن کٹ جاتے اور ہم اپنے رب تعالیٰ کے پاس نعمتوں اور رضا میں رہتے۔

افسوس ان لوگوں پر کہ جو رہ گیا وہ رہ گیا، ابتلاء کی آفت آئی۔ اب انکے پاس دنیاوی لذات و انعامات میں سے کچھ باقی نہیں اور اگر یہ لوگ جنت کے انعامات نہ دیکھتے تو بھی ان کا افسوس اس شدت کا نہ ہوتا مگر وہ تو انہیں دکھائے جاتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن کچھ لوگ دوزخ سے نکال کر جنت کی طرف لائے جائیں گے۔ جب وہ اس کے قریب ہوں گے اس کی خوشبو سونگھیں گے اور اس کے تمام محلات اور تمام انعامات پر نظر پڑے گی جو اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کے لیے تیار کیے ہیں تو آواز آئے گی اِدھر سے ہٹ جاؤ تمہارا اب اس میں کوئی حصہ نہیں پھر وہ اس قدر افسوس کرتے ہوئے واپس آئیں گے کہ پہلوں اور پچھلوں نے اس قدر افسوس نہ کیا ہوگا اور کہیں گے اے ہمارے رب! اپنے اولیاء کے لیے یہ ثواب اور انعامات جو تو نے تیار کیے ہیں اگر تو ہمیں یہ دکھائے بغیر دوزخ میں بھیج دیتا تو ہم پر اس سے زیادہ آسان ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ میں نے اس لیے چاہا کہ جب تم تنہا ہوتے تھے، تو بڑے بڑے گناہ کر کے میرا مقابلہ کرتے تھے جب لوگوں سے ملتے تو انکساری لیے ہوئے تھے۔ تم دلوں سے جو کچھ میرے سامنے پیش کرتے وہ اور ہوتا۔ کیا لوگوں کے سامنے پرہیزگاری کا دکھاوا کرتے نہیں تھے؟ تم لوگوں سے ڈرے مگر مجھ سے نہ ڈرے، تم نے لوگوں کی تعظیم کی، مگر میری تعظیم نہ کی تم نے لوگوں کی خاطر نہ برائی کو چھوڑا۔ آج میں تمہیں دائمی ثواب سے محروم کرنے کے علاوہ دردناک عذاب دوں گا۔

احمد بن حرب رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے ہم میں سے ہر آدمی دھوپ پر سایے کو ترجیح دیتا ہے مگر افسوس، وہ جنت کو دوزخ پر ترجیح نہیں دیتا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد ہے: کتنے ہی تندرست اجسام، خوبصورت چہرے اور شیریں کلام زبانیں دوزخ میں جاکر چیخ رہی ہیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے دعا فرمائی: اے اللہ! مجھے تیرے سورج کی گرمی پر صبر نہیں۔ تو تیرے دوزخ کی گرمی پر صبر کیسے ہو سکتا ہے؟ مجھے تیری رحمت کی آواز پر صبر نہیں۔ تیرے دوزخ کے عذاب پر کس طرح صبر کر سکتا ہوں۔

اے انسان! یہ حالات ہیں تو دیکھ لے اب وقت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آگ مخصوص صفات کے ساتھ پیدا کی اور آگ میں جانے والے پیدا کیے نہ کم ہونگے نہ زیادہ۔ یہ ایک ایسا امر ہے جو ہو چکا اور اس سے فارغ بھی ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ (مریم - ۳۹)

اور ان کو حسرت کے دن سے ڈراؤ، جس وقت کام مقرر کیا جائے گا فیصلہ ہوگا اور وہ غفلت میں ہیں اور ایمان لانے والے نہیں۔

اس میں قیامت کے دن بلکہ ازل الازل کی جانب اشارہ ہے۔ مگر سابقہ قضا و قدر کو قیامت کے دن ظاہر کیا۔

اے انسان تعجب ہے تو ہنس رہا ہے کھیل رہا ہے، دنیا کے حقیر کاموں میں مشغول ہے مگر نہیں جانتا کہ تیرے حق میں کیا فیصلہ ہو چکا۔ اگر تم یہ کہو کہ کاش میں جان لیتا اب میں کہاں جاؤں؟ میرا انجام کیا ہوگا؟ میرے حق میں فیصلہ کیا صادر ہوگا؟ لہٰذا اب اپنے اعمال کو دیکھ۔ یہ اس لیے ہے کہ تجھے اپنے ٹھکانے کا پتہ چل جائے۔ یہ تو چند ایک علامتیں ہیں تو اگر ان احکامات پر عمل پیرا ہو جس کا حکم باری تعالیٰ نے دے رکھا ہے اور تجھے نیکیوں سے لگاؤ ہے تو سمجھ لے کہ تو جہنم سے دور ہے تم نے دیکھا ہوگا کہ اگر تو نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اس میں مشکلیں حائل ہو جاتی ہیں۔ مگر جب برائی کی

خواہش کرے تو وہ آسانی سے حاصل ہو جاتی ہے جب برابر برائی کے مواقع حاصل ہوتے رہیں تو جان لے کہ تیرے خلاف فیصلہ ہو چکا ہے لہٰذا یہ خطرناک ہونے کی علامت ہے جیسا کہ دھوآں آگ، اور بارش سبزے کی نشوونما کی علامت ہوتی ہے۔ بُرے افعال کی علامت ہی دیکھ کر برائی سے بچ

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ۝ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ ۝ (الانفطار - ۱۳ - ۱۴)

بلاشبہ نیک لوگ نعمتوں کا مزہ اٹھا رہے ہوں گے اور بدکار دوزخ میں ہوں گے۔

ان آیات کے آئینہ میں اپنا مقام پہچانو (واللہ اعلم)

۴۰

فضیلتِ اطاعت

اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہی تمام نیکیوں کا مرکز ہے۔

قرآن مجید کی متعدد آیات میں خود اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کی ترغیب دی اسی کے لیے اس نے دنیا میں اپنے انبیاء علیہ السلام کو بھیجا تھا کہ وہ نفسانی خواہشات کی ظلمت سے انسانوں کو نکال کر معرفت الٰہی کی روشنی دکھلائیں تاکہ وہ آخرت میں ان نعمتوں سے سرفراز ہوں جو جنت کے نام سے موسوم ہے۔ اور صرف نیکوں کے لیے ہے۔ یہ نعمت نہ آنکھوں نے دیکھی ہے اور نہ کانوں نے سُنی ہے۔ بلکہ اس کا تصور بھی کسی دل میں نہیں گذرا۔ انسان کو بے مقصد پیدا نہیں کیا گیا اسی لیے پیدا کیا گیا کہ بروں کو برائی کی سزا ملے اور نیکوں کو ان کی نیکیوں کا اجر عطا ہو۔ اللہ لوگوں کی عبادت سے بے نیاز ہے۔ لوگوں کی برائیاں نہ اسے نقصان پہنچا سکتی ہیں اور نہ ہی ان سے

اس کے کمالات میں فرق آتا ہے۔ اگر مخلوق عبادت نہ بھی کرے تو اس کی حمد و ثنا بیان کرنے والے ملائکہ ہیں جو صبح شام حمد کرتے ہوئے نہیں تھکتے۔ جس نے نیک کام کیا اس نے اپنے لیے کیا اور جس نے برائی کی اس کا بار اس کی گردن پر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہر شے سے بے نیاز ہے اور تم اس کے محتاج ہو۔

حیران کن بات یہ ہے کہ غلام خرید کر اس سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ ہر وقت خدمت پر مامور رہے مطیع اور فرمانبردار ہو۔ حالانکہ ایسے شخص کو قلیل سی رقم خرچ کر کے خریدا گیا۔ اس کی معمولی لغزش پر غصہ ہو جاتے ہیں اور کھانا بند کر دیتے ہیں مارتے پیٹتے ہیں یا فروخت کر ڈالتے ہیں۔ کس قدر مقامِ افسوس ہے کہ ہم مالک حقیقی جس نے ہمیں بہترین شکل عطا کی ہم بارش کے قطروں سے تعداد میں کہیں زیادہ گناہ کرتے ہیں۔ اس کے باوجود نہ اپنی نعمتیں بند کرتا ہے اور نہ رحمت۔ حالانکہ وہ گرفت پر قادر ہے وہ مہلت محض اس لیے دیتا ہے کہ ہم توبہ کرلیں وہ توبہ قبول کرتا ہے۔ گناہ بخشتے ہوئے پردہ پوشی بھی کرتا ہے۔

ہر عاقل بخوبی جانتا ہے کہ یہ اطاعت کس پر سب سے زیادہ فرض ہے انسان کو اس ذات کی طرف زیادہ متوجہ ہونا چاہیے اور اسکی رحمت کا طلب گار رہے اس کی نعمتوں کا شکر گذار ہو کر اس کی اطاعت کر کے خود کو اس کے دوستوں میں شمار کرائے اطاعت اور شکر گذاری ہی سے اللہ تعالیٰ انسان کو اپنے محبتین کے دفتر میں لکھ لیتا ہے۔ ایسے انسان کو جب موت آتی ہے تو دیدار الٰہی کا مشتاق ہوتا ہے اور اللہ بھی اس کا مشتاق ہوتا ہے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ سے کہا مجھے تورات کی وہ آیت بتائیے جس میں اللہ تعالیٰ خود اپنی دید کے مشتاقوں کا مشتاق ہوتا ہے۔ انھوں نے جواب دیا یہ آیت درست ہے اور اس کے نیچے حاشیہ ہے جس نے مجھے تلاش کیا، پالیا اور جس نے کسی اور کو ڈھونڈھا وہ میرے دیدار سے محروم رہا اس پر حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ نے کہا واللہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو

بھی یہی فرماتے سنا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ نے وحی فرمائی اے داؤد! میرا پیغام اہلِ دنیا کو سنا دو جو مجھے دوست بناتا ہے میں اس سے دوستی کرتا ہوں اور میں اس سے محبت کرتا ہوں جو مجھ سے دوستی کرتا ہے جو ہم نشینی کا خواہاں ہو میں اس کا ہم جلیس ہوتا ہوں۔ جو میرے ذکر سے محبت رکھے میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ جو مجھے پسند کرے میں اس کو پسند کرتا ہوں۔ جو میرا تابع فرمان ہو میں اس کا کہنا نہیں ٹالتا۔ جو دل کی گہرائیوں سے میری چاہت کرے میں اسے محبوب بناتا ہوں اور بے مثال محبت کرتا ہوں جس نے مجھے طلب کیا اس نے پالیا جس نے غیر کی چاہت کی وہ محروم رہا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ اے دنیا والو! تم کب تک دھوکہ میں رہو گے فریب ختم کر دو، میرے مصاحب بننے کے لیے میری مجلس میں آؤ۔ مجھ سے انس کرو، میں محبّت کی دولت سے تمھیں مالامال کر دوں گا۔ میں نے اپنے اولیاء کو اس مٹی سے پیدا کیا ہے جو مٹی حضرت ابراہیم خلیل اللہ (علیہ السلام) حضرت موسیٰ کلیم اللہ (علیہ السلام) اور محمد صفی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اقدس کو لگی اور ان ہستیوں کو میں نے اپنے نور سے پیدا کیا اور اپنے جمال سے ان کی شان بلند فرمائی۔

ایک روایت ہے اللہ تعالیٰ نے ایک صدّیق پر الہام فرمایا: میرے بندوں میں سے بعض ایسے بھی بندے ہیں جو مجھے محبوب رکھتے ہیں اور میں انھیں محبوب جانتا ہوں وہ میرے دیدار کے مشتاق ہیں اور میں ان کا مشتاق رہتا ہوں وہ مجھے یاد کرتے ہیں میں ان کو یاد کرتا ہوں، جب وہ میری طرف دیکھتے ہیں تو میں لطف کی نظر ڈالتا ہوں۔ اے انسان! اگر تو ان کے راہ پر گامزن ہوگا تو میں تجھے محبوب بناؤں گا لیکن تو نے یہ راستہ نہ اپنایا تو میں تجھ سے دشمنی رکھوں گا۔ اس صدیق نے عرض کی یاالٰہی تیرے ان بندوں کی نشانیاں کیا ہیں؟ وہ دن ڈھلنے کا ایسے خیال رکھتے ہیں جیسے چرواہا اپنی بکریوں کا۔ وہ سورج ڈوبنے کا ایسے مشتاق ہوتے ہیں جیسے پرندے اپنے آشیانے کے۔ جب رات کی تاریکی اپنی چادر اوڑھ لیتی ہے دوست خوش گپیوں میں

مصروف ہوتے ہیں تو یہ میرے حضور شب بیداری آنکھوں میں رات کاٹ دیتے ہیں۔ یعنی عشاء سے تا فجر نوافل میں گذار دیتے ہیں ان کی رات گریہ وزاری میں میرے خوف سے ڈرتے ہیں۔ میری رحمت کو ڈھونڈھتے گزرتی ہے میں ان کی عاجزی کو سنتا ہوں اور انھیں تین چیزیں عطا کرتا ہوں۔

۱۔ میں ان کے دلوں میں اپنا نور ڈال دیتا ہوں جس سے وہ مجھ سے باخبر رہتے ہیں اور میں ان کی خبر رکھتا ہوں۔

۲۔ میں میزان میں ان کا پلڑا ہر حالت میں بھاری رکھوں گا۔

۳۔ میں اپنی رحمت سے ان کی طرف متوجہ رہتا ہوں وہ جانتے ہیں جو وہ مانگیں گے وہ انھیں ملے گا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کا نزول ہوا۔ اے داؤد! تم جنت کے کب تک طلبگار رہو گے۔ مجھ سے مشتاقوں میں شمار کیے جانے کی دعا کیوں نہیں کرتے ہو آپ نے عرض کیا باری تعالیٰ! تیرے مشتاق کون ہیں؟ جواب ملا وہ ہیں جن کے دلوں کو ہر کدورت اور نفرت سے پاک کر دیا ہے انھیں تنبیہ ہے وہ اپنے دل کے گوشوں سے مجھے دیکھتے ہوئے میری رحمت کے امیدوار رہتے ہیں۔ میں نے ان کے دلوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر آسمانوں پر رکھا ہوا ہے۔ میں اپنے منتخب فرشتوں کو بلاتا ہوں جب وہ جمع ہوتے ہیں مجھے سجدہ کرتے ہیں میں انھیں کہتا میں نے تمھیں سجدہ کے لیے نہیں بلایا بلکہ بلاوے کا مقصد یہ ہے کہ تمھارے سامنے اپنے عاشقوں کا دل رکھوں اور ان پر فخر کروں یہ میرے عشاق ہیں ان کے دل زمین کے سورج کی طرح روشن ہوں گے۔

اے داؤد! میں نے اپنے عشاق کے دل اپنی رضا سے پیدا کیے ہیں ان کیلیے نعمت میرے رُخ کے نور سے پیدا ہوئی ہے میں نے انھیں اپنا ہمراز بنا لیا ہے یہ دنیا میں میری منظر رحمت کا مرقع ہیں۔ ان دلوں میں ایک راستہ بنا لیا ہے جس سے وہ میرا دیدار کرتے ہیں اور ان کا شوق ہر روز بڑھتا رہتا ہے۔ (یا الٰہی ان لوگوں کے غلاموں میں ہی اس عاجز کا نام لکھ لے)۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کیا الٰہی مجھے اپنا کوئی عاشق دکھائیے! ''
فرمان الٰہی ہوا لبنان کے پہاڑ پر جاؤ وہاں بوڑھے اور جوان میرے چودہ عاشق رہتے ہیں تم ان کے پاس جاؤ اور میرا سلام ان کو پہنچا دو اور کہہ دو تمھاری خوشی میں میری خوشی ہے تم مجھ سے اپنی حاجت کیوں نہیں پیش کرتے۔ حضرت داؤد ان کے پاس آئے انھیں ایک چشمہ کے قریب پایا وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت پر غور کر رہے تھے۔ جب انھوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کو دیکھا تو ادھر اُدھر ہونے کی کوشش کی آپ نے فرمایا۔ میں اللہ کا رسول ہوں اور آپ کو اللہ کا پیغام دینے آیا ہوں۔ وہ اشتیاق سے پیغام سننے کے لیے ہمہ تن گوش ہو گئے۔ فرمایا اللہ تمھیں سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ تم مجھے اپنی کوئی حاجت کیوں نہیں پیش کرتے؟ کسی ضرورت کے لیے مجھے کیوں نہیں پکارتے؟ میں تمھاری آواز سنتا ہوں تم میرے خاص بندے ہو تمھاری خوشی ہی میری خوشی ہے میری نظر رحمت تمھاری طرف ہے۔

جب انھوں نے یہ سنا تو ان کے رخساروں پر آنسو بہہ نکلے ان میں سے جو بزرگ تھا وہ پکار اٹھا تو پاک ہے تو پاک ہے ہماری سابقہ زندگی کے لمحات تیری یاد سے غافل رہ کر گذرے اس کی ہمیں معافی دے۔ دوسرا بولا ہم تیرے غلاموں کی اولاد ہیں تو پاک ہے تو پاک ہے ہم پر نظر کرم فرما۔ تیسرے نے کہا تو پاک ہے ہم تجھ سے مانگنے کی کیسے جسارت کر سکتے ہیں کیونکہ تیرے بندے ہیں ہمیں کوئی حاجت نہیں ہمیں اپنی طرف جانے والی راہ پر چلا اور ہمیں اپنے وصل سے فیض یاب فرما۔ ایک نے کہا ہم تیری رضا کی طلب میں بھی ناقص ہیں اپنے کرم سے ہماری امداد فرما ایک اور نے کہا ہمیں علق سے پیدا کیا ہے اپنی عظمت پر غور کرنے کا احسان فرما۔ جو تیری عظمت میں مشغول ہو تیرے جلال پر غور کر رہا ہو وہ تجھ سے دعا کی کیسے جرأت کر سکتا ہے ایک اور نے کہا تیری عظمت شان اور محبین پر بے شمار انعامات کی وجہ سے ہماری زبانیں گنگ ہیں۔ ایک اور نے کہا ہمارے دلوں کو اپنے ذکر کی توفیق بخشی ہے اب اپنی رحمت میں مشغول رکھ اور ساری دنیا سے بے نیاز کر دیا ہے لیکن ہم پوری طرح شکر

نہیں ادا کر سکے لہذا ہمیں معاف فرما۔

ایک اور نے کہا الٰہی تو جانتا ہے ہماری تیرے دیدار کے سوا اور کوئی تمنا نہ ہے۔ ایک نے کہا غلام کو مانگنے کے لیے فرمایا۔ وہ غلام کیونکر ہوا جو طلبگار ہو غلام جراءت نہیں کر سکتا ہمیں وہ نور عطا کر ہم تاریکیوں سے نکل کر تیری بارگاہ میں آئیں۔ ایک نے کہا ہم دعا مانگتے ہیں ہماری عبادت قبول فرما اور ہمیں اس پر قائم رکھ ایک اور نے کہا جو انعامات عطا کیے ہیں انھیں مکمل فرما۔ ایک نے کہا ہمیں دنیا کی خواہش نہیں صرف اپنا جمال دکھا۔ ایک نے کہا یہ دنیا کی زیب و زینت مجھے پسند نہیں میرے دل اور آنکھوں کو آخرت کی راہ دیکھنے پر لگا دے۔ ایک نے کہا ہم نے تیری پاکیزگی کی بلندی کو پہچان لیا ہم پر احسان فرما کہ ہم تیرے سوا کسی اور چیز کا خیال دل میں نہ لائیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ انھیں کہو کہ جدا ہو جائیں اور خود کو دیدار کے لیے تیار کر لیں۔ میں اپنے تمھارے درمیان حائل پردوں کو اٹھانے والا ہوں۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی الٰہی! انھیں یہ مقام کیسے عطا ہوا؟ فرمایا میرے ساتھ حسنِ ظن اور لوازماتِ دنیا سے کنارہ کشی اور میرے حضور تنہائی میں حاضری کی بدولت۔ اس مقام کو وہی حاصل کرتا ہے جو دنیا کے لوازمات سے دستبردار ہو کر دل میری یاد میں لگا دے۔ مخلوق کو چھوڑ کر مجھے پسند کرے تب میں اس پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دیتا ہوں وہ مجھے ایسے دیکھتا ہے جیسے کوئی دنیاوی چیز کا مشاہدہ کرتا ہے۔ میں اسے نور معرفت سے سرفراز فرماتا ہوں۔ اس کی بیماری میں تیمارداری کرتا ہوں اس کی تشنگی دور کرتا ہوں اسے اپنے ذکر سے غذا مہیا کرتا ہوں۔

اے داؤد! جب میں اس سے یہ سلوک کرتا ہوں تو اسے دنیا سے بے نیاز کر دیتا ہوں اسے دنیا کی کوئی چاہت نہیں رہتی وہ دنیا چھوڑنے کی آرزو کرتا ہے اسکی

میرے سوا کسی کی طرف توجہ نہیں ہوتی اور نہ وہ میرے سوا کسی کو پسند کرتا ہے۔

اے داؤد! اگر ان کے جسم کی حالت دیکھے کہ وہ نہایت ناتواں ہو چکے ہیں جسم کا ہر حصّہ لاغر ہو چکا میں آسمان والوں میں ان کا تذکرہ کرتا ہوں وہ اپنی عبادت زیادہ خوف سے ادا کرتے ہیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے واقعات میں روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ مجھ سے محبت کرنے والوں سے کہہ دیجیے جب میں حجاب دور کر دوں گا تو تم دیکھو گے تو تمھیں ضرر نہ ہو گا۔ جب میں تمھارے دل سے دنیا کی الفت تمھیں وسعتِ قلبی عطا کر کے دور کر دوں گا تو اس پر بھی تمھیں نقصان نہ ہو گا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تمھیں گمان ہے کہ تم مجھ سے محبت کرتے ہو بس اپنے دل سے دنیا کی محبّت کو خارج کر دو اس لیے کہ میری محبّت اور دنیا کی محبّت ایک دل میں اکٹھی نہیں ہو سکتی۔

اے داؤد! دنیا سے میل ملاپ رکھو! مگر محبّت مجھ سے رکھو۔ تم لوگوں کے ادیان کو چھوڑ کر میرے دین کی پیروی کرو۔ مجھ سے عجلت کے ساتھ دین کی رہنمائی حاصل کر میں تیرا دوست تیرا رہنما ہوں میں تجھے بغیر طلب کیے دوں گا۔ میں ہی مصائب میں مدد کروں گا۔ میرے بغیر اور کوئی چارہ ساز نہیں ہے۔ میں تجھ سے دہشت ختم کر دوں گا تیرے دل کو غنی کر دوں گا یہ ممکن ہی نہیں تو چارہ جوئی کرے اور اس کا اجر نہ ملے۔ ہر نیک عمل پر بقدر ثواب ملے گا۔ میری معرفت بے حد وحساب ہے جب تو درخواست کر کے طلب کرے گا تو میں زیادہ سے زیادہ دوں گا یعنی بے انتہا بنی اسرائیل کو یہ بات بتا دو کہ میرا اور ان کا کوئی نسبتی تعلق نہ ہے۔ لہٰذا انھیں میری طرف راغب ہونا چاہیے جو وہ طلب کرتے ہیں وہ سب میرے پاس ہے بس انھیں وہ عطا کروں گا جو کسی آنکھ نے دیکھا نہ ہو نہ کسی کان نے سنا ہو اور نہ کسی دل میں اس کا خیال آیا ہو۔ خیال یہ رکھو میں ان کی نظروں کے سامنے یعنی حاضر ناظر ہوں دل کی آنکھوں سے میرا مشاہدہ کرو۔ ان کی طرف توجہ نہ کرو جن کی عقلوں پر پردہ پڑا

ہوا ہے۔ میں نے اپنی عزت اور جلال کی قسم کھائی ہے جو تجربہ کرنا چاہتا ہے بیشک کرے جو میری اطاعت کرے گا میں اس بندے کے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دوں گا۔

جس کو تو سمجھائے اس کی سمجھ میں یہ بات ہے آنا کہ سالکین پر زیادتی مت کرو یعنی اللہ کو یہ بات گوارا نہیں اگر اہلِ محبت کو پتہ لگ جاتا کہ سالکین کا درجہ میرے ہاں کیا ہے۔ تو وہ ان کے لیے زمین بن جاتے جس پر وہ چلتے اے داؤد! اگر تو کسی مرید کو اس کی بے ہوشی سے نکالے تو میں اسے مجاہد لکھ دیتا ہوں اور جس کو میں نے مجاہد لکھا اس پر وحشت نہیں ہو گی۔ اور نہ مخلوق کی طرف وہ راغب ہوگا

اے داؤد! میری بات پر مضبوطی سے قائم ہو جا۔ اور اپنے آپ سے اپنے لیے کچھ لے لے۔ یہ نہ ہو کہ میں اپنی محبت تجھ سے پردہ میں لے جاؤں۔ میرے بندے کو میری رحمت سے مایوس نہ کرنا۔ میری خاطر اپنی خواہش ختم کر دے اس لیے کہ میں نے اپنی کمزور مخلوق کے لیے خواہشات مباح کر رکھی ہیں۔ طاقتوروں کا یہ کام نہیں کہ وہ خواہشات کے پیچھے پڑیں۔ اس لیے کہ خواہشات تو میرے ساتھ مناجات کی حلاوت کم کر دیتی ہے۔ قوی کو ادنیٰ عتاب یہ ہے کہ ان کی عقلوں پر حجاب ڈال دوں۔ اس لیے کہ میں اپنے حبیب کے لیے دنیا کو پسند نہیں کرتا بلکہ اس سے یہ واپس لے لیتا ہوں۔

اے داؤد! اپنے اور میرے درمیان مخلوق کو نہ لاؤ! جو میری محبت کو ناپسند کر کے حجاب ڈال دے۔ یہ لوگ میرے بندوں کے خلاف ڈاکوؤں کا درجہ رکھتے ہیں شہوات چھوڑنے کے لیے دائمی روزے کے ذریعے قوت حاصل کرو اور افطار میں نہ لگ جانا اس لیے کہ روزے سے میری محبت دائمی ہے اور روزہ رکھنے ہی مجھے پسند ہیں

(۴۱)

شُکر

خالق کائنات نے قرآن مجید میں اپنے ذکر کے ساتھ شکر کو بیان فرمایا ہے۔

ارشاد الٰہی ہے:۔

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ (العنکبوت ۴۵)

اور البتہ اللہ کا ذکر ہی سب سے بڑا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ (البقرہ - ۱۵۲)

تم مجھے یاد کرو میں تمھیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر کرو، کفر نہ کرو۔

فرمانِ الٰہی ہے:۔

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ (النسآء - ۱۴۷)

اگر تم شکر کرو اور ایمان لے آؤ تو اللہ تعالیٰ تمھیں عذاب نہیں دے گا۔

مزید فرمان ہے:۔

وَسَنَجْزِی الشّٰكِرِيْنَ (آلِ عمران - ۱۴۵)

اور ہم بہت جلد شکر کرنے والوں کو اجر دیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے شیطان کے حالات بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ (الاعراف - ۱۶)

میں ضرور ان کے لیے تیری سیدھی راہ پر بیٹھوں گا۔

مخلوق کے بارے میں شیطان طعنہ زن ہوا:۔

وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ (الاعراف - ۱۷)

اور تو اکثر کو شکر گذار نہیں پائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَقَلِيلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ (السبأ - ١٣)

اور میرے شکر گذار بندے کم ہی ہیں۔

شکر کرنے پر اللہ تعالیٰ نے مزید عطا کرنے کا وعدہ فرمایا اور بغیر استثناء کے یہ وعدہ فرمایا۔ ارشاد ہے:۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ (ابراهيم - ٧)

اگر تم شکر کرو گے تو میں نعمتیں زیادہ کر دوں گا۔

البتہ پانچ باتوں میں استثناء موجود ہے مالدار کرنے میں، قبول کرنے میں، روزی میں، مغفرت میں اور توبہ میں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ إِنْ شَاءَ (التوبہ ٢٨)

اگر اللہ نے چاہا تو اپنے فضل سے جلد ہی تمھیں غنی کر دے گا۔

اور فرمایا:۔

فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِنْ شَاءَ (الانعام - ٤١)

اگر اس نے چاہا تو جس کی طرف تم بلاتے ہو وہ کھول دے گا۔

اور فرمایا:۔

وَيَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔

اور وہ جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے روزی دیتا ہے۔

اور فرمایا:۔

وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ (النساء - ١١٦)

اور جس کو چاہتا ہے اس کے سوا بخشتا ہے۔

اور فرمایا:۔

وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ـ

اور اللہ جس کی چاہتا ہے توبہ قبول کرتا ہے ۔

اور یہ اخلاقِ ربانی میں ایک خلق ہے فرمایا :۔

وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝

اور اللہ قدردان تحمل والا ہے ۔

اللہ تعالیٰ نے شکر ہی کو اہل جنت کا پہلا کلام کہا :۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ (الزمر ـ ۷۴)

اور کہیں گے ، سب حمد اللہ کے لیے ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا ۔

اور فرمایا :۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (یونس ـ ۱۰)

اور ان کا آخری پکارنا یہ ہے کہ سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے ۔

شکر کے سلسلہ میں آپ کی بہت سی احادیث ہیں ۔ ان میں سے چند یہ ہیں :۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ کھانیوالا شکر گذار اس روزے دار کی طرح ہے (جو) صبر کرنے والا ہے ۔

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا : مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی عجیب ترین (قابلِ رشک) بات بتائیے وہ رو پڑیں اور فرمایا : ان کا کون سا حال عجیب ترین اور قابلِ رشک نہ تھا ۔ ایک شب وہ میرے پاس تشریف لائے اور میرے بستر میں داخل ہوئے یا فرمایا ، میرے لحاف میں ، حتیٰ کہ ان کا

بدن مبارک میرے بدن سے مس ہوا پھر آپ نے فرمایا: اے ابوبکر کی بیٹی! مجھے جانے دو تاکہ میں اپنے رب کی عبادت کروں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: اگرچہ میں آپؐ کا قرب چاہتی ہوں، مگر آپ کی خواہش کو ترجیح دیتی ہوں، لہٰذا آپ کو اجازت ہے آپ بضرور عبادت فرمائیں۔

آپ اٹھ کر مشکیزہ کی طرف گئے اور تھوڑے پانی سے وضو فرمایا یعنی زیادہ پانی نہ بہایا۔ پھر اٹھے اور نماز شروع کی۔ آپ اس قدر رونے لگے کہ آپ کے آنسو سینہ پر بہنے لگے، پھر رکوع کیا، پھر سجدہ میں اور بعد ازاں سر اٹھا کر ہر حالت میں روتے رہے۔ حتیٰ کہ رات کو بھی روتے رہے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اس قدر کیوں روئے کیونکہ گناہ سے محفوظ ہیں۔ یہاں تک حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ نے حاضر ہو کر فجر کی نماز کے لیے عرض کیا آپ نے فرمایا کیا میں اپنے اللہ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ آیت نازل کی ہے

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ۔

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم تبدیلیوں میں نشانیاں جو عقل مندوں کے لیے ہیں۔

اس آیت سے ظاہر ہوا کہ انسان کو اپنے اللہ کے حضور رونا چاہیے۔ ایک روایت ہے کہ اللہ کے ایک نبی کا ایک پتھر کے قریب سے گذر ہوا جو بہت چھوٹا تھا مگر اس سے مشکل سے پانی نکل رہا تھا اللہ کے نبی کو اس پر تعجب ہوا۔ اللہ نے اس پتھر کو قوتِ گویائی بخشی۔ اس نے کہا جب سے میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد سنا:

وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ۔

انسان اور پتھر جہنم کا ایندھن ہوں گے۔

میں اس وقت سے اللہ کے خوف سے رو رہا ہوں اس نبی علیہ السلام نے اللہ سے اس پتھر کو جہنم سے پناہ کے لیے دعا کی وہ قبول ہو گئی آپ کا پھر اُدھر سے گذر ہوا تو

تو دیکھا کہ پتھر پھر رو رہا ہے آپ نے پتھر سے پوچھا اب کیوں رو رہے ہو؟ اس نے کہا وہ رونا خوف کا تھا اب خوشی اور شکر کا رونا ہے۔

انسان کا دل بھی پتھر کی طرح ہے بعض اوقات پتھر سے بھی سخت ہوتا ہے اس کی سختی اللہ کے خوف اور اس کے شکر سے کم ہوتی ہے۔

رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن کہا جائے گا حمد کرنے والے کھڑے ہو جائیں ۔ لوگوں کا ایک گروہ اس پر کھڑا ہو جائیگا ان کیلیے ایک جھنڈا ہوگا وہ اس کے ساتھ جنت میں جائیں۔ آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حمد کرنے والے کون ہیں؟ جو لوگ ہر حالت میں اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اس مضمون کی دوسری روایت ہے کہ جو ہر دکھ اور سکھ میں اپنے اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

فرمانِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔ کہ اللہ کی چادر شکر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میں طویل باتوں کی بجائے اپنے دوستوں سے شکر کرنے پر راضی ہو گیا ہوں۔ اور صابرین کی تعریف میں فرمایا گیا ان کا گھر جنت میں ہے شکر کے وقت میں ان سے مزید شکر کا مطالبہ کرتا ہوں میری طرف نظر رکھنے پر انھیں مزید نعمتیں عطا کرتا ہوں۔

جب فتوحات کے مواقع پر مال آیا تو مرادِ رسول سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے حضور عرض کیا ہم کونسا مال لیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذکر کرنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمیں مال کے بدلے شکر گذار دل کو پسند کرنا چاہیے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، "شکر نصف ایمان ہے"۔

شکر زبان دل اور اعضائے بدن سے ہوتا ہے۔ دل کا شکر یہ ہے کہ نیکی کا ارادہ کرے اور مخلوق کے لیے بھی نیکی سوچے۔ زبان کا شکر یہ ہے کہ اللہ کا

ادا کرنے کے لیے ان کلمات کو لکھے جو شکر ادا کرنے کے لیے مخصوص ہیں مثلاً:۔
سبحان اللہ اور الحمد للہ۔

اعضاء کا شکریہ ہے کہ انھیں عبادت الٰہی میں مصروف رکھا جائے، اور برے کاموں میں استعمال نہ کیا جائے۔ آنکھوں کا شکریہ ہے کہ جس مسلمان کا عیب دیکھیں تو پردہ رکھیں۔ کانوں کا شکریہ ہے کہ جو عیب کی بات سنیں اسے راز میں رکھیں یہ سب باتیں اللہ کے شکر میں داخل ہیں ان کے علاوہ زبان کا شکریہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی رہے اسے یہی حکم ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے پوچھا: کیسے ہو؟ اس نے کہا اچھا ہوں آپ نے مکرر سوال کو دہرایا اس نے پھر کہا اچھا۔ آپ نے تیسری مرتبہ پوچھا کیسے ہو؟ تو اس نے کہا الحمد للہ اچھا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا:۔ میں یہی سننا چاہتا تھا۔

بزرگانِ سلف کا یہ طریقہ تھا کہ وہ دوسروں سے پوچھتے کیسے ہو؟ ان کی نیت یہ ہوتی تھی کہ دوسرا جواب میں کہے اللہ کا شکر ہے کہ میں ٹھیک ہوں اس طرح سے سوال کرنے والا اور جواب دینے والا دونوں کے شکر گذاروں میں شامل ہو جائیں ان کے سوال وجواب میں ریاکاری شامل نہ تھی۔ ایک بات واضح ہے کہ جب کسی سے حال دریافت کیا جائے گا تو وہ شکر ادا کرے یا شکوہ ادا کرے یا بالکل خاموش رہے شکر کرنا عبادت ہے۔ شکایت کرنا اہلِ تقویٰ کے نزدیک ناپسندیدہ فعل ہے۔ اس لیے بندہ عاجز ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور وہ صانع ہے لہٰذا مصنوع کا شکوہ ہر طرح سے ناپسندیدہ ہوگا۔ انسان سے جس قدر ہو سکے، نہایت تضرع کے ساتھ اپنے اللہ کے حضور گذارشات پیش کرے۔ اگر قضائے الٰہی پر راضی نہ رہ سکے تو شکوہ بھی نہ کرے۔ اگر فریاد ہی کرنا لازم ٹھہرا تو صرف اللہ کے حضور ہو کیونکہ وہی مصائب لانے والا اور غم دور کر کے راحت پہنچانے والا ہے اللہ کی بارگاہ میں اپنی ذلت کا اظہار کرنا حقیقی عزت ہے مگر اپنے جیسے بندوں کے

سامنے شکوہ شکایت رسوائی ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے: ٭بلاشبہ تم اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہو وہ تمہارے جیسے بندے ہیں (الاعراف۔ ۱۹۴)

مزید فرمایا:۔ تحقیق تم جن کی عبادت کرتے ہو وہ تمہارے رزق کے مالک نہیں اللہ کے ہاں اپنا رزق تلاش کرو اور اس کی عبادت کرو اور اسی کا شکر ادا کرو۔ (العنکبوت ۔ ۱۷)

شکر کی قسموں میں زبان سے شکر کرنا بھی ہے۔

روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک وفد پیش ہوا اس وفد سے ایک نوجوان کھڑا ہوا تاکہ بات کرے۔ آپ نے فرمایا بڑوں کی عزت کرو، انھیں مجھ سے بات کرنے دو اس پر وہ بولا اے امیر المومنین اگر عمر پر قیادت کا انحصار ہوتا تو مسلمانوں میں آپ سے بڑی عمر والے ہیں۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا اچھا تم ہی بات کرو۔ اس نے کہا ہم کچھ لینے کے لیے نہیں آئے کیونکہ آپ کی نوازش سے ہمیں بہت کچھ مل چکا ہے۔ کسی سے نہ ہم خائف ہیں کیونکہ آپکے عدل اور انصاف نے ہمارے خوف دور کر دیئے ہیں اور اس سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ہم محض اس لیے حاضر ہوئے ہیں۔ تاکہ آپ کا شکریہ ادا کریں، اور واپس چلے جائیں۔

۴۲

تکبّر کی مذمّت

اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر قرآنِ مجید میں تکبر کی مذمت فرمائی ہے۔ اور متکبر کو ظالم قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔

سَأَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ط (الاعراف ـ ۱۰۱)

میں ان لوگوں کو اپنی نشانیوں سے پھیر دوں گا جو زمین میں ناحق تکبر کرتے ہیں ۔

اور فرمایا :۔

كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ه (المومن ـ ۳۵)

اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر تکبر کرنے والے اور سرکش کے دل پر مہر لگا دیتا ہے

ایک جگہ فرمایا :۔

وَاسْتَفْتَحُوا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ه (ابراھیم ـ ۱۵)

اور ہر ایک سرکش، عناد کرنے والا نامراد ہوا ۔

ایک اور جگہ فرمایا :۔

إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِينَ (النحل ـ ۲۳)

بے شک وہ متکبرین کو پسند نہیں کرتا ۔

نیز فرمایا :۔

لَقَدِ اسْتَكْبَرُوا فِي أَنفُسِهِمْ وَعَتَوْا عُتُوًّا كَبِيرًا (الفرقان ـ ۲۱)

البتہ انھوں نے اپنے دل میں تکبر کیا اور بڑی سرکشی کی ۔

اور فرمایا :۔

إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ (المؤمن ـ ۶۰)

وہ لوگ جو میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ ذلیل ہو کر دوزخ میں داخل ہوں گے ۔

اسی طرح کئی جگہ قرآنِ مجید نے تکبر کی مذمت کی :۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ اور جس کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ دوزخ میں داخل نہیں ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تکبّر میری چادر ہے اور عظمت میری چادر ہے جس نے ان دونوں میں سے کسی معاملے میں مجھ سے نزاع کیا میں اسے جہنم میں ڈال دوں گا اور مجھے پرواہ نہیں۔

حضرت سلمہ بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صفا پر حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ملاقات ہوئی، دونوں میں موافقت ہوئی پھر حضرت ابن عمرو رضؓ چلے گئے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ وہیں کھڑے رونے لگے۔ لوگوں نے پوچھا:۔ ابو عبدالرحمٰن آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا:۔ ان یعنی عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گمان ہے کہ انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا، جس دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا اللہ تعالیٰ اسے منہ کے بل دوزخ میں پھینک دے گا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ انسان (زندگی گزارتا) چلا جاتا ہے یہاں تک کہ اسے جبارین یعنی ظالم و متکبرین میں لکھ دیا جاتا ہے پھر اسے وہی عذاب پہنچتا ہے جو متکبرین و جبارین کو پہنچتا ہے۔

حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے ایک بار پرندوں، انسانوں، جنوں اور جانوروں کو حکم دیا کہ باہر آؤ چنانچہ دو لاکھ انسان، دو لاکھ جن باہر آئے یہ تخت پر بیٹھے بلندی پر گئے کہ وہاں فرشتوں کی تسبیحات سنائی دے رہی تھیں پھر اس قدر نیچے آئے کہ ان کے قدم سمندروں کو چھونے لگے۔ ندا آئی اگر تمھارے کسی ساتھی کے سروں میں ذرا بھی تکبر ہوا تو اپنی بلندیوں سے گہرائی میں پھینک دوں گا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ قیامت کے دن دوزخ سے ایک

گردن برآمد ہوگی جس کے دو کان دو آنکھیں اور بولنے والی زبان ہوگی وہ پکارے گی مجھے تین قسم کے انسانوں پر مقرر کیا گیا ہے۔ سرکش فسادی پر دوسرے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنے والے اور تیسرے تصویریں بنانے والے کے واسطے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جنت میں نہ بخیل، نہ زکوٰۃ کا منکر اور نہ بداخلاق داخل ہوں گے۔

فرمان نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم ہے:۔ جنت اور جہنم میں بحث ہوگی۔ دوزخ بولا میں نے سرکشوں اور متکبروں کو پسند کیا۔ جنت نے کہا کمزور اور خفیف اور عاجز لوگ آئیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا: تو میری رحمت ہے میں جس بندے کو پسند کروں گا اسے تیرے سپرد کرونگا اور جہنم سے فرمایا:۔ تو میرا عذاب ہے میں جسے چاہونگا تجھ میں جھونک دوں گا۔ لیکن تم دونوں کو بھر دوں گا۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ بہت برا ہے جس نے سرکشی کی تکبر کیا اور اپنے خالق کو بھول گیا۔ وہ شخص بھی بہت بُرا ہے جس نے تکبّر کیا اور اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھا لیکن بلند و برتر اللہ کو بھول گیا۔ اور وہ نہایت ہی بُرا ہے جو زندگی کے مقصد، مصائب اور قبروں یعنی موت کو بھول گیا۔ سب سے بُرا وہ ہے جس نے دین سے بغاوت کی اور اپنی ابتداء اور انتہا کو بھول گیا۔

حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ ہمیں معلوم ہے کہ سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا۔ فلاں شخص بہت متکبّر ہے آپ نے فرمایا کیا اسے موت یاد نہیں ؟۔

حضرت عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ حضرت نوح علیہ السلام کے اپنے وقت آخر اپنے دو بیٹوں کو بلا کر کہا میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں دو باتیں کرنے کے لیے اور دو سے باز رہنے کے لیے کہتا ہوں۔ اور تمھیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کو کثرت سے پڑھنے کی تاکید کرتا ہوں

کیونکہ آسمانوں اور زمین کے اندر جو کچھ ہے اگر اسے ترازو کے ایک پلڑے میں دوسرے میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ رکھ دیا جائے تو یہ پلڑا بھاری ہوگا۔ اگر اسے آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے اس کے حلقہ کے اوپر رکھ دیا جائے تو یہ توڑ دیگا اور میں تمہیں سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ پڑھنے کا حکم دیتا ہوں کیونکہ یہ کلمہ ہر ایک کی عبادت ہے اور اسی سے روزی ملتی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اس کیلئے خوشخبری ہے جسے اللہ نے اپنی کتاب کا علم عطا کیا اور وہ متکبر ہو کر نہ مرا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ہر سنگدل، اکڑ کر چلنے والے، متکبر مال جمع کرنے والے اور لوگوں کو اللہ کے دین سے روکنے والے کیلئے جہنم ہے اور ہر مفلس ضعیف کے لیے جنت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت میں ہمارا مقرب اور محبوب وہ شخص ہوگا جو بلند اخلاق ہوگا۔ قیامت میں ہمیں سب سے زیادہ ناپسند اور ہم سے دور وہ شخص ہوگا جو بے ہودہ گو اور متکبر ہوگا۔ یہ مغضوب ہوگا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: قیامت کے دن چیونٹیوں کی طرح متکبر لوگ اٹھائے جائیں گے لوگ روندتے ہوئے انھیں درماندہ کردیں گے۔ پھر انھیں جہنم لے جایا جائے گا انھیں بولس جو جہنم کا حصہ ہے اس میں گرا دیا جائے گا انھیں سپرد آگ کر دیا جائے گا۔ یہ جہنمیوں کی پیپ پئیں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سرکش اور متکبروں کو قیامت کے دن چیونٹیوں کی طرح اٹھایا جائے گا ان کی اللہ کے ہاں ناقدری کی وجہ سے لوگ انھیں پامال کریں گے۔

محمد بن واسع رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ میں بلال بن ابی بردہ کے ہاں گیا اور اس سے کہا تمھارے والد نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سنائی تھی کہ جہنم کی ایک وادی کا نام ہبہب ہے اس میں سرکش اور متکبر کو بھیجا جائیگا

لہٰذا بلال تم کہیں ایسا نہ ہو جانا کہ یہ وادی تمہارا ٹھکانا بنے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوزخ میں ایک محل ہے جس میں متکبرین کو داخل کر کے اسے بند کر دیا جائے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: اے اللہ میں تکبّر کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ مزید فرمایا: جو دنیا میں تین حالتوں سے پاک اور صاف جائے وہ جنت میں جائے گا۔ قرض، تکبر اور خیانت۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تم میں سے کوئی بھی دوسرے مسلمان کو حقیر نہ سمجھے اس لیے کہ اللہ کے نزدیک چھوٹا مسلمان بھی بڑا ہوتا ہے۔

حضرت وہب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے: کہ اللہ تعالیٰ نے جنت عون کو پیدا فرما کر کہا تو ہر متکبر شخص پر حرام ہے۔

حضرت احنف بن قیس رضی اللہ تعالیٰ، حضرت مصعب زبیر رضی اللہ تعالیٰ کے ہمراہ چارپائی پر بیٹھا کرتے تھے ایکدن وہ تشریف لائے تو حضرت مصعب ٹانگیں پھیلائے ہوئے تھے۔ اور انھیں اکٹھا نہ کیا۔ احنف بیٹھ گئے مگر چہرے پر ناراضگی کے آثار تھے۔ آپ نے فرمایا حیران کن بات ہے کہ انسان تکبر کرتا ہے حالانکہ وہ دو پیشاب گاہوں سے نکلا ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: انسان روزانہ اپنے ہاتھ سے اپنا پیشاب صاف کرتا ہے پھر بھی مالک حقیقی سے مقابلہ کرتا ہے۔ یہ آیت

وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ

بعض علماء کے نزدیک اس سے مراد انسان کی شرمگاہیں ہیں۔

حضرت محمد بن حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ کا قول ہے: انسان کے اندر جس قدر تکبر ہوتا ہے اتنی ہی اس کی عقل کم ہوتی ہے۔

جناب سلیمان رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا وہ کون سا گناہ ہے جس کی موجودگی میں کوئی نیکی فائدہ نہیں دیتی تو آپ نے فرمایا۔ تکبر۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا۔ شیطان کے جال میں ان میں سے ایک یہ بھی ہے اللہ کی نعمتوں پر فخر کرنا اس کی عطاؤں پر غرور کرنا۔ اللہ کے بندوں سے تکبر کرنا اور اللہ کے ناپسندیدہ خواہشات کی پیروی کرنا

اے اللہ ہمیں دنیا اور آخرت میں اپنے کرم سے اپنی ناپسندیدہ خواہشات سے ہمیں محفوظ فرما اور ناپسندیدہ افعال سے بچا۔ آمین۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جو شخص فخر اور تکبر سے اپنے تہبند کو گھسیٹتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف رحمت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا۔ مزید فرمایا۔ ایک شخص اپنی چادر پر فخر کرتے ہوئے اپنے نفس سے اتراتا تھا۔ اللہ نے اسے ایسا زمین میں دھنسایا کہ وہ قیامت تک دھنستا چلا جائے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔ جو تکبر سے اپنے کپڑے گھسیٹ کر چلتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر رحمت کی نظر نہ فرمائے گا۔

حضرت زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر تھا وہاں سے عبداللہ بن واقد کا گزر ہوا جو نئے کپڑے پہنے ہوئے تھا میں نے انہیں فرماتے سنا اے بیٹے تہبند کو اونچا کر لو کیونکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو اپنے تہبند کو گھسیٹ کر چلتا ہے اللہ اس کی طرف رحمت کی نگاہ نہیں فرماتا۔

روایت ہے ایک روز رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی ہتھیلی پر لعاب دہن رکھ کر اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اے انسان تو کتنا مغرور ہے۔ تجھے اس تھوک جیسی گاڑھی چیز سے پیدا کر کے مکمل کیا۔ اب تو رنگ برنگے کپڑے زیب تن کیے دندنا رہا ہے بالآخر تجھے اس زمین میں جانا ہے تو نے مال جمع کر کے روک لیا ہے۔ مگر موت سامنے آتی ہے تو صدقہ کرنے کی اجازت طلب کرتا ہے پھر مہلت کہاں؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اگر میری امت میں تکبر پیدا ہوا اگرچہ

اہلِ فارس اور روم ان کے ماتحت کیوں نہ ہوں ۔ وہ بھی ان سے فساد کریں گے ۔ اللہ تعالیٰ اہلِ تکبر پر دوسروں کو مسلّط کر دیتا ہے ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے اور متکبرانہ چال اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنی ناراضگی کی حالت میں ملے گا ۔

حضرت ابوبکر الیذلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ابن الہیثم کا گزر ہوا جو گھر جا رہا تھا اس نے ریشم جیسے کپڑے پہنے ہوئے تھے جو پنڈلیوں سے نیچے تک تھے ۔ وہ نہایت متکبرانہ انداز میں قدم ٹکا رہا تھا ۔ حضرت حسن نے اس پر نگاہ ڈال کر فرمایا اے ناک چڑھانیوالے افسوس تو اترا کر منہ پھیلائے اپنے دونوں پہلوؤں کو دیکھتے ہوئے جا رہا ہے ۔ اے بیوقوف ! تیرے پہلوؤں میں ایسی نعمتیں بھی ہیں جن کا تو شکر ادا نہیں کرتا جو اللہ کے حکم سے بنائی گئی ہیں تیرا ہر عضو اللہ کی نعمت ہے مگر شیطان کی اس پر نگاہ ہے کہ قبضہ جما لے ۔ واللہ اگر فطرت کے مطابق تو چلتا تو اس دیوانگی کی چال سے بہتر تھا اس نے سنا تو آکر معذرت خواہ ہوا آپ نے فرمایا مجھ سے معذرت نہ چاہو بلکہ اپنے اللہ کے حضور توبہ کر دکیا تو نے یہ حکم ربانی نہیں سنا ۔

" اور زمین پر اکڑ کر نہ چلو بلاشبہ نہ تو زمین کو چل کر پھاڑ سکتا ہے اور نہ پہاڑوں جیسا لمبا ہو سکتا ہے " ۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ کے قریب سے ایک نوجوان خوب صورت لباس پہنے گزرا ۔ آپ نے اسے بلوا کر کہا اے نوجوان ! مجھے تیری جوانی پر حیرانگی ہے ، تیری عادات بھی ناپسندیدہ ہیں ؟ قبر نے تیرے بدن کو چھپا لیا ہے ؟ کیا تو نے اپنے اعمال سے ملاقات کر لی ہے تیرے دل کی بیماری نے تیرا ستیاناس کر دیا ہے اپنے دل کا علاج کر ! اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کے پاک صاف دل کی ضرورت ہے

منقول ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفہ بننے سے پہلے حج کیا ۔ حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ نے انھیں دیکھا ، وہ چال میں بھولے جا رہے تھے

انھوں نے انگلی سے اُن کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: اس کی چال نہیں جس کے پیٹ ... پاخانہ ہو۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے معذرت چاہتے ہوئے کہا: مجھے (اس کلمہ سے) اس چال کے باعث ہر عضو میں اس قدر مار پڑی کہ میں سمجھ گیا۔

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے کو دیکھا کہ وہ اکڑتا ہوا جا رہا تھا آپ نے اسے بلایا اور فرمایا: تو جانتا ہے کہ تیری ماں کون ہے؟ میں نے اسے ایک سو درہم (مہر) میں خریدا اور تیرا باپ (خود) اللہ تعالیٰ مسلمانوں میں ایسوں کی کثرت نہ کرے۔ یہ انکساری کے طور پر آپ نے فرمایا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک آدمی کو دھوتی گھسیٹتے ہوئے چلتے دیکھا تو فرمایا: شیطان کے کئی بھائی ہیں۔ یہ جملہ دو یا تین بار دہرایا۔

منقول ہے کہ مطرف بن عبداللہ بن شخیر نے مہلب کو دیکھا وہ ایک ریشمی جبّہ پہن کر اکڑتا ہوا جا رہا تھا آپ نے فرمایا: اے اللہ کے بندے! یہ وہ چال ہے جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول نفرت کرتا ہے مہلب نے کہا: کیا تم مجھے نہیں جانتے؟ فرمایا۔ ہاں میں تجھے پہچانتا ہوں تیرا آغاز ایک گندا قطرہ اور تیرا انجام بدبودار مردار ہے اور اس درمیانی عرصہ میں تو گندگی اٹھائے پھرتا ہے یہ سن کر اس نے یہ چال چھوڑ دی۔ ایک شاعر نے خوب کہا ہے ؎

عَجِبْتُ مِنْ مُعْجَبٍ بِصُوْرَتِهٖ ۔۔۔ وَكَانَ بِالْاَمْسِ نُطْفَةً مَذِرَةً

مجھے اپنی صورت پر تعجب و تکبر کرنے پر حیرت ہے کہ کل وہ ایک گندہ قطرہ تھا

وَفِيْ غَدٍ بَعْدَ حُسْنِ هَيْئَتِهٖ ۔۔۔ يَصِيْرُ فِي الْقَبْرِ جِيْفَةً قَذِرَةً

اور اس خوبصورتی کے بعد کل آئندہ وہ قبر میں قابلِ نفرت مردار ہو جائے گا۔

احمر کے پیچھے ایک نے پڑھا ؎

لَنَا صَاحِبٌ مُوْلَعٌ بِالْخِلَافِ ۔۔۔ كَثِيْرُ الْخَطَاءِ قَلِيْلُ الصَّوَابِ

ہمارا ساتھی وعدہ شکنی کا عاشق ہے۔ کم درست اور زیادہ خراب۔

اَشَدُّ لِجَاجًا مِنَ الْخُنْفَسَاءِ ۔۔۔ وَاَزْهٰى اِذَا مَا مَشٰى مِنْ غُرَابٍ

خنفساء (ایک جھگڑالو عورت) سے زیادہ جھگڑالو عورت، جب چلے تو کوّے سے زیادہ (تکبّر) کا (رنگ پکڑے)

ایک اور شاعر کا کلام ہے ؎

قُلْتُ لِلْمُعْجَبِ لَمَّا قَالَ مِثْلِیْ لَا یُرَاجَعْ

میں نے تکبر کرنے والے سے کہا: جب اس نے کہا میرے جیسوں سے پرستش نہیں ہوتی۔

یَاقَرِیْبَ الْعَهْدِ بِالْمَخْرَجِ لِمَ لَا تَتَوَاضَعْ

اے تو قریب عہد میں ہی باہر آیا تھا۔ تو تواضع کیوں نہیں کرتا

حضرت ذوالنون نے فرمایا:۔ ؎

اَیُّهَا الشَّامِخُ الَّذِیْ لَا یُرَامُ
نَحْنُ مِنْ طِیْنَةٍ عَلَیْكَ السَّلَامُ

اے تکبر سے اونچے (جس) کو کوئی نہ پوچھے، ہم مٹی سے پیدا ہوئے تجھ پر سلامتی ہو۔

اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَیَاةُ مَتَاعٌ وَمَعَ الْمَوْتِ تَسْتَوِی الْاَقْدَامُ

یہ زندگی ایک وقتی فائدہ ہے اور موت کے بعد سب برابر ہوئے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمانِ پاک ہے:۔

ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰی اَهْلِهٖ یَتَمَطّٰی (القیامہ-۳۳)

پھر وہ اپنے گھر والوں کی طرف لمب ہوتا گیا۔

اس میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

"مراد یہ ہے کہ اکڑتا ہوا گیا"

(واللہ تعالیٰ اعلم)

(۴۳)

نشاناتِ الٰہی

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں بے شمار مقامات پر نشاناتِ الٰہی پر غور و فکر کا حکم دیا ہے۔ ربّ العالمین کا ارشاد ہے۔

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّہَارِ (آلِ عمران ۱۹۰)

یعنی آسمان و زمین کی پیدائش اور دن رات کے بدلنے میں نشانات ہیں مراد یہ ہے کہ دن رات کے باری باری آنے جانے میں نشانات ہیں ایک جاتا ہے تو دوسرا آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَالنَّہَارَ خِلْفَۃً (الفرقان۔ ۶۲)

اور وہی ہے جس نے رات بنائی اور پیچھے پیچھے دن۔

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دن رات کے اختلاف سے روشنی اور اندھیرا اور کمی اور زیادتی مراد ہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

یَا رَاقِدَ اللَّیْلِ مَسْرُوْرًا بِاَوَّلِہٖ
اِنَّ الْحَوَادِثَ قَدْ تَطْرُقْنَ اَسْحَارًا

اے رات کے آغاز میں خوش خوش سونے والے گاہے کبھی صبح دم حوادث سے واسطہ پڑ جاتا ہے۔

لَا تَفْرَحَنَّ بِلَیْلٍ طَابَ اَوَّلُہٗ
فَرُبَّ آخِرِ لَیْلٍ اَجَّجَ النَّارَا

اس رات پر خوش نہ ہو جو آغاز میں اچھی ہے بسا اوقات رات کے

آخری حصے میں آگ بھی بھڑک اٹھتی ہے۔

کسی اور شاعر کا کلام ہے ؎

إِنَّ اللَّيَالِيَ لِلْأَنَامِ مَنَاهِلُ
تُطْوَى وَتُنْشَرُ دُونَهَا الْأَعْمَارُ

لوگوں کے لیے یہ راتیں منزل ہیں، عمریں ان لپیٹی اور پھیلائی جا رہی ہیں۔

فَقِصَارُهُنَّ مَعَ الْهُمُومِ طَوِيلَةٌ
وَطِوَالُهُنَّ مَعَ السُّرُورِ قِصَارُ

غم کی بدولت یہ چھوٹی رات بھی طویل ہے۔ خوشی ہو تو یہ طویل رُت بھی چھوٹی ہے۔

جو لوگ غور و فکر کرتے ہیں ان کی تعریف کی اور فرمایا:۔

اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ج (آل عمران - ۱۹۱)

جو لوگ اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں کے بل اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش پر غور کرتے ہیں۔ اے ہمارے رب تو نے یہ بے فائدہ پیدا نہیں کیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: کچھ لوگوں نے اللہ عزّ وجل کی ذات پر غور کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں غور کرو اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر غور نہ کرو اسلیے کہ تم اس کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے؛ آپ ایک مسلمانوں کی جماعت کے پاس تشریف لائے وہ غور کر رہے تھے آپ نے پوچھا کیا بات ہے؟ تم کلام نہیں کرتے؟ انھوں نے کہا ہم اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں غور کر رہے ہیں، آپ نے فرمایا

اسی طرح کیا کرو۔ اس کی مخلوق میں غور کرو اور خود اس میں غور نہ کرو اس لیے کہ مغرب میں سفید زمین ہے سورج چالیس دن چلتا رہے تو وہاں تب جاکر پہنچے وہاں اللہ نے ایک ایسی مخلوق پیدا کی ہے جب سے اس کی پیدائش ہوئی ہے اس نے سر مو بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کی۔ عرض کیا یا رسول اللہ انھیں شیطان گمراہ نہیں کرتا فرمایا انھیں علم تک نہیں ہے کہ شیطان پیدا کیا یا نہیں انھیں سیدنا آدم علیہ السلام کی پیدائش کا بھی پتہ نہ ہے۔

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ ایک دن وہ اور عبید بن عمیر ام المومنین صدیقہ کائنات عائشہ سلام اللہ علیہا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہمارے اور ان کے درمیان پردہ تھا۔ انھوں نے پوچھا عبید تم ہماری ملاقات کے لیے کیوں نہ آئے۔؟ جواب فرمایا:۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جلد ملاقات میں حائل ہے آپ نے فرمایا تھا:۔ دیر سے ملاقات کیا کرو تاکہ محبت بڑھے“: ابن عمیر نے عرض کیا آپ ہمیں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی عجیب فرمان یا واقعہ فرمائیے رسیدہ رو پڑیں اور فرمایا حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات ہی عجیب تھی رفرمایا ایک شب آپ میرے ہاں آرام فرما تھے۔ مجھے کہنے لگے مجھے اجازت دو تاکہ میں اپنے رب کی عبادت کروں آپ اٹھ کر مشکیزہ کے قریب گئے وضو کیا اور نماز کے لیے کھڑے ہو گئے آپ اس قدر روئے کہ ریش مبارک تر ہو گئی۔ پھر سجدہ کیا تو وہ جگہ تر ہو گئی بعد نوافل روتے ہوئے لیٹ گئے یہاں تک حضرت بلال نماز فجر کے لیے حاضر خدمت ہوئے۔ آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیوں روتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو گناہوں سے محفوظ فرما رکھا ہے۔ بلکہ آپ کے سبب آپ کے اصحابہ کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: بلال مجھ پر یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّيۡلِ وَالنَّهَارِ
لَاٰيٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ (اٰلِ عِمۡرَان)

بلا شبہ زمین اور آسمان کی پیدائش اور رات دن کے اختلاف میں

صاحب بصیرت لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

پھر فرمایا :۔ اس شخص پر افسوس ہے جس نے اس آیت کو پڑھا مگر اس میں غور و فکر نہ کیا۔

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا ان آیات میں غور و فکر سے کیا مراد ہے ؟ آپ نے جواب دیا ان کو پڑھو اور سمجھو۔

محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ بصرہ کا ایک آدمی حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ کی وفات کے بعد ان کی زوجہ محترمہ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپکے خاوند کی عبادت کے بارے میں سوال کیا انھوں نے جواب دیا وہ سارا دن گھر میں کونے میں بیٹھے سارا دن ہمہ وقت غور و فکر میں مصروف رہتے تھے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے :۔ ایک لمحہ کا غور و فکر رات بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ :۔ فکر ایک آئینہ ہے جو تمھیں تمھاری نیکیاں اور برائیاں دکھاتا رہتا ہے۔

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا آپ بہت زیادہ غور و فکر کرتے رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا : غور و فکر عقل کا مغز ہے۔

جناب سفیان بن عینیہ رحمۃ اللہ علیہ بطور تمثیل اس شعر کو پیش کیا کرتے تھے

اِذَا الْمَرْءُ کَانَتْ لَهٗ فِكْرَةٌ

فَفِیْ كُلِّ شَیْءٍ لَهٗ عِبْرَةٌ

جب انسان کو فکر دامن گیر ہو تو اسے ہر چیز میں عبرت نظر آتی ہے۔

حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام سے عرض کیا اے روح اللہ ! آپ جیسا روئے زمین پر کوئی دوسرا ہے ؟ آپ نے فرمایا جس کا کلام کرنا ذکر الٰہی ہو اور جس کی خاموشی غور و فکر ہو اور جس کی نگاہ نگاہ عبرت ہو

وہ مجھ جیسا ہے۔

حضرت حسن بصری اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے :۔ جس کی گفت گو میں حکمت نہ ہو وہ کلام لغو ہے۔ جس کی خاموشی فکر سے خالی ہو وہ خاموشی نہیں بلکہ ایک بھول ہے جس کی نگاہ نگاہِ عبرت نہ ہو وہ بیہودہ ہے۔

کلام مجید میں ہے۔

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيَاتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ (الاعراف ۱۴۶)

البتہ میں اپنی نشانیوں سے زمین پر ناحق تکبّر کرنے والوں کو پھیر دوں گا۔

جناب حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ میں ان کے دلوں کو غور و فکر سے خالی کر دوں گا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ کہ اپنی آنکھوں کو عبادت کا حصّہ دو۔ عرض کیا آقا ! ان کا عبادت میں کیسے حِصّہ ہے ؟ آپ نے فرمایا : قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا اور اس میں غور و فکر کرنا اور اس کے عجائبات سے نصیحت حاصل کرنا۔

ایک عورت مکہ مکرمہ کے قریب جنگل میں رہتی تھی۔ اس کا قول ہے اگر نیک لوگوں کے دل غور و فکر میں ڈوب کر غیب کے پردوں کے پیچھے کے ان انعامات کو دیکھ لیں جن کو ان کے لیے مخصوص کیا گیا ہے تو ان کی دنیوی زندگی ان پر بار بن جائے اور دنیا ان کی نظروں میں حقیر ہو کر رہ جائے۔

حضرت لقمان تنہائی میں بیٹھ کر غور و فکر سے کام لیتے۔ آپ کا خادم جب گذرتا تو کہتا کہ آپ تنہائی میں ہمیشہ بیٹھے رہتے ہیں۔ اگر لوگوں کے پاس بیٹھیں تو ان سے الفت ہو۔ آپ نے فرمایا :۔ طویل تنہائی دائمی غور و فکر عطا کرتی ہے۔ طویل تفکر ہی تو جنت کی راہ ہے۔

جناب وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ جس کا غور وفکر بڑھ جاتا ہے اسے علم عطا ہوتا ہے۔ جسے علم عطا ہوتا ہے وہ عمل کرتا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں غور وفکر کرنا سب سے افضل عبادت ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ نے ایک روز سہل بن علی رضی اللہ تعالیٰ کو خاموش اور متفکر دیکھ کر پوچھا کہاں کھوئے ہوئے ہو۔ آپ نے جواب دیا:۔ پُل صراط کے متعلق سوچ رہا تھا۔

جناب بشیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: اگر لوگ اللہ تعالیٰ کی عظمت میں تدبّر کریں تو کبھی گناہ نہ کریں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ کا قول ہے وہ دو رکعتیں جو قلب کی حضوری سے ادا کی جائیں وہ ساری رات کی بے حضوری کی عبادت سے بہتر ہیں۔

جناب ابو شریح رحمۃ اللہ علیہ جا رہے تھے کہ اچانک چادر لپیٹ کر بیٹھ گئے اور رونا شروع کر دیا آپ سے جب رونے کا سبب پوچھا گیا تو انھوں نے کہا: گذشتہ عمر کی کم نیکیوں اور موت کی جلد آنے کے متعلق غور کر کے رو رہا ہوں۔

ابو سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے، کہ آنکھوں کو رونے کا اور دلوں کا غور وفکر کا عادی بناؤ۔ دنیا کے بارے میں غور وفکر آخرت کے لیے ایک پردہ ہے، اور نیکیوں کے لیے عذاب ہے لیکن آخرت کے لیے غور وفکر کرنے میں حکمت ملتی ہے اور دل زندہ ہوتا ہے۔

حضرت حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔ عبرت سے علم بڑھتا ہے، ذکر سے محبت بڑھتی ہے اور غور وفکر سے اللہ کا خوف زیادہ ہوتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ تدبر نیکیوں کی ترغیب دیتا ہے گناہ اور پریشانی چھوٹ جاتی ہے۔

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا ہے کہ میں ہر

عالم و دانش کا کلام نہیں۔ اس کی نیت اور محبت دیکھتا ہوں اگر اس کا فکر اور خواہش میرے لیے ہو تو اس کی خاموشی کو فکر بنا دیتا ہوں اس کی بات کو حمد بنا دیتا ہوں خواہ کلام کرے یا نہ کرے۔

حسن بصری اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ عاقل ذکر سے فکر کی جانب اور فکر سے اللہ کی جانب رجوع کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کے دل بولتے ہیں وہ علم و حکمت کی باتیں کرتے ہیں۔

اسحاق بن خلف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ چاندنی رات میں چھت پر بیٹھے مظاہرِ قدرت کا نظارہ کرتے ہوئے تدبر فرما رہے تھے وہ بے خودی میں روتے ہوئے ہمسایہ کے گھر میں گر پڑے۔ مکان کا مالک ننگی تلوار لیے چور سمجھ کر آگے بڑھا۔ آپ کو دیکھ کر تلوار نیام میں کر کے کہا آپ کو چھت سے کس نے دھکا دیا آپ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں۔

جناب جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بلند پایہ وہ مجلس ہے جس میں غور و فکر یعنی تدبر کیا جائے وہ فکر توحید کے متعلق ہو۔ اور اس کی محبت کے سمندر سے جامِ معرفت پیا جائے۔ اور بہترین شراب معرفت کی معطر ہواؤں سے لطف اندوز ہونا ہے۔ سب ہواؤں سے بہتر اللہ تعالیٰ سے حسین اجر کی امید رکھنا کتنا عمدہ اور بے مثال ہے پھر فرمایا وہ دل کیسا بہترین ہے جو ان مجالس میں متعارف ہے اور اس کے لیے خوشخبری ہے۔ جس کی ان محفلوں کے جاموں سے تواضع ہوتی ہے

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔ گفتگو پر خاموشی سے اور علم حاصل کرنے کی خاطر غور و فکر سے مدد حاصل کرو۔ کسی کام کو کرنے سے پہلے اس کے متعلق اچھی طرح سوچ لینا دھوکہ سے بچاتا ہے۔ اور عمدہ رائے شرمندگی اور حد سے زیادہ بڑھ جانے سے بچا لیتی ہے۔ کسی کام کرنے کے متعلق تدبر کرنا ہوشیاری پیدا کرتا ہے۔ داناؤں سے مشورہ کرنا نفس میں ثابت قدمی اور عقل و بصیرت میں قوت پیدا کرتا ہے۔ لہٰذا کسی کام کے کرنے کا ارادہ کر کے پہلے سوچو اور آگے

بڑھنے سے پہلے مشورہ ضرور کرو۔

مزید فرمایا: خصائل چار ہیں پہلی حکمت جس کا دارو مدار غور و فکر یعنی تدبر پر ہے دوسرا پاکبازی جس کا انحصار شہوات سے اجتناب پر ہے۔ قوت جس کا دارو مدار غصہ پر ہے۔ عدل اس کا انحصار قوائے نفسانی کے اعتدال پر ہے۔

(۴۴)

موت کی سختی

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ موت کی تکلیف ایسی ہے جیسے تلوار کی ضربوں سے تین سو وار کیے جائیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے موت کی شدت کے بارے میں سوال کیا گیا آپ نے فرمایا جیسے کپڑے کو خاردار جھاڑی پر ڈال کر اسے کھینچ کر جس طرح علیحدہ کیا جاتا ہے اسی طرح جسم سے روح جدا ہوتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مریض کے پاس تشریف لے گئے۔ اس کی جان کنی کا عالم دیکھ کر فرمایا جانتے ہو اسے کیوں تکلیف ہو رہی ہے؟ یہ سب موت کی شدت ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ ترغیب جہاد دیتے ہوئے فرماتے اگر تم جہاد نہ کرو تو پھر بھی مرنا ہے۔ واللہ تلواروں کے ہزار بستر پر مرنے سے بہتر ہے۔

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ہمارے علم میں یہ بات لائی گئی ہے مردہ قبر سے اٹھنے تک موت کی سختی کو محسوس کرتا رہے گا۔

حضرت شداد بن اوس رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے موت مومن پر دنیا اور آخرت سے زیادہ خوفناک ہے یہ اس سے بھی شدید ہے کہ اسے آرے سے چیرا جائے، قینچی سے کاٹا جائے یا دیگوں میں پکایا جائے۔ اگر کسی مردے کو زندہ کر کے دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے وہ موت کے متعلق بتائے تو لوگوں کی نیند حرام

ہو جائے اور زندگی بے کیف ہو جائے۔

زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ بذریعہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ مومن کسی وجہ سے بہ مقام حاصل کرنے سے محروم رہا تو اسے موت کے دکھ سے اس مقام تک پہنچا دیا جاتا ہے اگر کوئی کافر دنیا میں اچھے اعمال کرتا ہے تو ان اعمال کی وجہ سے اسے موت کی تلخی میں کمی کر دی جاتی ہے تاکہ اعمال کی جزا دنیا میں حاصل کر لے اور پھر جہنم چلا جائے۔

ایک صاحب اکثر مریضوں سے موت کی تکلیف کے بارے میں گفتگو کیا کرتے تھے جب ان کا وقت نزع قریب ہوا تو ان سے موت کی تکلیف کے بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے کہا ایسا محسوس ہوتا ہے۔ میری روح سوئی کے ناکے سے گزر رہی ہے۔

حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اچانک موت مومن کیلیے باعث راحت ہے اور کافر کے لیے افسوس ہے۔

جناب مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اگر مردے کا ایک بال زمین اور آسمان کے کسی زندہ پر رکھ دیا جائے تو وہ حکم ربانی سے مرجائے۔ کیونکہ موت بال پر بھی طاری ہوتی ہے۔ اور موت جس پر طاری ہو وہ مرجاتا ہے۔

روایت ہے کہ موت کے درد کا اگر ایک قطرہ پہاڑوں پر رکھ دیا جائے تو وہ پگھل جائیں۔

روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا انتقال ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے خلیل! تو نے موت کو کیسا محسوس کیا؟ آپ نے جواب دیا:۔ جیسے تر روئی میں سے گرم سلائی کھینچی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم نے تجھ پر موت آسان کر دی تھی۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بارگاہِ رب العزت میں حاضر ہوئے تو مالک کائنات

نے پوچھا :۔ موسیٰ ! تو نے موت کو کیسا پایا ؟ عرض کیا باری تعالیٰ جیسے چڑیا جال میں پھنس رہی ہے نہ وہ آزاد ہو اور نہ مرے نہ ہی اسے رہائی ملتی ہے کہ اڑ جائے ۔نیز آپ نے کہا : موت ایسے ہے جیسے زندہ بکری کی قصاب کھینچ کر کھال اتار دے ۔

روایت ہے موت کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پانی کا پیالہ تھا آپ اس میں ہاتھ بھگو کر پیشانی پر ملتے ہوئے فرمایا : یا اللہ مجھ پر موت کی سختی کو آسان فرما۔سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا قریب کھڑی رو رہی تھیں ۔آپ نے فرمایا :۔ اس کے بعد تیرے باپ پر کوئی تکلیف نہ ہوگی ۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ سے موت کی سختی کے بارے میں مراد رسول سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ نے سوال کیا : آپ نے فرمایا :۔ اے امیرالمومنین ! موت ایسی ہے جیسے خار دار ٹہنی کے کانٹے جسم میں داخل ہو جائیں پھر انھیں کھینچ کر نکالا جائے ۔تو ان کے ساتھ کچھ جسم بھی نکل آئے گا ۔یہی حال جسم اور روح کی جدائی کا ہے ۔

حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ، انسان موت کی سختی کو بیماری سمجھ کر علاج کرتا ہے ۔مگر اس کے اعضاء ایک دوسرے کو داغِ مفارقت دیتے ہوئے کہہ رہے ہوتے ہیں ہمارا تجھ کو سلام ۔اب پھر قیامت کو ملیں گے ۔

یہ حالات ان ہستیوں کے تھے جو اللہ کے دوست اور محبوب ہیں اللہ رحم فرمائے ہم گناہ گاروں کا حال کیا ہوگا ۔ہمارے لیے موت کے علاوہ اور بھی مصائب ہیں

موت کے حوادث تین ہیں ان میں سے دو یہ ہیں ۔

نزع کی تکلیف جس کا ذکر ہوا ۔دوسرے ملک الموت کی صورت کی دہشت جسے شاذ و نادر ہی کوئی برداشت کرتا ہوگا ۔

روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک الموت سے فرمایا تم مجھے اپنی وہ صورت دکھا سکتے ہو جو برے آدمی کی روح قبض کرتے وقت صورت دکھاتے ہو انھوں نے کہا آپ اس کی تاب نہ لا سکیں گے چنانچہ انھوں نے منہ پھیرا اور ملک الموت نے

وہ روپ دھارا تو آپ دیکھ کر بے ہوش ہو گئے۔ ہوش میں آئے تو فرمایا: بدکار کو تیری صورت دکھا دینا ہی کافی سزا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت داؤد علیہ السلام بڑے غیور تھے جب باہر جاتے تو دروازے بند کر دیتے ایک دن باہر نکلے دروازہ بند کیا تو صحن میں کوئی آدمی نظر آیا تو کہنے لگے اس گھر میں داخل ہونے کی کس نے تجھے اجازت دی۔ حضرت داؤد علیہ السلام بھی تشریف لے آئے پوچھا تو کیوں داخل ہوا۔ میں وہ ہوں جو بادشاہوں سے نہیں ڈرتا اور نہ ہی کوئی پردہ میری راہ میں حائل ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا: تم ملک الموت ہی ہو اور چادر اوڑھ لی۔

روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک انسانی کھوپڑی کے قریب سے گذرے اور پاؤں کی ٹھوکر سے پوچھا: تو کون ہے؟ اس کھوپڑی نے کہا اے روح اللہ! میں فلاں زمانے کا بادشاہ ہوں میں تخت پر بیٹھا تھا میرے سر پر تاج شاہی تھا میرے اردگرد لشکر تھا جن پر میرا حکم چلتا تھا۔ جب فرشتہ اجل آیا تو میرا جسم کا عضو علیحدہ ہو گیا پھر جان رخصت ہو گئی اور دہشت چھا گئی یہ وہ حادثہ ہے جو ہر ایک کو پیش آئیگا انبیاء کرام نے بھی نزع کی سختی کو بیان فرمایا ہے۔ اگر فرشتہ اجل کی صورت کوئی خواب میں بھی دیکھ لے تو باقی زندگی گذارنا مشکل ہو جائے۔ اور اس کا کیا حال ہو۔

اللہ تعالیٰ کے نیک بندے فرشتہ اجل کو حسین وجمیل شکل میں دیکھتے ہیں۔

حضرت عکرمہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت غیرت مند تھے آپ کا ایک عبادت خانہ، جس وقت اس سے آپ باہر تشریف لے جاتے تو اس کا دروازہ بند کر دیتے۔ ایک روز تشریف فرما ہوئے تو ایک آدمی کو کھڑے دیکھ کر فرمایا: آپ کو کس نے اجازت دی اس نے کہا جو اس گھر کا آپ سے زیادہ مالک ہے۔ آپ نے فرمایا: کیا تو فرشتوں میں سے ہے۔ فرشتہ اجل نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا ہاں۔ آپ نے کہا آپ مجھے وہ صورت دکھا سکتے ہیں

جو نیکوں کی جان کنی کے وقت اختیار کرتے ہو۔ اس کے اشارہ پر آپ نے منہ پھیرا پھر پلٹ کر دیکھا تو ایک حسین وجمیل چہرہ سامنے تھا جسے دیکھ کر آپ نے فرمایا: اگر موت کا کوئی انعام نہ ملے تو تمھاری صورت دیکھ لینا انعام سے بہتر ہے۔

محافظ فرشتوں کے مشاہدے کے متعلق ہے کہ وہیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مرتے وقت انسان اپنے نامۂ اعمال لکھنے والے فرشتوں کو دیکھتا ہے اگر وہ نیک آدمی ہوتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے جزائے خیر دے تو نے ہمیں بہترین مجالس میں بٹھایا اور نیک کام لکھنے کو دیئے۔

اگر موت سے ہمکنار ہونے والا گناہگار ہو تو کہتے ہیں اللہ ہمارے طرف سے تجھے جزائے خیر نہ دے۔ بُری مجالس میں بٹھایا، فحش کلام سننے پر مجبور کیا۔ اسوقت اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں۔ وہ ماسوائے فرشتوں کے کچھ اور دیکھ نہیں پاتا۔

تیری مصیبت یہ ہے کہ گنہ گار جہنم میں اپنا ٹھکانا دیکھ کر انتہائی خوف زدہ ہوتا ہے۔ وہ نزع کے عالم میں ہوتا ہے اور اس کے اعضاء ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اس کی روح پرواز کرنا چاہتی ہے مگر پرواز کر نہیں پاتی۔ وہ ملک الموت کی دو بشارتوں میں سے ایک سنے بغیر نہیں نکلتی۔ ایک اے اللہ کے دشمن تیرا ٹھکانا جہنم ہونے کی بشارت ہو۔ دوسری اے اللہ کے دوست! تجھے جنت کی بشارت قبول ہو۔ اسی لیے عقل مند موت کی حالت میں بہت خائف ہوتے ہیں۔

حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

کوئی بھی شخص دنیا سے اس وقت تک نہیں نکلتا جب تک وہ اپنا اگلا گھر جنت یا جہنم میں نہیں دیکھ لیتا۔

۴۵

حالاتِ قبر

حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مردے کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو قبر کہتی ہے: اے انسان! تیرا ناس ہو تو میرے متعلق کیوں فریب کھاتا رہا؟ کیا تجھے علم نہ تھا کہ میں آزمائش گاہ ہوں۔ اندھیر اگھر ہوں۔ تنہائی کا گھر ہوں کیڑوں کا گھر ہوں تو میرے قریب سے لاپرواہ ہو کر گزرتا تھا۔ اگر نیک ہو جو نیکی کرتا رہا ہو اور دوسروں کو نیکی کی تلقین کرتا رہا ہو تو قبر اسے کہتی ہے میں اس پر سبزہ ڈال دوں گی اس کا جسم نورانی بن جائے گا اس کی روح اللہ کی رحمت میں جائیگی۔

حضرت عبید بن عمیر لیثی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب آدمی مرتا ہے، تو اس کی قبر اسے پکارتی ہے میں اندھیرے اور تنہائی کا گھر ہوں اگر تو نے نیک عمل کیے ہیں تو تیرے لیے رحمت بن جاؤں گی اگر نافرمانی کی ہے جو جزا کی جگہ سزا بن جاؤں گی۔ میں وہ ہوں جو مجھ میں اللہ کا تابع فرمان آیا وہ مسرور نکلا، لیکن جو نافرمان آیا وہ ذلیل ہو کر نکلے گا۔

محمد بن صبیح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک روایت ہے کہ جب مردے کو قبر میں اتارا جاتا ہے اسے عذاب ہوتا ہے تو قریبی مردے کہتے ہیں: تو نے ہم سے نصیحت حاصل نہ کی کیا ہمارا دفن ہونا تیرے لیے قابلِ غور نہ تھا؟ کیا تو نے ہمارے موت سے اعمال ختم ہوتے نہ دیکھے؟ تو زندہ رہا تجھے عمل کی مہلت ملی جس سے تو نے فائدہ نہ اٹھایا نہ نیک عمل کیے۔ اے زمین پر تکبر اور اکڑنے والے! تو اپنے عزیزوں سے جدا کیوں نہ ہوا۔ جو دنیا کی نعمتوں پر فخر کرتے تھے وہ فنا کی آغوش میں سو گئے۔ تیرے کندھوں پر سوار ہو کر آئے اور زمین کے پیٹ میں اتر گئے۔ موت ایک ایسی چیز ہے جس سے راہِ فرار نہیں۔

یزید الرقاشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم تک یہ روایت پہنچی ہے : جب کسی کو قبر میں اتارا جاتا ہے تو اس کے اعمال حالتِ وحشت میں بھرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ انھیں قوتِ گویائی بخش دیتا ہے وہ کہتے ہیں :۔ اے گڑھے میں تنہا رہنے والے تیرے دوست اور عزیز دور چلے گئے ہمارے سوا تیرا کوئی غمخوار نہیں

حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے :۔ جب نیک بندے کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے نیک اعمال بھی حیران ہوتے ہیں نماز، روزہ، حج، جہاد اور صدقہ روایت ہے کہ پھر عذاب کے فرشتے پاؤں کی طرف آتے ہیں تو نماز کہتی ہے۔ ان ٹانگوں سے دور ہٹ جاؤ ان سے نماز پڑھتا تھا۔ جب سر کی طرف آتے ہیں تو روزہ کہتا ہے اس نے اللہ کے لیے خوب بھوک پیاس برداشت کی۔ جب جسم کی طرف ہوتے ہیں تو حج اور جہاد کہتے ہیں اس نے اللہ کی خاطر اپنے جسم کو تکلیف دی تھی لہٰذا پرے ہٹ جاؤ۔ سامنے آنے پر صدقہ کہتا ہے اسے چھوڑ کر چلے جاؤ اس نے اللہ کے لیے صدقات دیئے پھر اسے مبارک کا مستحق ٹھہرایا جاتا ہے۔ رحمت کے فرشتے اس کے لیے جنت میں بچھونا بچھا کر آتے ہیں اور جنتی چادریں اوڑھنے کے لیے دی جاتی ہیں اور اس کی قبر کو تا حد نظر وسیع کر دیا جاتا ہے۔ جس کو قندیل سے، قیامت تک کے لیے روشن کر دیا جاتا ہے۔

حضرت عبید اللہ بن عبید بن عمیر سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : مردے کو قبر میں بٹھایا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ چلنے والوں کے پاؤں کی آہٹ کو سنتا ہے۔ قبر اس سے کہتی ہے اے انسان! تجھ پر افسوس! کیا تجھے میری تنگی، بدبو اور کیڑوں سے نہیں ڈرایا گیا تھا تو میرے لیے کیا تیاری کر کے لایا ہے؟

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ کا ارشاد : رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے ایک آدمی کے جنازہ میں شامل ہوئے۔ آپ اس کی قبر پر سر جھکا کر بیٹھے تھے۔ پھر دعا فرمائی :۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِكَ مِنۡ عَذَابِ الۡقَبۡرِ

اے اللہ! میں تجھ سے عذابِ قبر سے پناہ مانگتا ہوں

یہ کہہ کر فرمایا: مومن کی موت کے قریب اللہ تعالیٰ روشن چہروں والے فرشتے بھیج دیتا ہے اور وہ اس کے پاس خوشبوئیں اور کفن لاتے ہیں اور تا حد نظر بیٹھ جاتے ہیں جب اس کی روح قبض ہوتی ہے تو آسمان اور زمین کے درمیان کے فرشتے اس کے درجات کی بلندی کے لیے دعا کرتے ہیں آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں ہر ایک کی خواہش ہوتی ہے یہ مجھ میں سے گذرے جب روح آسمان پر پہنچتی ہے اللہ کے حضور استدعا کی جاتی ہے کہ فلاں ابن فلاں حاضر ہے اس پر اس کے لیے حکم ہوتا ہے اسے وہ انعامات دکھاؤ جو اس کے لیے تیار کیے گئے ہیں میں نے وعدہ کیا تھا مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اور اسی میں دفن کروں گا۔

مُردہ جب قبر میں لوگوں کے پاؤں کی آہٹ سنتا ہے کہ وہ اسے دفن کر کے لوٹ رہے ہوتے ہیں تب اس سے کہا جاتا ہے:۔ تیرا رب کون؟ تیرا دین کونسا ہے؟ تیرا نبی کون؟ وہ جواب دیتا ہے: میرا رب اللہ، میرا دین اسلام اور میرا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ شدید انتباہ کے بعد آخری آزمائش ہے جو مُردے پر نازل ہوتی ہے اس کے بعد ندا دینے والا کہتا ہے: تو نے سچ کہا یہی اللہ کا فرمان ہے:۔

یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِالۡقَوۡلِ الثَّابِتِ (ابراھیم - ۲۷)

اللہ تعالیٰ مومنوں کو انکے پختہ عہد کی بدولت ثابت قدم رکھتا ہے

پھر ایک حسین وجمیل شخص آتا ہے جو دیدہ زیب معطر لباس زیبِ تن کیے ہوتا ہے۔ وہ نعمتوں کی امین جنت کی خوشخبری اسے دیتا ہے۔ مومن اسے سے پوچھتا ہے تو کون ہے؟ اسے جواب ملتا ہے میں تیرا نیک عمل ہوں تو نیکی کرتا تھا اور برائی سے بچتا تھا اس لیے اللہ نے تجھے یہ جزا دی۔ پھر آواز آتی ہے جنت میں اس کیلیے فرش بچھا دو اس کے لیے در کھول دو۔ پھر اس کی تعمیل ہوتی ہے وہ دعا گو ہوتا ہے

باری تعالیٰ جلد قیامت قائم کرتا کہ میں اپنے اہل و عیال سے ملاقات کروں۔

جب کافر کا آخری وقت قریب ہوتا ہے تو اس کی روح رخصت ہونا چاہتی ہے تو سخت بے رحم دوزخ کے فرشتے جہنم کا لباس پہنے آ کر اسے خوف زدہ کر دیتے ہیں پھر اس کی روح پرواز کرتی ہے تو زمین و آسمان کے درمیانی فرشتے اس پر لعنت فرماتے ہیں آسمان کے دروازے اس پر بند ہوتے ہیں ہر دروازہ کی خواہش ہوتی ہے یہ ادھر سے نہ گذرے۔ اسے نیچے پھینک کر اللہ کے حضور عرض کیا جاتا ہے:۔

"الٰہی تیرا فلاں ابن فلاں بندہ آیا اسے آسمان اور زمین نے قبول نہ کیا"

اللہ فرماتا ہے: اسے واپس لوٹا دو اسے وہ عذاب دکھاؤ جو اس کے لیے عذاب قبر بنایا ہے۔ کیونکہ انسان کے لیے میرا وعدہ ہے جس مٹی سے تیرا خمیر اٹھایا گیا تجھے اسی میں لوٹا دوں گا۔ جب اسے دفن کر کے چلتے ہیں تو وہ جانے والوں کے پاؤں کی آہٹ سنتا ہے فرشتے اس سے کہتے ہیں:۔ تیرا رب کون؟ تیرا نبی کون اور تیرا دین کون سا؟ وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا۔ پھر اس کے پاس نہایت غلیظ اور بدبودار کپڑوں والا نہایت بد صورت آ کر کہتا ہے:

"تمہارا دائمی عذاب مقدر بنا دیا گیا ہے، اسے قبول کر!"

وہ کافر کہتا ہے اللہ تجھے بُری خبر سنائے تو کون؟ وہ کہتا ہے تیرے اعمال بد تو برائیوں کو پسند اور نیکیوں سے پرہیز کرتا تھا لہٰذا اللہ نے بُرا بدلہ دیا۔ اللہ تجھے بھی بُرا بدلہ دے۔ پھر اس گناہگار کے لیے اندھا فرشتہ مقرر ہوتا ہے جو لوہا کا ہتھوڑا لیے ہوتا ہے اگر اسے جن اور انسان مل بھی جائیں اٹھا نہیں سکتے اگر پہاڑ پر مارا جائے تو ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے پھر اسے زندہ کیا جاتا ہے اس کی چیخ و پکار جن و انس کے سوا مخلوق سنتی ہے۔ پھر ندا ہوتی ہے اس کے لیے جہنم کی دو تختیاں بچھائی جاتی ہیں اور ایک در اس کے لیے کھول دیا جاتا ہے۔

(یا اللہ ہمیں اس عذاب سے بچا)

حضرت محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے ہر مرنے والے پر بوقت مرگ اس کے اچھے برے اعمال پیش کیے جاتے ہیں وہ نیکیوں کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھتا ہے اور گناہوں سے آنکھیں چراتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

جب مومن کی موت قریب ہوتی ہے تو فرشتے ریشمی کپڑے میں مشک اور نازو بو کی ٹہنیاں لاتے ہیں۔ انہیں دیکھ کر جنتی کی روح اس طرح نکل جاتی ہے جیسے گوندھے آٹے سے بال۔ اور کہا جاتا ہے کہ اپنے رب کی طرف خوش ہو کر جا۔ جب روح جسم سے جدا ہو جاتی ہے اور اسے مشک اور ناز بو میں رکھ کر ریشم کے کپڑے میں لپیٹ کر جنت میں لے جایا جاتا ہے۔

جب کافر کی موت آتی ہے تو اسے عذاب سے نکالا جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے اے بری روح ! اللہ کے عذاب اور ذلت کو پہچان ! وہ تجھ سے ناراض ہے اس بری روح کو نکال کر آگ پر رکھا جاتا ہے اسے کھردرے کپڑے میں لپیٹ کر جہنم میں بھیج دیا جاتا ہے۔

حضرت ابن کعب قرظی رحمۃ اللہ علیہ، اللہ کا یہ فرمان پڑھتے :-

حَتّٰی اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ
ارْجِعُوْنَ لَعَلِّیْ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ ۔

(المومن ۹۹ ـ ۱۰۰)

یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی ایک پر موت وارد ہو تو کہتا ہے اے میرے رب ! مجھے واپس لوٹا تاکہ میں نیک عمل کروں ۔ جہاں سے ادھورا چھوڑ آیا ہوں۔

فرمایا تجھے کس چیز کی خواہش ؟ تو اس لیے جانا چاہتا ہے تاکہ مال جمع کرے درخت لگائے، عمارات، نہریں بنوائے وہ کہے گا نہیں چھوڑے ہوئے ادھورے کام مکمل کر لوں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :- یہ کلمات ہر کوئی

بوقتِ موت کہتا ہے ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ مومن کی قبر میں صدا بہار باغ ہوتا ہے ۔ اس کی قبر ستر ہاتھ کشادہ کردی جاتی ہے ۔ اور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتی ہے ۔ کیا تم جانتے ہو یہ آیت :۔

فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا ه

بے شک اس کے لیے زندگی تنگ ہو جاتی ہے ۔

کس لیے نازل ہوئی ؟ صحابہ کرام نے عرض کیا : اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں ۔ فرمایا یہ کافر کے عذاب کے متعلق ہے ۔ فرمایا : اس کی قبر میں ننا نوے سانپ مسلط کردیئے جاتے ہیں جن کے سات سر ہوتے ہیں ۔ جو اس کے جسم کو نوچتے رہتے ہیں اور حشر تک یہی کرتے رہیں گے ۔

نیز بات سمجھ لیجیے کہ تعداد پر حیرت نہیں ہونی چاہیے کیونکہ ان سانپوں اور بچھوؤں کی تعداد اس کی برائیوں کے برابر ہوگی ۔ ان برائیوں میں تکبر ، دکھاوا ، حسد ، کینہ اور کسی کے لیے دل میں بُرے عزائم رکھنا ۔ اگرچہ ان برائیوں کو گنا گیا ہے مگر ان کی شاخوں کی تعداد بے شمار ہے ، یہ اس کی برائیاں خود سانپوں اور بچھوؤں کی شکل اختیار کرکے اسے ڈسیں گی ۔

اصحاب معرفت اور صاحب بصیرت اپنے نورِ بصیرت سے ان مہلکات کو جانتے اور مشاہدہ کرتے ہیں مگر ہر چیز سے آگاہی صرف نور نبوت سی ہی ہوتی ہے ۔

ان روایات کے ظاہری اور معنوی معنے بھی ہیں اور جو پوشیدہ راز ہیں انھیں اہلِ معرفت ہی صحیح معنوں میں سمجھتے ہیں اگر کسی ظاہر بیں پر ان کے حقائق واضح نہ ہوں تو اسے انکار نہیں کرنا چاہیے ، بلکہ تصدیق کرنی چاہیے ۔ اور تسلیم کرکے اپنے پختہ ایمان کو ثابت کرنا چاہیے ۔ انکار کم تر ایمان کی دلیل ہوگا ،

(۴۶)

سوالاتِ قیامت

کلام الٰہی میں ہے :-

كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ○

کیا ہر گز نہیں اگر تم یقینی طور پر جانتے۔

اگر تم احوالِ قیامت کو یقینی طور پر جانتے تو کثرتِ مال کی خواہش نہ کرتے اور نہ فخر و تکبّر کرتے۔ تم نیکی کرتے اور برائی سے بچتے اگر تمہیں وہ علم الیقین ہوتا جو انبیاء علیہم السّلام نے سکھایا ہے تو تم حسب و نسب اور مال پر فخر نہ کرتے کیونکہ یہ چیزیں قیامت کے دن تمہیں کوئی فائدہ نہ دیں گی اگر تم مال اور اپنے افراد کی کثرت پر فخر کرو گے تو تم جہنم میں جاؤ گے اللہ نے قسم کھائی تم ضرور اپنی آنکھوں سے قیامت کو جہنم دیکھو گے۔

فرمان باری تعالٰے ہے :-

ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ○

پھر تم بضرور یقین کی آنکھوں سے دیکھو گے۔

جہنم کا تم ایسے طریقہ سے مشاہدہ کرو گے تاکہ تم عین الیقین ہو جاؤ تاکہ اس کے بعد کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ علم الیقین اور عین الیقین میں کیا فرق ہے تو جواب یہ ہوگا کہ انبیاء علیہ السلام کو اپنی نبوت کے طفیل علم الیقین حاصل ہے اور فرشتے عین الیقین اس وجہ سے ہیں کہ وہ اپنی آنکھوں سے جنت دوزخ عرش کرسی دیکھ رہے ہیں اس کی مثال اس طرح سے ہے کہ زندہ افراد کے لیے موت اور قبریں علم الیقین ہے مگر انہیں یہ علم نہیں ہے کہ مُردوں کے ساتھ کیا بیت رہی ہے لہٰذا اہلِ قبور جو ان سے گذر رہی ہے اس سے وہ عین الیقین ہیں۔ یہ انہیں خبر ہے کہ وہ جنت میں ہیں یا دوزخ کے کسی

گڑھے میں ۔

اس کا دوسرا جواب یہ ہے کہ علم الیقین سے مراد قیامت کا علم ہے اور عین الیقین سے مراد احوال و مصائب قیامت کو خود دیکھنا ہے ۔ دوسرے الفاظ میں علم الیقین سے مراد جنت اور دوزخ کا علم ہے اور عین الیقین انھیں خود اپنی آنکھوں سے دیکھنا ہے فرمان الٰہی ہے " پھر تم سے اس دن نعمتوں کے بارے میں بضرور سوال کیا جائے گا ۔ یعنی روز حشر تم سے دنیاوی نعمتوں جیسے تندرستی، قوتِ سماعت، قوتِ بینائی رزق کے طریقے اور خورد و نوش کی تمام اشیاء کے متعلق بضرور سوال کیا جائے گا کیا تم نے ان کے عطا کرنیوالے کا شکر بھی ادا کیا اس کی پہچان کی یا اسے تسلیم کیا؟ کہیں اس کے منکر تو نہ ہوئے ۔ ؟

ابن ابی حاتم سے روایت ہے کہ حضرت زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی ۔ تم کو اموال کی کثرت کے مقابلوں نے ہلاک کر دیا ، تم عبادت سے غافل ہوئے ۔ تم نے قبروں کو دیکھا ۔ کیا تمھیں موت سے ہمکنار کر دیا گیا ہرگز نہیں البتہ تم جان لوگے جب تم قبروں سے نکل کر میدانِ حشر میں لائے جاؤ گے ہرگز نہیں ۔ اگر تم علمِ یقین کے طور پر جان لیتے " تم اس وقت کو جانتے جب تم اپنے اعمال سمیت اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر جہنم دیکھ رہے ہو گے ۔ (التکاثر ۱ تا ۶)

خیر ایسے ہو گا کہ پُل صراط کو جہنم کے درمیان رکھا جائے گا بعض مسلمان نجات پانے والے ہوں گے اور کچھ زخمی ہونگے اور چند ایک جہنم میں گرائے جائیں گے " پھر اس دن ضرور تم سے نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا " (التکاثر ۸)

یعنی کس قدر پیٹ بھر کر کھایا سرد مشروبات پئے مکانات کے سائے میں آرام کیا مخلوق میں بہتر حالات میں رہے اور نیند کے مزے اڑائے ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے ۔ عافیت ہی نعمت ہے ۔ یعنی تندرستی نعمت ہے آپ نے مزید فرمایا جس نے گندم کی روٹی کھائی اور فرات کا ٹھنڈا پانی پیا

اور رہنے کے لیے مکان ہے۔ یہ وہ نعمتیں ہیں جن کے بارے میں سوال کیا جائے گا!

حضرت ابو قلابہ رضی اللہ تعالٰے سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھ کر فرمایا میری امت کے لوگ گھی میں شہد ملا کر کھائیں گے ان سے ان نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالٰے سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ہمیں کون سی نعمت حاصل ہے ہم نے کبھی پیٹ بھر کر جَو کی روٹی بھی نہیں کھائی اللہ تعالٰے نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی فرمائی ان سے فرمایئے تم جوتے پہنتے ہو اور ٹھنڈا پانی پیتے ہو کیا یہ نعمتیں نہیں ہیں؟۔

ترمذی میں ہے کہ جب سورۃ التکاثر نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم سے کونسی نعمتوں کا سوال ہوگا ہمیں تو پانی اور کھجوروں کے سوا دیگر کوئی خوراک حاصل ہی نہ ہے۔ ہر وقت ہم شمشیر بکف اور دشمن سے لڑائیوں میں مصروف رہتے ہیں وہ کونسی نعمت ہے جس کے بارے میں سوال ہوگا؟ آپ نے فرمایا وہ نعمتیں عنقریب تمہیں بضرور میسر آئیں گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰے سے روایت ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے بندے سے نعمت کے بارے میں سوال کیا جائے گا کیا ہم نے تیرا بدن صحت مند بنا کر تجھے صحت نہ عطا کی تھی؟ کیا ہم نے تجھے ٹھنڈے پانی سے سیراب نہیں کیا تھا؟

مسلم وغیرہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰے سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف فرما ہوئے تو سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالٰے اور سیدنا مراد رسول حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰے سے ملاقات پر فرمایا۔ اس وقت کونسی چیز تمہیں گھر سے باہر لائی؟ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھوک نے۔ آپ نے فرمایا اس جان کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جس چیز نے تمہیں گھر سے نکالا ہے اسی نے مجھے گھر سے باہر نکالا

ہے اس لیے اٹھو اور آؤ۔ وہ دونوں آپ کے ہمراہ اٹھے اور انصار میں سے ایک صحابی کے گھر پہنچے، وہ گھر پر نہ تھے۔ ان کی بیوی نے دیکھا تو کہا: خوش آمدید۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فلاں کہاں ہے؟ عرض کیا: وہ ہمارے لیے ٹھنڈا اور میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔ اچانک انصاری صحابی بھی آگئے۔ انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دونوں صحابہ کو دیکھا تو کہا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مَا اَحَدٌ اَلْيَوْمَ اَكْرَمُ اَضْيَافًا مِنِّيْ۔

اللہ تعالیٰ کی حمد ہے، آج سب سے زیادہ مکرم مہمان میرے نصیب میں ہوئے۔

وہ گئے اور کھجور کا ایک خوشہ لے آئے جس میں خشک اور تر کھجوریں تھیں اور عرض کیا: فی الحال اسے تناول فرمائیے اور پھر ایک بکری پکڑی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دودھ دینے والی بکری ذبح نہ کرنا اس پر دوسری بکری کو ذبح کیا۔ انھوں نے بکری کا گوشت کھایا اور اس کا دودھ پیا جب سیر ہو کر کھا پی لیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو فرمایا:۔ اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، ہمیں قیامت کے دن اس نعمت کے بارے میں بھی سوال کیا جائے گا۔

(۴۷)

فضیلتِ ذکر

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ (البقرہ - ۱۵۲)

میرا ذکر کرو، میں تمھیں یاد رکھوں گا۔

حضرت ثابت بنانی رحمتہ اللہ علیہ کا فرمان ہے: جانتا ہوں میں کہ میرا رب مجھے کب یاد کرتا ہے لوگ پریشان ہو گئے اور پوچھا: آپ کس طرح یہ جان لیتے ہیں؟ فرمایا: جب میں اس کو یاد کرتا ہوں، وہ مجھے یاد فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

اُذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا (الاحزاب - ۴۱)

اللہ تعالیٰ کو بہت بہت یاد کرو۔

نیز فرمایا:

فَإِذَا أَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ فَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ (البقرہ - ۱۹۸)

پس جب تم عرفات سے پھرو، پس اللہ کو یاد کرو، مشعر حرام کے نزدیک، اور اس کو یاد کرو جیسے اس نے تمھیں ہدایت دی ہے۔

اور فرمایا:

فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا ط (البقرہ - ۲۰۰)

پس جب تم اپنے مناسک ادا کر لو، تو اللہ کو یاد کرو، جیسے تم اپنے بڑوں کو یاد کرتے تھے، یا زیادہ تر ذکر۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا:

اَلَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِهِمْ (آل عمران ۱۹۱)

وہ لوگ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں، کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں کے بل۔

نیز فرمایا:

فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِكُمْ (النساء ۱۰۳)

پس جب تم نماز پڑھ لو تو اللہ کو یاد کرو، کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں کے بل۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے: اس سے مراد یہ ہے کہ دن، رات، خشکی، تری، سفر و حضر، فقر و غنا، صحت و مرض اور ظاہر و باطن ہر حال میں ذکر اللہ کرتا رہے۔

اللہ تعالیٰ نے منافقین کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

وَلَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا قَلِیْلًا (النساء - ۱۴۲)

اور اللہ کو یاد نہیں کرتے، مگر تھوڑا۔

نیز فرمایا:

وَاذْکُرْ رَّبَّکَ فِیْ نَفْسِکَ تَضَرُّعًا وَّخِیْفَۃً وَّدُوْنَ الْجَھْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَکُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ (الاعراف ۲۰۵)

اور اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کر، عاجزی سے اور ڈر سے اور کم آواز سے بات میں، اور صبح کو اور شام کو، اور مت ہو غافلوں میں سے۔

نیز فرمایا:

وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ (العنکبوت - ۴۵)

اور اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فرمان ہے کہ اس کی دو توجیہ ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ کا تمھیں یاد رکھنا، تمھارے ذکر اللہ سے بڑھ کر ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا، اس کے علاوہ سب سے افضل ہے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غافلوں کے اندر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ خشک علاقے میں سبز درخت ہو۔ نیز آپ نے فرمایا: غافلوں کے اندر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ بھاگنے والوں میں جہاد کرنے والا ہو۔

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں، جب وہ میرا ذکر کرتا ہے اور اس کے ہونٹ میرے لیے حرکت کرتے ہیں۔

نور اولین و آخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابن آدم نے ذکر اللہ سے بڑھ کر کوئی عمل اللہ کے عذاب سے نجات دینے والا نہیں کیا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد؟ آپ نے فرمایا: اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد، سوائے اس کے کہ تو اپنی تلوار سے مارے، حتیٰ کہ ٹوٹ جائے،

پھر اس کے ساتھ مارے حتیٰ کہ ٹوٹ جائے۔

نبیٔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا: کونسا عمل زیادہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ کہ تیری موت آئے اور تیری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر ہو۔

ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صبح اور شام ایسے کرو کہ تمھاری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر ہو۔ پھر تم ایسی صبح وشام کرو گے کہ تم پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صبح وشام اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا، اللہ تعالیٰ کی راہ میں تلواریں توڑنے اور سخاوت کرتے ہوئے مال دینے سے افضل ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب میرا بندہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے، تو میں اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور جب وہ مجھے کسی جماعت میں یاد کرتا ہے، تو میں اسے اس کی جماعت سے بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں جب وہ میرے قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں جب وہ چل کر میری طرف آتا ہے تو میں دوڑ کر اس کی طرف جاتا ہوں۔ اور اس کی دعاؤں کو قبول کرتا ہوں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت میں سایہ نہ ہوگا تو سات آدمی ایسے ہیں جن کو اللہ تعالےٰ اپنے سایۂ رحمت میں جگہ دے گا۔ ان میں ایک وہ ہے جس نے تنہائی میں اپنے رب کو یاد کیا اور خوف الٰہی کی بدولت اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالےٰ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمھیں وہ عمل نہ بتاؤں جو تمھارے خالق کے ہاں پاکیزہ اور درجات میں افضل اور سونا چاندی خیرات کرنے سے بھی زیادہ۔ یہاں تک کہ تم جہاد میں شریک ہو جاؤ اور شہید کئے جاؤ اس سے بھی وہ فزوں تر ہو اصحابہ (رضی اللہ تعالےٰ) نے عرض کی وہ کونسا عمل ہے۔ آپؐ نے فرمایا وہ ہمیشہ ذکرِ الٰہی کرنا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے جس شخص کو میرے ذکر نے کسی کے ہاں جا کر سوال کرنے سے روکے رکھا میں اسے سب سائلوں سے بہتر بغیر مانگے عطا کروں گا۔

حضرت فضیل رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمیں یہ خبر ملی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر میرا بندہ صبح اور اس کے بعد عصر کے بعد کچھ دیر کے لیے مجھے یاد کرے تو درمیانی وقت میں ان کی ضروریات کا کفیل بن جاتا ہوں۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میں کسی کے دل کو اپنی یاد میں محو دیکھتا ہوں تو میں اس کے کاموں کا کارساز بن جاتا ہوں میں اس کا دمساز اور ہم نشین ہو کر اس سے باتیں کرتا ہوں۔

سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ ذکر دو ہیں ایک اللہ کو تنہائی میں یاد کرنا جو عمدہ ہے اور اس کا بڑا اجر ہے لیکن اس سے بھی بڑھ کر ذکر الٰہی ہے کہ اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو یاد رکھے اور ان کاموں سے باز رہے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہوا ہے۔

روایت ہے ہر جان دنیا سے رخصت کے وقت پیاسی ہوتی ہے ماسوائے اس شخص کے جو ذکر الٰہی کرنے والا ہو۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اہلِ جنت کو صرف اس بات پر حسرت ہوگی وہ لمحہ جو یادِ الٰہی کے بغیر گزر گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی جماعت ذکر الٰہی کے لیے اکٹھی ہوتی ہے تو فرشتے انھیں گھیر لیتے ہیں اور رحمت انھیں ڈھانپ لیتی ہے اور اللہ اپنے مقربین میں انھیں یاد کرتا ہے۔

حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اللہ کی رضا کے لیے اس کا ذکر کرنے کے لیے افراد جمع ہوں تو آسمان سے آواز دینے والا آواز دیتا ہے اٹھو تم بخشے ہوئے ہو میں نے تمھاری برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا۔

سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے اگر چند افراد اکٹھے ہوں نہ تو وہ ذکر اللہ کریں اور نہ مجھ پر درود بھیجیں قیامت کے روز وہ حسرت سے کفِ افسوس ملیں گے۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی جب تو مجھے دیکھے کہ میں ذکر الٰہی کرنے والوں سے اٹھ کر غافلوں کے ہاں جا رہا ہوں تو بے شک میرے پاؤں توڑ دے

یہ مجھ پر احسان ہوگا۔

فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے نیک محفل مومن کے لیے دو لاکھ بری محفلوں کا کفارہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اہلِ فلک اہل زمین کے ان گھروں کو بڑے شوق سے دیکھتے ہیں جیسے تم ستاروں کو دیکھتے ہو جن گھروں میں یادالٰہی کا ذکر ہوتا ہے۔

حضرت سفیان بن عینیہ رضی اللہ تعالےٰ کا قول ہے جب لوگ ذکرالٰہی کے لیے جمع ہوتے ہیں تو شیطان اور دنیا دونوں ان سے الگ ہو جاتے ہیں شیطان دنیا سے کہتا ہے کیا تو نے نہیں دیکھا یہ کیا کر رہے ہیں دنیا کہتی تو انھیں رہنے دے جب یہاں سے اُٹھیں گے تو میں گردن سے پکڑ کر ان کو تمھارے پاس لاؤں گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ اہلِ بازار سے فرمایا تم یہاں بیٹھ رہے ہو ادھر مسجد میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث بانٹی جا رہی ہے لوگ مسجد میں گئے لیکن انھوں نے کچھ تقسیم ہوتے ہوئے نہ دیکھا اس پر ابو ہریرہ سے پوچھا ہم مسجد میں گئے لیکن وہاں کچھ تقسیم نہ ہو رہا تھا آپ نے پوچھا وہاں لوگ کیا کر رہے تھے انھوں نے کہا قرآن مجید پڑھنے میں کچھ مشغول تھے اور کچھ یادِ الٰہی کر رہے تھے آپ نے فرمایا یہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث ہے۔

حضرت اعمش ؒ نے ابو صالح ؒ سے انھوں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ سے انھوں نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اعمال لکھنے والے فرشتوں کے علاوہ سیر کرنے والے فرشتے پیدا کر رکھے ہیں وہ ذکر الٰہی کی محفل کو ڈھونڈتے رہتے ہیں جب وہ ایسی محفل کو تلاش کر لیتے ہیں تو دوسروں کو آواز دیتے ہیں وہ اس محفل کو آسمان تک گھیرے میں لے لیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے فرماتا ہے تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا وہ عرض کرتے ہیں ہم نے تیرے بندوں کو تیری صفت و ثناء کرتے ہوئے تیری تسبیح بیان کرتے ہوئے چھوڑا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انھوں نے مجھے دیکھا جواب دیتے ہیں نہیں۔ اللہ فرماتا ہے اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو پھر۔ فرشتے عرض کرتے ہیں باری تعالیٰ وہ تیری اور زیادہ تسبیح اور صفت وثنا

کرتے ۔ اللہ پھر فرماتا ہے وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں فرشتے عرض کرتے ہیں دوزخ سے پھر ارشاد ہوتا کیا انھوں نے اسے دیکھا جواب دیا جاتا ہے باری تعالیٰ نہیں ۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ دیکھ لیتے تو کیسے ہوتے ؟ فرشتے کہتے اگر وہ دیکھ لیتے تو اس سے دور بھاگتے اور دوری اختیار کرتے اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ فرماتا وہ مزید کس چیز کے طلب گار تھے فرشتے کہتے کہ جنت کے ان سے پوچھا جاتا کیا انھوں نے جنت دیکھی وہ کہتے نہیں ۔ اگر انھوں نے اسے دیکھا ہوتا تو اس کے بہت ہی خواہاں ہوتے ۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انھیں بخش دیا ۔ اس پر فرشتے عرض کرتے باری تعالیٰ ان میں ایک ایسا بھی آدمی تھا جو کسی مقصد سے اس محفل میں آیا تھا اس کا آنے کا ارادہ نہ تھا بلکہ اس کی دنیاوی ضرورت اسے اس محفل میں لے آئی تھی اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ ان کے پاس بیٹھا تھا لہٰذا میں نے اس سبب اسے بھی بخش دیا ان کے پاس بیٹھنے والا بھی نامراد نہیں رہتا ۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : افضل ترین کلام وہ ہے جو میں نے اور مجھ سے پہلے تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے کہا : وہ ہے ۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۔

اللہ کے بغیر کوئی معبود نہیں ، وہ تنہا ہے ، اس کا کوئی شریک نہیں ۔

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص یہ پڑھے ۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔

اللہ کے بغیر کوئی معبود نہیں ، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ، اس کی سلطنت ہے ، اور اس کی حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۔

مندرجہ بالا دعا ہر روز ایک سو بار پڑھے ، تو اس کے لیے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ہوگا ، اس کی ایک سو نیکی لکھی جاتی ہے اور اس کا سو گناہ معاف کر دیا جاتا ہے اور اس دن اسے شیطان سے حفاظت رہتی ہے ، یہاں تک شام ہو جائے اور اس سے افضل کوئی عمل نہیں ہوتا ، سوائے اس کے کہ جو بھی اس سے زیادہ کرے ۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ وضو کرے اور خوب اچھا وضو کرے، پھر آسمان کی طرف سر اٹھا کر یہ کہے:۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے بغیر کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔

اس پر اس کے لیے جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں جس سے چاہے اندر داخل ہو جائے۔

۴۸

فضائلِ صلوٰۃ

حکمِ باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝ (النساء ۱۰۳)

بیشک نماز کا مومنوں پر اوقاتِ مقررہ میں ادا کرنا فرض ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: پانچ نمازیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے بندوں پر انہیں فرض قرار دیا جو ان کو ادا کر کے آئے گا۔ اور ان کے حق کو ہلکا سمجھتے ہوئے ان میں سے کچھ ضائع نہیں کرے گا، اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے پاس وعدہ ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے گا اور جو انہیں لے کر نہیں آئے گا، تو اللہ تعالیٰ کے پاس اس کے لیے کوئی وعدہ نہیں۔ اگر چاہے تو عذاب دے اور چاہے تو جنت میں داخل کرے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ نمازوں کی مثال ایسی ہے جیسے کثیر شیریں پانی کی نہر تم میں سے ہر ایک کے دروازے پر ہو جس میں وہ ہر روز پانچ بار نہائے پھر کیا تم سمجھتے ہو کہ اس کے بدن پر میل باقی رہے گا؟ انھوں نے کہا: کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ پانچ نمازیں

کی مثال ہے کہ گناہ اس طرح دھل جاتے ہیں جیسے پانی میل کو صاف کر دیتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نمازیں ایک سے دوسری نماز تک کے درمیان وقت کے لیے کفارہ ہے، بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچا جائے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ (ھود، ۱۱۴)

بیشک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ وہ گناہوں کا ایسے کفارہ ہو جاتی جیسے گناہ کئے ہی نہ تھے۔

بخاری، مسلم اور دیگر محدثین نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ سے روایت کی ہے۔ کسی شخص نے عورت کا بوسہ لیا پھر اسے احساس ہوا تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور واقعہ کہہ سنا کر کفارہ پوچھا حضور پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ (ھود - ۱۱۴)

اور نماز قائم کر دن کے دونوں اطراف میں۔

تو اس شخص نے عرض کیا یہ میرے لیے ہے آپؐ نے فرمایا میرے ہر اُمتی کے لیے جس نے کوئی ایسا کام کیا ہو۔

مسند احمد اور مسلم میں ہے کہ حضرتِ امامہ رضی اللہ تعالیٰ کی روایت بیان کی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اس نے عرض کی کہ مجھ پر حد جاری فرمایئے۔ اس نے ایک دو مرتبہ بات کہی آپؐ متوجہ نہ ہوئے حتیٰ کہ نماز کھڑی ہو گئی آپؐ نے بعد فراغت نماز پوچھا وہ آدمی کہاں ہے اس نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں حاضر ہوں۔ آپؐ نے دریافت کیا۔ تو نے کیا وضو مکمل کر کے ہمارے ساتھ نماز ادا کی اس نے عرض کیا جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا تو گناہوں سے ایسا پاک ہے جیسے تیری ماں نے تجھے ابھی جنا ہو آئندہ ایسا نہ کرنا۔ اس وقت آپ پر یہ آیت نازل ہوئی کہ نیکیاں گناہوں کو لے جاتی ہیں۔ آپؐ نے مزید فرمایا ہمارے اور منافقوں میں تمیز فجر اور عشاء کی نماز کرتی ہے کیونکہ وہ آنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

حضور ختم المرسلین (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ارشاد ہے جو شخص اللہ کو نماز ترک کرنے کے بعد ملاقات کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی نیکیوں کی کوئی پرواہ نہیں کرے گا۔

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے نماز دین کا ستون ہے جس نے اسے چھوڑ دیا گویا اس نے دین کی عمارت کو گرا دیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کونسا عمل افضل ہے اس پر آپؐ نے فرمایا: نماز کا وقت مقررہ پر ادا کرنا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مکمل پاکیزگی کے ساتھ وقت مقررہ پر پانچ نمازوں کو ادا کیا قیامت کو یہ نمازیں ان کے لیے اللہ کی رحمت ہوگی جس نے انھیں گرا دیا ان کا حشر فرعون اور ہامان کے ساتھ ہوگا۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز جنت کی کنجی ہے۔ آپؐ نے مزید فرمایا: اللہ تعالیٰ کی توحید کے بعد نماز سب سے زیادہ پسندیدہ فعل ہے۔ اگر اس سے زیادہ کوئی دوسری چیز محبوب ہوتی تو فرشتے اس سے عبادت کرتے ان میں بعض رکوع میں سجود میں بعض بیٹھے ہوئے اور بعض کھڑے ہونے کی حالت میں ہیں۔

فرمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس نے عمدًا یا قصدًا نماز چھوڑ دی وہ کفر کے قریب ہو گیا جیسے کہا جائے کہ فلاں شخص شہر کے قریب پہنچ گیا یا شہر میں داخل ہو گیا۔ آپؐ کا مزید ارشاد ہے۔

جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمّہ داری سے نکل گیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو اچھی طرح وضو کر کے نماز کے ارادے سے نکلے تو وہ حالتِ نماز میں ہوگا جب نماز کا ارادہ کرے تو اس کے ہر قدم پر نیکی لکھی جائے گی اور ہر قدم پر ایک برائی مٹا دی جاوے گی۔ تم میں سے کوئی جب (تکبیر) اقامت سنے اس کے لیے دیر کرنا مناسب نہیں تم میں سے وہ زیادہ اجر کا مستحق ہوگا جس کا گھر دور ہو گا وجہ پوچھی گئی تو ابوہریرہؓ نے فرمایا زیادہ قدم چلنے کی بدولت اسے فضیلت ملے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تنہائی کی عبادت سے افضل کوئی عمل نہیں جس کے سبب اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جائے۔

حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا کوئی مسلمان نہیں جو رضا الٰہی کے

لیے سر بسجود ہو اس کے ہر سجدہ کے عوض اس کا درجہ بلند نہ ہوتا اور اللہ اس کا ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔

روایت ہے ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں عرض کی میرے لیے دعا فرمائیے اللہ تعالیٰ مجھے آپ کی شفاعت کے حقداروں میں بنائے اور جنت آپ کی صحبت میں نصیب ہو۔ آپ نے فرمایا کثرت سے عبادت کرو۔ انسان بحالت سجدہ میں اللہ کے بہت قریب ہوتا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے۔

وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ۔ سجدہ کر اور قریب ہو جا

ارشادِ ربانی ہے۔

سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ۚ

ان کی نشانی ان کے چہروں پر سجدوں کے نشانات ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں مختلف آراء ہیں۔ مراد یہ ہے کہ چہروں کا وہ حصہ جو زمین سے لگتا ہے یا اس سے خضوع اور خشوع کا نور ہے باطن سے ظاہر پر چمکتا ہے یہی صحیح خیال کیا جاتا ہے۔ یا اس سے مرادِ وہ نور ہے جو وضو کے نشانات پر قیامت کے دن ان کے چہروں پر چمکتا ہوا دکھائی دے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے جب مسلمان سجدہ آیت پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتے ہوئے اس سے علیحدہ ہو کر کفِ افسوس ملتا ہے اور کہتا ہے ہائے افسوس اس نے جنت حاصل کر لی مجھے سجدہ کا حکم ہوا میں نے نافرمانی سے جہنم حاصل کیا۔

حضرت علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہے کہ وہ ہر روز ایک ہزار سجدے کرتے تھے اس لیے لوگ انھیں سجّاد کہتے تھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں ہے کہ وہ ہمیشہ مٹی پر سجدہ کیا کرتے تھے۔

جناب یوسف بن اسباط رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ مرض سے پہلے صحت میں تیزی سے کچھ کر لو میں نے ایک شخص کو دیکھا ہے جو مکمل رکوع اور سجود کرتا ہے مجھے اس پر

رشک ہے مگر اب میں بوجہ دُوری ملاقات نہیں کر سکتا۔

حضرت سعید بن جبیر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے دنیا کی کسی چیز کے نقصان پر افسوس نہیں ہوتا اگر سجدہ رہ جائے تو سخت افسوس ہوتا ہے۔

حضرت عقبہ بن مسلم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کو بندے کی صرف ایک خصلت پسند ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے جب وہ سجدہ ریز ہوتا ہے تو اپنے رب کے قریب ہو جاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ انسان سجدہ کی حالت میں اپنے رب کے بہت قریب ہوتا ہے تمہیں چاہیے کہ سجدہ میں بہت زیادہ دعائیں مانگو۔

۴۹

تارکِ نماز کی سزا

اللہ تعالیٰ نے دوزخیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ۝ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ

(المدثر ۴۲ تا ۴۵)

تمہیں دوزخ میں کس نے ڈالا، وہ کہیں گے کہ ہم نمازی نہیں تھے اور ہم مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے اور ہم بحث کرنے والوں کے ساتھ بحث کرتے تھے۔

مسند احمد میں ہے کہ مسلمان اور کافر کے درمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ آدمی اور شرک کے درمیان یا فرمایا: کفر کے درمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے۔ ابوداؤد اور نسائی میں ہے کہ بندے اور کفر کے درمیان صرف نماز چھوڑنے کا فرق ہے۔ ترمذی میں ہے: کفر اور ایمان کے درمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے۔

ابنِ ماجہ میں ہے: بندے اور کفر کے درمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے اور یہ صحیح ہے جیسا

کہ ترمذی وغیرہ نے روایت کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے اور ان (کفار) کے درمیان نماز عہد ہے جس نے اسے چھوڑ دیا، اس نے کفر کیا۔

طبرانی سے لا باس بہ (ایسی سند جس پر اعتبار کرنے میں کوئی خرابی نہیں) کی سند کے ساتھ روایت کیا: جو قصداً نماز چھوڑ دے، اس نے کھلم کھلا کفر کیا۔

ایک روایت میں ہے: بندے اور کفر کے درمیان یا فرمایا شرک کے درمیان نماز چھوڑنے کا فرق ہے، جب اس نے نماز چھوڑ دی تو اس نے یقیناً کفر کیا۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ بندے اور شرک کے درمیان صرف نماز چھوڑنے کا فرق ہے۔ جب اس نے اسے چھوڑ دیا تو اس نے شرک کیا۔

ایک اور روایت میں حسن سند کے ساتھ مروی ہے کہ اسلام کی شوکت اور دین کے ستون تین ہیں، ان پر اسلام کی بنیاد ہے۔

۱۔ گواہی دینا کہ لا الہ الا اللہ یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ۲۔ فرض نماز۔ ۳۔ رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔

ایک دوسری روایت ہے جو حسن سند کے ساتھ روایت ہے کہ جس نے ان میں سے ایک کو چھوڑ دیا، وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنے والا ہے۔ اس کا کوئی حیلہ اور فدیہ قبول نہیں ہوگا اور اس کا خون اور مال حلال ہے۔

طبرانی میں لا بأس بہ کی سند کے ساتھ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے سات باتوں کی وصیت فرمائی:۔

اوّل:۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ شرک نہ کرنا چاہے تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے، یا جلا دیا جائے یا سولی پر چڑھا دیا جائے۔

دوم:۔ اور نماز قصداً نہ چھوڑنا، جس نے اسے قصداً چھوڑ دیا، وہ ملّتِ اسلامیہ سے نکل گیا۔

سوم:۔ گناہ نہ کرنا، اس لیے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔

چہارم:۔ شراب نہ پینا، اس لیے کہ یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ (الحدیث)

ترمذی شریف میں ہے کہ حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اعمال میں سے نماز کے علاوہ کسی چیز کے چھوڑنے کو کفر نہ سمجھتے تھے یعنی جو نماز نہ پڑھے، اسے سمجھتے تھے کہ یہ کیسے مسلمان ہو سکتا ہے؟

صحیح روایت میں ہے کہ کفر و ایمان کے درمیان نماز ہی کا فرق ہے جس نے اسے چھوڑ دیا، اس نے شرک کیا۔

بزار کی روایت ہے کہ اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں، جو نماز نہ پڑھے اور جس کا وضو نہ ہو اس کی نماز نہیں۔

طبرانی نے روایت بیان کی ہے کہ جس میں امانت نہ ہو اس کا ایمان کامل نہیں، اور جس کی طہارت (وضو وغیرہ) نہ ہو، اس کی نماز نہیں اور جس کی نماز نہیں، اس کا کوئی دین نہیں، دین میں نماز کا مقام ایسے ہے، جیسے بدن میں سر کا مقام ہے۔

ابن ماجہ اور بیہقی میں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے میرے خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصیت کی کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ بھی شرک نہ کرنا چاہے تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں، چاہے تجھے جلا دیا جائے یا سولی پر لٹکا دیا جائے اور فرض نماز نہ چھوڑنا جس نے اسے قصداً چھوڑا، تو اس سے میری ذمہ داری ختم ہو گئی ... ب نہ پینا، اس لیے کہ یہ ہر برائی کی جڑ ہے۔

بزار وغیرہ میں یہ روایت حسن سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جب میری بینائی جاتی رہی، البتہ ان کی آنکھ کا ڈھیلا ٹھیک تھا، تو ان سے عرض کیا گیا۔ چند روز کے لیے نماز چھوڑ دیں، ہم آپ کا علاج کر دیتے ہیں۔ میں نے کہا، نہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جس نے نماز چھوڑ دی، وہ اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر غضب ناک ہو گا۔

طبرانی میں لا باس بہ کی سند کے ساتھ متابعات میں روایت ہے کہ ایک آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسا عمل بتا دیجیے کہ جب میں وہ عمل کر دوں، تو جنت داخل ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ شریک نہ کرو، چاہے تمھیں سزا دی جائے اور جلا دیا جائے اور اپنے والدین کی اطاعت کرو، چاہے تیرے مال اور تیری ہر چیز سے الگ کر دیں اور قصداً نماز چھوڑ دی، تو وہ اللہ تعالیٰ کے ذمّے سے نکل گیا (الحدیث)

ایک صحیح سند کی روایت میں ہے، البتہ اس میں راویوں کے سلسلہ میں انقطاع ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ شرک نہ کرو، چاہے تجھے قتل کر دیا اور جلا دیا جائے، اور والدین کی نافرمانی نہ کرنا چاہے وہ تجھے حکم دیں کہ اپنے مال اور بیوی کو چھوڑ دو، قصداً نماز فرض نہ چھوڑنا، اس لیے کہ جس نے قصداً نماز چھوڑ دی، تو وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ سے نکل گیا اور شراب نہ پینا، اس لیے کہ یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے اور نافرمانی سے بچ کر رہنا، اس لیے کہ نافرمانی کی وجہ سے اللہ کا غضب آتا ہے اور میدانِ کارزار سے فرار نہ ہونا چاہیے، چاہے لوگ ہلاک ہو جائیں اور اگر لوگوں پر موت (وبا) آن پڑے تو ثابت قدم رہنا (یعنی وبا کے علاقہ سے باہر نہ آنا وبا سے ڈر کر) اور اپنی وسعت کے مطابق اپنے گھر والوں پر خرچ کرنا اور ان سے ادب کے لیے ڈنڈا دور نہ کرنا، انھیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں ڈرانا (کہ نیک رہیں)

صحیح ابن حبان میں ہے کہ "ابر کے دن نماز جلدی پڑھو، اس لیے کہ جس نے نماز چھوڑ دی، اس نے کفر کیا۔"

حضرت ابو نعیم رحمتہ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ "جس نے قصداً نماز چھوڑ دی، اللہ تعالیٰ اس کا نام دوزخ کے اس دروازے پر لکھ دے گا جس میں سے وہ داخل ہوگا۔"

طبرانی اور بیہقی میں ہے، جس نے نماز چھوڑ دی گویا اس کا اہل و مال تباہ کر دیا گیا۔

حضرت حاکم رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے قریش کی جماعت! خدا کی قسم، تمھیں ضرور نماز پڑھنا ہوگی، زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی، ورنہ تم پر ایسا آدمی مسلط کر دیا جائے گا جو دین پر تمھاری گردن مارے گا (الحدیث)، یعنی یا دین پر چلانے کے لیے یا باوجود دیندار ہونے کے ایسا کرے گا (واللہ اعلم)

مسند بزاز میں ہے کہ "جس کی نماز نہیں، اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں اور جس کا وضو نہیں، اس کی نماز نہیں۔

مسند احمد میں روایت ہے: چار ایسی چیزیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام میں انھیں فرض قرار دیا ہے جس نے تین کر لیں، تو بھی کچھ کام نہیں آئیں گی، جب تک کہ سب کی سب نماز، زکوٰۃ رمضان شریف کے روزے اور بیت اللہ شریف کا حج۔

اصبہانی روایت کرتے ہیں: جس نے قصداً نماز چھوڑ دی، اللہ تعالیٰ اس کا ہر عمل نیست کر دے اور اللہ تعالیٰ اس سے بری الذمہ ہوگا، حتیٰ کہ وہ اللہ عزوجل کے سامنے توبہ کرے۔

ابن ابی شیبہ رحمتہ نے روایت کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے نماز چھوڑ دی، اس نے کفر کیا۔

حضرت محمد بن نصر رحمتہ کا فرمان ہے کہ میں نے حضرت اسحاق رضی اللہ تعالیٰ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح روایت ہے: "نماز کا تارک کافر ہے"، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر اہلِ علم کی رائے یہ ہے کہ وقت چلا جائے اور بغیر عذر کے نماز ترک کر دے، ایسا شخص کافر ہے۔

حضرت ایوب رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ ترکِ نماز کفر ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمانِ مبارک ہے:

فَخَلَفَ مِنۡ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوۡفَ يَلۡقَوۡنَ غَيًّا ۙ اِلَّا مَنۡ تَابَ ۝ (مریم ۵۹)

پس ان کے بعد جانشین ہوئے برے لوگ، انھوں نے نماز کو ضائع کیا اور خواہشات کی پیروی کی، وہ جلد ہی غیّ (شدید عذاب) سے ملیں گے، مگر وہ جنھوں نے توبہ کی۔

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اَضَاعُوۡ کا معنیٰ یہ نہیں کہ نماز بالکل چھوڑ دی، بلکہ معنیٰ یہ ہے کہ وقتِ مقررہ سے دیر کر دی۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے: ان کا شمار بلند پایہ تابعین میں ہوتا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ ظہر تب پڑھے کہ عصر کا وقت قریب آجائے اور عصر تب پڑھے کہ مغرب کا وقت آن پڑے، مغرب تب پڑھے جب عشاء ہونے لگے اور عشاء تب پڑھے کہ فجر ہونے لگے اور فجر تب

پڑھے کہ سورج نکلنے لگے جو اس حالت پر اصرار کرتا ہوا مر گیا اور توبہ نہ کی تو اللہ تعالیٰ کا اس کے بارے میں غیّ کا وعدہ ہے اور غیّ دراصل دوزخ میں ایک وادی ہے، جو انتہائی گہری ہے جس میں شدید عذاب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ (المنافقون ۹)

اے ایمان والو! تمہیں تمہارے مال اور اولاد اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں اور جو ایسا کرے گا، وہ ہی ہے خسارہ پانے والے۔

مفسرین کرام کی ایک جماعت کا فرمان ہے: اس آیت میں ذکر اللہ سے مراد پانچ نمازیں ہیں جو شخص نماز کے وقت میں اپنے مال یعنی کاروبار، دستکاری یا اولاد میں مشغول رہا ہے، وہ خسارہ پانے والا ہے، اسی لیے حضور نبی کریم صلی اللہ نے فرمایا: سب سے پہلے بندے کا قیامت کے دن جس عمل کا محاسبہ ہوگا، وہ نماز ہے اگر وہ ٹھیک ہوئی تو وہ نجات پا گیا اور کامران رہا اور اگر اس میں کمی کی، تو نامراد رہا اور خسارہ میں گھرا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ (الماعون ۴-۵)

پس خرابی ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ ہیں جو نمازوں میں ان کے اوقات سے دیر کرتے ہیں

مسند احمد میں جید سند کے ساتھ اور طبرانی صحیح ابن حبان میں روایت ہے کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز نماز کا ذکر کیا اور فرمایا: جس نے اس کی حفاظت کی یعنی ہمیشہ باجماعت وقت پر رضائے الٰہی کی خاطر سنت کے مطابق پڑھی تو یہ اس کے لیے قیامت کے دن نور ہوگی، برہان ہوگی اور نجات ہوگی اور جس نے اس کی حفاظت نہ کی، نہ اس کے لیے نور ہے، نہ برہان ہے اور نہ نجات، اور قیامت کے دن اس کا حشر قارون، فرعون، ہامان اور اُبی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ ان کے ہمراہ اس لیے حشر ہوگا کہ مال میں مشغول رہ کر نماز سے غافل

ہوا، وہ اب قارون کے مشابہ ہوگیا، اس لیے اس کے ساتھ حشر ہوگا۔ یا حکومت میں مشغول رہا، تو فرعون کے ساتھ مشابہ ہوگیا، اب اس کے ساتھ حشر ہوگا، یا اس کی وزارت میں مشغول ہوا تو ہامان سے مشابہ ہوا، اس کے ساتھ اس کا حشر ہوگا یا تجارت میں مشغول رہا، پھر ابی بن خلف کے ساتھ مشابہ ہو تو مکہ مکرمہ کا ایک کافر تاجر تھا، اس لیے اب اس کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔

براز میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا مطلب پوچھا:

اَلَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلٰوتِھِمْ سَاھُوْنَ (الماعون ۵)

جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ ہیں جو وقت سے دیر کر کے نمازیں پڑھتے ہیں۔

مسند ابو یعلیٰ میں حسن سند کے ساتھ حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد محترم سے عرض کیا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھا ہے:

اَلَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلٰوتِھِمْ سَاھُوْنَ۔

جو اپنی نمازوں سے بھولے جاتے ہیں۔

اب ہم میں سے کون نہیں بھولتا، کون اپنے آپ سے باتیں نہیں کرتا (وسوسہ نہیں آتا) فرمایا: یہ مراد نہیں، اس سے مراد یہ ہے کہ وقت برباد کرے (یعنی نمازوں میں تاخیر کرے) اور وَیْلٌ کا معنی ہے سخت عذاب، ایک قول کے مطابق وَیْلٌ دوزخ کی ایک وادی کا نام ہے اگر اس میں پہاڑ رکھے جائیں تو اسی وقت شدید گرمی کے باعث پگھل جائیں۔ یہ اس کا ٹھکانہ ہوگا کہ جو نماز میں غفلت برتتا اور مقررہ وقت سے دیر کر کے پڑھتا ہے، ہاں البتہ توبہ کرے اور پہلے گناہ پر نادم ہو تو اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے۔

صحیح ابن حبان میں ہے: جس کی ایک نماز جاتی رہی، گویا اس کے اہل و مال کو برباد کر دیا گیا۔

حاکم کی روایت ہے جس کی توثیق میں اختلاف ہے، البتہ اکثر کا اختلاف نہیں۔ جس نے بغیر عذر کے دو نمازوں کو جمع کر دیا (یعنی ایک اس قدر دیر سے پڑھی کہ دوسری کا وقت آگیا) اس

نے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا۔

بخاری و مسلم کے علاوہ اور اربعہ (بخاری، مسلم، موطا اور ترمذی) میں ہے: جس کی نمازِ عصر فوت ہو گئی، گویا اس کا اہل و عیال اور مال تلف ہو گیا۔

صحیح ابنِ خزیمہ میں یہ اضافہ ہے: مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کی وضاحت یہ ہے کہ وقت چلا جائے۔

نسائی میں ہے: نمازوں میں سے ایک نماز ہے جس کی وہ نماز رہ گئی، گویا اس کے اہل و عیال اور مال تلف ہو گئے۔ یعنی عصر کی نماز۔ مسلم اور نسائی میں ہے: اس نماز سے عصر کی نماز مراد ہے تم سے پہلے والوں پر پیش کی گئی، انھوں نے اسے ضائع کر دیا (یعنی ادا نہیں کی یا وقت پر ادا نہیں کی) اب تم میں سے جو بھی اس کی حفاظت کرے، اس کے لیے دو اجر ہیں اور اس کے بعد شاید یعنی ستارے طلوع ہونے تک دوسری نماز نہیں (یعنی اس کے بعد صرف مغرب کی نماز ہے)

احمد، بخاری اور نسائی میں ہے: جس نے نمازِ عصر چھوڑ دی، اس کا عمل برباد ہوا اور احمد میں صحیح سند کے ساتھ اور ابن ابی شیبہ میں ہے: جس نے قصداً نمازِ عصر چھوڑ دی حتیٰ کہ وہ جاتی رہی، اس کا عمل برباد ہوا۔

عبدالرزاق میں ایک مرسل روایت ہے۔ جس نے قصداً نمازِ عصر چھوڑ دی، حتیٰ کہ سورج ڈوب گیا، گویا اس کے اہل و مال تلف ہو گئے۔ شافعی اور بیہقی نے روایت کیا، جس کی نماز جاتی رہی، گویا اس کے اہل و مال تلف ہو گئے۔

بخاری نے حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اپنے صحابہ کو فرماتے: کیا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟ پھر وہ بیان کرتا جو اللہ چاہتا اور آپؐ تعبیر فرماتے۔ ایک دن صبح کے وقت آپؐ نے فرمایا: میرے پاس رات کو دو آنے والے آئے اور انھوں نے میرے ساتھ جلدی مچائی اور کہا کہ چلو! میں ان کے ساتھ چل پڑا۔ ہم ایک لیٹے ہوئے آدمی کے پاس آئے، دوسرا آدمی اس پر ایک پتھر لے کر کھڑا ہوا تھا۔ وہ پتھر لے کر اس کے سر پر دے مارتا، اور اس کا سر کچلا جاتا، پتھر لڑھک جاتا، پھر وہ اسے پکڑ لیتا، اس کے واپس آنے تک اس کا سر ٹھیک ہو جاتا، جیسا کہ پہلے تھا، پھر وہ ایسا ہی کرتا جیسا کہ

اس نے پہلی بار کیا تھا۔ میں نے دونوں سے کہا: سبحان اللہ! یہ کیا ہے؟ انھوں نے مجھے کہا، چلو چلو، پھر ہم ایسے آدمی کے پاس آئے کہ جو گدی کے بل لیٹا ہوا تھا۔ ایک دوسرا آدمی لوہے کی مڑے ہوئے منہ والی سلاخ لے کر کھڑا تھا۔ وہ اس کے چہرے کے ایک طرف آتا اور اس کا جبڑا گدی تک اور اس کا نتھنا گدی تک اور اس کی آنکھیں گدی تک چیر دیتا۔ راوی بتاتے ہیں، بسا اوقات ابو رجاء فرماتے "پس چیر دیتا" بتایا کہ پھر دوسری جانب جاتا اور اس طرف بھی ایسا ہی کرتا جیسا کہ پہلی طرف کیا تھا۔ بتایا کہ اس جانب سے فارغ ہوتا تو پہلی جانب ٹھیک ہو جاتی جیسا کہ پہلے تھی۔ پھر اس کے بعد وہی کچھ کرتا جو پہلی بار کیا تھا۔ بتایا کہ میں نے متعجب ہو کر سبحان اللہ کہا کہ یہ کیا ہے؟ ان دونوں نے دونوں کہا، چلیے چلیے، ہم آگے چلے، تو ہم ایک تنور کی طرح (کی چیز پہ) آئے۔ بتایا کہ میرا گمان ہے کہ آپ فرما رہے تھے کہ اس میں شور تھا اور آوازیں آ رہی تھیں۔ ہم نے اس میں جھانکا، تو اس میں ننگے مرد اور عورتیں تھیں، ان پر نیچے سے شعلہ آتا تھا۔ جب یہ شعلہ آتا تو شور کرتے، بتایا کہ میں نے کہا: یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا، چلیے چلیے، بتایا کہ ہم چل پڑے۔ پھر ہم ایک نہر پر آئے۔ میرا گمان ہے کہ آپ فرما رہے تھے: وہ نہر خون کی طرح سرخ تھی۔ نہر میں ایک آدمی تیر رہا تھا۔ نہر کے کنارے پر ایک آدمی تھا۔ جس نے اپنے پاس کثیر پتھر جمع کر رکھے تھے۔ جب وہ قریب آتا تو اس کو پتھر کھلاتا، تو وہ دور چلا جاتا۔ پھر تیرتا واپس آتا، جب اس کی طرف آتا، تو وہ ایک اور پتھر کھلاتا، میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ وہ کہنے لگے، چلیے چلیے، ہم چلے، پھر ہم ایک خوفناک شکل والے آدمی کے پاس آئے۔ جس قدر بھی خوفناک شکل تم دیکھو! اس کے پاس آگ ہے جس کو وہ بھڑکا رہا ہے اور اس کے گرد دوڑتا ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا، چلیے چلیے، ہم چلے تو ہم ایک خوفناک شکل والی عورت کے پاس آئے جس قدر خوفناک شکل تم نے دیکھی ہو۔ اس کے پاس آگ ہے اور وہ اسے بھڑکا رہی ہے اور اس کے گرد دوڑتی ہے۔ بتایا کہ میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ وہ کہنے لگے: چلیے چلیے۔ ہم چلے تو ہم ایک گھنے باغ میں آئے۔ باغ کے درمیان ایک طویل آدمی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ اس کا سر آسمان میں ہے، اس کے ارد گرد وہ بچے بھی ہیں جن کو میں نے دیکھا ہے۔ بتایا کہ میں نے کہا۔ یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا، چلیے چلیے، ہم چل پڑے، تو ہم ایک بڑے مکان کے قریب پہنچے، اس قدر بڑا اور اس سے بڑھ کر خوبصورت

مکان نہیں دیکھا۔ وہ کہنے لگے: اس پر چڑھ جائیں۔ ہم اس میں گئے۔ یہ ایک شہر ہے جو سونے اور چاندی کی طرح اینٹوں کا بنا ہوا ہے۔ ہم شہر کے دروازے پر آئے۔ ہم نے دروازہ کھلوایا، تو دروازہ کھول دیا گیا۔ ہم اندر داخل ہوئے، ہمیں ایسے آدمی ملے کہ جن کی ایک طرف اس قدر خوبصورت تھی کہ شاید ہی دیکھی ہو اور دوسری طرف اس قدر بدصورت تھی کہ شاید ہی دیکھی ہو۔ ان دونوں نے اُن کو کہا: جاؤ، اور اس نہر میں کود جاؤ۔ بتایا کہ وہ نہر فراخ تھی، اس میں صاف سفید پانی بہہ رہا تھا۔ وہ گئے اور اس میں کود گئے۔ پھر ہماری طرف آئے، تو ان کی بدصورتی ختم ہو چکی تھی، اب وہ انتہائی خوبصورت بن چکے تھے۔

ان دونوں نے کہا: یہ جنت عدن ہے اور آپ کا مقام ہے۔ میری نگاہ اوپر اٹھی تو سفید بادل کی طرح ایک محل تھا۔ انھوں نے مجھے کہا، یہ آپ کا مکان ہے۔ میں نے ان کو کہا: اللہ تعالیٰ تمھیں برکت عطا فرمائے، مجھے چھوڑ دو، میں اس میں جاؤں۔ وہ کہنے لگے: اب نہیں، البتہ آپ جائیں گے۔ میں نے ان دونوں کو کہا: آج رات میں نے عجیب عجیب باتیں دیکھی ہیں، میں نے جو کچھ دیکھا ہے وہ کیا ہے؟ وہ کہتے ہیں: ہم آپ کو ابھی بتاتے ہیں: پہلا آدمی جس پر آپ تشریف لائے، اس کا سر پتھر سے کچلا جا رہا تھا۔ یہ وہ آدمی ہے کہ جس نے قرآن سیکھا، پھر چھوڑ دیا یا بھلا دیا یا عمل نہیں کیا اور فرض نماز چھوڑ کر سو جاتا تھا۔ وہ آدمی جس پر آپ تشریف لائے اور اس کے جبڑے گدّی تک، اس کے نتھنے گدّی تک اور اس کی آنکھیں گدّی تک چیری جا رہی تھیں۔ یہ آدمی صبح گھر سے نکلتا اور ایسا جھوٹ بولتا جو آفاق تک پہنچ جاتا تھا۔ برہنہ مرد اور عورتیں جو تنور جیسی جگہ میں تھیں، وہ زانی مرد اور زانی عورتیں ہیں اور وہ آدمی جس کو آپ نے نہر میں تیرتے دیکھا اور پتھر کھاتا، وہ سود خور ہے، وہ خوفناک شکل کا آدمی جو آگ بھڑکا رہا تھا اور اس کے گرد دوڑ رہا تھا، وہ دوزخ کا داروغہ فرشتہ ہے اور باغ میں طویل آدمی حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں، ان کے گرد جو بچے ہیں، وہ فطرتِ اسلام پر فوت ہوئے۔ بعض مسلمانوں نے کہا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)، اور مشرکوں کی اولاد بھی؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور مشرکوں کی اولاد بھی۔ اس لیے کہ انھوں نے کفر نہیں کیا اور نہ ہی وہ بالغ اور مکلف ہوئے اور قوم کہ جن کی ایک طرف خوبصورت اور دوسری طرف بدصورت، وہ لوگ ہیں کہ جنھوں نیک اعمال کیے اور

بڑے اعمال بھی کیے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے ان سے درگزر فرمایا۔

بزار کی ایک حدیث ہے: فرمایا: پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرے کہ جن کے سر پر پتھر مار کر توڑے جا رہے ہیں، جب ٹوٹ پھوٹ جاتے تو پھر پہلے کی طرح ہو جاتے (یہ عمل مسلسل جاری رہتا) اس میں کمی نہ ہوتی۔ پوچھا: اے جبرئیل! یہ کون ہیں؟ جواب ملا: یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے سر نماز سے بھاری ہوئے (یعنی نمازوں میں تساہل کیا) ابن خطیب اور ابن نجار نے روایت کیا: اسلام کا پرچم نماز ہے جس نے اس کے لیے اپنا دل فارغ کر دیا اس کی حدود، اوقات اور سنن کی حفاظت کی، تو ایمان دار ہے۔

ابن ماجہ میں ہے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے تمھاری امت پر پانچ نمازیں فرض کیں اور اپنے ہاں ایک عہد لیا کہ جو ان کی اوقات کا خیال رکھتے ہوئے حفاظت کرے گا، اسے جنت میں داخل کروں گا اور جس نے حفاظت نہ کی، اس کے لیے میرے پاس کچھ نہیں۔

احمد اور حاکم میں ہے جس کو علم الیقین ہوا کہ اس پر نماز ایک لازم حق ہے اور اسے ادا کیا، تو جنت میں داخل ہو گا۔ ترمذی نے حسن غریب روایت میں نسائی اور ابن ماجہ میں ہے: قیامت کے دن بندے کے جس عمل کا سب سے پہلے حساب ہو گا، وہ نماز ہے۔ اگر یہ ٹھیک رہی تو کامران رہا اور نجات پا گیا اور اگر یہاں (معاملہ) خراب رہا تو وہ نامراد اور خسارے میں رہا اور اگر اس کے فرائض میں کچھ کمی ہوئی تو رب تعالیٰ فرمائے گا۔ دیکھو: میرے بندے کے پاس کچھ نوافل بھی ہیں۔ ان سے فرائض کی کمی کو پورا کر لو۔ پھر باقی تمام کی اسی طرح (پڑتال) کریں گے۔

نسائی کی روایت ہے: قیامت کے دن بندے کا سب سے پہلے نماز کا حساب ہو گا، اگر اسے مکمل کیا، تو اسے مکمل لکھا جائے گا اور اگر اسے مکمل نہ کیا ہو گا تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرمائے گا: دیکھو، کیا تم میرے بندے کے نوافل بھی پاتے ہو؟ پھر ان کے ساتھ ان کے نوافل کو فرائض میں مکمل کر دو، پھر زکوٰۃ کا اسی طرح محاسبہ ہو گا۔ پھر دوسرے اعمال کا بھی اسی طرح حساب ہو گا۔

طبرانی میں ایک روایت ہے: قیامت کے دن بندے کو پوچھا جائے گا، تو سب سے

پہلے نماز دیکھی جائے گی، اگر ٹھیک ہوئی، تو وہ کامیاب رہا اور اگر خراب ہوئی تو نامراد اور خسارے میں رہا۔

طیالسی اور طبرانی نے المختار میں ضیاء سے روایت کیا: میرے پاس اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاں سے حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے، پس کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل فرماتا ہے: میں نے آپ کی اُمت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں جس نے انھیں وضو (مکمل کرکے) ان کے اوقات میں رکوع و سجود درست کرکے مکمل کیا۔ ان کی وجہ سے اس کے لیے (میرے پاس) وعدہ ہے کہ میں اُسے جنت میں داخل کروں گا، اور جس نے اس حال میں میری ملاقات کی کہ ان میں سے کچھ کم ہوا، تو اس کے لیے میرے پاس کوئی وعدہ نہیں، اگر چاہوں تو عذاب دوں اور اگر چاہوں تو رحم کروں۔

بیہقی سے روایت ہے: نماز کے لیے ایک میزان ہے جس نے اسے پورا کیا اور مکمل نماز پڑھی اسے پورا اجر ملے گا۔

دیلمی نے روایت بیان کی ہے: نماز شیطان کے چہرے کو سیاہ کر دیتی ہے اور صدقہ اس کی پیٹھ توڑ دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرنا اور علم کے سلسلے میں دوستی رکھنا، اسلامی اخوت اور علماء کا احترام کرنا شیطان کی جڑ کاٹ دیتا ہے۔ جب تم یہ کر لوگے، تو وہ تم سے اس قدر دور ہو جائے گا جس قدر سورج کی جائے طلوع (مشرق) مغرب سے دور ہے۔

ترمذی، ابن حبان اور حاکم کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو، پانچ نمازیں ادا کرو، ماہِ رمضان کے روزے رکھو، اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے ایسے حاکم کی اطاعت کرو جو کتاب و سنت کا پابند ہو اور اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔

مسند احمد، بخاری و مسلم، ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا: اللہ تعالیٰ کو محبوب ترین عمل وقت پر نماز پڑھنا ہے، پھر والدین کے ساتھ نیکی کرنا، پھر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

بیہقی نے مراد رسول حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ ایک آدمی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام میں اللہ تعالیٰ کو کون سا

عمل سب سے محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا، نماز اپنے وقت پر پڑھنا اور جس نے نماز چھوڑ دی، اس کا کچھ دین نہیں اور نماز دین کا ستون ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جب امیر المومنین مراد رسول عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے تو ان سے عرض کیا اے امیر المومنین! نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ انھوں نے فرمایا، ہاں، ٹھیک ہے جو نماز کو ضائع کر دے، اس کا اسلام میں کچھ حصہ نہیں، چنانچہ مراد رسول عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے اس حال میں نماز پڑھی کہ خون بہہ رہا تھا۔

ذہبی سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بندہ اول وقت میں نماز پڑھتا ہے تو وہ آسمان پر اس حال میں جاتی ہے کہ اس کا نور عرش تک جا رہا ہوتا ہے، اس کے پڑھنے والے کے لیے قیامت تک بخشش کی دعا کی جاتی ہے اور اسے کہتی ہے:

"اللہ تیری حفاظت کرے جیسا کہ تو نے میری حفاظت کی"

جب انسان بے وقت انتہائی تاخیر کے ساتھ نماز پڑھتا ہے، تو وہ آسمان پر اس حالت میں جاتی ہے کہ اس پر اندھیرا چھایا ہوتا ہے، آسمان پر پہنچتی ہے تو پرانے کپڑے میں لپیٹ کر اس کے منہ پر مار دی جاتی ہے۔

حضرت ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمیوں کی اللہ تعالیٰ نماز قبول نہیں کرتا، ان میں سے ایک وہ بتایا کہ جو نماز، وقت جانے کے بعد پڑھے۔

حدیث شریف میں ہے: جس نے نماز کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ اُسے پانچ انعام عطا فرمائے گا۔

۱، اس سے زندگی کی تنگی دور کر دے گا، ۲، عذابِ قبر دور کر دے گا۔

۳، اسے دائیں ہاتھ میں اعمال نامہ عطا فرمائے گا، ۴، وہ پل صراط سے بجلی کی طرح تیزی سے گزر جائے گا، ۵، اور بغیر حساب کے جنت میں جائے گا۔

اور جس نے نماز میں تساہل و غفلت برتی اسے اللہ تعالیٰ پندرہ سزائیں دے گا پانچ دنیا میں، تین موت کے، تین قبر میں اور تین قبر سے نکلتے وقت اور جو سزائیں دنیا

میں دے گا، وہ یہ ہیں :۔

ا۔ اس کی عمر سے برکت ختم کر دی جائے گی، ۲۔ اس کے چہرے سے صالحین کی نشانی ختم کر دی جائے گی۔ ۳۔ جو عمل کرے گا، اللہ تعالیٰ اُسے کچھ ثواب نہیں دے گا۔ ۴۔ اس کی دعا آسمان تک اٹھنے نہیں دی جائے گی۔ ۵۔ نیک بندوں کی دعاؤں میں اس کا کچھ حصّہ نہیں۔

اور موت کے وقت یہ سزائیں دی جائیں گی :۔

ا۔ ذلیل ہو کر مرے گا۔ ۲۔ بھوکا مرے گا۔ ۳۔ پیاسا مرے گا، اگر دنیا کے سمندر بھی پی جائے تو بھی پیاس نہ بجھے گی۔

اور قبر میں یہ سزائیں ملیں گی۔

ا۔ اس پر قبر تنگ کر دی جائے گی، حتّٰی کہ اس کی پسلیاں ٹوٹ ٹوٹ کر ایک دوسری میں پیوست ہوں گی۔ ۲۔ اس کی قبر میں آگ جلائی جائیگی اور وہ دن رات انگاروں پر لوٹے گا۔ ۳۔ اس کی قبر میں اس پر اژدھا مسلط کر دیا جائے گا۔ جس کا نام شجاع الاقرع (گنجا سانپ جو شدید زہریلا ہوتا ہے) ہوگا، اس کی آنکھیں آگ کی ہوں گی، اس کے ناخن لوہے کے ہوں گے، ہر ناخن کی لمبائی ایک دن کا سفر ہوگی۔ وہ مُردے سے کلام کرے گا اور کہے گا : میں گنجا سانپ ہوں، اس کی آواز بجلی کی گرج کی طرح ہوگی اور وہ کہے گا : مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ تجھے نماز ضائع کرنے کے جرم میں صبح سے لے کر طلوع آفتاب تک ماروں اور تجھے نماز ضائع کرنے پر ظہر سے لے کر عصر تک ماروں اور تجھے نماز ضائع کرنے پر عصر سے لے کر مغرب تک ماروں اور تجھے نماز ضائع کرنے پر مغرب سے عشاء تک ماروں اور تجھے نماز ضائع کرنے پر عشاء سے فجر تک ماروں۔ اور جب وہ اسے مارے گا تو زمین کے اندر ستر گز تک دھنس جائے گا، چنانچہ وہ قبر میں قیامت تک ہمیشہ عذاب پاتا رہے گا، اور قبر سے نکلتے وقت قیامت کے میدان میں جو اُسے سزا ملے گی، وہ یہ ہے :۔

ا۔ اس پر حساب میں سختی ہوگی، ۲۔ رب تعالیٰ غضب ناک ہوگا۔ ۳۔ دوزخ میں جائے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے

پر تین سطریں لکھی ہوں گی۔

پہلی سطر:۔ اے اللہ کے حق کو برباد کرنے والے:۔

دوسری سطر:۔ اے اللہ کے غضب کے ساتھ مخصوص۔

تیسری سطر: جس طرح تو نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کا حق برباد کیا۔ آج تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہے۔

اس روایت میں پندرہ باتیں بتائی گئی ہیں، مگر جن کا ذکر ہوا ہے، وہ چودہ ہیں، اس لیے تعداد میں موافقت نہیں، ہو سکتا ہے کہ راوی پندرھویں بھول گئے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب قیامت کا دن ہو گا، تو ایک آدمی لایا جائے گا، اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے دوزخ میں ڈالنے کا حکم دے گا۔ وہ کہے گا: اے رب تعالیٰ یہ کیوں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تیرے نماز میں اس کے وقت میں دیر کرنے کی وجہ سے۔

بعض علماء کا یہ فرمان بھی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز صحابہ کرام کو فرمایا: یہ دعا کیا کرو:۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَدَعْ فِيْنَا شَقِيًّا وَلَا مَحْرُوْمًا ۝

اے اللہ تعالیٰ ہمارے اندر کسی کو بد بخت اور محروم نہ کر دے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جانتے ہو بد بخت اور محروم کون ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: نماز چھوڑنے والا۔

روایت میں ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے تارکِ نماز کا چہرہ سیاہ ہو گا، اور دوزخ میں ایک وادی ہے جس کو لملم کہا جاتا ہے۔ اس میں سانپ ہیں۔ ہر سانپ اونٹ کی گردن کے برابر موٹا ہے اور ایک ماہ کی مسافت کے برابر لمبا ہے۔ وہ تارکِ نماز کو ڈسے گا۔ پھر اس کا زہر اس کے بدن میں ستر برس تک جوش مارتا رہے گا۔ پھر اس کا گوشت (زہر کی شدت سے) زرد پڑ جائے گا۔

ایک روایت میں ہے: بنی اسرائیل کی ایک عورت حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس

آئی اور اس نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! میں نے بڑا سخت گناہ کیا ہے اور میں نے اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ بھی کی ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ میرا گناہ معاف کر دے اور میری توبہ قبول کرے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: تیرا گناہ کیا ہے؟ اس نے کہا: میں نے زنا کیا اور بچہ جنا، پھر اُسے قتل کر دیا۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: نکل جا اے بدکار! کہیں آسمان سے آگ نہ برس پڑے اور تیری بدبختی کی وجہ سے ہمیں بھی نہ جلا دے، وہ شکستہ دل وہاں سے نکلی۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف فرما ہوئے اور فرمایا: اے موسیٰ! رب تعالیٰ فرماتا ہے: تو نے توبہ کرنے والی کو کیوں رَد کر دیا؟ اے موسیٰ! کیا میں تمھیں اس سے بھی بُرا نہ بتاؤں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: اے جبرائیل! اس سے بُرا کون ہے؟ فرمایا: جو نماز چھوڑ دے قصداً جان بوجھ کر۔

بعض سلف سے منقول ہے! ان کی ایک بہن فوت ہو گئی۔ جب اُسے دفن کیا تو ایک مال والی تھیلی اس کی قبر میں گر گئی اور اس کا خیال نہ رہا۔ آخرکار دفن کر کے قبر سے چلے آئے۔ پھر بعد میں یاد آئی تو وہ دوبارہ قبر کی طرف گئے اور لوگوں کے جانے کے بعد قبر کھودی، تو قبر میں آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ انھوں نے مٹی ڈال دی اور روتے ہوئے غمگین حال میں ماں کے پاس آئے اور کہا: اے ماں! مجھے اپنی بہن کے بارے میں بتاؤ کہ وہ کیا کرتی تھی؟ اس نے کہا: یہ کیوں پوچھتے ہو؟ انھوں نے کہا: اے ماں! میں نے قبر کو دیکھا کہ اس میں سے آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں۔ ماں رو پڑی اور کہا: اے بیٹا! تیری بہن نماز میں سستی کرتی تھی اور وقت سے دیر کر کے نماز پڑھتی تھی۔

چنانچہ جو شخص نماز میں دیر کرے، اس کا حال یہ ہے اور جو سرے سے نماز ہی نہیں پڑھتا اس کا کیا حال ہوگا؟ ہم اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہیں کہ ہمیں نماز کی حفاظت اور اس کے کمال اور اوقات کا دھیان رکھنے کی توفیق عطا فرمائے، بیشک وہ سخی کریم، مہربان رحم کرنے والا ہے۔

یا اللہ ہمیں صحیح نمازی بنا (آمین)

٭ ٭ ٭

۵۰

عذاب جہنم

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:۔

لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَقْسُومٌ

(الحجر ۴۴)

(جہنم کے) سات دروازے ہیں ہر ایک حصّہ کے لیے الگ الگ دروازہ مقرر کیا ہوا ہے۔

ابنِ جریج کا قول ہے کہ جہنم کے سات طبقات ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔ جہنم۔ نظیٰ۔ حطمہ۔ سعیر۔ سقر۔ جحیم۔ سب سے نیچے "ہاویہ" ہے۔ پہلا موحدین کے لئے دوسرا یہود تیسرا نصاریٰ، چوتھا صابئین پانچواں مجوسیوں چھٹا مشرکین اور ساتواں منافقین وغیرہ کے لیے ہیں۔ یہ سب بالترتیب ہیں اوپر سے نیچے ہیں۔

دوسرے معنوں میں کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کے پیروکاروں کو سات گروہوں میں تقسیم کیا گیا ہے ہر گروہ ایک طبقہ میں ہوگا روایت ہے کہ یہ طبقات انسانی اعضاء آنکھ، کان، زبان، پیٹ، شرمگاہ اور پیر کیلئے ہیں کیونکہ یہی اعضائے جسمانی گناہوں کا مرکز ہیں۔ لہٰذا ان کے داخلہ کے دروازے بھی سات ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ سے روایت ہے کہ جہنم کے تہ بہ تہ سات طبقے ہیں یکے بعد دوسرا اسی طرح سب بھر جائیں گے۔

بخاری اور ترمذی میں ہے۔ ابنِ عمر رضی اللہ تعالےٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛ جہنم کے سات دروازے ہیں ان میں سے ایک اس کے لیئے ہے جس نے میری اُمّت پر تلوار اٹھائی۔

طبرانی اوسط میں روایت ہے کہ حضرت جبرائیلؑ اس وقت تشریف لائے جب اس سے

قبل اس وقت نہ آئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا جبرائیل کیا بات ہے جو تمہارا چہرہ متغیر ہے۔ میں ایسے میں حاضر ہوا ہوں اللہ نے جہنم کو دہکانے کا حکم دیا ہے آپؐ نے فرمایا: جبرائیل مجھے اس کی آگ کے بارے میں بتلاؤ۔ آپ نے عرض کی اللہ تعالیٰ نے جہنم کو حکم دیا اس میں ایک ہزار سال تک آگ دہکائی گئی یہاں تک کہ وہ سفید ہوگئی پھر اسے مزید ہزار سال بھڑکایا گیا تب وہ سرخ ہوگئی پھر حکم باری تعالیٰ سے ہزار سال مزید دہکایا گیا حتیٰ کہ وہ سیاہ ہوگئی اب وہ تاریک دہک رہی ہے نہ اس میں چنگاری پیدا ہوتی ہے اور نہ ہی اس کا بھڑکنا ختم ہوتا ہے اور نہ ہی اس کے شعلے ختم ہونے ہیں اس ذات کی قسم جس نے آپ کو برحق نبی بنایا اگر اگر سوئی کے ناکے کے برابر بھی جہنم کا در کھول دیا جائے تو تمام اہلِ زمین فنا ہوجائیں اور اگر جہنم کا فرشتہ دنیا میں نمودار ہوجائے تو اس کی بدصورتی اور بدبو سے مخلوق ہلاک ہوجائے اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو نبی برحق بنایا اگر جہنم کی زنجیروں کا حلقہ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے اگر اسے دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دیا جائے تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہوجائیں اور وہ تحت الثریٰ میں تک دھنس جائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبرائیل میرے لیے اتنی بات انتہائی پریشان کن ہے۔

راوی نے کہا تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیلؑ کو دیکھا وہ رو رہے تھے اس پر آپؐ نے انھیں فرمایا: جبرائیلؑ آپ کیوں رو رہے ہیں آپ کا تو اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت مقام ہے میں رونے کا زیادہ حق دار ہوں۔ مجھے علم نہ ہے کہ میرا اس مقام کے علاوہ کوئی دوسرا نہ ہو اور مجھے بھی کہیں ابلیس کی طرح آزمایا نہ جائے۔ وہ بھی تو فرشتوں میں رہتا تھا۔ کہیں ہاروت اور ماروت کی طرح میرا امتحان نہ لیا جائے۔ اس پر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) اور جبرائیلؑ دونوں کی آنکھیں اشک بار ہوگئیں یہ اشکباری جاری تھی کہ آواز آئی اے جبرائیل! اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، اللہ تعالیٰ نے تم دونوں کو اپنی نافرمانی سے محفوظ فرمالیا بعدازاں جبرائیلؑ پرواز کر گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسے لوگوں کے قریب سے گزرے جو فضول باتیں کر کے ہنس رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: تم ہنس رہے ہو تو تمہارے پیچھے جہنم ہے جس کی حالت میں جانتا ہوں

اگر تم جانتے ہوتے تو ہنستے کم اور روتے زیادہ۔ تم کھانا پینا چھوڑ کر جنگلوں میں نکل جاتے اور اتنے مصائب سے اللہ کی عبادت کرتے۔

اس پر رحمتِ باری تعالیٰ نے جوش مارا اور آواز آئی اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے بندوں کو نا امید نہ کیجیے۔ ہم نے آپ کو خوشخبری دینے والا بنا کر بھیجا ہے لوگوں کو مصائب میں ڈالنے والا نہیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: راستی اختیار کرو اور رحمتِ باری تعالیٰ سے اُمید رکھو۔

مسند احمد میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے حضرت میکائیل علیہ السلام کو کبھی ہنستے نہیں دیکھا انھوں نے جواب دیا جب سے دوزخ کو پیدا کیا گیا ہے بعد ازاں وہ نہیں ہنسے۔

مسلم میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز دوزخ کو ستر ہزار لگامیں دے کر لایا جائے گا ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے۔

(۵۱)

عذاب کی قسمیں

ابوداؤد، نسائی اور ترمذی کی روایت ہے کہ جب اللہ نے جنت اور دوزخ کو پیدا کیا تو جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا کہ جنت میں جو کچھ ہے اس کا مشاہدہ کر آئے چنانچہ آپ نے دیکھ کر عرض کیا: یا اللہ جو بھی اسکی تعریف سے آگاہ ہوگا وہ اس میں آنیکا خواہاں ہوگا پھر جنت کو مصائب سے ڈھانپ دیا گیا کہ اس کے لیے تکالیف برداشت کرنے کے بعد یہ حاصل ہوگی۔ دوبارہ جبرئیل کو بھیجا گیا تو آپ نے عرض کیا کہ اسے اس قدر مشکل بنا دیا گیا ہے مجھے ڈر ہے تیرے جلال کی قسم کوئی نہ جا سکے گا۔

پھر حکم ربانی ہوا جہنم اور جہنمیوں کے لیے عذاب کا رنگ ڈھنگ دیکھ کر آؤ جبرئیل نے دیکھ کر عرض کیا باری تعالیٰ تیری عزت و جلال کی قسم! جو بھی اس کا ذکر سن لے گا اس میں نہ آئے گا۔ پھر جب جہنم کو شہوت سے ڈھانپ دیا گیا تو دوبارہ جبرئیلؑ نے دیکھ کر عرض کیا: یا الٰہی! تیری عزت کی قسم مجھے ڈر ہے کہ کوئی بھی اس میں آنے سے نہ بچے گا۔

بیہقی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ نے فرمانِ الٰہی پیش کر کے روایت کی ہے:

اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ۝

بے شک وہ محلات کے برابر چنگاریاں پھینکتی ہے۔

فرمایا ذاتِ باری نے یہ شرارے درختوں کی طرح ہوں گے نہیں کہا بلکہ محلات قلعوں اور شہروں کے برابر ہوں گے۔

احمد، ابن ماجہ، صحیح ابن حبان اور حاکم کی روایت ہے کہ جہنم کی ایک وادی

ویل نامی ہے اگر کافر کو اس میں ڈال دیا گیا تو وہ چالیس سال متواتر گرتا چلا جائیگا مگر اس کی تہہ تک نہ جا سکے گا۔

ترمذی کی روایت ہے ویل جہنم کی وادی ہے جس میں کافر ستر سال تک متواتر گرنے کے باوجود نہ جا سکے گا۔

ترمذی اور ابن ماجہ کی حدیث ہے کہ تم جُبّ الحزن سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جُبّ الحزن کیا ہے؟ یہ دوزخ کی وہ وادی ہے جس سے دوزخ دن میں روزانہ چار سو مرتبہ پناہ مانگتا ہے یہ غم کا وہ گڑھا ہے۔ عرض کیا گیا اس میں کون داخل ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ریا کار قاریوں اور ان کے بُرے اعمال کے سبب اسے تیار کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بُرے اور زیادہ قابلِ نفرت وہ اللہ کے کلام کے قاری ہیں جو ظالم حکمرانوں کی زیارت کرتے رہتے ہیں۔

طبرانی میں ہے دوزخ میں ایک ایسی وادی بھی ہے جس سے خود دوزخ دن میں روزانہ چار سو مرتبہ پناہ مانگتا ہے۔ وہ امت مسلمہ کے ریاکاروں کیلیے تیار کی گئی ہے۔

ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے جہنم میں ستر ہزار وادیاں ہیں۔ ہر وادی میں ستر ہزار گھاٹیاں، ہر گھاٹی میں ستر ہزار سوراخ ہیں، جو دوزخیوں کے چہروں کو ڈستا ہے۔

تاریخ بخاری میں یہ منکر السند حدیث نقل کی گئی ہے کہ جہنم میں ستر ہزار وادیاں ہیں۔ ہر وادی میں ستر ہزار گھاٹیاں ہیں ہر گھاٹی میں ستر ہزار مکان ہیں۔ ہر مکان میں ستر ہزار کمرے ہیں ہر کمرے میں ستر ہزار کنوئیں ہیں ہر کنوئیں میں ستر ہزار سانپ ہیں۔ ہر سانپ کے منہ میں ستر ہزار بچھو ہیں جب بھی کوئی منافق آتا ہے، تو سب اسے ڈستے ہیں۔

ترمذی کی منقطع حدیث ہے کہ ایک بڑا پتھر دوزخ کے منہ کے اندر پھینک

دیا جائے گا۔ تو وہ ستر سال تک گرتا چلا جائے گا۔ مگر اس کی تہہ تک نہ پہنچ سکے گا۔

مرادِ رسول سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ دوزخ کو زیادہ یاد کرو اس لیے کہ اس کی گرمی سخت ہے۔ اور اس کی گہرائی بہت دور تک ہے اور اس کے کوڑے لوہے کے ہیں۔

بزاز، ابویعلیٰ، صحیح ابنِ حبان اور بیہقی نے روایت کیا ہے اگر جہنم میں پتھر پھینکا جائے اسے گہرائیوں میں جاتے ہوئے ستر سال بیت جائیں پھر بھی وہ تہہ میں نہ پہنچ سکے گا۔

مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ہم نے ایک دھماکہ سنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جانتے ہو کیا ہے؟ ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یعنی آپ بہتر جانتے ہیں آپ نے فرمایا یہ پتھر جسے ستر سال پہلے اللہ نے جہنم میں ڈالا یہ اب بھی تہہ تک نہیں پہنچ سکا۔

طبرانی میں حضرت ابوسعید الخدری سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہولناک آواز سنی جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس تشریف فرما ہوئے تو آپ نے پوچھا یہ آواز کیسی تھی؟ جبرئیلؑ نے عرض کی یہ چٹان تھی جسے ستر سال پہلے جہنم میں گرایا گیا وہ ابھی جہنم کی تہہ میں پہنچی ہے۔ اللہ نے آواز آپ کو سنوادی۔ بعدازاں وصال تک آپ کبھی نہ مسکراتے ہوئے دیکھے گئے۔

احمد اور ترمذی کی روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اگر اس کے برابر سیسہ آسمان سے زمین کی طرف پھینکا جائے زمین و آسمان کی پانچ سو سال کی دوری کا فاصلہ وہ سیسہ رات سے پہلے پہلے زمین پر گر جائے اگر اسے جہنم کے کنارے سے اندر پھینکا جائے تو چالیس سال گذرنے سے پہلے اس کی گہرائی تک نہ پہنچ پائے۔

احمد، ابویعلی اور حاکم سے روایت ہے اگر دوزخ کا ہتھوڑا زمین پر رکھ دیا جائے تو اسے جن اور انسان مل کر بھی نہ اٹھا سکیں گے حاکم کی روایت ہے، اگر دوزخ کے ہتھوڑے سے مارا جائے تو پہاڑ پس کر راکھ بن جائیں۔

ابی الدینار کی روایت ہے اگر جہنم کا ایک پتھر دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دیا جائے تو اس کی گرمی سے پگھل جائیں۔

حاکم کا ارشاد ہے کہ زمینیں سات ہیں ہر زمین کا دوسری زمین سے پانچسو سال کے سفر کا فاصلہ ہے سب سے اوپر والی زمین مچھلی کی پشت پر ہے۔ جس نے اپنی دونوں آنکھیں آسمان سے ملائی ہوئی ہیں۔ مچھلی چٹان پر ہے اور چٹان فرشتے کے ہاتھ میں ہے۔ دوسری زمین آندھی کا قید خانہ ہے جب اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا تو آندھی کے داروغہ فرشتہ کو حکم ہوا۔ ان پر ہلاکت کن ہوائیں چلادے اس نے عرض کیا یا باری تعالیٰ! میں بیل کے نتھنوں کے برابر آندھی بھیجتا ہوں اس پر خالق کائنات نے فرمایا: یہ تو سب اہالیان زمین کو ہلاک کرنے کیلیے کافی ہیں ان پر انگوٹھی کے سوراخ کے برابر ہوا بھیجو۔ اس ہوا کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

مَا تَذَرُ مِنۡ شَیۡءٍ اَتَتۡ عَلَیۡهِ اِلَّا جَعَلَتۡهُ كَالرَّمِیۡمِ ؕ

اس نے کسی چیز کو نہیں چھوڑا جس پر وہ آئی اسے بوسیدہ ہڈی بنا کر رکھ دیا۔

تیسری زمین پر دوزخ کے پتھر میں چوتھی میں دوزخ کا گندھک ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جہنم کے لیے بھی گندھک ہے؟ آپ نے فرمایا اس میں گندھک کی کئی وادیاں ہیں اگر ان میں بلند قامت پہاڑ ڈالے جائیں تو نرم ہو کر ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ پانچویں میں جہنم کے سانپ ہیں جن کے منہ غار کی مانند ہیں اگر وہ کسی کافر کو ڈس لیں تو جسم پر گوشت نہ رہے گا۔ چھٹی میں جہنم کے بچھو ہیں جن میں سب سے چھوٹا پہاڑی خچر کے برابر ہے

جب کافر کو ڈس لے گا تو وہ دوزخ کی شدت کو بھول جائے گا۔
ساتویں میں ابلیس لوہے سے جکڑا ہوا ہے جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے، اسے کسی بندے کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔

احمد، طبرانی، صحیح ابن حبان اور حاکم کی روایت ہے کہ جہنم میں منحنی اونٹوں کی گردن جیسے سانپ ہیں جب وہ کسی کو ڈس لیتے ہیں تو ستر سال تک کے راستے کی دوری سے محسوس ہوتی ہے اور پہاڑی خچر کے برابر بچھو ہیں جن کے ڈسنے سے چالیس سال کے فاصلے کی دوری تک محسوس کی جاتی ہے۔

ترمذی، ابن حبان اور حاکم نے روایت کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فرمان الٰہی کے بارے میں کا لمُہلِ یعنی پگھلا ہوا تانبہ ایسے ہوگا جیسے ابلتا ہوا تیل جب یہ اس کو چہرے کے قریب کرے گا۔ تو چہرے کی کھال اتر کر گر جائے گی۔

ترمذی کی روایت ہے گرم پانی ان کے سروں پر ڈالا جائے گا وہ شدید گرم پانی سروں سے اتر کر ان کے پیٹ میں اثر انداز ہوگا۔ جو کچھ پیٹوں کے اندر ہے نکال باہر کرے گا۔ اس کی شدت ان کے پاؤں تک پہنچے گی جس سے ان کے وجود کی چربی ختم ہو جائے گی۔

حضرت ضحاک رحمۃ اللہ فرماتے ہیں یہ گرم پانی آسمان اور زمین کی پیدائش کے دن سے جوش کھا رہا ہے وہ دوزخیوں کو پلائے جانے تک ابلتا رہے گا۔

ایک قول ہے وہ جہنمیوں کے آنسو ہیں جو انھیں پلائے جائیں گے۔ قرآن کریم میں اس پانی کے متعلق ہے:۔

وَسُقُوا مَآءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ اَمۡعَآئَهُمۡ ۝

اور وہ گرم پانی پئیں گے جو ان کی انتڑیاں کاٹ دے گا۔

احمد، ترمذی اور حاکم کی روایت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فرمانِ الٰہی کے متعلق فرمایا ہے:۔

اور اسے پیپ کا پانی پلایا جائے گا۔ جسے وہ گھونٹ گھونٹ پیئے گا مگر اس کے گلے سے نہ اُتر سکے گا۔

جب جہنمی اسے منہ کے قریب لائے گا تو اس کی بدبو کی وجہ سے سخت ناپسند کرے گا جب پینے کے لیے منہ قریب لائے گا تو اس کا منہ جل جائے گا۔ اسکے چہرے کا گوشت سر کے بالوں سمیت اس میں گر جائیں گے جب وہ پیئے گا تو اس کی انتڑیاں کاٹ کر باہر نکال دے گا۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:۔

"اور جب وہ فریاد کریں گے تو ان کی فریاد رسی کی جائے گی تو پگھلائے ہوئے تانبے جیسا پانی جوان کو جلاتا چلا جائے گا وہ بہت بُرا پینا ہے"۔

احمد اور حاکم کی روایت ہے کہ اگر جہنم کا بدبودار پانی کا ڈول دنیا میں گرا دیا جائے تو اس کی بدبو تمام مخلوق کو پریشان کردے۔ اس پانی کا نام غساق ہے اس کے متعلق فرمانِ الٰہی ہے: "پس چکھو گرم پانی اور غسّاق کو"۔

جہنمیوں کے مشروب کے متعلق فرمایا گیا ہے:۔

"مگر گرم پانی اور غساق ہوگا"۔ اس کے معنی میں اختلاف ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ کا غساق کے متعلق فرمان ہے: وہ مواد جو جہنمیوں کے چمڑے سے بہے گا۔ مراد پیپ ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ کا قول ہے وہ جہنم کا کنواں جس میں زہر رس کر اکٹھا ہوگا۔ کافر کو اس میں غوطہ دیا جائے گا جس سے اس کا چمڑہ وغیرہ گر جائے گا، گوشت اس کے پاؤں سے چمٹا چلا آئے گا۔

ترمذی کی روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ

اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور مسلمان ہوئے بغیر ہرگز نہ مرو۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر زقوم کا ایک قطرہ دنیا پر ڈال دیا جائے تو تمام دنیا والوں کی زندگی اجیرن ہو جائے لہذا جو کھائے گا اس کا کیا حال ہوگا جب اس کا کھانا ہی یہی ہوگا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس فرمانِ الٰہی کو پیش کرتے ہیں:۔

وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ — اور کھانا گلے میں پھنس جانے والا

یہ کھانا گلے میں اٹک جائے گا اور نہ پیٹ میں اُتر سکے گا۔

بخاری اور مسلم کی روایت ہے کافر کے کندھوں کا فاصلہ تیز رفتار سوار کی تین دن کی مسافت کے برابر ہوگا۔

احمد کی روایت ہے کافر کی داڑھ اُحد پہاڑ کی طرح ہوگی اس کی ران کوہِ بیضا کی طرح ہوگی۔ جہنم میں اس کی بیٹھک قدید اور مکہ معظمہ کے درمیان فاصلہ کے برابر ہوگی۔ اس کے چمڑے کی موٹائی بیس مِنی ہاتھ کے برابر ہوگی۔

مسلم کی روایت ہے کہ کافر کی داڑھ یا دانت اُحد پہاڑ جیسا ہوگا اس کے چمڑے کی موٹائی تین دن کے سفر کے برابر ہوگی۔

ترمذی کی روایت ہے قیامت کو کافر کی داڑھ اُحد پہاڑ کے برابر ہوگی۔ اس کے چمڑے کی موٹائی ستر ہاتھ ہوگی۔ اس کا بازو بیضا پہاڑ جیسا، اس کی ران ورقان جیسی، جہنم میں اس کی بیٹھک میرے اور زبدہ کے درمیانی فاصلہ یعنی تین دن کے سفر کے برابر ہوگی جیسے زبدہ ہے۔

احمد، طبرانی اور ترمذی میں ہے:۔ کافر جہنم میں ایک یا دو فرسخ کے برابر لمبی زبان جہنم میں کھینچتا پھرے گا۔ اور لوگ اسے روندتے ہوں گے۔

احمد نے صحیح سند کے ساتھ اور حاکم نے روایت کی ہے اور حضرت مجاہد سے بھی روایت ہے کہ:۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ تم جانتے ہو کہ دوزخ کس قدر وسیع ہے میں نے کہا نہیں:۔ فرمایا تم کیا جانو: ان کے کان کی لو

اور ان کے کندھے کے درمیان ستر سال کی مسافت کا فاصلہ ہوگا۔ جس میں پیپ اور خون کی وادیاں ہوں گی۔ میں نے کہا نہریں فرمایا بلکہ وادیاں۔

(دیا الٰہی توبہ)

(۵۲)

گناہ کا خوف

یاد رکھیے گناہوں سے باز رکھنے اور ڈرانے والی چیز صرف اللہ کا خوف ہے اس کا انتقام، اس کی ہیبت اور جلالت اور اس کے عذاب تحت ڈر کی واضح حیثیت ہے۔ جو لوگ اللہ کے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں انھیں چاہیے کہ گناہ سے توبہ کرلیں کہیں ایسا نہ ہو اللہ کی گرفت اور اس کا عذاب نہ آگھیرے۔

روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک قریب المرگ نوجوان کے پاس تشریف فرما ہوئے فرمایا خود کو کیسا پاتے ہو؟ اس نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اللہ کی رحمت کی امید ہے لیکن میں گناہوں سے بھی ڈرتا ہوں اس پر ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی بندے کے دل میں ایسی دو باتیں جمع نہیں ہوتیں۔ مگر اللہ تعالیٰ اس بندے کی امید پوری کر دیتا ہے اور گناہوں کے خوف سے اُسے بے نیاز کر دیتا ہے۔

حضرت وہب ورد نے فرمایا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے فردوس کی محبت اور دوزخ کا ڈر یہ دونوں باتیں ایسی ہیں جو انسان کو مصیبت پر صبر کرنے، دنیاوی لذات و شہوات اور نافرمانی سے دور رہنے کا عادی بنا دیتی ہیں۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے: واللہ صحابہ کرام تم سے پہلے گزر چکے ہیں اگر وہ کنکروں کے برابر کثیر سونے خیرات کرتے تو پھر بھی گناہ کی شدت

شدت خوف کے باعث ڈرتے کہ کہیں نجات نہ ملے - ان پر خوف کا اس قدر غلبہ تھا کہ کثیر نیکی کرتے مگر پھر بھی ڈرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم وہ سنتے ہو جو میں سنتا ہوں جو آسمان کڑکڑا رہا ہے اور یہ حق ہے کہ وہ کڑکڑائے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے (آسمان) میں چار انگلی کے برابر کوئی جگہ ایسی نہیں کہ جہاں ایک فرشتہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سجدہ یا قیام یا رکوع کی حالت میں نہ ہو اور اگر تم وہ جانتے ہو جو میں جانتا ہوں تو کم ہی ہنستے اور زیادہ روتے اور تم پہاڑوں کی طرف نکل جاتے تاکہ اللہ تعالیٰ کے شدید انتقام اور جلالت سے پناہ مانگتے۔

روایت ہے تم نہیں جانتے کہ نجات پاؤ گے یا نجات نہیں پاؤ گے۔ حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ اگر ایمان دار آدمی اللہ تعالیٰ کے پاس موجود ہر عذاب کو جانتا تو آگ سے بے خوف نہ رہتا۔ صحیحین (بخاری ومسلم) میں ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی:۔

وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ

اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے قریش کے گروہ! اپنی جانوں کو اللہ تعالیٰ سے خرید لو۔ میں اللہ تعالیٰ سے تمھارے کچھ کام نہیں آسکتا۔ اے بنی عبد مناف! میں تمھیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے کے لیے تمھارے کچھ کام نہیں آسکتا اے عباس (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا) میں اللہ تعالیٰ سے تمھارے لیے کچھ نہیں کر سکتا اے صفیہ! (جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ہیں) میں اللہ تعالیٰ سے تمھارے کچھ کام نہیں آسکتا۔ اے فاطمہ! (بنتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم) میرے مال میں سے جس طرح چاہو، مانگو، مگر میں اللہ تعالیٰ سے تمھارے کچھ کام نہیں آسکتا۔

سیدہ کائنات ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ جو ہے:۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَاۤ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ۝

اور وہ لوگ جو دیتے ہیں جو کچھ انھیں دیا گیا اور ان کے دل ڈرتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف جانے والے ہیں۔

- یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ جو زنا کرتا ہے چوری کرتا ہے اور شراب پیتا ہے، اور ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے بھی ڈرتا ہے۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ اے ابوبکر کی بیٹی! اے صدیق کی بیٹی بلکہ یہ وہ ہے جو نماز پڑھتا، روزہ رکھتا اور صدقہ کرتا ہے اور ساتھ ساتھ ڈرتا بھی ہے کہ شاید قبول نہ ہو۔

احمد نے روایت کیا کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا: اے ابو سعید! ہم ایسی قوم کی ہم نشینی کیا کریں کہ جو ہمیں اس قدر امید دلاتے ہیں کہ ہمارے دل خوشی سے اڑنے لگتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: اللہ کی قسم اگر تم ایسی قوم سے ملاقات رکھو جو تمھیں ڈرائیں، حتیٰ کہ تم امن حاصل کرو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم ایسے لوگوں سے ملو کہ وہ تمھیں امان دکھلاتے رہیں مگر تم خطرات میں اور ہلاکت میں جا گرو۔

حضرت زین العابدین بن علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب وضو کرتے اور وضو سے فارغ ہوتے تو کانپنے لگتے۔ ان سے اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا تمھارا ناس ہو تم بھی جانتے ہو کہ میں کس کے سامنے کھڑا ہو رہا ہوں اور کس کے ساتھ مناجات کرنے والا ہوں؟

احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے مجھے کھانے پینے سے اللہ کا خوف روک رہا ہے اور مجھے بھوک ہی نہیں لگتی۔

بخاری اور مسلم میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات کا ذکر کیا جن کو اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سایے میں جگہ دے گا، جس دن کہ اس کے سایے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ ان میں سے ایک وہ ہے جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرے یعنی اس کے وعدہ وعقاب یاد کرے نافرمانی اور گناہ کے باعث ڈرتے ہوئے

اس کے رخساروں پر آنسو بہنے لگیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حدیث ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ۔اس آنکھ کو آگ نہیں چھوئے گی جو رات کے حصّہ میں اللہ تعالیٰ کے ڈر سے روئی اور نہ اس آنکھ کو آگ چھوئے گی جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہرہ دیا ہو یعنی اللہ کی راہ سے ہٹایا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ آدمی دوزخ میں داخل نہیں ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے رویا ہو یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس چلا جائے اللہ تعالیٰ کی راہ کا غبار اور دوزخ کا دھواں اکٹھے نہیں ہوں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فرمان ہے: اللہ تعالیٰ کے ڈر سے ایک آنسو بہانا مجھے ایک ہزار دینار خیرات کرنے سے زیادہ پسند ہے۔

حضرت عون بن عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ڈر سے بہنے والے آنسو انسان کے بدن کے جس حصّے پر لگتے ہیں، وہ جگہ دوزخ پر حرام ہوجاتی ہے۔

حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک رونے کی وجہ سے اس طرح آواز دیتا تھا جیسے ہنڈیا کے اُبلنے کی آواز ہو۔ یعنی ہنڈیا کے جوش مارنے کی طرح آواز آتی تھی۔

حضرت کندی رحمتہ اللہ علیہ کا فرمان ہے: اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے کے باعث نکلنے والا آنسو سمندروں کے برابر آگ بجھا دیتا ہے۔

حضرت ابنِ سماک رحمتہ اللہ علیہ اپنے آپ کو عتاب فرماتے اور کہتے: تم باتیں کرتے ہو، زاہدین کی اور کام کرتے ہو منافقین کے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ چاہتے ہو کہ جنت میں چلے جاؤ، نہیں، نہیں، جنت کے لیے دوسرے ہی لوگ ہیں اور ان کے وہ اعمال ہیں کہ جو ہم نہیں کرتے۔ یہ ان کا اپنے متعلق خیال ہے لیکن آپ کی زندگی پاکیزہ تھی۔

حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ کا فرمان ہے: میں حضرت امام جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہ

کے پاس گیا اور عرض کیا: اے آلِ رسول! مجھے وصیت فرمائیے۔ انہوں نے فرمایا: اے سُفیان! جھوٹے کو مروّت حاصل نہیں، حاسد کے لیے چین نہیں، ہر وقت غمگین رہنے والے کے لیے بھلائی نہیں اور بد اخلاق کے لیے سرداری نہیں۔ میں نے عرض کیا: اے آلِ رسول! مزید فرمائیے، فرمایا: اے سفیان! اللہ تعالیٰ کے محارم سے بچیے، تم عبادت گزار ہوگے۔ اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے جو قسمت میں کر دیا، اس پر راضی رہو، تم مسلمان ہوگے اور لوگوں سے اس طرح رفاقت کرو، جیسی تم چاہتے ہو کہ وہ تم سے رفاقت کریں، تم ایماندار ہو کہ بد معاش کی مصاحبت نہ کرنا، ورنہ تمھیں بد معاشی ہی سکھائے گا۔ اس لیے کہ حدیث شریف میں ہے: انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، اس دیکھو کہ تم کس کو دوست بنا رہے ہو اور اپنے امور میں ان سے مشورہ کرو جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا: اے آلِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مزید وصیت فرمائیے۔ فرمایا: اے سفیان! جو شخص یہ چاہے کہ قبیلے کے بغیر ہی عزت و غلبہ حاصل ہو اور سلطنت کے بغیر ہی وقار و رعب حاصل ہو، اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ذلت سے نکل کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف آجائے۔ میں نے کہا: اے آلِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مزید وصیت کیجیے، فرمایا: میرے والد نے مجھے تین ادب سکھائے، فرمایا: ۱۔ اے بیٹا! جو بُرے کو دوست بنائے وہ بچ نہیں سکتا۔ ۲۔ جو بُری جگہ جائے، اس پر تہمت لگے گی۔ ۳۔ اور جو اپنی زبان کو قابو میں نہ رکھے، وہ شرمندہ ہوگا۔

حضرت ابنِ مبارک رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے: میں نے حضرت وہب بن ورد سے پوچھا: کیا وہ شخص عبادت کا مزہ پاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے۔ فرمایا: نہیں، اور نہ وہ جو کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا کام کرتا ہے۔ وہ بھی عبادت کا مزہ نہیں پاسکتا۔

امام ابو الفرج بن جوزی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: خوفِ الٰہی ہی ایسی آگ ہے جو شہوات کو جلا دیتی ہے۔ اس کی فضیلت اسی قدر ہے جس قدر وہ شہوات کو جلا دے اور جس قدر وہ نافرمانی سے روکے اور اطاعت کی ترغیب دے۔ اس صورت میں خوف کی فضیلت کیسے نہ ہو؟ جبکہ اس کے ذریعہ عفت، ورع، تقویٰ، مجاہدہ اور اللہ تعالیٰ کا قرب عطا کرنے

والے اعمال حاصل ہوتے ہیں، جیسا کہ آیات اور احادیث سے معلوم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ

ہدایت اور رحمت ہے، ان کے لیے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں

حکم ربّانی ہے:۔

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ

اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ یہ اس کے لیے ہے جو اپنے رب سے ڈرا۔

حکم الٰہی ہے:۔

وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○

اور اگر تم ایماندار ہو تو مجھ سے ڈرو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ (الرحمٰن)

اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے، اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔

فرمانِ الٰہی ہے:۔

سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ۔

وہ نصیحت پکڑے گا جو ڈرتا ہے۔

مزید فرمانِ الٰہی ہے:۔

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ۔

اللہ سے اس کے بندوں میں سے علماء ہی ڈرتے ہیں۔

اس طرح بے شمار آیات اس مفہوم کی گواہی دیتی ہیں۔ فضیلتِ علم کی احادیث فضیلتِ خوف پر دلالت کرتی ہیں، اس لیے کہ علم کا نتیجہ خوف ہی ہے۔

ابن ابی الدنیاؒ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بندے کا

دِل اللہ عزّوجل کے ڈر سے کانپ اُٹھے۔ تو اس کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں، جیسے خشک درختوں کے پتے جھڑتے ہیں۔

مالکِ حبیب سیّدِ دوعالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشاد ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا: مجھے میری عزّت کی قسم! میں اپنے بندے پر دو خوف جمع نہیں کروں گا اور نہ ہی دو امن جمع کروں گا۔ اگر وہ دنیا میں مجھ سے بے خوف رہا، تو قیامت کے دن اسے ڈراؤں گا، اور اگر وہ دنیا میں مجھ سے ڈرتا رہا، تو قیامت کے دن اسے بے خوف کر دوں گا۔

حضرت ابو سلیمان دارانی رحمتہ اللہ علیہ کا فرمان ہے: جس دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف نہ ہو، وہ دِل ویران ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِنَّهٗ لَا یَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

اللہ کی تدبیر سے صرف خسارہ پانے والی قوم ہی بے خوف ہوتی ہے۔

۵۲

توبہ کی فضیلت

توبہ کی فضیلت میں کثرت سے آیات اور روایات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

اے ایماندارو! تم سب اللہ کی طرف توبہ کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

مزید فرمایا:۔

وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا ۝ یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَیَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ

وَعَمِلَ عَمَلاً صَالِحاً فَاُولٰئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحاً فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ۝

اور جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معبود نہیں پکارتے اور اس جان کو قتل نہیں کرتے جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا، مگر حق کے ساتھ اور زنا نہیں کرتے اور جو کوئی یہ کام کرے گا، وہ بڑے وبال سے ملے گا۔ قیامت کے دن اس کے لیے عذاب دوگنا کر دیا جائے گا اور اس میں ذلیل ہو کر پڑا رہے گا، مگر جس نے توبہ کی ایمان لایا اور نیک عمل کیا، تو وہ لوگ ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے اور جو کوئی توبہ کرے اور نیک عمل کرے، پس بتحقیق وہ رجوع کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا۔

اس موضوع پر کثرت سے احادیث ہیں:۔

مسلم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے یعنی اپنی رحمت فرماتا ہے جیسے اس کی شان کے مطابق ہے تاکہ دن کو گناہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرے اور دن کو پھیلاتا ہے تاکہ رات کو گناہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرلے تا آنکہ سورج مغرب سے طلوع کرے۔

ترمذی شریف کی صحیح روایت میں ہے کہ مغرب کی طرف ایک دروازہ ہے جس کا عرض چالیس سال یا ستر سال کی مسافت کے برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس دن آسمان و زمین پیدا کیے، اسی دن توبہ کرنے والوں کے لیے کھول دیا۔ مغرب سے طلوع آفتاب تک اُسے بند نہیں کرے گا۔

ایک صحیح روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مغرب میں توبہ کرنے والوں کے لیے ایک دروازہ بنایا جس کا عرض ستر سال کی مسافت ہے۔ اس طرف سے طلوعِ آفتاب تک اسے بند نہیں کرے گا، چنانچہ اس طرف اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (میں اشارہ) ہے۔

يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا ۝

جس دن آئیں گی تیرے رب کی بعض نشانیاں تو کسی جان کو اس کا ایمان لانا نفع نہیں دے گا۔

ایک قول کے مطابق یہ روایت میں نہیں ہے اور نہ پہلے کی رفع صراحت سے ہے جیسا کہ بیہقی نے صراحت کی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس قسم کی رائے سے اقوال موضوع کے حکم میں ہیں۔ طبرانی میں جید سند کے ساتھ ہے:۔

جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ سات بند ہیں اور ایک توبہ کا دروازہ کھلا ہے یہاں تک کہ مغرب سے طلوعِ آفتاب ہو جائے۔

ابنِ ماجہ نے جید سند کے ساتھ نقل کیا اگر تم گناہ کرو اور تمہارے گناہ آسمان کے کناروں پر جا پہنچیں، پھر تم (سچے دل سے) توبہ کرو، تو اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرے گا۔

حاکم کی روایت ہے جسے صحیح بتایا کہ انسان کی سعادت یہ ہے کہ اس کی عمر طویل ہو اور اللہ تعالیٰ سے انابت (اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع اور توفیقِ عبادت) عطا کرے۔

ترمذی، ابنِ ماجہ اور حاکم کی روایت ہے اور حاکم نے اسے صحیح بتایا: تمام ابنائے آدم گناہ گار ہیں اور بہترین گنہ گار توبہ کرنے والے ہیں۔

بخاری اور مسلم کی روایت ہے کہ ایک بندے نے گناہ کیا: پھر کہا: اے رب تعالیٰ! میں نے گناہ کیا ہے، مجھے معاف فرما دے۔ تو رب تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے کو معلوم ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور اس پر پکڑ کرتا ہے، چنانچہ اسے بخش دیا۔ پھر جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا، وہ گناہ سے رکا۔ پھر دوبارہ گناہ کر بیٹھا، یا فرمایا: ایک اور گناہ کر لیا۔ اب پھر کہنے لگا: اے میرے رب تعالیٰ! میں نے دوبارہ گناہ کر لیا، مجھے معاف فرما دے۔ تو ربّ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے کو معلوم ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور اس پر گرفت کرتا ہے۔ پھر معاف کر دیا۔ پھر جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا، وہ رکا رہا۔ پھر ایک اور گناہ کر بیٹھا یا فرمایا: ایک اور گناہ کر لیا۔ پھر کہا: اے میرے رب تعالیٰ! میں نے ایک اور گناہ کر لیا، مجھے معاف فرما دے، تو ربّ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے کو معلوم ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور اس پر مواخذہ کرتا ہے۔ پھر رب تعالیٰ نے فرمایا: میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا اب جو چاہے کرے۔

امام منذری کا فرمان ہے، "جو چاہے کرے" کا مطلب یہ ہے کہ جب تک وہ گناہ کر بیٹھنے پر استغفار کرتا رہے اور توبہ کرتا رہے، گناہ سے رُکنے کا عزم رکھے، اس لیے فرمایا تھا: "پھر دوبارہ گناہ کر بیٹھے"، اس لیے کہ جب بھی گناہ کرے گا تو بعد کی توبہ و استغفار اس کا کفارہ بن جائے گی اور اس کا مطلب یہ نہیں کہ گناہ کرے اور صرف زبان سے استغفار و توبہ کرے، مگر دل میں گناہ سے رُکنے کا عہد نہ کرے۔ ایسی توبہ کذاب لوگوں کی توبہ ہے۔

علماء سے روایت ہے اور اسے صحیح بتایا کہ جب ایک مومن گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ آجاتا ہے۔ اگر وہ توبہ کرے اور گناہ سے ہٹ جائے اور معافی مانگ لے تو وہ صاف ہو جاتا ہے اور اگر گناہوں میں اضافہ ہوتا رہے تو سیاہی بھی بڑھتی جاتی ہے، آخر کار اس کے دل پر تالا پڑ جاتا ہے۔ اسی کو "ران" (زنگ باندھنا) کہا جاتا ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں ہوا۔

كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝

ہرگز نہیں یوں، بلکہ ان کے دلوں پر اس چیز نے زنگ باندھا ہے جو وہ کماتے تھے۔

ترمذی میں حسن روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ تب تک بندے کی توبہ قبول کرتا ہے جب تک اس کی جان نکلنے کے قریب نہ آجائے۔ طبرانی میں حسن کے ساتھ روایت ہے، البتہ اس میں انقطاع ہے اور بیہقی میں مروی ہے اور اس کی سند میں ایک راوی مجہول ہے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑ کر ایک میل چلے۔ پھر فرمایا: اے معاذ! میں تمہیں اللہ سے ڈرنے، سچ بولنے، وعدہ پورا کرنے، امانت ادا کرنے، خیانت چھوڑ دینے، یتیم پر رحم کرنے، پڑوسی کی حفاظت کرنے (یعنی اچھا برتاؤ کرنے)، غصہ پی جانے، نرم کلام کرنے، سلام عام کرنے، امام (خلیفہ) کے ساتھ وابستہ رہنے، قرآن مجید سمجھنے، آخرت سے محبت کرنے، حساب سے خوف کرنے، امید کم رکھنے اور عمل کرنے کی وصیت کرتا ہوں اور تجھے اس بات سے منع کرتا ہوں کہ کسی مسلمان کو گالی دے یا جھوٹے کی تصدیق کرے یا سچے کی تکذیب کرے، یا عادل حاکم کی نافرمانی کرے اور زمین میں فتنہ کرے۔

اے معاذ! ہر درخت و پتھر کے پاس اللہ کو یاد کرو اور ہر گناہ کے ساتھ توبہ کرو۔ مخفی گناہ

پر مخفی توبہ، اور علانیہ گناہ پر توبہ کرو۔

اصفہانی کی روایت ہے کہ شرمندہ ہونے والا اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار ہے اور اکڑنے والا اس کے غضب کی اُمید رکھا کرے۔ اے اللہ کے بندو! یاد رکھو، ہر آدمی کو اپنے عمل کا سامنا کرنا ہوگا اور دنیا سے تب تک نہیں جائے گا۔ جب تک کہ وہ اپنے اچھے یا برے عمل کو دیا اس کا کچھ نہ کچھ نتیجہ) نہ دیکھ لے اور اعمال کا انجام کے لحاظ سے اعتبار ہوگا۔ دن رات لپیٹے جا رہے ہیں، اس لیے آخرت کی طرف بہتر عمل لے کر چلو اور ٹال مٹول کرنے سے دور رہو، اس لیے کہ موت اچانک آنی والی ہے اور کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کے حلم پر مغرور نہ ہو، اس لیے کہ آگ تمہیں جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ۔

پس جو رائی کے ذرّہ بھر نیکی کرے گا۔ وہ اسے دیکھے گا اور جو رائی کے ذرہ بھر برائی کرے گا وہ اسے دیکھے گا۔

طبرانی میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے البتہ اس میں انقطاع ہے:

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَا لَا ذَنْبَ لَهٗ۔

گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے۔ جیسے اس کا گناہ ہی نہیں۔

بیہقی نے دوسری سند کے ساتھ روایت کیا، البتہ اس میں یہ اضافہ ہے جو گناہ کی معافی مانگتا ہو، مگر ساتھ ساتھ گناہ بھی جاری رکھے۔ وہ رب تعالیٰ کے ساتھ ٹھٹھا کرنے والا ہے۔

صحیح ابن حبان اور حاکم نے صحیح روایت نقل کی۔ ندامت بھی توبہ ہے۔ یعنی ندامت توبہ کا بڑا رکن ہے جیسے حج کا عرفات ہے (یعنی وقوفِ عرفات حج کا بڑا رکن ہے) اور ندامت کا معنی یہ ہے کہ نافرمانی کی برائی اور اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا کا ڈر اور شرمندگی ہو یہ نہ ہو کہ صرف دنیا میں بے عزتی یا مال برباد ہونے کا اندیشہ ہو اور اس پر شرمندہ ہوتا ہے۔

حاکم نے صحیح روایت نقل کی۔ البتہ سند میں سقوط ہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کی گناہ کے باعث ندامت پائی تو معافی مانگنے سے پہلے ہی اُسے معاف کر دیا۔

مسلم وغیرہ میں ہے۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے، اگر تم گناہ نہیں کروگے اور پھر معافی نہیں مانگو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں چھوڑ کر دوسری قوم لائے گا جو گناہ کرے گی، پھر معافی مانگے گی اور اللہ تعالیٰ انھیں معاف کرے گا۔

اللہ تعالیٰ سے زیادہ کسی کو مدح پسند نہیں، اس لیے اس نے اپنی مدح پسند فرمائی، اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت مند کوئی نہیں، اس لیے اس نے بے حیائی کے کاموں کو حرام فرمایا اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ عذر (قبول کرنا) کسی کو پسند نہیں، اس لیے اس نے کتاب نازل فرمائی اور رسول بھیجے تاکہ لوگوں کے سامنے ایک حجت قائم ہو جائے۔

مسلم میں ہے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، اسے زنا سے حمل تھا۔ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں حد کے قابل ہوئی۔ مجھ پر حد جاری کیجیے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سرپرست کو بلایا اور فرمایا، اس کو اچھی طرح رکھو، جب بچہ پیدا ہو جائے، تو اسے میرے پاس لاؤ۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ پھر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس کے کپڑے کس کر باندھ دیئے جائیں اور حد لگانے کا حکم دیا، چنانچہ اسے سنگسار کر دیا گیا۔ پھر اس کا جنازہ پڑھا۔ مرادِ رسول حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس کا جنازہ پڑھتے ہیں، حالانکہ اس نے زنا کیا تھا۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر ستر شہروں میں رہنے والوں کے درمیان تقسیم کر دی جائے تو وہ ان کی بخشش کے لیے کافی ہے اور کیا تم نے کوئی ایسا پایا ہے کہ جس نے اللہ عزوجل کے لیے اپنی جان کی سخاوت کر دی ہو؟۔

ترمذی کی روایت ہے اور اسے حسن بتایا اور صحیح ابن حبان میں نیز حاکم نے روایت کیا اور صحیح بتایا کہ سیدنا فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیث بیان کرتے ہوئے سنا: ایک بار نہیں، دو بار نہیں، اور بتاتے ہوئے فرمایا: سات بار نہیں بلکہ اس سے زیادہ بار جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ بنی اسرائیل کا ایک (مالدار) آدمی برے کام سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔ اس کے پاس ایک عورت آئی۔ اس نے اسے

ساٹھ دینار دیے کہ وہ اس سے بدکاری کرائے۔ جب وہ اس حال میں بیٹھا جیسا کہ ایک مرد عورت کے ساتھ (جماع کرنے کے لیے) بیٹھتا ہے تو وہ عورت تھر تھر کانپنے لگی اور رو پڑی۔ اُس نے پوچھا: کیوں روتی ہو، کیا میں ناپسند ہوں؟ عورت نے کہا: نہیں، بلکہ یہ بات ہے کہ میں نے یہ بُرا کام کبھی نہیں کیا اور میں صرف ایک شدید ضرورت (یعنی بھوک) کی وجہ سے یہ کام کرنے لگی ہوں۔ اس نے کہا: تم یہ کام کرتی ہو؟ حالانکہ اس سے پہلے تم نے یہ کام کبھی نہیں کیا! جاؤ، یہ (دینار) تمہارے ہی ہیں اور ساتھ ہی کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں آئندہ کبھی گناہ نہیں کروں گا۔ اسی رات کو اس کا انتقال ہوگیا۔ جب صبح ہوئی تو اس کے دروازے پر لکھا تھا: اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کو معاف کر دیا۔

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح روایت ہے کہ دو بستیاں تھیں۔ ایک نیک لوگوں کی اور ایک بُرے لوگوں کی۔ ایک آدمی بُرے لوگوں کی بستی سے نکلا تاکہ نیک لوگوں کی بستی میں جائے (نیک زندگی گزارے) مگر درمیان میں مشیتِ الٰہی سے وہ فوت ہوگیا۔ اب فرشتہ اور شیطان باہم جھگڑنے لگے۔ شیطان نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم اس نے کبھی بھی میری نافرمانی نہیں کی۔ فرشتہ نے کہا: یہ توبہ کرتے ہوئے وہاں سے نکلا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کے درمیان فیصلہ فرمایا کہ یہ دیکھو کہ دونوں (بستیوں) میں سے کس کے زیادہ قریب ہے؟ جب ناپا تو وہ نیکوں کی بستی کے قریب تھا۔

بخاری اور مسلم کی روایت ہے کہ تم سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی تھا جس نے ننانوے قتل کیے۔ پھر کسی عالم سے پوچھا: (کہ کیا کرے؟) اس نے ایک راہب کا پتہ بتایا وہ اس کے پاس آیا اور اسے بتایا کہ میں نے ننانوے قتل کیے ہیں، تو کیا توبہ کی کوئی صورت ہے؟ اس نے کہا: نہیں! اس نے اسے بھی قتل کر دیا اور سو پورے کر دیئے۔ پھر کسی عالم سے پوچھا، اس نے کسی دوسرے عالم مرد کی اطلاع دی۔ اس نے وہاں جاکر بتایا کہ میں نے ایک سو قتل کیے ہیں، کیا میری توبہ کی کوئی صورت ہے؟ اس نے کہا: ہاں تیرے اور توبہ کے درمیان کون حائل ہو سکتا ہے؟ جاؤ فلاں علاقے میں چلے جاؤ، وہاں کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے ہیں، ان کے ساتھ مل کر عبادت کرو اور اپنے علاقے کی طرف مت آنا، یہ بُرا

علاقہ ہے۔ وہ چلا ابھی نصف راستہ طے کیا تھا کہ ملک الموت آگیا۔ اب رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا: یہ شخص توبہ کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرتے ہوئے آیا ہے۔ عذاب کے فرشتوں نے کہا: اس شخص نے کبھی نیکی کا کام نہیں کیا۔ ایک فرشتہ انسانی صورت میں آیا۔ انھوں نے اسے منصف بنا لیا۔ اس نے کہا: دونوں زمینوں کے فاصلے کو ناپ لو۔ جس طرف زیادہ قریب ہو، ادھر والے فرشتے لے جائیں۔ جب انھوں نے اسے ناپا تو اس زمین کی طرف قریب تر پایا کہ جدھر جانے کا وہ ارادہ کیے ہوئے تھا، چنانچہ رحمت کے فرشتوں نے اس کی جان قبض کی۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ نیک لوگوں سے ایک بالشت قریب تر تھا، اس لیے اسے انھی میں سے کر دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ ادھر کی زمین کو حکم دیا کہ قریب ہو جا اور فرمایا: دونوں فاصلوں کو ناپ لو، جب ناپا گیا، تو اسے (صالحین) کے قریب تر پایا اور اسے معاف کر دیا۔

حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے ہمیں بتایا کہ جب ملک الموت اس کے پاس آیا، تو وہ سینہ کے بل نصرہ (نیک بستی) کی طرف چلا۔

طبرانی میں جید سند کے ساتھ روایت ہے کہ آدمی نے اپنے آپ پر ظلم کیا۔ وہ ایک آدمی کو ملا اسے پوچھا: ایک آدمی نے ننانوے قتل کیے ہیں اور سب ظلماً قتل کیے، تو کیا اس کے لیے توبہ کی کوئی صورت ہے؟ اس نے کہا: نہیں! اس نے اسے بھی قتل کر دیا۔ پھر ایک دوسرے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کہ میں نے ایک سو آدمی قتل کیے ہیں اور سب ہی ظلماً قتل کیے ہیں، کیا میرے لیے توبہ کی کوئی صورت ہے؟ اس نے کہا: اگر میں تجھے بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ تیری توبہ قبول نہیں کرے گا، تو یہ جھوٹ ہوگا۔ وہاں ایک قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہی ہے، ان کے پاس جا کر تم بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، وہ ان کی طرف گیا، مگر راستہ میں مر گیا۔ اب رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں کے درمیان جھگڑا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا اس نے کہا تم پیمائش کر لو جدھر فاصلہ قریب ہو وہ اس میں سے ہوگا۔ پیمائش پر توبہ کا قریب ہونا ثابت ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔

(۵۴)

ممانعتِ ظلم

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ (الشعراء، ۲۲۷)

اور بہت جلد ظالم کو علم ہو جائے گا کونسی پھرنے کی جگہ پھر جائیں گے۔

آقائے نامدار مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ظلم قیامت کے اندھیروں میں سے ایک ہے۔ جس نے ظلم سے ایک بالشت بھر زمین حاصل کی اللہ تعالیٰ اس کے گلے میں ایسی سات زمینوں کا طوق بنا کر ڈالے گا۔

بعض کتابوں میں تحریر ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ایسے لوگوں کے لیے میرا ظلم شدید ہوگا اور میرے سوا اس کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ کلام شاعر ہے:۔

لَا تَظْلِمَنَّ إِذَا مَا كُنْتَ مُقْتَدِرًا

فَالظُّلْمُ يَرْجِعُ عُقْبَاهُ إِلَى النَّدَمِ

جب تو صاحبِ اقتدار ہو کسی پر ہرگز ظلم نہ کر کیونکہ ظلم کا انجام ندامت ہے۔

تَنَامُ عَيْنَاكَ وَالْمَظْلُومُ مُنْتَبِهٌ

يَدْعُو عَلَيْكَ وَعَيْنُ اللهِ لَمْ تَنَمِ

تیری آنکھیں سو رہی ہیں یعنی تو نیند کے مزے لے رہا ہے لیکن مظلوم جاگ رہا ہے اور تیرے خلاف بددعا کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی آنکھیں تو نہیں سوتیں

ایک دوسرے شاعر نے کہا:۔

إِذَا مَا الظَّلُومُ اسْتَوْطَأَ الْأَرْضَ مَرْكَبًا

وَلَجَّ عُتُوًّا فِي قَبِيحِ اكْتِسَابِهِ

جب مظلوم زمین پر سر جھکا کر چلے، اور ظالم برے اعمال میں حد سے بڑھ جائے۔

ذَلِّلْهُ إِلَى صَرْفِ الزَّمَانِ فَإِنَّهُ
سَيُبْدِي لَهُ مَا لَمْ يَكُنْ فِي حِسَابِهِ

تو تو ان مصائب کو زمانہ کے سپرد کر دے وہ اس کو ایسا سبق دے گا جو اس کے وہم و گمان میں نہ ہوگا۔

بعض اسلاف کا قول ہے کمزوروں پر ظلم نہ کرو ورنہ تم بدترین طاقتوروں میں سے ہو گے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ظالم کے ظلم کے خوف سے کبھی سرخاب بھی گھونسلے میں مر جاتا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ حبشہ سے واپس آنے پر مہاجرین سے ختم رسل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے وہ بات بتاؤ جو تم نے وہاں دیکھی ہو۔ حضرت قتیبہ رضی اللہ تعالیٰ نے کہا میں عرض کرتا ہوں۔ ہم ایک روز وہاں بیٹھے تھے وہاں سے ایک بوڑھی عورت سر پر پانی کا گھڑا اٹھائے گزری۔ ایک نوجوان نے اسے دھکا دیا وہ گر پڑی اور گھڑا ٹوٹ گیا۔ وہ کہنے لگی قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ عدل کرے گا تو میرا اور تیرا وہ فیصلہ فرمائے گا۔ تجھے تیرے غرور کی ضرور سزا ملے گی۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو کیسے فلاح دے گا جو طاقتوروں سے کمزوروں کا بدلہ نہیں دلا سکتی؟۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ لوگ ایسے ہیں جن پر اللہ غضب ناک ہے چاہے انہیں اپنے غضب کا نشانہ دنیا میں بنائے یا آخرت میں عذاب دے۔

- قوم کا وہ حاکم جو رعایا سے اپنا حقوق حاصل کرتا ہے مگر ان کا حق نہیں لوٹاتا اور نہ ان سے ظلم دُور کرتا ہے۔
- قوم کے رہنما لوگ جس کی پیروی کریں وہ طاقتور اور کمزور کے درمیان فیصلہ نہیں کر سکتا اور خواہشاتِ نفسانی کے مطابق گفتگو کرتا ہے۔
- گھر کا سربراہ جو اپنے گھر والوں اور اولاد کو اللہ کی اطاعت کا حکم نہیں دیتا اور نہ ہی انھیں دینی اُمور کی تعلیم دیتا ہے۔
- ایسا آدمی جو اُجرت پر مزدور لا کر اس سے کام کروا کر اُجرت نہیں دیتا۔

وہ آدمی جو اپنی بیوی کا حق مہر دبا کر اس سے زیادتی کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا۔ اس نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ سے التجا کی باری تعالیٰ تو کس کا ساتھ دے گا۔ اللہ نے فرمایا: میں مظلوم کے ساتھ ہوں تاکہ اس کا حق اسے دیا جائے۔

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ایک جابر آدمی نے اپنا محل بنوایا اس کے قریب ایک بڑھیا نے اپنا جھونپڑا بنا لیا۔ ایک دن جابر سوار ہو کر گھوم رہا تھا کہ اس نے بڑھیا کی جھونپڑی کو دیکھا اور پوچھا یہ کس کی ہے۔ جواب دیا گیا ایک بڑھیا کی۔ اس نے اسے گرانے کا حکم دیا۔ جب وہ گرا دی گئی تو بڑھیا نے اللہ سے مخاطب ہو کر کہا: میں تو یہاں نہ تھی مگر تو حاضر تھا! اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ محل کو ظالم پر گرا دے۔ چنانچہ گرا دیا گیا۔

کہا جاتا ہے کہ ایک برمکی وزیر اپنے بیٹے کے ہمراہ گرفتار ہو کر قید خانہ میں گیا۔ بیٹے نے کہا: ہم عزت کے بعد ذلت دیکھ رہے ہیں۔ اس نے کہا ہاں بیٹا! یہ کسی مظلوم کی بددعا کا نتیجہ ہے۔ ہم اس سے غافل رہے اسے حق نہ دلایا مگر اللہ تعالیٰ تو باخبر ہے۔

حضرت یزید بن حکیم کا ارشاد ہے مجھے سب سے زیادہ اس آدمی سے ڈر لگتا ہے جس پر ظلم کروں اور اس کا اللہ کے سوا کوئی مددگار نہ ہو وہ مجھے کہہ رہا ہو میرا اللہ میرے اور تیرے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے کافی ہے۔

حضرت ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے قیامت کے دن ظالم آئے گا وہ پل صراط پر پہنچے گا تو مظلوم اس کے سامنے آئے گا وہ اپنے ظلم کو پہچان لے گا۔ مظلوم آکر اس سے اس کی تمام نیکیاں اس کے ظلم کے بدلہ میں لے لیں گے اور اس کے ظلم کی بنا پر اس کو جہنم بھیج دیا جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کو لوگ ننگے بدن، ننگے پاؤں اٹھیں گے پھر آواز دینے والا آواز دے گا جس کو دور نزدیک سے یکساں سنا جائے گا میں بدلہ دینے والا مالک ہوں۔ کسی جنتی کے لیے مناسب نہیں وہ جنت میں جائے باوجودیکہ کسی جہنمی کی

داد خواہی اس پر ہو خواہ وہ ایک تھپڑ ہی کیوں نہ ہو یا اس سے زیادہ ہو۔ عرض کیا یا رسول اللہ اس دن ہم ننگے بدن اور ننگے پاؤں ہوں گے پھر کیسے ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا: نیکیوں اور برائیوں کے ساتھ مکمل بدلہ دیا جائے گا کیونکہ تمہارا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔

آپؐ کا فرمان ہے جو ناحق ایک چابک مارتا ہے۔ قیامت میں اس کا بدلہ لیا جائیگا۔

حکایت کسریٰ نے اپنے بیٹے کے لیے ایک استاد مقرر کیا جو اسے تعلیم دیتا اور ادب سکھاتا رہا۔ جب وہ بچہ زیورِ تعلیم سے آراستہ ہوگیا تو استاد نے اسے بُلا کر بغیر کسی جرم کے سخت سزا دی۔ لڑکے نے اس بات کی گرہ دل میں ڈال لی۔ جب اس کا باپ مر گیا یہ اس کی مسند پر بیٹھا تو اس نے تخت نشین ہوتے ہی استاد کو بلوایا اور پوچھا، فلاں دن بغیر قصور مجھے تم نے کیوں سزا دی تھی؟ اُستاد نے کہا: جب تو نے تعلیم میں عبور حاصل کر لیا تھا کہ مجھے یقین تھا کہ ایکدن تو ضرور بادشاہ بنے گا سوچا تجھے تھوڑا سا مزا سزا کا بھی چکھا دیا جائے تاکہ تو بھی کسی دوسرے کو اذیت نہ دے اور نہ ظلم کرے۔ اس نے کہا اللہ تعالےٰ تجھے جزائے خیر دے پھر انعام واکرام سے رُخصت کیا۔

۵۵

یتیم پر ظلم کرنے کی ممانعت

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِىْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا (النساء ۱۰)

بیشک جو لوگ ظلم کرتے ہوئے یتیموں کا مال کھاتے ہیں، وہ پیٹوں میں آگ کھا رہے ہیں اور جلد ہی دوزخ میں پہنچیں گے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ارشاد ہے: یہ آیت ابن غطفان کے ایک آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جو اپنے بھائی کے بیٹے کے مال کا سرپرست ہوا، بیٹا چھوٹا اور یتیم تھا، اس

نے اس کا مال کھایا۔

اور ظلماً کا معنی ہے ظلم کی وجہ سے یا یہ معنی ہے کہ ظالم ہونے کی حالت میں، البتہ اس سے مستثنیٰ ہے کہ جو حق کے ساتھ کھائے، جیساکہ سرپرست کتب فقہ میں مقررہ شرائط کے مطابق کھائے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ (النساء ٦)

اور جو کوئی بے احتیاج ہو تو اسے چاہیے کہ بچے اور جو کوئی فقیر ہو تو اسے چاہیے کہ انصاف کے ساتھ کھائے۔

یعنی بقدرِ ضرورت اگر استعمال کرے، تو ٹھیک ہے یا قرض لے یا بقدرِ اُجرت لے یا اگر مجبور ہو جائے، تو عاریۃً لے اور جب بھی فراخی ہو تو ادا کر دے۔ اگر فراخی نہ ہو تو حلال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یتیموں کے حق کے بارے میں سخت تاکید کی اور اس آیت سے پہلے تنبیہ کیا اور فرمایا:۔

وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا (النساء ٩)

اور چاہیے کہ وہ لوگ ڈریں، اس سے کہ اگر وہ ان سے کہ اگر وہ اپنے پیچھے ناتواں اولاد چھوڑ جائیں تو ان پر خوف کریں (کہ کیا ہوگا)، بس چاہیے کہ وہ اللہ سے ڈریں اور چاہیے کہ وہ محکم بات کریں۔

کلام کے مطالعہ سے یہی پتہ چلتا ہے بخلاف اس کے کہ جس نے اسے وصیت پر محمول کیا کہ ثلث سے زیادہ وصیت کرے۔ جس کے پاس یتیم بچہ ہو، اسے چاہیے کہ وہ اس کے ساتھ نیکی کرے۔ حتیٰ کہ بلانے میں بھی اچھا انداز اختیار کرے۔ مثلاً یہ کہے: اے بیٹا! جیسے اپنی اولاد کو بلاتا ہے اور اس کے ساتھ اور اس کے مال میں ویسی نیکی، احسان اور بھلائی کا معاملہ کرے۔ جیسے اپنے مال اور اپنی اولاد میں پسند کرتا ہے۔ قیامت کے مالک سے جیسا عمل کرے گا ویسی ہی جزا ملے گی، جیساکہ معلوم ہے کہ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔

ایک آدمی مطمئن ہو کر دوسروں کے اموال اور اولاد میں ایک کام کر رہا ہے، مگر جب موت آئے گی تو اللہ تعالیٰ اس کے اموال و اولاد میں اور متعلقات میں ویسا ہی اجر دے گا جیسا کہ اس نے دوسروں کے ساتھ معاملہ کیا تھا۔ اگر اچھا کیا تو اچھا پھل دے گا اور اگر برا کیا تو سزا دے گا۔

اس لیے ہر صاحب بصیرت آدمی کو چاہیئے کہ وہ اپنے اموال و اولاد کے بارے میں ڈرے۔ اگر دین کا خطرہ نہ بھی ہو، تو بھی (امورِ دنیا) میں ہی ڈرے اور زیرِ پرورش یتیموں کے ساتھ ویسا سلوک کرے، جیسا کہ وہ اپنی اولاد کے ساتھ حالتِ یتیمی میں ان کے ساتھ اور ان کے اموال کے ساتھ ہونا پسند کرتا ہے۔

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیٰ نبیّنا و علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی طرف وحی فرمائی: اے داؤد! یتیم کے لیے ایک مہربان باپ بن جاؤ اور بیوہ عورت کے لیے ایک مہربان خاوند ہو جاؤ اور یاد رکھو کہ جیسا بوؤ گے، ویسا کاٹو گے، یعنی جیسا تم سلوک کرو گے، ویسا ہی تم سے کیا جائے گا اس کا سبب یہ ہے کہ موت کا کسی کو انکار ہے وہ تو ضرور آئے گی تیرا بچہ بھی یتیم رہ سکتا ہے اور تیری بیوی بھی بیوہ ہو سکتی ہے۔

یتیموں کے مال کی حفاظت اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے اور ان پر ظلم سے بچنے کے متعلق بہت سی احادیث ہیں۔ ان کا مفہوم اس آیت کے مطابق ہے ان میں بھی لوگوں کو متنبہ کیا گیا ہے کہ یتیموں پر ظلم کے نتائج نہایت خطرناک ہوں گے لہٰذا ان سے بچو۔

مسلم میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذر! میں تجھے کمزور سمجھتا ہوں اور تیرے لیے وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں دو آدمیوں پر حکومت نہ چلانا اور یتیم کے مال کو خود کے لیے اچھا نہ سمجھنا یعنی نہ خود کھانا بلکہ اس کی حفاظت کرنا۔

بخاری اور مسلم میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سات باتوں سے بچو! اصحابِ کرام رضی اللہ تعالیٰ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کیا ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا۔ جادو کرنا۔ اللہ نے جسے حرام کیا اسے ناحق قتل کرنا۔ سود کھانا۔ کسی یتیم کا مال کھانا۔

بزاز کی روایت ہے کہ گناہ کبیرہ سات ہیں۔ ان میں سے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا یعنی شرک کرنا۔ کسی کو ناحق قتل کرنا۔ سود کھانا۔ یتیم کا مال کھانا۔

حاکم نے معتبر سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان چار آدمیوں کو اللہ جنت میں داخل نہ کرے گا اور نہ ہی جنت کی نعمتوں سے انھیں لطف اندوز ہوتے دے گا۔ شرابی سود خور۔ ناحق یتیم کا مال کھانے والے اور والدین کے نافرمان۔

صحیح ابن حبان میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ کے ذریعے اہلِ یمن کو جو نامہ مبارک لکھا اس میں تحریر تھا اس میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ کے حضور سب سے بڑا گناہ کسی کو اس کا شریک ٹھہرانا۔ کسی اہلِ ایمان کو ناحق قتل کرنا۔ جنگ میں جہاد فی سبیل اللہ سے فرار ہونا۔ والدین کی نافرمانی۔ پاکباز عورتوں پر بہتان لگانا۔ جادو سیکھنا۔ سود کھانا اور یتیم کا مال کھانا۔

ابو یعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔ روزِ حشر قبروں سے ایک ایسی قوم اٹھائی جائے گی جن کے منہ سے آگ بھڑک رہی ہوگی۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: یہ فرمانِ الٰہی ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ
فِي بُطُونِهِمْ نَارًا

بے شک وہ لوگ جو یتیموں کا مال ظلم کے طور پر کھاتے ہیں وہ تو ماسوائے
آگ کے کچھ پیٹ میں نہیں بھرتے۔

مسلم کی روایت ہے آپؐ نے فرمایا: معراج کی رات میں نے دیکھا کچھ لوگ ایسے تھے کہ ان پر مسلط افراد ان کا منہ کھول کر ان میں آگ کے پتھر ڈال رہے ہیں جو ان کی پیٹھ سے نکل رہے تھے۔ میں نے جبرائیلؑ سے پوچھا: یہ لوگ کون ہیں؟ انھوں نے کہا: جو لوگ یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اُن کے پیٹ میں آگ کے پتھر ڈال رہے ہیں

تفسیر قرطبی میں حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معراج کی رات میں نے ایسی قوم کو دیکھا ان کے ہونٹ اونٹ کے ہونٹوں

جیسے تھے۔ ان پر مسلط فرشتے ان کو پکڑ کر ان کے منہ میں آگ کے پتھر ڈال رہے تھے جو ان کی پیٹھ کے راستے سے نکل رہے تھے۔ میں نے پوچھا: اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے بتایا: یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ظلم کے ساتھ کھاتے تھے۔

(۵۶)

تکبّر کی مذمت

ہم تکبر کی مذمت میں کچھ لکھنا چاہتے ہیں، اس لیے کہ یہ بہت ہی منحوس کام ہے اور اس کا انجام بہت برا ہے۔ یہ پہلا گناہ ہے جو ابلیس سے سرزد ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر لعنت کی اور اسے جنت سے نکال دیا جس کی فراخی زمین و آسمان کے برابر ہے اور اسے دوزخ میں ڈال دیا۔

حدیثِ قدسی ہے: "کبریائی میری چادر اور عظمت میرا لباس ہے، جس نے مجھ سے کسی ایک میں جھگڑا کیا، میں اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا اور مجھے پرواہ نہیں۔"

منقول ہے کہ متکبرین کو انسانی صورت میں چیونٹیوں کے برابر بنا کر لایا جائے گا۔ ہر طرف سے ان پر ذلت ہوگی اور انھیں طینۃ الجنال یعنی ہلاکت کا گارا پلایا جائے گا۔ اس سے مراد دوزخیوں کے زخموں کا نچوڑ یعنی پیپ اور بدبودار گندا لہو ہے۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تین آدمیوں سے کلام نہیں کرے گا اور نہ ان کی طرف نظرِ رحمت فرمائے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب تیار ہے۔

۱، بوڑھا زانی۔ ۲، ظالم بادشاہ۔ ۳، متکبر غریب۔

مرادِ رسول سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے یہ آیت پڑھی۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ (البقرۃ ۲۰۶)

اور جب اسے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈرو، تو اس کو پکڑتی ہے عزت گناہ کے ساتھ

تو فرمایا: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ایک آدمی اٹھا تاکہ نیکی کا حکم کرے، تو اسے قتل کر دیا گیا، پھر دوسرا اٹھا اور کہا: تم نیکی کا حکم کرنے والوں کو قتل کرتے ہو؟ تو متکبر نے اسے بھی قتل کر دیا

اور یہ سب کام تکبر کی وجہ سے کیا۔

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا فرمان ہے: انسان کا یہ گناہ کافی ہے کہ اسے کہا جائے اللہ سے ڈرو اور یہ کہے: جا، اپنا کام کر۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو فرمایا: دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے کہا: مجھ سے یہ نہیں ہوتا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تجھ سے یہ نہ ہو۔ اس نے دائیں ہاتھ سے محض تکبر کی وجہ سے کھانے سے انکار کر دیا تھا۔ راوی بتاتے ہیں کہ اس کے بعد اس کا (دایاں) ہاتھ کبھی نہیں اٹھا، یعنی مفلوج ہو کر رہ گیا۔

روایت ہے کہ حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسا آدمی ہوں کہ مجھے جمال پسند ہے۔ آپ کی کیا رائے ہے کہ یہ تکبر ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں: تکبر یہ ہے کہ حق کو ناپسند کرے اور لوگوں کو حقیر سمجھے، حالانکہ وہ بھی اللہ کے اسی طرح بندے ہیں یا اس سے بھی بہتر ہیں۔

حضرت وہب بن منبہ رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب فرعون سے کہا: تم ایمان لے آؤ اور حکومت تیری ہی رہے گی، تو اس نے کہا: میں ہامان سے مشورہ کر لوں اس نے ہامان سے مشورہ کیا، تو ہامان کہنے لگا: ایک تو تم رب بنے بیٹھے تھے، لوگ تیری عبادت کرتے تھے اور اب بندہ بنے گا کہ تو عبادت کرے، چنانچہ اسے اللہ تعالیٰ کی عبادت سے نفرت ہوئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تابعداروں سے نفرت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے غرق کر دیا۔

لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ (الزخرف-۳۱)

کیوں نہ اتارا گیا قرآن ایک بڑے مرد پران بستیوں میں سے (یعنی مکہ وطائف)

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا قول ہے: دو بستیوں میں سے بڑے آدمیوں سے ان کی مراد ولید بن مغیرہ اور ابو مسعود ثقفی تھے۔ قریش مکہ نے ان کا ذکر اس لیے کیا تھا کہ وہ ظاہری اسباب دنیا میں (بزعم خود) حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے بڑھے ہوئے تھے ان کے نزدیک محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتیم تھے اللہ نے انہیں کیسے ہمارے لیے بھیجا ہے۔ اس سلسلہ میں اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

اَھُمۡ یَقۡسِمُوۡنَ رَحۡمَةَ رَبِّکَ ۔ (الزخرف ۳۲)

کیا وہ تیرے رب کی رحمت تقسیم کرتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے جہنم میں داخل ہونے کے وقت ان کے اس تعجب کی گواہی دی ہے جبکہ انھوں نے اصحاب صفہ کو جنھیں وہ حقیر گردانتے تھے۔ جہنم میں نہ دیکھا تھا پھر وہ کہیں گے۔

مَا لَنَا لَا نَرٰی رِجَالًا کُنَّا نَعُدُّھُمۡ مِّنَ الۡاَشۡرَارِ

اور ہمیں کیا ہو گیا کہ ہم ان لوگوں کو نہیں دیکھتے جنھیں ہم شریر شمار کرتے تھے

روایت ہے الشرار سے ان کی مراد حضرت عمارؓ، بلالؓ، صہیبؓ اور مقداد رضی اللہ عنہم تھے۔

حضرت وہب رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ علم آسمان سے نازل ہونے والے صاف منہ کے پانی کی طرح ہے جسے درخت خوب رگیں بھر کر پیتے ہیں۔ بعدازاں اپنے ذائقہ کے مطابق اسے بدل لیتے ہیں کڑوا درخت ہو تو اس سے اس کی کڑواہٹ میں اضافہ ہوتا ہے میٹھا ہو تو اس کی مٹھاس میں اضافہ ہوتا ہے اسی طرح علم بھی ہے جسے اپنی ہمت کے مطابق یاد رکھتے ہیں۔ متکبر اسے سیکھ کر متکبر بن جاتا ہے۔ عاجزی کرنے والا علم سیکھ کر متواضع بن جاتا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ جس کا مقصود ہی تکبر ہو اور وہ جاہل ہو جب علم حاصل کرے گا پھر اس کے مل جانے پر خوب تکبر کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کا ڈر رکھنے والا اگرچہ جاہل ہی کیوں نہ ہو جب علم حاصل کرے گا تو جان لے گا کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی حجت قائم ہو گئی ہے لہٰذا مجھے اللہ سے ڈرنا ہے لہٰذا اس میں اللہ کا خوف زیادہ ہو گا وہ پہلے سے زیادہ تواضع کرنے لگے گا۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک قوم ہو گی جو قرآن پڑھے گی مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا وہ کہیں گے ہم نے قرآن پڑھا ہم سے اچھا قاری تو لاؤ! پھر آپ نے اصحاب کرامؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا: وہ مسلمانوں میں سے ہوں گے مگر دوزخ کا ایندھن بنیں گے۔

روایت بیان کی گئی ہے بنی اسرائیل میں ایک ایسا شخص گزرا ہے جس نے اپنے گناہوں سے بنی اسرائیل کو عاجز کر رکھا تھا اسے اس بنا پر خلیع کہتے تھے یہ ایک ایسے عابد کے قریب

سے گزرا جس کی عبادت کے سبب اس کے سر پر ابر سایہ کیے رہتا تھا۔ اس نے خیال کیا یہ بنی اسرائیل کا عابد ہے میں گناہ گار ہوں اگر اس کے پاس بیٹھ جاؤں تو شاید اللہ تعالیٰ رحم فرما ہی دے۔ عابد کو خیال گزرا اگر یہاں بیٹھا تو میری بدنامی ہوگی خواہ مخواہ شرمندگی کا منہ دیکھنا پڑے گا اس نے اس شخص سے نفرت کرتے ہوئے کہا: مجھ سے دور ہو جا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اس زمانے کے نبی کو وحی سے فرمایا کہ ان دونوں سے کہو کہ دوبارہ عمل کرنا شروع کریں کیونکہ میں نے اوباش کو صاف کر دیا اور اس عابد کی عبادت ختم کر دی اس کے اعمال برباد کر دیئے۔

دوسری روایت ہے کہ عابد کے سر سے ابر ہٹ گیا اس توبہ کرنے والے کے سر پر آ گیا۔

روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ایک آدمی کا ذکر کیا گیا ایک دن وہ آدمی سامنے آ گیا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ وہ آدمی ہے جس کا ہم نے ذکر کیا تھا آپ نے فرمایا: اس کے چہرے پر تو شیطان کا اثر ہے۔ اس نے آپ کو سلام کیا اور قریب بیٹھ گیا آپ نے فرمایا: تجھے میں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا یہ تیرے دل میں بات آئی تھی کہ تجھ سے بہتر تیری قوم میں کوئی نہیں؟ اس نے کہا: ہاں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نور نبوت سے اس کے دل میں موجود تکبر کا اثر اس کے چہرے پر دیکھ لیا۔

حضرت حارث بن الجزا الزبیدی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے: مجھے ایسے قاری پر تعجب آتا ہے جسے میں ہنستے ہوئے سلام کرتا ہوں اور وہ تیوری چڑھا کر اپنے علم کا مجھ پر احسان جتاتا ہے اللہ تعالیٰ قاریوں کی کثرت ختم کر دے۔

روایت ہے کہ ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک آدمی سے تلخ کلامی کرتے ہوئے کہا: اے کالی کے بیٹے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو ذر بہت کچھ ہو گیا کسی سفید کو سیاہ پر فضیلت نہیں ہے۔ اس پر میں لیٹ گیا اور اس شخص سے کہا: اٹھو میرے رخسار پر پاؤں رکھو۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ اجمعین کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی محبوب نہ تھا۔ جب وہ حضور کو دیکھتے تو کھڑے نہ ہوتے کیونکہ انہیں

علم تھا کہ آپؐ اس کو اچھا نہ سمجھتے تھے۔ حضورؐ بعض اوقات اپنے اصحابہ کے ہمراہ چلتے تو انھیں آگے چلنے کا حکم فرما دیتے اور خود ان کے درمیان چلتے تا کہ انھیں تعلیم ہو۔ آپؐ یہ نفس کو وسوسوں سے پاک رکھنے کے لیے کرتے۔ آپؐ بوقتِ نماز نیا کپڑا اتار کر پرانا پہن لیتے۔ اس میں بھی یہی حکمت تھی۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو شخص کسی دوزخی کو دیکھنا چاہے وہ اس آدمی کو دیکھے جو خود تو بیٹھا ہو اور لوگ اس کے سامنے کھڑے ہوں۔

۵۷

تواضع اور قناعت

جناب ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندہ اگر معافی مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت بڑھاتا ہے جو اللہ کی خاطر تواضع کرتا ہے اللہ اسی قدر اس کی عزت میں اضافہ کرتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کے ساتھ دو فرشتے مقرر کیے ہیں انسان کے ساتھ فہم و فراست کا نور ہوتا ہے اگر انسان تکبر کرتا ہے تو فرشتے اس سے دانائی چھین لیتے ہیں اور کہتے ہیں یا اللہ اسے ذلیل کر۔ اگر وہ تواضع کرتا ہے تو کہتے ہیں یا اللہ اسے سربلند فرما۔

ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ وہ مبارک کا مستحق ہے جس نے تونگری میں تواضع کی۔ جمع کردہ مال کو احسن طریق سے اللہ کی راہ میں خرچ کیا۔ تنگ دست اور مفلسوں پر مہربانی فرمائی، علماء اور اہلِ دانش سے میل ملاپ رکھا۔

روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ اجمعین کے ساتھ اپنے گھر میں کھانا کھا رہے تھے اتنے میں ایک سائل آیا جسے بیماری تھی اس کی بیماری سے قریش کے کسی شخص نے کراہت محسوس کی۔ آپؐ نے اسے اپنے زانو کے قریب بٹھایا اور کھانا کھلانا۔ آپؐ نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے دو باتوں کا اختیار دیا ہے ایک یہ ہے کہ بندہ اور رسول بنوں یا نبی یا فرشتہ بنوں یا بادشاہ میں نہیں جانتا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ میں نے ملائکہ میں سے جبرائیل علیہ السلام کی طرف رجوع کیا انھوں

نے کہا: اپنے اللہ کے سامنے آپ تواضع اختیار کریں۔ پس میں نے عرض کیا: میں بندہ اور رسول ہونا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے بذریعہ وحی فرمایا: میں اس شخص کی نماز قبول کرتا ہوں جو میری عظمت کے سامنے انکساری اور تواضع کرتا ہے اور متکبر نہ ہے اور مجھ سے خائف ہے۔

فرمانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: کرم تقویٰ کا عزت تواضع کا اور یقین بے نیازی کا نام ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان ہے: دنیا میں تواضع کرنے والوں کو مبارک ہو، وہ قیامت کے دن بلند کرسیوں پر بیٹھے ہوں گے اور دنیا میں اصلاح کرنے والے خوشخبری کے مستحق ہیں۔ وہ قیامت کو فردوس کے وارث ہوں گے۔ دلوں کو پاک رکھنے والے دیدارِ الٰہی سے مشرف ہوں گے۔

بعض محدثین سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ کسی بندے کو اسلام کی دولت عطا کرے اور اسلام ہی اسے محبوب ہو جائے اور اس کام میں لگا دے جس میں برائی نہ ہو۔ اسے روزی کے ساتھ تواضع بھی نصیب ہو تو یاد رکھو کہ اللہ کا پسندیدہ بندہ ہے۔

سرورِ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: چار چیزیں اللہ تعالیٰ اسے عطا کرتا ہے جسے وہ پسند کرتا ہے۔ خاموشی یہ عبادت کی پہل ہے۔ توکل، تواضع اور دنیا سے بے رغبت رہنا

روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھا رہے تھے ایک حبشی آیا جس کو چیچک تھی اس کی جلد کا رنگ بھی خراب ہو چکا تھا جس کے پاس بیٹھتا لوگ اس کے قریب سے اٹھ کر چلے جاتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے قریب بٹھا لیا اور فرمایا: مجھے اس آدمی پر تعجب آتا ہے جو اپنے ہاتھ میں ایسا زخم لئے پھرے جو لوگوں کے لیے باعثِ آزار ہو اور اس کے لیے ضروری ہے کہ اپنا تکبر دور کرے۔ محنت و مزدوری کر کے اپنا اور اہلِ خانہ کا پیٹ پالے۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحابہ (رضی اللہ تعالیٰ) سے فرمایا: کیا وجہ ہے میں تم میں عبادت کی شیرینی نہیں پاتا۔ اصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ اجمعین نے عرض کیا حضور عبادت کی شیرینی سے کیا مراد ہے۔ آپ نے فرمایا: تواضع۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: تم میری امت میں سے تواضع کرنے والوں کو دیکھو تو

انسے تواضع سے پیش آؤ۔ جب تم متکبرین کو دیکھو تو ان سے متکبر بن کر پیش آؤ تاکہ ان کی ذلت ہو۔ یعنی تکبر کی انھیں سزا دو۔

ایک شاعر نے کہا ہے:

تَوَاضَعْ تَكُنْ كَالنَّجْمِ لَاحَ لِنَاظِرٍ
عَلٰى صَفَحَاتِ الْمَاءِ وَهُوَ رَفِيعُ

تواضع کر جو اس ستارے کی طرح ہو جو دیکھنے والے کو اگرچہ پانی کی سطح پر نظر آتا ہے لیکن وہ بہت بلند ہوتا ہے۔

وَلَا تَكُ كَالدُّخَانِ يَعْلُوْ بِنَفْسِهٖ
عَلٰى طَبَقَاتِ الْجَوِّ وَهُوَ وَضِيعٌ

دھوئیں کی مانند نہ بن جو فضا میں خود کو بلند کرتا ہے لیکن وہ بیکار شے ہونے کی وجہ سے اس کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔

گذشتہ اوراق کے علاوہ قناعت کی فضیلت میں مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کی عزت اس بات میں ہے کہ وہ لوگوں سے بے نیاز رہے۔ چنانچہ قناعت میں آزادی اور عزت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کہا کرتے ہیں: جس سے چاہے مستغنی ہو جا تو اس کی نظیر بن جائے گا اور جس پر چاہے احسان کر، تو اس کا حاکم بن جائے گا۔ تھوڑا بقدر کفایت تیرے لیے بہتر ہے، اس سے زیادہ جو سرکشی پیدا کرے۔

بعض علماء کا فرمان ہے: ہم نے غنا کو قناعت سے افضل نہیں دیکھا اور نہ ہی فقر کو لالچ سے زیادہ سخت دیکھا۔ اس کے بعد یہ اشعار پڑھے ؂

أَفَادَتْنِي الْقَنَاعَةُ ثَوْبَ عِزٍّ
وَأَيُّ غِنًى أَعَزُّ مِنَ الْقَنَاعَةِ

قناعت نے مجھے عزت کا لباس دیا۔ لہٰذا قناعت سے بڑھ کر کوئی غنا ہے؟

فَصَيِّرْهَا لِنَفْسِكَ رَأْسَ مَالٍ
وَصَيِّرْ بَعْدَهَا التَّقْوٰى بِضَاعَةً

تیرے نفس کا اصل زر صبر ہے، اور اس کے بعد تقویٰ ہی اس کا سرمایۂ افتخار ہے۔

تَجَلَّدْ بِعَيْنٍ تُغْنِيْ عَنْ خَلِيْلٍ

وَتَنْعَمُ فِي الْجِنَانِ بِصَبْرِ سَاعَةٍ

ایک ساعت صبر کر، تو دوست کا محتاج نہ رہے گا اور ایک گھڑی صبر کرے گا، تو جنت کی نعمتیں پائے گا۔

قَنِّعِ النَّفْسَ بِالْكَفَافِ وَإِلَّا

طَلَبَتْ مِنْكَ فَوْقَ مَا يَكْفِيْهَا

دل کو بقدرِ کفایت پر قناعت دے، ورنہ وہ تجھ سے بقدرِ کفایت سے بھی زیادہ طلب کرے گا۔

إِنَّمَا أَنْتَ طُوْلَ عُمْرِكَ مَا عُمِّرْتَ

فِي السَّاعَةِ الَّتِيْ أَنْتَ فِيْهَا

تونے طویل عمر گزاری، مگر تو نے اس گھڑی کے بارے میں کچھ نہ کیا جس میں اب تو ہے۔

ایک شاعر کا کلام ہے ؎

وَلَا تُتْعِبِ النَّفْسَ فِيْ تَحْصِيْلِهِ

إِنْ كَانَ ثَمَّ نَصِيْبٌ وَصَلَ

اور اس کے حصول میں جان کو تکلیف نہ دے، اگر نصیب ہے تو ملے گا۔

ایک شاعر کا کلام ہے ؎

إِذَا أَعْطَشَتْكَ أَكُفُّ اللِّئَامِ!

كَفَتْكَ الْقَنَاعَةُ شِبَعًا وَرِيًّا

جب تجھے کمینوں کا روک دینا پیاسا کر دے گا تو قناعت تجھے سیراب کر دے گی۔

فَكُنْ رَجُلًا رِجْلُهُ فِي الثَّرَىٰ

وَهَامَةُ هِمَّتِهِ فِي الثُّرَيَّا

پس ایسا آدمی بن کہ اس کے پاؤں زمین تلے ہوں لیکن اس کے عزائم ثریا پر بلند ہوں۔

ایک اور شاعر کا کلام ہے ؎

يَا طَالِبَ الرِّزْقِ الْهَنِيِّ بِقُوَّةٍ
هَيْهَاتَ أَنْتَ بِبَاطِلٍ مَشْغُوفٌ

اے روزی کے طالب، تو قوت کا غلام ہوا، کاش تو باطل پر فریفتہ نہ ہوتا۔

رَعَتِ الْأُسُودُ بِقُوَّةٍ جِيفَ الْفَلَا
وَرَعَى الذُّبَابُ الشَّهْدَ وَهُوَ ضَعِيفٌ

قوت کے ساتھ جنگل کے شیروں نے مردار پر حکمرانی کی اور مکھیاں کمزور ہیں لیکن شہد اور موم پر حکمران بضرور ہیں۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب تکلیف آتی، تو اپنے گھر والوں کو فرماتے: اٹھو، نماز پڑھو، اور فرماتے: مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے اور یہ آیت پڑھتے۔

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا (طٰہٰ — ۱۳۲)

اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے، اور اس پر صبر رکھ۔

شاعر کا کلام ہے ؎

دَعِ التَّهَافُتَ فِي الدُّنْيَا وَزِينَتِهَا
وَلَا يَغُرَّنَّكَ الْإِكْثَارُ وَالْجَشَعُ

دنیا اور اس کی زینت میں ڈوب ڈوب جانے سے بچو، تم کثرت اور طمع کے فریب میں نہ پڑو۔

وَاقْنَعْ بِمَا قَسَمَ الرَّحْمٰنُ وَارْضَ بِهِ
إِنَّ الْقَنَاعَةَ مَالٌ لَيْسَ يَنْقَطِعُ

اللہ تعالیٰ جو رحمٰن ہے اس نے جو تیرے لیے تقسیم کر دیا، اس پر راضی ہو، یاد رکھ قناعت ایسا مال ہے، جو ختم نہیں ہوتا۔

وَخَلِّ دِينَكَ فُضُولُ الْعَيْشِ أَجْمَعُهَا
فَلَيْسَ فِيهَا إِذَا حُقِّقَتْ مُنْتَفَعُ

چھوڑ، تیرا سارا سامانِ عیش فضول ہے، جب یہ آخرت میں سامنے آئے گا تو اس میں تیرے

لیے کچھ نفع نہیں ہوگا۔

ایک اور شاعر کا کلام ہے:۔

اِقْنَعْ بِمَا تَلْقَاهُ مِنْ بَلْغَةٍ
فَلَيْسَ يَنْسٰى رَبُّنَا النَّمْلَةَ

جو کچھ ملے اس پر قناعت کر کیونکہ ہمارا رب چیونٹیوں کو بھی نہیں بھولتا۔

اِنْ اَقْبَلَ الدَّهْرُ فَقُمْ قَائِمًا
وَاِنْ تَوَلّٰى مُدْبِرًا نَمْ لَهٗ

اگر سارا زمانہ بے شمار مال لے آئے، تو کھڑا ہو جا یعنی لے لے اور اگر منہ پھیر لے تو سو جا۔
اور پرواہ نہ کر۔

ایک دانا کا قول ہے کہ خوبصورت لباس میں عزت نہیں، اس لیے کہ لباس پہننے کی نعمت حاصل کرنے اور خوبصورت لباس کے ساتھ زیبائش کرنے سے انسان غافل ہو کر رہ جاتا ہے اور دنیا کی طرف میلان کے باعث اسے دین کی کچھ پرواہ نہیں رہتی اور ایسا آدمی عجب اور تکبر سے کم ہی محفوظ رہتا ہے۔

ایک شاعر نے کہا ہے:۔

رَضِيْتُ مِنَ الدُّنْيَا بِلُقْمَةِ بَائِسٍ
وَلُبْسِ عَبَاءٍ لَا اُرِيْدُ سِوَاهُمَا

میں دنیا پر ایک تنگ حال کے لقمہ پر راضی ہوا اور ایک چغے پر، ان دونوں کے سوا میں کچھ نہیں چاہتا۔

لِاَنِّيْ رَاَيْتُ الدَّهْرَ لَيْسَ بِقَائِمٍ
فَدَهْرِيْ وَعُمْرِيْ فَانِيَانِ كِلَاهُمَا

اس لیے کہ میں نے زمانہ کو دیکھا، وہ باقی نہیں، پس زمانہ اور میری عمر دونوں ہی فانی ہیں۔

(۵۸)

فریبِ دُنیا

دنیا کے دو ہی حال ہیں، مسرت یا غم! اس لیے یہ تمام لوگوں کے حق میں نہیں ہوتی، اس کا رنگ بدلتا رہتا ہے، جیسا کہ حکیم مطلق تعالیٰ چاہتا ہے، ویسا ہی تغیر آتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ إِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ (ھود-۱۱۸)

اور ہمیشہ رہیں گے اختلاف کرتے، مگر جن پر تیرے رب نے رحم کیا۔

بعض مفسرین نے فرمایا: روزی میں مختلف رہتے ہیں کہ کبھی غناء، کبھی فقر، اس لیے یہ ضروری ہے کہ اگر دنیا ساتھ دے، تو اپنے اللہ کی عبادت و شکر ادا کرے اور نیکیاں کر کے اس کی طرف توجہ رکھے، اس لیے کہ وہی سب دکھیاروں کا ملجا و ماویٰ ہے اور دنیا کے فریب میں نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کافی ہے:۔

فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ (لقمٰن-۳۳)

پس تمھیں دنیا، زندگی کے فریب میں نہ ڈالے اور تم اللہ تعالیٰ پر مغرور نہ ہو جاؤ۔

ایک اور فرمان ہے:۔

وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَ غَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ (الحدید-۱۴)

اور لیکن تم نے اپنی جانوں کو فتنہ میں ڈالا اور تم منتظر تھے اور تم نے شک کیا اور تمھیں تمھاری آرزوؤں نے فریب دیا۔

یعنی اس کے فریب میں آنے سے نفرت دلائی گئی ہے:۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:۔ عقلمندوں کی نیند اور افطار کیا خوب ہے! وہ بیوقوفوں کی بیداری اور ان کی مشقت پر کیسے رشک کر سکتے ہیں، متقی انسان کا ذرہ بھر تقویٰ اور یقین تو ساری زمین کے فریب زدوں سے بہتر ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عقلمند وہ آدمی ہے کہ جو اپنے نفس کو قابو میں رکھے اور موت کے بعد کے لیے کام کرے اور احمق وہ ہے کہ جس کا نفس اپنی خواہشات کا تابع ہو اور اللہ پر خوب اُمیدیں لگاتا پھرے۔

ایک شاعر کا قول ہے ؎

وَمَنْ یَحْمِدِ الدُّنْیَا لِشَیْئٍ سَرَّهٗ
فَسَوْفَ لَعَمْرِیْ عَنْ قَلِیْلٍ یَلُوْمُهَا

اور جو دنیا کی تھوڑی سی مسرت پر تعریف کرے تو وہ جلد ہی اس پر قلت کے باعث ملامت بھی کرے گا۔

اِذَا اَدْبَرَتْ کَانَتْ عَلَی الْمَرْءِ حَسْرَةً
وَاِنْ اَقْبَلَتْ کَانَتْ کَثِیْرًا هُمُوْمُهَا

جب واپس جائے تو انسان پر حسرت طاری ہو جائے اور جب آئے تو اس کی پریشانیاں بہت ہیں۔

ایک شاعر نے خوب کہا ہے:

تَاللّٰهِ لَوْ کَانَتِ الدُّنْیَا بِاَجْمَعِهَا
تَبْقٰی عَلَیْنَا وَیَاْتِیْ رِزْقُهَا رَغَدًا

اللہ کی قسم! اگر ساری دنیا بھی ہم پر باقی رہے اور اس کی روزی خوب بافراغت ملا کرے۔

مَا کَانَ فِیْ حَقِّ حُرٍّ اَنْ یَّذِلَّ لَهَا
فَکَیْفَ وَهِیَ مَتَاعٌ یَضْمَحِلُّ غَدًا

تو بھی شریف کے لیے مناسب نہیں کہ اس کی خاطر ذلیل ہو اور جب سامانِ دنیا ہی کل ختم ہو رہا ہے، تو پھر کیوں ذلیل رہو۔

ابن بسام کا قول ہے ؎

اُفٍّ لِدُنْیَا وَاِیَّا مِهَا
فَاِنَّهَا لِلْحُزْنِ مَخْلُوْقَةٌ

دنیا اور اس کے ایام پر تف ہے، یہ تو صرف غم کے لیے پیدا ہوئی ہے۔

غُمُومُهَا لَا تَنْقَضِي سَاعَةٍ
عَنْ مَلِكٍ فِيهَا سُوقَةٍ

اس کے غم ایک گھڑی بھی ختم نہیں ہوئے، نہ بادشاہ کے نہ عام آدمی سے۔

يَا عَجَبًا مِنْهَا وَمِنْ شَأْنِهَا
عَدُوَّةٌ لِلنَّاسِ مَعْشُوقَةٌ

دنیا اور اس کے حال پر حیرت ہے، یہ لوگوں کی دشمن ہے اور لوگ اس کے عاشق ہیں۔

ایک اور شاعر نے کہا ہے

وَقَائِلَةٌ أَرَى الْأَيَّامَ تُعْطِي
لِئَامَ النَّاسِ مِنْ رِزْقٍ حَثِيثٍ

اور کہتی ہے کہ میں دیکھتی ہوں کہ دن، کمینے لوگوں کو کس تیزی سے روزی دیتے ہیں۔

وَتَمْنَعُ مَنْ لَهُ شَرَفٌ وَفَضْلٌ
فَقُلْتُ لَهَا خُذِي أَصْلَ الْحَدِيثِ

اور جس میں شرف وفضیلت ہو، اسے روک دے، میں نے اسے کہا اصل بات لو اور اصلیت بتاؤ

رَأَتْ جُلَّ الْمَكَاسِبِ مِنْ حَرَامٍ
فَجَادَتْ بِالْخَبِيثِ عَلَى الْخَبِيثِ

اصل بات بتاتے ہوئے اس نے کہا: یہ رائے ہے کہ اس کی سب کمائی حرام کی ہے۔ اب اس نے پلید کی، پلید پر سخاوت کی یعنی گندا مال، خبیث آدمی کو دیا اور گندگی بڑھا دی۔

ایک شاعر کا کلام ہے:

سَلِ الْأَيَّامَ مَا فَعَلَتْ بِكِسْرَى
وَقَيْصَرَ وَالْقُصُورَ وَسَاكِنِيهَا

دنوں سے پوچھو کہ انھوں نے کیا سلوک کیا، کسریٰ کے ساتھ، قیصر کے ساتھ اور محلات اور ان کے مکینوں کے ساتھ۔

أَمَا اسْتَدْعَتْهُمْ لِلْبَيْنِ طُرًّا
فَلَمْ تَدَعِ الْحَلِيْمَ وَلَا السَّفِيْهَا

کیا انھوں نے سب کو جدا جدا نہیں کر دیا؟ پس نہ بُردبار کو چھوڑا نہ بیوقوف کو

حکایت حکایت ہے کہ ایک عربی ایک قوم کے پاس گیا، انھوں نے اسے کھانا پیش کیا۔ اس نے کھایا، پھر ان کے خیمے کے سایہ میں سو گیا۔ ان لوگوں نے خیمے اکھاڑے۔ عربی کو دھوپ کی تیزی محسوس ہوئی تو بیدار ہوا اور چلا گیا اور کہہ رہا تھا ؎

أَلَا إِنَّمَا الدُّنْيَا كَظِلِّ بُنْيَتِهِ
وَلَا بُدَّ يَوْمًا اِنَّ ظِلَّكَ زَائِلٌ

خبردار! دنیا ایک عمارت کے سائے کی طرح ہے، ایک دن اس کا سایہ ضرور ختم ہونے والا ہے۔

ایک شعر یہ بھی ہے ؎

أَلَا إِنَّمَا الدُّنْيَا مَقِيْلٌ لِرَاكِبٍ
قَضٰى وَطَرًا مِنْ مَنْزِلٍ ثُمَّ هَجَرَا

خبردار! دنیا ایک سوار (مسافر) کی آرام گاہ ہے جس نے اس میں ذرا آرام کیا اور چلا گیا۔

ایک دانا نے اپنی ساتھی کو کہا: داعی نے تجھے سنا دیا۔ طالب نے تجھے عذر پیش کر دیا اور سب سے بڑا وہ مجرم ہے جس نے یقین و ایمان کو برباد کیا اور نیکی نہ کی۔

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے: اللہ کے ڈر کے لیے علم کافی ہے اور اللہ پر مغرور ہونے کے لیے جہالت کافی ہے۔

اللہ کے حبیب رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے دنیا سے محبت کی اور اس پر خوش ہوا اس کے دل سے آخرت کا خوف جاتا رہا۔

ایک بزرگ کا فرمان ہے: بندے پر دنیا کے رہ جانے پر غم کرنے کے مطابق محاسبہ ہوگا اور دنیا پر جس قدر مسرور ہونے کا موقع ملا، اس پر محاسبہ ہوا۔

آج کل تم حرام کے بارے میں بھی یہ کہہ دیتے ہو کہ اس میں کوئی حرج نہیں، مگر سلف صالحین حلال میں بھی زیادہ زاہد تھے اور حرام تو ان کے ہاں تباہ کن اشیاء میں سے سمجھا جاتا تھا

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ عام طور پر مسعر بن کرام کے حسب ذیل اشعار کا نمونہ تھے ؎

نَهَارُكَ يَا مَغْرُورُ سَهْوٌ وَغَفْلَةٌ
وَلَيْلُكَ نَوْمٌ وَالرَّدٰى لَكَ لَازِمٌ

اے نیند و غفلت کے فریب زدہ، تیرا دن بھی نیند ہو جائے اور موت تجھ پر آنی ہی ہے۔

يَغُرُّكَ مَا يَفْنٰى وَتَفْرَحُ بِالْمُنٰى
كَمَا غَرَّ بِاللَّذَّاتِ فِي النَّوْمِ حَالِمُ

ختم ہونے والی چیزیں تجھے فریب میں ڈالے ہوئے ہیں اور تو موت پر خوش ہوا جیسا کہ خواب دیکھنے والا نیند میں لذتوں پر فریب کھائے ہیں۔

وَشُغْلُكَ فِيْهَا سَوْفَ تَكْرَهُ غِبَّهٗ
كَذٰلِكَ فِي الدُّنْيَا تَعِيْشُ الْبَهَائِمُ

اس میں تیرا انہماک ایسا ہے کہ جلد ہی اس کی جدائی ناپسند کرے گا اس طرح دنیا میں چوپائے زندگی گزارتے ہیں۔

۵۹

مذمّتِ دُنیا

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ثعلبہ بن حاطب نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ وہ مجھے مال عطا کرے۔ آپ نے فرمایا: اے ثعلبہ! کیا میرے اندر تیرے لیے طریقہ (حسنہ) نہیں ہے؟ یا تو اس پر راضی نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی کی طرح ہو تا کہ ان کی اتباع کرے اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے، اگر میں چاہوں کہ میرے ساتھ ساتھ سونے، چاندی کے پہاڑ چلیں، تو وہ چلیں گے۔ اس نے کہا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا۔ اگر آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے مال عطا کرے، تو میں ہر حق دار کو اس کا حق دوں گا اور ضرور ایسے ایسے نیک کام کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے دعا فرمائی اے اللہ! ثعلبہ کو مال عطا کر، چنانچہ اس نے بکریاں پالیں، وہ کیڑوں کی طرح بڑھنے لگیں اور مدینہ منورہ کے ساتھ ایک وادی میں رہنے لگا اور ظہر و عصر کی نماز با جماعت اور باقی کی جماعت چھوڑ دی۔ پھر ان میں اضافہ ہوا، یہاں تک کہ وہ اور دور چلا گیا۔ اب جمعہ کے سوا تمام نمازوں کی (جماعت) چھوڑ دی۔ بکریوں کا حال یہ تھا کہ وہ کیڑوں کی طرح بڑھ رہی تھیں۔ آخر کار جمعہ بھی چھوڑ دیا اور جمعہ کے دن جمعہ پڑھ کر آنے والے سواروں سے ہی مل لیا کرتا اور ان سے مدینہ منورہ کے حالات معلوم کر لیتا۔ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں دریافت کیا کہ ثعلبہ بن حاطب کا کیا ہوا؟ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے بکریاں پال لیں۔ اب مدینہ منورہ کی زمین اس پر تنگ ہو گئی اور سارے حالات بتائے۔ آپ نے فرمایا: ثعلبہ کی بربادی ہے، ثعلبہ کی بربادی ہے۔ راوی بتاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کا حکم نازل کیا۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ (التوبہ ۱۰۳)

ان کے مالوں کا صدقہ (زکوٰۃ) لو وہ انھیں پاک کرے گی، ان کا تزکیہ کرے گی اور ان کے لیے دعائے رحمت اس لیے کہ آپ کی دعا ان کے لیے تسکین کا سامان ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کا حکم دیا، چنانچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہینہ کا ایک آدمی اور بنی سلیم زکوٰۃ جمع کرنے کے لیے اور دونوں کو خط لکھ دیا کہ وہ زکوٰۃ وصول کریں اور حکم دیا کہ دونوں جاؤ اور مسلمانوں سے زکوٰۃ جمع کرو اور فرمایا: دونوں ثعلبہ بن حاطب اور بنی سلیم کے فلاں آدمی کے پاس جاؤ اور دونوں سے زکوٰۃ لو۔ جب وہ نکل کر ثعلبہ کے پاس آئے اور اسے زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے کہا اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط پڑھایا تو اس نے کہا: یہ تو جزیہ ہے، یہ تو جزیہ ہے، یہ تو جزیہ کی بہن ہے۔ جاؤ، پہلے فارغ ہو کر واپس میرے پاس آؤ۔ وہ دونوں سلیمی کے پاس گئے، وہ ان کی بات سن کر اٹھا اور بہترین اونٹ دیکھ کر زکوٰۃ کے لیے الگ کیے اور لے کر حاضر ہوا۔ جب انھوں نے دیکھا تو کہا: یہ تم پر لازم نہیں ہے اور ہم نہیں چاہتے کہ عمدہ ہی اونٹ لیں۔ اس نے کہا: ٹھیک ہے، میرا دل ان کو دینے پر خوش ہے اور یہی تم لو گے۔ جب

وہ اس کی زکوٰۃ لے کر فارغ ہوئے اور وہاں سے واپس آئے تو ثعلبہ کے پاس سے گزرے اور اس سے زکوٰۃ طلب کی۔ اس نے کہا: مجھے مکتوب دکھاؤ۔ اس نے اسے دیکھا اور کہا: یہ جزیہ کی بہن ہے، جاؤ، میں اپنی رائے دیکھتا ہوں۔ وہ دونوں واپس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ ان سے بات کرنے سے پہلے آپ نے انھیں دیکھ کر فرمایا، ثعلبہ کے لیے بربادی ہے اور سلیمی کے لیے دعا فرمائی۔ پھر دونوں نے ثعلبی کی بات بتائی اور جو سلیمی نے نیک عمل کیا، وہ بتایا اللہ تعالیٰ نے ثعلبہ کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی:

لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ
فَلَمَّآ اٰتٰهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ
مُّعْرِضُوْنَ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ
بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝

(التوبہ ۷۵ - ۷۷)

اور ان میں سے بعض نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا، اگر اس نے ہمیں اپنا فضل (مال) دیا تو ہم ضرور صدقہ کریں گے اور ہم ضرور نیکوں میں سے ہوں گے۔ پس جب ان کے پاس فضل آیا تو انھوں نے اس پر بخل کیا اور اعراض کیا اور وہ ہیں ہی اعراض کرنے والے، پس اس کے بعد نفاق آیا، اس دن تک کہ وہ اسے ملیں گے۔ اس وجہ سے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ سے جو وعدہ کیا تھا اس کے خلاف کیا اور اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ثعلبہ کے رشتہ داروں میں سے ایک آدمی تھا اس نے اس کے بارے میں جو نازل ہوا، وہ جان کر نکلا اور کہا: ثعلبہ تیری ماں نہ ہوتی، اللہ تعالیٰ نے تیرے بارے میں یہ آیات نازل فرمائی ہیں۔ اب ثعلبہ مال لے کر نکلا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور درخواست کی کہ اسے قبول کرلیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے تیری زکوٰۃ لینے سے منع فرما دیا ہے۔ یہ سن کر وہ اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تیرا اپنا فعل ہے۔ میں نے تجھے حکم دیا تو نے میری اطاعت نہیں کی۔ جب آپ نے اس

کی زکوٰۃ لینے سے قطعاً انکار کر دیا تو وہ اپنے گھر چلا گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد دوبارہ زکوٰۃ لے کر حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا تو انھوں نے بھی زکوٰۃ قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ ان کی وفات کے بعد حضرت مراد رسول عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ کے پاس زکوٰۃ لے کر آیا، تو انھوں نے بھی قبول کرنے سے انکار کر دیا اور حضرت عثمان ذوالنورین غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے بعد مرا۔

امام جریر حضرت لیث رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت عیسیٰ السلام کے ہمراہ ہو گیا اور عرض کیا: میں آپ کے ساتھ آپ کا ساتھی رہوں گا۔ وہ دونوں چلے اور دریا کے کنارے پر پہنچے اور بیٹھ کر صبح کا کھانا کھانے لگے۔ ان کے پاس تین روٹیاں تھیں۔ دو روٹیاں کھا لیں اور تیسری روٹی باقی رہ گئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اٹھ کر دریا سے جو پانی پیا، پھر واپس آئے تو روٹی نہیں تھی انھوں نے اس آدمی سے پوچھا کہ روٹی کس نے لی؟ اس نے کہا: مجھے خبر نہیں۔ پھر وہ چل پڑے اور ان کا ساتھی بھی ہمراہ تھا۔ انھوں نے ایک ہرنی دیکھی اور اس کے ساتھ اس کے بچے تھے۔ انھوں نے ایک کو بلایا وہ آگیا۔ اسے ذبح کیا اور بھون کر ان میں سے انھوں نے اور ان کے ساتھی نے کھایا۔ پھر ہرنی کے بچے کو فرمایا: اٹھو، اللہ کے حکم سے، وہ اٹھا اور چلا گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس آدمی کو کہا: میں اس ذات کی قسم دے کر تجھے پوچھتا ہوں کہ جس کے نام سے میں نے تجھے یہ معجزہ دکھایا کس نے روٹی لی؟ اس نے کہا: مجھے خبر نہیں۔ پھر دونوں پانی کی ایک وادی کی طرف چلے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس آدمی کا ہاتھ پکڑ لیا اور پانی پر چل پڑے۔ جب گزر گئے، پھر پوچھا: میں تجھے اس ذات کی قسم دیتا ہوں کہ جس کے حکم سے تجھے یہ معجزہ دکھایا۔ بتاؤ، روٹی کس نے لی؟ اس نے کہا: مجھے خبر نہیں۔ پھر وہ چل کر ایک جنگل میں پہنچے اور بیٹھ گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کچھ مٹی جمع کی اور اس کو فرمایا: اللہ کے حکم سے سونا بن جاؤ! وہ سونا بن گئی۔ آپ نے اسے تین حصوں میں تقسیم کر دیا اور فرمایا: تہائی میرا ہے، تہائی تیرا ہے اور تہائی اس کا ہے جس نے روٹی لی، اس نے کہا: میں نے روٹی لی تھی۔ آپ نے فرمایا: یہ سب تیرا ہے۔ پھر حضرت عیسیٰ السلام اس سے الگ ہو گئے۔ اس آدمی کے پاس جنگل میں دو آدمی پہنچ گئے اور دیکھا کہ اس کے پاس مال ہے۔ انھوں نے سوچا کہ اسے قتل کر کے اس سے چھین لیا جائے، وہ کہنے لگا: یہ ہم تینوں میں برابر تقسیم ہے۔ ایک آدمی کو بستی میں بھیجو کہ کھانا خرید

لائے اور ہم کھائیں۔ چنانچہ انھوں نے ایک کو کھانا لینے کے لیے بھیجا۔ کھانے لانے والا کہنے لگا: میں اس مال کو کیوں تقسیم کروں، میں تو کھانے میں زہر ڈالتا ہوں اور دونوں کو مار کر خود سونا لے لوں گا، اس نے ایسا ہی کیا اور وہ دو آدمی جو جنگل میں رہ گئے تھے، انھوں نے کہا: ہم اس کو تہائی مال کیوں دیں؟ بلکہ جب وہ آئے تو اسے قتل کر دیں اور مال آپس میں تقسیم کر لیں۔ راوی بتاتے ہیں کہ جب وہ ان کے پاس آیا، تو انھوں نے اسے قتل کر دیا اور کھانا کھالیا اور خود بھی مر گئے، چنانچہ جنگل میں خالی سونا رہ گیا اور یہ تینوں اس کے پاس مرے پڑے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے پاس سے گزرے، تو اپنے اصحاب کو بتایا کہ یہ دنیا ہے، اس سے بچو۔

حکایت

ذوالقرنینؑ ایک قوم کے پاس سے گزرے تو ان کے پاس کچھ بھی نہ تھا جس سے انسان دنیا میں فائدہ حاصل کرتا ہو۔ ان لوگوں نے قبریں کھود رکھی ہیں۔ صبح ہوتی تو قبروں پر جاتے، ان کی دیکھ بھال کرتے اور صفائی کرتے اور ان کے قریب نماز پڑھتے اور گھاس اور سبزہ کھالیتے، جیسا کہ چوپائے گھاس وغیرہ کھالیتے ہیں، ان کی گذر اوقات زمین کے سبزہ میں ہی تھی۔ ذوالقرنین نے ان کے حکمران کے پاس پیغام بھیجا اور کہا: ذوالقرنینؑ نے تمھیں بلایا ہے۔ اس نے کہا: مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ اگر اسے ضرورت ہو تو آجائے۔ ذوالقرنین نے کہا: درست ہے۔ اس کے بعد ذوالقرنینؑ خود اس کے پاس آئے۔ انھوں نے پوچھا: میں نے آپ کو پیغام بھیجا۔ آپ نے آنے سے انکار کر دیا۔ لہٰذا خود حاضر ہوا ہوں۔ اس نے جواب دیا، اگر مجھے کچھ ضرورت ہوتی تو آتا۔ حضرت ذوالقرنینؑ نے پوچھا: کیا بات ہے کہ میں آپ لوگوں کو دوسری اقوام کی طرح نہیں دیکھتا؟ اس نے کہا: کیا مُراد ہے؟ فرمایا: مطلب یہ ہے کہ نہ تمھاری دنیا ہے اور نہ ہی تم نے کچھ سونا چاندی جمع کر رکھا کہ اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ وہ کہنے لگے: ہمیں اس لیے اس سے نفرت ہے کہ جس کو یہ ملے، اس کا نفس اس پر فریفتہ ہوتا ہے اور اس سے افضل تر کو چھوڑ دیتا ہے۔ ذوالقرنینؑ نے پوچھا: یہ کیا بات ہے کہ تم نے قبریں کھود رکھی ہیں۔ جب صبح ہوتی ہے تو ان قبروں کا خیال رکھتے اور انھیں صاف رکھتے ہو۔ وہ کہنے لگے: اس سے ہماری مراد یہ ہے کہ جب ہم قبروں کو اپنی امیدوں کو دیکھیں، تو قبریں ہمیں امیدوں سے باز اور ممنوع رکھیں۔ فرمایا: کیا بات ہے کہ تمھارے پاس سبزہ کے سوا کچھ کھانا بھی نظر نہیں۔ کیا تم چوپائے نہیں پال رکھے؟ کیا تم ان کا دودھ نہیں

نکالتے ؟ اور کیا ان پر سواری نہیں کرتے اور ان سے فائدہ نہیں اٹھاتے ؟ وہ کہنے لگے : ہم نے پسند نہیں کیا کہ اپنے پیٹوں کو جانوروں کی قبریں بنائیں اور ہم نے یہ دیکھ لیا کہ زمین کی نباتات سے ہی سیر ہو جاتے ہیں۔ ابنِ انسان کے لیے معمولی کھانا بھی کافی ہے اور جب کھانا گلے سے اُتر جائے گا، تو کسی قسم کا بھی کھانا ہو، اس کا مزہ باقی نہیں رہتا۔ اس کے بعد اس سرزمین کے حکمران نے ذوالقرنین کی پشت کی طرف ہاتھ بڑھایا، اور ایک انسانی کھوپڑی اٹھا کر پوچھا : اے ذوالقرنین! کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ کون ہے ؟ انھوں نے کہا : نہیں، یہ کون ہے ؟ کہا : یہ زمین کا ایک بادشاہ تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے زمین پر تسلط عطا کیا۔ اس نے خیانت کی ظلم کیا، سرکشی دکھائی۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ حالت دیکھی، تو اسے موت دی۔ اب یہ پھینکا ہوا پتھر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے عمل گن رکھے ہیں تاکہ آخرت میں اسے سزا دے۔ پھر ایک اور بوسیدہ کھوپڑی اٹھائی اور کہا : اے ذوالقرنین! کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون ہے ؟ فرمایا : نہیں جانتا، یہ کون ہے ؟ اس نے کہا : یہ بھی ایک بادشاہ تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو ظالم بادشاہ کے بعد حکومت عطا کی۔ یہ پہلے بادشاہ کے ظلم و جور سے دور رہا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے خشوع و خضوع کیا۔ اس نے سلطنت میں عدل و انصاف کا حکم دیا۔ اب یہ اس حال کو پہنچا کہ جو تم دیکھ رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے عمل گن رکھے ہیں تاکہ اسے آخرت میں ثواب دے۔ پھر ذوالقرنین کی کھوپڑی کی طرف رُخ کر کے کہا : اور یہ کھوپڑی ان دو طرح کی ہے۔ اے ذوالقرنین! دیکھو تم کیا کر رہے ہو ؟ ذوالقرنین نے کہا : کیا آپ میری مصاحبت کریں گے ؟ میں آپ کو وزیر بناتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے جو کچھ عطا فرمایا ہے، اس میں شریک بنا لیتا ہوں۔ اس نے کہا : میرا اور آپ کا ایک جگہ ہونا ٹھیک نہیں اور نہ ہم ایک ساتھ رہ سکتے ہیں۔ ذوالقرنین نے پوچھا : یہ کیوں ؟ اس لیے کہ سب لوگ آپ کے دشمن ہیں اور میرے دوست ہیں۔ پوچھا : وہ کیوں ؟ کہا : آپ کی سلطنت و مال کے باعث سب لوگ آپ کے دشمن ہیں میں نے ان سب کو رد کر دیا، اس لیے میرا کوئی دشمن نہیں۔

ذوالقرنین کو یہ سُن کر بڑا تعجب ہوا اور واپس چلے گئے، ان کے دل میں ان کا احترام تھا۔

ایک شاعر نے خوب کہا ہے : ہ سہ

يَا مَنْ تَمَتَّعُ بِالدُّنْيَا وَزِيْنَتِهَا
وَلَا تَنَامُ عَنِ اللَّذَّاتِ عَيْنَاهُ

اے وہ جو دنیا اور اس کی زینتوں سے لطف اندوز ہو رہا ہے، لذتوں سے تیری آنکھیں نہیں سوتیں۔

شَغَلْتَ نَفْسَكَ فِيمَا لَيْسَ تُدْرِكُهُ
تَقُولُ لِلّٰهِ مَاذَا؟ حِيْنَ تَلْقَاهُ

تیرا نفس ان باتوں میں مصروف ہے جن کو تو حاصل نہیں کر سکتا، جب تو اللہ سے ملے گا تو کیا جواب دے گا؟

ایک اور شاعر کا قول ہے ؎

عَتَبْتُ عَلَى الدُّنْيَا لِرِفْعَةِ جَاهِلٍ
وَتَأْخِيرِ ذِي فَضْلٍ فَقَالَتْ خُذِ الْعُذْرَا

میں نے دنیا کو، جہلا کو بلند کرنے پر ملامت کی اور کہا کہ تو فضل کو گراتی ہے۔ کہنے لگی: یہ عذر پیش خدمت ہے کہ:

بَنُو الْجَهْلِ أَبْنَائِي لِهٰذَا رَفَعْتُهُمْ
وَأَهْلُ التَّقْوٰى أَبْنَاءُ ضَرَّتِيَ الْأُخْرٰى

جاہل لوگ میری اولاد ہیں، لہٰذا میں انھیں بلند کرتی ہوں اور پرہیزگار میری دوسری سوکن اور آخرت کی اولاد ہے۔

محمود باہلی کے اشعار ہیں:

أَلَا إِنَّمَا الدُّنْيَا عَلَى الْمَرْءِ فِتْنَةٌ
عَلٰى كُلِّ حَالٍ أَقْبَلَتْ أَوْ تَوَلَّتِ

بلاشبہ دنیا آئے یا جائے انسان کے لیے ہر حالت میں ابتلا اور آزمائش ہے۔

فَإِنْ أَقْبَلَتْ فَاسْتَقْبِلِ الشُّكْرَ دَائِمًا
وَمِنْهُمَا تَوَلَّتْ فَاصْطَبِرْ وَتَثَبَّتِ

جب دینا آئے تو شکر ادا کرتے رہو اور جب دینا جائے تو صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو اور ثابت قدم رہو۔

(۶۰)

فضیلتِ صدقہ

ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے اپنی حلال کمائی سے صدقہ کیا خواہ وہ ایک کھجور ہی کیوں نہ ہو یاد رہے اللہ رزقِ حلال یا حلال کمائی کا ہی صدقہ قبول کرتا ہے نیز اسے برکت عطا کرتا ہے پھر اس صدقہ کو اس طرح پالتا ہے جس طرح تم اپنے بچھڑوں کو پالتے ہو حتیٰ کہ وہ اُحد پہاڑ کے برابر بڑھ کر ہو جاتا ہے۔

دوسری حدیث ہے جیسے کہ تم میں سے کوئی آدمی اپنے بچے کو پالتا ہے۔ اگرچہ تمہارا صدقہ ایک لقمہ کے برابر بھی ہو تو وہ بھی بڑھ کر پہاڑ جتنا ہو جائے گا۔ قرآن حکیم اس کی یوں تصدیق کرتا ہے:۔

اَلَمْ یَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ
وَیَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ (التوبہ — ۱۰۴)

کیا انھیں علم نہیں ہے کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور صدقات لیتا ہے۔

ایک اور فرمانِ الٰہی ہے:۔

یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ ۔

اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔

صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا اور اس بخشش کے طفیل اللہ تعالیٰ انسان کی عزت اور وقار کو بڑھاتا ہے۔ وہ اللہ کے لیے کسی کے لیے تواضع کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے مرتبہ کو بلند فرماتا ہے۔

طبرانی کی روایت ہے صدقہ مال کو کم نہیں کرتا۔ بندہ جب صدقہ دینے کے لیے اپنا ہاتھ بڑھاتا ہے تو وہ بڑھ کر اللہ کے ہاتھ میں جاتا ہے یعنی سائل کے ہاتھ میں جانے سے قبل ہی اسے اللہ تعالیٰ قبول

فرما لیتا ہے ۔ جب کوئی سوالی کے لیے بے پرواہی اختیار کرتا ہے یا دستِ سوال دراز کرنے والے کو خالی ہاتھ لوٹا دیتا ہے تو اللہ اس پر تنگ دستی مسلط کر دیتا ہے ۔ بندہ یہ کہتا رہتا ہے یہ میرا مال ہے وہ میرا مال ہے حالانکہ اس کے مال کے تین حصے ہیں : جو کھایا وہ فنا ہو گیا جو پہنا وہ پرانا ہو گیا ۔ جو راہِ خدا میں دیا وہی فائدہ مند ہے اور جو باقی ہے وہ لوگوں کے لیے ہے ۔

روایت ہے اللہ تعالیٰ تم میں سے ہر ایک کے ساتھ بغیر ترجمان کے کلام فرمائے گا ۔ آدمی اپنے ساتھ دائیں بائیں آگے پیچھے وہی دیکھے گا جو اس نے دنیا میں اللہ کی راہ میں خرچ کیا تھا ۔ سے ہٹ کر اسے آگ نظر آئے گی ۔ لہٰذا آگ سے بچو خواہ کھجور کا ایک چھلکا ہی خیرات کر کے بچو ۔

روایت ہے کہ تم میں سے ہر ایک اپنے چہرے کو آگ سے بچائے خواہ تم صدقہ میں کھجور کا ایک چھلکا ہی خیرات کر سکتے ہو ۔

ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : صدقہ گناہوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے ۔

اے کعب بن عجرۃ ! جنت میں وہ گوشت اور خون داخل نہیں ہوگا جو حرام سے پیدا ہوا ، اس کی آگ زیادہ مستحق ہے ۔

اے کعب بن عجرۃ ! لوگ چلے جا رہے ہیں ، کوئی تو اپنے نفس کو چھڑاتا جا رہا ہے ، وہ اسے آزاد کرا رہا ہے (دوزخ سے) اور کوئی ہلاک کرتا جا رہا ہے ۔

اے کعب بن عجرۃ ! نماز وہ نیکی جو باعثِ قربِ الٰہی ہے ، روزہ ڈھال ہے ، صدقہ گناہوں کو اسی طرح دور کر دیتا ہے ، جیسے طاقتور آدمی پتھروں کو دور کر دے ۔ ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے ۔

صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو بجھاتا ہے اور بری موت کو ہٹاتا ہے ۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ صدقہ کی وجہ سے بری موت کے ستر دروازے بند کر دیتا ہے ۔

حدیث شریف میں ہے : ہر آدمی قیامت کے دن اپنے صدقہ کے سایہ میں ہوگا حتیٰ کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا

ایک دوسری روایت میں ہے : انسان کبھی کچھ صدقہ کرتا ہے ، تو اس کی وجہ سے

شیطان کے ستر جال ٹوٹ جاتے ہیں۔

ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا: تنگ دست کی محنت جو تنگدستی کے باوجود صدقہ کرے اور جس کے اخراجات تیرے ذمے ہیں، ان میں سے خرچ کرنا شروع کرو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک درہم کا اجر سو درہم سے بڑھ گیا۔ ایک شخص نے عرض کیا: یہ کیسے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ آپؐ نے فرمایا: ایک آدمی کے پاس کثیر مال ہے وہ اس کی ایک جانب سے سو درہم لے کر صدقہ کر دیتا ہے اور دوسرے آدمی کے پاس دو درہم ہیں، وہ ان میں سے ایک کا صدقہ کرتا ہے۔

ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوال کرنے والے کو محروم نہ لوٹاؤ، چاہے تمھیں ایک بکری کا کھر دینا پڑے۔

سات آدمی ایسے ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ عرش کا سایہ عطا فرمائے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ان میں سے ایک وہ ہے کہ جو صدقہ کرے اور اس کو پوشیدہ رکھے کہ بائیں ہاتھ کو معلوم نہ ہو کہ دائیں ہاتھ نے کیا خیرات کیا ہے!

بھلائی کے کام برے مقامات سے بچاتے ہیں اور پوشیدہ صدقہ قادرِ مطلق کا غصہ بجھاتا ہے اور صلہ رحمی عمر میں اضافہ کرتی ہے۔

طبرانی کی ایک روایت میں ہے کہ بھلائی کے کام برے مقامات سے بچاتے ہیں اور مخفی صدقہ رب تعالیٰ کے غصہ کو بجھاتا ہے اور صلہ رحمی عمر میں اضافہ کرتی ہے اور دنیا میں بھلائی کرنے والے ہی آخرت میں بھلائی والے ہیں اور دنیا میں برائی کرنے والے ہی آخرت میں برے لوگ ہیں اور جنت میں سب سے پہلے بھلائی کرنے والے داخل ہوں گے اور دوسری روایت میں، نیز احمد میں روایت ہے کہ سوال کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ کیا ہے؟ فرمایا: کئی گنا، اور اللہ تعالیٰ کے پاس مزید ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً

(البقرۃ — ۲۴۵)

کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض ادا کرے، پھر اسے وہ گنا کرتا ہے کئی گنا۔

عرض کیا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: جو پوشیدہ طور پر فقیر کو دیا جائے اور تنگ دستی میں مشقت اٹھا کر دیا جائے، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:

إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَإِنْ تُخْفُوهَا
وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ (البقرة ۲۷۱)

اگر تم صدقات کو ظاہر کرو تو یہ بھی بہت بہتر ہے اور اگر انھیں چھپاؤ اور چھپا کر فقراء کو دو تو یہ تمھارے لیے زیادہ بہتر ہے۔

جو مسلمان کسی مسلمان کو ننگے بدن ہونے میں کپڑے پہنا دے اللہ تعالیٰ اسے جنت کا سبز لباس پہنائے گا اور جو کسی مسلمان کو بھوک کی حالت میں کھانا کھلائے، اللہ تعالیٰ اسے جنت کے پھلوں سے کھلائے گا اور جو مسلمان کسی مسلمان کو پیاس کی حالت میں پلائے تو اللہ تعالیٰ اسے مہر لگا ہوا خوشبودار مشروب پلائے گا۔

- مسکین پر صدقہ ایک صدقہ ہے اور رشتہ دار پر دو صدقہ اور صلہ رحمی ہے۔
- کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا: اس رشتہ دار پر جو تیری دشمنی چھپائے ہو۔
- جو ایک دودھ دینے والی اونٹنی یا گائے وغیرہ صدقہ کرے تاکہ وہ اس کا دودھ پیئے، پھر واپس کر دے یعنی صرف دودھ پینے کے لیے دے یا چاندی صدقہ کرے یعنی درہم وغیرہ یا اپنے رفیق سفر کو ہدیہ پیش کرے، ویسا ہے جیسے اس نے غلام کو آزاد کیا ہو۔
- "ہر قرض صدقہ ہے" ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ایک جماعت کے پاس فرمایا: میں نے معراج کی رات کو جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ صدقہ کا اجر دس گنا ہے اور قرض کا اجر اٹھارہ گنا ہے۔
- جو تنگدست پر آسانی کرے گا، اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس پر آسانی اور فراخی فرمائے گا۔
- کون سا اسلام بہتر ہے؟ فرمایا: کھانا کھلاؤ، جس کو جانتے ہو یا نہیں جانتے اسے سلام کرو
- مجھے ہر چیز کی خبر دیجئے، فرمایا: ہر چیز پانی سے پیدا ہوتی ہے۔ میں نے کہا: مجھے ایسی چیز بتائیے کہ اس پر عمل کروں، تو جنت میں داخل ہو جاؤں۔ فرمایا: کھانا کھلاؤ، سلام عام کرو،

صلہ رحمی کرو، جب لوگ سو رہے ہوں، تو رات کو نماز تہجد پڑھو، تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

- رحمٰن کی عبادت کرو اور کھانا کھلاؤ اور سلام عام کرو، تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔

- رحمت کے اسباب میں سے مسکین مسلمان کو کھانا کھلانا ہے۔

- جس نے اپنے بھائی کو کھلایا حتیٰ کہ وہ سیر ہو گیا اور پانی پلایا، حتیٰ کہ وہ سیراب ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اسے آگ سے سات خندق دور کر دے گا اور ہر دو خندقوں کے درمیان پانچ سو برس کی مسافت کا فاصلہ ہے۔

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا: اے انسان میں بیمار تھا، تو نے میری عیادت نہیں کی۔ بندہ عرض کرے گا: میں آپ کی عیادت کر سکتا تھا۔ آپ تو تمام جہانوں کے مالک ہیں! اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہے، تو نے اس کی عیادت نہیں کی، کیا تجھے خبر نہیں، اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔ اے انسان! میں نے تجھ سے کھانا مانگا، تو نے مجھے کھانا نہیں دیا۔ وہ عرض کرے گا: باری تعالیٰ! میں آپ کو کیسے کھلا سکتا تھا؟ آپ تو رب العلمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرے بندے نے تجھ سے کھانا مانگا، مگر تو نے اسے نہیں کھلایا۔ کیا تجھے خبر نہیں کہ اگر تو اسے کھلاتا، تو اسے میرے پاس پاتا۔ اے انسان! میں نے تجھ سے پانی مانگا، مگر تو نے مجھے نہیں پلایا۔ وہ عرض کرے گا: اے باری تعالیٰ! میں آپ کو کیسے پلاتا، آپ تو رب العالمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا، تو نے اسے نہیں پلایا، کیا تجھے خبر نہیں اگر اسے پلاتا، تو اس کا اجر مجھ سے پاتا۔

(۶۱)

حاجت برآری

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:۔

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى (المائدہ ۲)

نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے سے تعاون کرو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی کی بھلائی اور فائدے کے لیے قدم اٹھاتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے اپنی راہ میں جہاد کرنے کا ثواب عطا کرتا ہے۔

سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی ضروریات پورا کرنے کے لیے ایک گروہ کو پیدا فرمایا: ان کا کام ہی صرف دوسرے کی ضروریات کو پورا کرنا اور ان کے کام آنا ہے۔ اللہ نے ان کے لیے اپنی ذات کی قسم کھائی ہے کہ انہیں عذاب نہیں دیا جائے گا۔ بلکہ قیامت کے دن ان کے لیے نورِ منبر یعنی کرسیاں بچھائی جائیں گی وہ اللہ تعالیٰ سے گفتگو کر رہے ہوں گے جبکہ لوگ ابھی حساب میں پھنسے ہوں گے۔

رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: جو کوئی کسی مسلمان بھائی کی حاجت روائی کے لیے کوشاں ہوتا ہے چاہے حاجت پوری نہ ہو سکے۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ اس کوشش کرنے والے کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیتا ہے اور اس کے لیے دو نجات لکھ دیتا ہے۔ جہنم سے رہائی اور منافقت سے خلاصی۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ابو نعیم نے روایتِ جلیلہ میں درج کیا ہے: جو شخص کسی مسلمان بھائی کی حاجت روائی کرتا ہے میں اس کے لیے روزِ محشر میزان کے قریب کھڑا ہوں گا۔ اگر اس کی نیکیاں زیادہ نکلیں تو ٹھیک ورنہ میں اس کی شفاعت کروں گا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ ہمارے آقا و مولائے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی کی حاجت روائی کے لیے روانہ ہوتا ہے اس کے ہر قدم پر اس کے لیے ستر نیکیاں

لکھ دی جاتی ہیں اور ستر گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اگر اس کی حاجت اس کے ذریعے پوری ہو جائے وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو جائے گا جیسے اس کی ابھی پیدائش ہوئی ہو، اگر وہ حاجت پوری کرتے ہوئے فوت ہو گیا تو بغیر حساب جنت میں داخل ہو گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ سے روایت ہے کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت پوری کرتا ہے اور اس کی حاجت کے لیے روانہ ہوتا ہے۔ ایسے آدمی کے لیے اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان سات خندقیں بنا دیتا ہے۔ دو خندقوں کا درمیانی فاصلہ زمین و آسمان کے فاصلہ کے برابر ہو گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ سے روایت ہے آقا نامدار مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جانتے ہو شیر اپنی گرج میں کیا کہتا ہے۔ عرض کیا گیا اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: وہ کہتا ہے یا اللہ مجھے کسی کی بھلائی کرنے والے پر مسلط نہ فرمانا۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ سے مرفوع حدیث ہے۔ جب تم کسی کی حاجت روائی کرنے کا ارادہ کرو تو جمعرات سے شروع کرو جب گھر سے نکلو تو آلِ عمران کا آخری حصہ سورۃ القدر اور سورہ فاتحہ پڑھو کیونکہ ان سے دنیا اور آخرت کی بہت سی ضروریات پوری ہو جاتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن حسن بن حسین رضی اللہ تعالےٰ نے بیان کیا کہ میں حضرت بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کے دروازے پر ایک حاجت روائی کے لیے حاضر ہوا تو انھوں نے فرمایا: آپ کو جب بھی کوئی ضرورت پیش آئے تو میری طرف آدمی بھیج دیا کریں یا لکھ کر بھیج دیا کریں۔ میں فوراً تعمیل ارشاد کروں گا۔ آپ کو مجھے آپ اپنے ہاں حاجت روائی کے لیے آیا دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے حیا آتی ہے۔ کہ وہ آپ کو میرے دروازے پر دیکھے۔

ابنِ حبان اور حاکم نے روایت کیا کہ ایک آدمی حضور احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: میں نے بڑا گناہ کیا ہے، کیا میرے لیے توبہ ہے؟ فرمایا: کیا تیری ماں ہے؟ کہا: نہیں! فرمایا: کیا تیری خالہ ہے؟ کہا: ہاں! فرمایا: پھر اس کے ساتھ بھلائی کرو۔

بخاری وغیرہ میں ہے کہ صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں، جو بدلہ میں بھلائی کرے، بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب رحمی رشتہ دار اس سے قطع تعلق کریں، تو وہ صلہ رحمی کرے۔

مسلم میں ہے کہ یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم میرے قرابت میں صحیح رشتے دار ہیں اور وہ قطع تعلق کرتے ہیں اور میں ان پر احسان کرتا ہوں، وہ میرے ساتھ بدسلوکی کرتے ہیں اور میں تحمّل کرتا ہوں اور وہ مجھ پر جہالت اختیار کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اگر تم ایسے ہو جیسے تم نے کہا تو تم ان پر گرم راکھ ڈال رہے ہو اور تیرے ساتھ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مددگار فرشتہ رہے گا، جب تک تو اس حالت میں رہے گا۔

طبرانی اور صحیح ابن خزیمہ اور حاکم میں ہے اور اسے مسلم کی شرط پر صحیح بتایا کہ افضل ترین صدقہ وہ ہے جو بغض چھپانے والے رشتہ دار پر صدقہ کیا جائے۔

اس مفہوم میں دوسری حدیث ہے حضور سرورِ کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: "جو تجھ سے توڑے، تو اس سے جوڑ"۔ بزاز، طبرانی اور حاکم نے روایت کیا اور اسے صحیح بتایا، البتہ یہ اعتراض ہے کہ اس میں کچھ ضعف ہے۔

حضرت علی ابنِ ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے، فرمایا: اس ذات کی قسم! جو تمام آوازوں کو سنتا ہے جس نے بھی کسی کے دل پر مسرت کا سامان کیا تو اللہ تعالیٰ اس مسرت سے لطف (مہربانی) پیدا کرے گا، اگر اس پر کوئی آفت آئی، تو وہ لطف تیزی سے اس کی جانب دوڑے گا، آخرکار اسے اس طرح دور کردے گا جس طرح ایک اجنبی اونٹ کو گلے سے دور کردیا جاتا ہے۔ نیز فرمایا: ایک حاجت کا نااہل کے پاس تلاش کرنا، اس سے بہتر ہے کہ وہ حاجت ہی ختم کردی جائے۔ یہ بھی فرمایا: کہ اپنے بھائی کے پاس بار بار حاجات کے لیے نہ جاؤ، اس لیے کہ بچھڑا ماں کے تھنوں کا حد سے زیادہ دودھ پیتا ہے، تو وہ اسے سینگ مارتی ہے۔

ایک شاعر نے خوب کہا ہے ؎

لَا تَقْطَعَنَّ عَادَةَ الْإِحْسَانِ عَنْ أَحَدٍ
مَا دُمْتَ تَقْدِرُ وَالْأَيَّامُ تَارَاتٌ

اگر تجھ میں کسی کی حاجت روائی کی طاقت ہے تو احسان کرنے میں پس وپیش نہ

کر کیونکہ یہ زندگی گزرنے والی ہے۔

وَاذْكُرْ فَضِيلَةَ صُنْعِ اللّٰهِ إِذَا جُعِلَتْ
إِلَيْكَ لَا لَكَ عِنْدَ النَّاسِ حَاجَاتُ

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فضل واحسان دیکھو کہ اس نے تجھ پر اپنے فضل سے رحمت کی کہ تو لوگوں کے پاس لے کر جاتا۔

ایک اور شاعر کا کلام ہے ؎

اِقْضِ الْحَوَائِجَ مَا اسْتَطَعْتَ
وَكُنْ لِهَمِّ أَخِيكَ فَارِجْ

جہاں تک تجھ میں ہمت ہو لوگوں کی حاجات پوری کر اور اپنے بھائی کا غم گسار بن جا۔

فَلَخَيْرُ أَيَّامِ الْفَتٰى
يَوْمٌ قَضٰى فِيهِ الْحَوَائِجَ

کسی جوان کا بہترین دن وہ ہے جس دن وہ لوگوں کی ضروریات کے کام آئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اس کے لیے خوشخبری ہے جس کے ہاتھوں سے بھلائی جاری ہو اور بربادی اس کے لیے ہے جس کے ہاتھوں سے برائی جاری ہو۔

(۶۲)

فضائلِ وضو

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے وضو کیا اور بہترین طریقے سے کیا پھر دو رکعت نماز ادا کی اور اس کے دل میں دنیا کی کسی چیز کا خیال نہ آیا تو وہ گناہوں سے ایسے نکل گیا اور وہ ایسے ہو گیا جیسے اس کی ماں نے اُسے ابھی جنا ہو۔

دوسری روایت میں ہے ان دو رکعت میں کوئی نامناسب حرکت نہ کی ہو تو اس کے ماضی کے گناہ بخش دیے گئے۔

نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو وہ نہ تبلاؤں جس کی بدولت اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور تمہارے درجات بلند فرمائے گا وہ ہے تکلیف وہ اوقات میں مکمل وضو کرنا، نماز کے لیے مساجد کی راہ لینا، ایک نماز کے بعد دوسری کا انتظار کرنا اور سرحدات ممالک اسلامی پر پہرہ دینا آپؐ نے ان کو تین مرتبہ دہرایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک اعضا وضو کو دھو کر فرمایا یہ وضو ہے جس کے بغیر اللہ تعالیٰ نماز کو قبول نہیں کرتا۔ دوبارہ وضو فرما کر فرمایا اس سے دوہرا اجر ملتا ہے پھر آپ نے تیسری مرتبہ اعضائے وضو کو دھو کر فرمایا یہ مجھ سے پہلے ہو گزرنے والے انبیاء علیہ السلام سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا وضو ہے جو اللہ کے خلیل ہیں۔

حضور سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے وضو کرتے وقت اللہ کو یاد کیا اللہ تعالیٰ اس کے تمام جسم کو پاک کر دیتا ہے اور جو شخص وضو کرتے وقت اللہ کو یاد نہیں کرتا اس کا وہی حصہ پاک ہوتا ہے جس پر پانی گرایا جائے۔

فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو حالت وضو میں بھی وضو کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھ دیتا ہے۔

آپؐ نے فرمایا وضو پر وضو نور علیٰ نور ہے۔ یہ سب احکام تجدید وضو کی ترغیب

کے لیے ہیں۔

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جب مسلمان وضو کرتا ہے اور کلی کرتا ہے تو اس کے منہ سے گناہ نکل جاتے ہیں۔ جب وہ ناک صاف کرتا ہے تو اس کے ناک کے گناہ نکل جاتے ہیں۔ جب وہ منہ دھوتا ہے تو اس کے چہرہ سے گناہ دھل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کی آنکھوں کی پتلیوں کے نیچے سے بھی گناہ نکل جاتے ہیں۔ جب وہ بازو دھوتا ہے تو اس کے ناخنوں کے نیچے تک کے تمام گناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ کانوں کے نیچے تک کے گناہ نکل جاتے ہیں پھر اس کا مسجد کی طرف روانہ ہونا اور نماز پڑھنا اس کی عبادت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور روایت ہے کہ باوضو آدمی روزہ دار کی طرح ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جس نے وضو کیا اور خوب اچھی طرح سے وضو کیا اور آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور یہ کہا۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں جس سے وہ چاہے داخل ہو۔

سیدنا مرادِ رسول عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے اچھا وضو شیطان کو وضو کرنے والے سے کو دور بھگا دیتا ہے۔

مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص یہ کر سکے کہ باوضو ذکر اللہ اور استغفار کرتے ہوئے رات گزارے۔ روحیں جس حالت میں قبض کی جاتی ہیں اسی حالت میں اسے قیامت کو اٹھایا جائے گا۔

حبیبِ اللہ نے اپنا دامنِ دعا پھیلایا تو آپ کی مراد پوری ہوئی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اسلام کے لیے عطا کر دیا۔ ان کے حکم سے ایک صحابی غلافِ کعبہ مصر سے لانے کے لیے روانہ ہوئے وہ شام میں ایک اہلِ کتاب کے عالم کے صومعہ کے قریب قیام پذیر ہوئے انہیں خیال آیا اس عالم سے مل کر کچھ معلومات حاصل کریں۔ ان کے مکان پر گئے دروازے

پر دستک دی انہوں نے تاخیر سے دروازہ کھولا۔ صحابیؓ نے دیر سے دروازہ کھولنے کی وجہ پوچھی تو وہ عالم بولا جب آپ آ رہے تھے تو ہم نے آپ کی بادشاہوں جیسی ہیبت دیکھی تو خائف ہو گئے۔ آپ کو روکنے کے لیے دروازہ بند کر دیا۔ ہمیں یہ فرمان یاد تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا جب تجھے کوئی بادشاہ پریشان کرے تو وضو کرو اور اہل خانہ کا وضو کرواجس سے تو ڈر رہا ہے پھر میری امان میں آ جائے گا۔ لہٰذا دروازہ بند کر لیا اور وضو کر کے نماز پڑھی تجھ سے بے خوف ہو گئے پھر دروازہ کھول دیا۔

(۶۳)

فضیلتِ نماز

نماز چونکہ افضل ترین عبادت ہے ہم قرآن حکیم کا اتباع کرتے ہوئے اس کی ترغیب دینے کے لیے دوسری مرتبہ اس کا ذکر کر رہے ہیں۔ جیسا کہ تحریر کر چکے ہیں، نماز کے فضائل میں اس سے کہیں زیادہ آیات واحادیث ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے بندے پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اسے دو رکعت نماز پڑھنے کی توفیق عطا کی گئی ہے۔

جناب محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے اگر مجھے اور جنت اور دو رکعت نماز دونوں میں سے ایک کا انتخاب کرنے کے لیے کہا جائے تو میں دو رکعت کو اس لیے پسند کروں گا کیونکہ وہ رضا الٰہی ہے اور جنت میں میری رضا ہے۔

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سات آسمان پیدا کر کے انہیں فرشتوں سے بھر دیا وہ حمد اور عبادت باری سے ایک لمحہ بھی غافل نہیں ہوتے۔ ہر آسمان کو عبادت کی قسموں پر تقسیم کر دیا ہے۔ ایک ایسے ہیں جو صور پھونکنے تک پاؤں پر کھڑے ہیں۔ دوسرے سجدہ میں ہیں۔ تیسرے اللہ کے جلال کے آگے گرے پڑے ہیں علیین اور عرش والے صف بستہ عرشِ الٰہی کا طواف کر رہے ہیں وہ اللہ کی حمد کرتے ہوئے اہل زمین کے مغفرت کی دعا مانگتے ہیں۔

مگر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی کیفیتوں نماز میں جمع کر دی ہیں تاکہ ان کی عبادت کا حصہ اہل ایمان کو حاصل کرنے کے لیے آسانی ہو۔ قرآن مجید کی تلاوت اور عبادت کا شکر کا شرف انہیں عطا کر کے فرشتوں سے زیادہ عزت بخشی۔ اس کا شکر قرآن مجید کو مکمل شرائط وحدود کے ساتھ نفاذ ہے۔ فرمان الٰہی ہے۔

اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (البقرہ ۳)

جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ہمارے دیے ہوئے رزق میں سے خرچ کرتے ہیں۔

مزید فرمان ہے۔ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ (البقرہ ۴۳) اور نماز قائم کرو۔

اور مزید فرمایا۔ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ (طٰہٰ ۱۴) اور نماز قائم کرو۔

اور مزید فرمان الٰہی ہے۔ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ (النساء ۱۶۲) اور جو نماز قائم کرنے والے ہیں۔

قرآن حکیم میں نماز کا جہاں کہیں ذکر ہے وہاں اسے قائم کیے جانے کا حکم بھی ہے اور منافقوں کے حالات بیان کر کے فرمایا۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ (الماعون)

ان کے لیے نقصان ہے جو اپنی نمازوں میں تساہل برتتے ہیں۔ خالق کائنات نے نماز کا ذکر کرنے کے بعد منافقین کا بھی ذکر کیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک تم میں بعض ادا کرتے ہیں مگر انہیں پوری نماز کا ثواب نہیں بلکہ کسی کو تہائی، چوتھائی، پانچواں یا چھٹا اور دسواں حصہ تک ملتے ہیں۔ یعنی جس قدر وہ نماز میں منہمک ہوتا ہے اسی قدر اس کو ثواب ملتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مزید فرمان ہے کہ جس نے قلب کی حضوری سے نماز ادا کی وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو گیا جیسے اس کی ماں نے اسے ابھی جنا ہو۔

بندے کی نماز کی شان تب بنتی ہے کہ وہ اللہ کے حضور قلب کی حضوری کے ساتھ

پیش ہو اگر نماز کی طرف متوجہ نہ ہو اور خیال نفسانی خواہشات کے گرد گھوم رہا ہو۔ تو اس کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی اپنے درخواست پیش کرنے کے لیے کسی بادشاہ کے دربار میں کھڑا ہو جائے۔ جب بادشاہ اسے دیکھے تو وہ بادشاہ کو دیکھنے کی بجائے ادھر اُدھر دیکھے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کی درخواست منظور نہ ہوگی۔ دوسری نماز کی مثال ایسے ہے جیسے کہ دعوت ولیمہ ہو جسے بادشاہ نے منعقد کر رکھا ہو ہر طرح کے لذیذ کھانوں سے دستر خوان سجا رکھے ہوں۔ یہی کیفیت نماز کی ہے۔ اللہ کی طرف سے اس کی دعوت وقت مقررہ پر ملتی ہے۔ اسے مختلف قسم کے افعال و افکار سے مزین کر رکھا ہے اس میں افعال کھانے اور افکار مشروبات ہیں۔

روایت ہے کہ نماز میں بارہ ہزار افعال تھے جنہیں بارہ پر چھ کر دیا گیا لہٰذا نمازی کو ان بارہ چیزوں کا خیال رکھنا چاہیے تاکہ اس کی نماز مکمل ہو۔ تو نماز میں داخل ہونے سے قبل میں اور چھ نماز کے اندر ہیں۔

حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھوڑا عمل جسے علم کے ساتھ ادا کیا جائے وہ زیادہ عمل سے بہتر ہے جو لاعلمی اور جہالت سے کیا جائے۔ دوسرا وضو ہے آپؐ کے فرمان کے مطابق بغیر وضو نماز نہیں ہوتی۔ تیسرا لباس ہے۔

خُذُوا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ۔ (الاعراف ۳۱)

ہر نماز کے وقت بہتر لباس پہنو جس سے تمہاری زینت ہو۔

چوتھا وقت کی پابندی ہے جن کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا (النسا ۱۰۳)

بے شک نماز مومنوں پر وقت مقررہ پر فرض کی گئی ہے۔

پانچواں قبلہ کی طرف منہ کرنا۔ حکم باری تعالیٰ ہے۔

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۔ (البقرہ ۱۴۴)

پس اپنا چہرہ مسجد حرام (کعبہ) کی طرف پھیر دو تم جہاں کہیں بھی ہو اپنے چہرہ کو کعبہ سے

مسجد حرام کی طرف پھیر دو۔

چھٹی نیت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔ ہر شخص کے لیے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی۔

ساتویں تکبیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز کی تحریم تکبیر سے ہے، یعنی جب اللہ اکبر کہا تو نماز شروع ہو گئی اس میں کوئی حرکت کام حرام ہے۔ نماز سے فراغت یعنی سلام پھیر کر نماز ختم کر کے کام شروع کرنا حلال ہے۔

آٹھواں قیام کرنا اس کے لیے فرمان رب العزت ہے۔

وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ (البقرہ ۲۳۸) باادب نماز کے لیے اللہ کے حضور کھڑے ہوجاؤ۔ (یعنی پڑھو)

نواں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا۔ حکم باری تعالیٰ ہے۔

فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ (المزمل ۲۰) پس قرآن پڑھو جس قدر تمہیں آسانی ہو۔

دسواں رکوع کرنا۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ (البقرہ ۴۳) اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

گیارہواں سجدہ کرنا۔ اس کے لیے حکم الٰہی ہے۔

وَاسْجُدُوا (الحج ۷۷) اور سجدہ کرو۔

بارہواں قعود یا قعدہ کے متعلق ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جب کسی آدمی نے آخری سجدہ سے سر اٹھایا اور تشہد پڑھنے کے بعد بیٹھ گیا تو اس کی نماز مکمل ہو گئی۔

جب ان بارہ متذکرہ بالا پر عمل کیا جائے تو ایک اور بات ہے وہ ہے خلوص تلب تاکہ نماز صحیح معنوں میں ادا ہو جائے۔ اس کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"پس اللہ کی خالص عبادت کرو۔"

علم حاصل کرنے کی تین وجوہات ہیں ایک یہ کہ فرض اور سنت میں تمیز کی جائے۔ دوسرے وضو کے فرائض اور سنتوں کے متعلق معلومات ہو تاکہ نماز کی تکمیل کی جائے۔ تیسرا

شیطان جو قریب ہے اس کا پوری ہمت سے مقابلہ کرنا ہے۔

وضو تین چیزوں سے مکمل ہوتا ہے ایک یہ کہ دل کو کینہ حسد اور دھوکہ سے پاک رکھے دوسرے بدن کو گناہوں سے پاک رکھے۔ تیسرے پانی کو ضائع بھی نہ کیا جائے مگر اعضاء بدن ٹھیک طریقہ سے دھوئے جائیں۔

لباس کی پاکیزگی کے لیے تین چیزیں لازم ہیں۔ لباس حلال کمائی سے بنایا جائے۔ ظاہری نجاست اور گندگی سے پاک صاف ہو۔ سنت کے مطابق ہو اس میں فخر اور دکھاوا شامل نہ ہوں۔

پابندی وقت کا تین چیزوں پر انحصار ہے۔ سورج، چاند، ستاروں سے نماز کے وقت کا تعین کرنا۔ اذان کی آواز سننے کے لیے متوجہ رہیں۔ دل نماز کا دھیان کرتا رہے اور وقت کی پابندی کی جائے۔

قبلہ رُخ ہونے کے لیے تین باتیں ضروری ہیں تمہارا چہرہ قبلہ کی طرف ہو۔ دوسرے دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو تیسرے نماز خضوع اور خشوع سے ادا کی جائے یعنی اللہ کے حضور انکساری ظاہر کرنا۔

نیت کا مدار بھی تین چیزوں پر ہے۔ تمہیں علم ہونا چاہیے کہ کونسی نماز پڑھ رہے ہو تجھے یہ یقین ہو کہ تو اللہ کے حضور کھڑا ہے اور وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ دل میں اللہ کا خوف ہونا چاہیے۔ تمہیں علم ہے اللہ تعالیٰ دل کے بھیدوں کو جانتا ہے لہٰذا حالت نماز میں دنیاوی خیالات و تفکرات سے دل کو خالی ہونا چاہیے۔

تکبیر کی تکمیل تین چیزوں سے ہے۔ صحیح معنوں میں اللہ تعالیٰ کے عظیم ہونے کا اقرار کر کے صحیح طریق سے اللہ اکبر کہو دوسرا یہ کہ کانوں تک دونوں ہاتھ برابر اٹھائے جائیں تیسرے تکبیر کہتے ہوئے دل حاضر ہو اور وہ تعظیم سے تکبیر کہے۔

قیام کے لیے تین باتیں لازم ہیں۔ نگاہ، سجدہ گاہ پر ہو۔ دوسرے دل اللہ کی طرف ہو اور تیسرے دائیں بائیں نہ دیکھے۔

قرارت کی تکمیل تین باتوں سے ہے۔ ترتیل یعنی صحیح تلفظ کے ساتھ پوری دلجمعی

سے سورہ فاتحہ پڑھنا۔ اس سورۃ کی آیات کے معنوں پر غور کرنا۔ جو پڑھا جائے اس پر عمل بھی کیا جائے۔

رکوع اپنی تکمیل کیلئے تین باتوں کا محتاج ہے۔ پشت سیدھی رہے نہ اونچی نہ نیچی۔ دونوں ہاتھ گھٹنوں پر ہوں اور انگلیاں کھلی ہونی چاہیے۔ اطمینان کے ساتھ رکوع کرے تسبیحات پڑھے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت دل میں جاگزین ہو۔ سجدہ ان تینوں باتوں سے ہے جو ضروری ہیں۔ دونوں ہاتھ کانوں کے برابر رکھے جائیں۔ بازو زیادہ نہ پھیلائے جائیں پرسکون رہے اور تسبیحات پڑھے۔

قعدہ کی تکمیل کے لیے تین باتیں لازم ہیں۔ بائیں پاؤں پر بیٹھے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھے دوسرے تشہد پڑھے اور اللہ کی عظمت کا سکہ دل پہ بٹھائے۔ اپنے لیے اور تمام اہل ایمان مسلمانوں کے لیے خلوص سے دعا کرے۔ دعا مکمل کر کے سلام پھیر دے۔ سلام کی تکمیل کے لیے ضروری ہے قلب اور نیت صاف ہو۔ دائیں جانب کے محافظ فرشتوں اور مردوں اور عورتوں کو سلام کر رہا ہوں۔ پھر بائیں طرف سلام پھیرے لیکن کندھوں سے آگے نظر یں نہ بڑھیں۔

اخلاص بھی تین باتوں سے مکمل ہوتا ہے۔ پہلے کہ نماز میں اللہ تعالیٰ کی رضا چاہیے نہ کہ لوگوں کی۔ دوسرے یہ یقین ہو کہ سب توفیق اللہ ہی کی عطا کردہ ہے اس کی حفاظت کی جائے۔ تاکہ روز محشر اللہ کے حضور پیش کر سکے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ۔ جو شخص نیکیاں لے کر آیا۔ یہ نہیں فرمایا۔

مَنْ عَمِلَ بِالْحَسَنَةِ۔ جو نیک عمل کرے۔

لہٰذا ضروری ہے کہ نیکیاں ایسی ہوں جو محفوظ رہیں نہ کہ برے اعمال سے برباد ہوں اور اللہ کے حضور جانے سے قاصر رہے۔

(۶۴)

قیامت کی ہولناکی

صدیقہ کائنات ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ نے جناب ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا روز محشر ایک دوست اپنے دوست کو یاد کرے گا! آپ نے فرمایا تین مقامات پر کوئی ایک دوسرے کو یاد نہ کرے گا۔ میزان کے وقت حتیٰ کہ اپنا پلڑا ہلکا یا بھاری دیکھ نہ لے نامہ اعمال ملنے کے وقت کہ آیا دائیں ہاتھ میں ملتا ہے یا بائیں میں۔ جس وقت دوزخ سے آگ کی گردن نکلے گی جو قیامت کے منکر، مشرک اور عقکیر کی طرف اسے دبوچنے کے لیے بڑھتی جائے گی۔ اسے لپیٹ کر جہنم کی گھاٹیوں میں ڈال دے گی۔ جہنم پر بال سے باریک اور تلوار کی دھار سے تیز اور کانٹے دار پودے جس پر ہیں بعض لوگ اس پر سے بجلی کی تیزی کے ساتھ گزر جائیں گے اور بعض تیز آندھی کی طرح گزریں گے۔ الحدیث۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب زمین و آسمان پیدا کیے اسی وقت صور پیدا کر کے حضرت اسرافیل کے منہ میں دیا وہ اسے منہ میں لے کر عرش الہیٰ کی طرف متوجہ ہیں کہ کب اسے پھونکنے کا حکم ہو اور پھونک دیا جائے وہ ایک سنگھ کی طرح ہے اس کا قطر زمین و آسمان کی چوڑائی کے برابر ہے۔ یہ تین مرتبہ پھونکا جائے گا۔ پہلے گھبراہٹ کے لیے دوسرے موت کے لیے۔ تیسرے قبروں سے اٹھنے کے لیے۔ روحیں شہد کی مکھیوں کی طرح نکلیں گی اور ناک کے راستے جسم میں داخل ہوں گی۔ سب سے پہلے میری قبر شق ہو گی۔

دوسری روایت ہے اللہ تعالیٰ حضرت جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل علیہ السلام کو زندہ کرے گا وہ روضہ انور کی طرف آئیں گے۔ آپؐ جبرائیلؑ کو دیکھ کر فرمائیں گے یہ کونسا دن ہے؟ وہ عرض کریں گے سختی کا دن یعنی قیامت کا۔ آپؐ دریافت فرمائیں گے۔

کیسا سلوک کیا۔ جبرائیلؑ عرض کریں گے آپ کی قبر سب سے پہلے شق کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے ساتھ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرمان باری تعالیٰ ہے۔ اے جن وانس کے گروہ۔ میں نے انہیں نصیحت کی تھی اب تمہارے اعمال نامے میں تمہارا کیا دھرا درج ہے جس کی بھلائی ملے وہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرے جو اس کے علاوہ پائے وہ خود کو سلامت کرے۔

جناب یحییٰ بن معاذ رازی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی مجلس میں کسی سے یہ آیات سنی۔

يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ إِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ۙ وَنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ إِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ۘ (مریم ۸۶)

اس دن ہم پرہیزگاروں کو رحمٰن کی طرف وفد کی صورت میں جمع کریں گے وہ سوار ہو کر بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوں گے اور ہم مجرموں کو جہنم کی طرف پیاسا ہانکیں گے۔

یعنی پیدل پیاسا تو فرمایا اے لوگو ٹھہرو ٹھہرو کل تمہیں میدان حشر میں جمع کیا جائے گا تم ہر طرف سے گروہ در گروہ آؤ گے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے تنہا کھڑے ہو کر جوابدہ ہو گے۔ تم سے ایک ایک بات کا سوال ہو گا نیک لوگ سوار ہو کر آئیں گے اور بدکار پیدل اور پیاسے یہ گروہ در گروہ جہنم میں ہانک دیے جائیں گے۔ یہ وہ دن ہو گا جس کے آگے تمہارے ماہ و سال کا کوئی حساب نہ ہو گا۔ سمجھنے کی خاطر کہ وہ پچاس ہزار سال کا ہو گا۔ مصائب کا دن ہو گا اللہ کے حضور کھڑے ہوں گے۔ حسرت، افسوس، نکتہ چینی، محاسبہ چیخ و پکار، سختی کا دن۔ دوبارہ زندہ ہونے کا دن۔ یہ پچھتاوے کا دن ہو گا۔

جناب مقاتل بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے قیامت کو ایک سو برس مخلوق خاموش کھڑی رہے گی اور بات نہ کرے گی۔ ایک سو برس اندھیرے میں حیرانی میں ایک سو برس اضطراب میں دور قیامت کا پچاس ہزار سال کا دن ایک ایماندار کے لیے چھوٹی فرض نماز کی مدت کی طرح گزر جائے گا۔

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے بندے کے قدم اس وقت تک نہیں ہلیں گے جب تک وہ چار سوالوں کا جواب نہ دے لے۔

۱۔ عمر کیسے اور کس کام میں کٹی

۲۔ بدن کس کام میں بوسیدہ ہوا۔

۳۔ علم پر کس قدر عمل کیا۔

۴۔ دولت کیسے ہاتھ آئی اور کیسے خرچ کی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو قبول ہونے والی دعا عطا فرمائی تھی۔ ہر نبی نے دنیا میں اپنی دعا کو اللہ سے مانگ لیا لیکن میں نے اسے اپنی دعا کو روز حشر اپنی امت کی شفاعت کے لیے مخصوص کر لیا۔

اے مالک کائنات ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم والہ واصحابہ وبارک وسلم کی شفاعت روز حشر نصیب فرما۔ آمین۔

(۶۵)

جہنم اور میزان

اگرچہ اس کا ذکر قبل ازیں ہو چکا ہے۔ دوبارہ بیان سے غافلوں کو فائدہ پہنچے گا اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں دوزخ کا ذکر متعدد مرتبہ کیا ہے تاکہ عقلمند نصیحت حاصل کریں۔ لاریب دنیا فانی ہے اور آخرت کو بالآخر رہنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دوزخ سے اپنی رحمت سے محفوظ فرمائے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے دوزخ سخت تاریک ہے اس میں روشنی نہ ہے۔ اس کے سات دروازے ہیں اور ہر دروازے پر ستر ہزار پہاڑ ہر پہاڑ میں ستر ہزار وادیاں ہیں ہر وادی میں ستر ہزار مکان اور ہر مکان میں ستر ہزار آگ کے کمرے اور ہر کمرے میں ستر ہزار سانپ اور بچھو اور ہر بچھو کی ستر ہزار دمیں ہیں۔ جب قیامت کو ان سے پردہ ہٹایا جائے گا تو غبار کا دھواں چاروں طرف ہو گا۔ اسے دیکھ کر گھٹنوں کے

بل گر کر دعا کریں گے۔ باری تعالیٰ ہمیں بچا۔

مسلم کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم کو ستر ہزار لگامیں دے لایا جائے گا اور ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے کھینچ رہے ہوں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنم کے فرشتوں کی حالت بیان کرتے ہوئے ارشاد الٰہی بیان فرمایا۔

غِلَاظٌ شِدَادٌ۔ وہ انتہائی سخت اور مضبوط ہوں گے۔ (التحریم ۶)

ہر فرشتے کے درمیانی کندھوں کا فاصلہ ایک سال کی مسافت کا ہوگا۔ وہ اس قدر طاقتور ہوں گے اگر ہتھوڑے سے کسی پہاڑ پر ضرب لگائیں تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائے۔ ہر ضرب سے ستر ہزار جہنمیوں کو سپرد جہنم کریں گے۔ فرمان الٰہی ہے۔

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ (المدثر ۳۰) اس پر انیس ۱۹ فرشتے مقرر ہیں۔

مراد ہے کہ جہنمیوں کے فرشتوں کے سردار اتنے ہیں کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کس قدر فرشتے اس نے اس پر مامور کر رکھے ہیں۔ جیسا کہ خود فرمان الٰہی ہے "تیرے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جہنم کی وسعت کے بارے میں سوال کیا گیا آپ نے فرمایا اس کی وسعت کا تو مجھے علم نہ ہے البتہ اس پر متعین فرشتہ کے کان کی لو کندھے کا درمیانی فاصلہ ستر سال کے سفر کے برابر ہے۔ جہنم میں پیپ اور خون کی وادیاں بہتی ہیں۔ ترمذی کی حدیث ہے دوزخ کی ہر دیوار چالیس سال کے سفر کے برابر موٹی ہے۔

مسلم کی روایت ہے تمہاری آگ جہنم کی آگ سے ستر حصے کم گرم ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافی گرم ہے آپؐ نے فرمایا جہنم کی آگ اس گرمی سے انہتر حصے زیادہ گرم ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا۔ اگر اہل دوزخ میں سے کوئی اپنا ہاتھ دنیا میں نکالے تو اس کی گرمی سے سب مر جائیں۔ اگر داروغہ جہنم کی صورت دیکھ لی جائے تو غضب کی جلالت سے سب مر جائیں۔

مسلم وغیرہ کی روایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم معہ اپنے صحابہ کرامؓ کے کہیں تشریف لے جارہے تھے تو ایک خوفناک آواز سنائی دی۔ آپؐ نے فرمایا تم جانتے ہو یہ آواز کی دھمک کیا تھی سب نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسولؐ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ستر سال پہلے۔ ایک پتھر دوزخ میں پھینکا گیا۔ آج گہرائی میں پہنچا۔ اس کی آواز ہے۔

مراد رسول سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے دوزخ کو خوب یاد رکھو اس لیے کہ اس کی گرمی شدید ہے اس کی گہرائی بہت ہے اور اس کی بیڑیاں لوہے کی ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے دوزخ کی آگ جہنمیوں کو ایسے اٹھا کر لے جائے گی۔ جیسے پرندہ دانا اچک لیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِذَا رَاَتۡهُمۡ مِّنۡ مَّكَانٍۢ بَعِيۡدٍ سَمِعُوۡا لَهَا تَغَيُّظًا وَّ زَفِيۡرًا (الفرقان ۱۲)

اور وہ جب انہیں دور سے دیکھے گی تو وہ اس سے غصہ سے بھری آواز سنیں گے۔

کے معنی دریافت کیے گئے تو فرمایا ہاں کیا تم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نہیں سنا جو مجھ پر قصداً جھوٹ بولے وہ دوزخ کی آنکھوں کے درمیان اپنا ٹھکانہ بنالے۔ آپؐ سے اس کی آنکھوں کے بارے میں سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا کیا تم نے یہ فرمان الٰہی نہیں سنا۔ (جو پہلے تحریر کیا گیا ہے)

یہ تائید کرتی ہے کہ آگ ایک گردن سے نکلے گی اس کی دو آنکھیں دیکھتی ہوں گی۔ ایک زبان ہوگی جس سے وہ بولے گی میں اس شخص پر مسلط ہوں جو دنیا میں کسی کو اللہ کا شریک ٹھہراتا تھا۔ اس کی نظر ایسے ہوگی جیسے پرندہ تل کو تلاش کر لیتا ہے اس کی نظر ایسے ہوگی جیسے پرندہ اور تڑپ کرے گی۔

حدیث شریف میں ہے کہ نیکیوں کا پلہ نور کا ہوگا اور برائیوں کا پلڑا ظلمت یعنی تاریکی کا ہوگا۔

ترمذی میں روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت عرشِ الٰہی کے داہنے جانب جہنم بائیں جانب رکھی جائے گی۔ لہٰذا نیکیوں کا پلڑا جنت کے مقابل اور برائیوں

کا پلڑا جہنم کے مقابل ہو گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نیکیاں اور برائیاں ایسے ترازو میں تولی جائیں گی جس کے دو پلڑے اور زبان ہو گی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ بندہ کے اعمال تولنے کا ارادہ فرمائے گا انہیں جسموں میں تبدیل کر دے گا۔ پھر قیامت کے دن انہیں تولا جائے گا۔

۶۶

مذمتِ تکبر

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو دنیا اور آخرت کی بھلائی کی توفیق عطا فرمائے۔ یاد رکھو تکبر اور ذاتی بڑائی تمام فضائل کو تباہ کر کے بُرے افعال کے لیے راہ ہموار کرتے ہیں۔ اس سے بری رذالت کیا ہو گی کہ اسے تکبر نہ نصیحت کی بات سننے دیتا ہے اور نہ اس میں ادب کو قبول کرنے کی صلاحیت چھوڑتا ہے۔ دانا کا قول ہے حیا اور تکبر کے درمیان علم برباد ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے کسی سیلاب اور بلند عمارت میں جنگ ہوتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے تکبر کے طور پر ایڑیوں کے نیچے کپڑا گھسیٹا اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت نہ فرمائے گا۔

داناؤں کا قول ہے خود ستائی یعنی اپنی بڑائی اور تکبر سے سلطنت قائم نہیں رہتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تکبر کا ذکر فساد کے ساتھ کیا ہے۔

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا (القصص ۸۳)

یہ دار الآخرت ہے۔ ہم ان کو عطا کرتے ہیں جو زمین میں تکبر اور فساد نہیں کرتے۔

مزید فرمان ہے۔

سَأَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ (الاعراف ۱۴۶)

ان لوگوں سے جو زمین میں تکبر اور فساد کرتے ہیں ان سے میں اپنی نشانیاں پھیر لوں گا۔

ایک عقلمند کا قول ہے کہ جب میں کسی متکبر کو دیکھتا ہوں تو اس کے تکبر کا جواب تکبر سے دیتا ہوں۔

ابن عوانہ بدخصلت متکبر آدمی تھا اس نے غلام سے پانی پلوانے کے لیے کہا۔ غلام نے ہاں کہا تو بگڑ کر کہنے لگا ہاں تو وہ کہے جسے نہیں پر قدرت ہو۔ پھر اسے ایک تھپڑ رسید کیا۔ اس نے کسان کو بلوایا اس سے گفتگو کی پھر پانی منگوا کر حقیر سے گفتگو کرنے کے سبب منہ کو صاف کرنے کے لیے کلی کی۔ یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں تکبر کی سیڑھی پر چڑھا ہوا ہے گرے گا تو ٹوٹ پھوٹ جائے گا۔

جاحظ کا قول ہے قریش عرب قبائل کے کچھ لوگ ان میں سے بنی جعفر بن کلاب اور بنی زرارہ بن عدی اتنے متکبر تھے کہ دوسرے لوگوں اور فارس کے بادشاہ تک کو اپنا غلام سمجھتے تھے۔

قبیلہ بنو عبدالدار کے آدمی سے کہا گیا تم مجلس میں کیوں نہیں شامل ہوتے اس نے کہا راستہ میں جو پل ہے وہ میری عزت وتکریم کا بوجھ نہیں اٹھا سکے گا۔

حجاج بن ارطاۃ سے کہا گیا تم مجلس میں کیوں نہیں شامل ہوتے اس نے کہا، میں سبزی فروش جیسے لوگوں کا سامنا کروں۔

وائل بن حجر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ نے اسے ایک قطعہ زمین عطا کرتے ہوئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اسے لکھ دیں اور وہ قطعہ زمین بھی دکھلا دیں۔ آپ سخت گرمی اور دوپہر میں اسی کے ساتھ اسی حالت میں روانہ ہو گئے۔ راہ میں حضور کی درگاہ سے ہادی اور مہدی کے خطاب پانے والے معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے اونٹنی پر بٹھا لو اس نے کہا تم بادشاہوں کے ساتھ بیٹھنے کے قابل نہیں ہو۔ آپؓ نے کہا اچھا مجھے اپنے جوتے ہی دے دو تاکہ میں تپش سے بچا رہوں۔ اس نے کہا اے ابن ابی سفیان میں بخل کی وجہ سے جوتی نہیں دے رہا ایسا نہیں بلکہ مجھے خطرہ ہے تو میرے جوتے پہن کر

کمینے اقبال تک پہنچ جائے گا بس تیرے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ تم میری اونٹنی کے سایہ میں چلتے رہو۔ یہی متکبر شخص آپ کے عہد خلافت میں آپ سے ملا تو آپ نے اسے اپنے ساتھ چارپائی پر بٹھا کر اس سے بات چیت کی۔

مسرور بن ہند نے ایک آدمی سے کہا مجھے پہچانتے ہو اس نے کہا میں مسرور بن ہند ہوں۔ اس نے کہا میں تجھے نہیں جانتا۔ مسرور نے چلا کر کہا اللہ تجھے غارت کرے تو چاند کو نہیں جانتا۔

وَلَا الْأَحْمَقَ يَلْوِي التِّيهُ أَخْدَعَهُ
لَوْ كُنْتَ تَعْلَمُ مَا فِي التِّيهِ لَمْ تَتِهِ

وہ احمق جو تکبر کو چھپائے ہوئے ہے اور کلام اسے فریب دے رہا ہے اگر تجھے معلوم ہو کہ تکبر میں کیا مصیبت آئے گی تو تکبر کبھی نہ کرے۔

اَلْبَغْيُ مُفْسِدَةٌ لِلدِّيْنِ مَنْقَصَةٌ
لِلْعَقْلِ مُهْلِكَةٌ لِلْعِرْضِ فَانْتَبِهِ

بلاشبہ تکبر دین کو برباد کرنے والا، عقل کو کم کرنے والا ہے۔ اور عزت تباہ کرنے والا ہے۔ لہٰذا اس سے متنبہ رہو۔

ایک قول ہے:۔ ہر کمینہ آدمی تکبر کرتا ہے۔ انکساری اور تواضع سے وہ پیش آتا ہے جو بلند مرتبہ ہو۔

فرمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق تین چیزیں باعث ہلاکت ہیں۔ دائمی بخل، خواہشات نفسانی کی پیروی اور انسان کا خود کو بڑا گردانا۔

حضرت عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نوح علیہ السلام کا آخری وقت قریب ہوا تو آپ نے اپنی اولاد کو بلا کر فرمایا میں تمہیں دو باتوں کے کرنے اور دو سے باز رہنے کے لیے کہتا ہوں۔ ان میں سے دو منع ہیں وہ شرک اور تکبر ہیں اور دو پڑھنے کے لیے کہتا ہوں ایک لا الہ الا اللہ کا پڑھنے کا اس لیے حکم دیتا ہوں اس لیے زمین و آسمان کے اندر جو کچھ ہے اگر اسے ایک پلڑے میں اور

دوسرے میں لا الٰہ الا اللہ کو رکھا جائے تو اس کا پلڑا بھاری رہے گا۔ اگر آسمان اور زمین کو حلقہ بند کرے تو اس حلقہ پر رکھ دیا جائے تو توڑ دے گا۔

نیز میں تمہیں سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ۔ اللہ پاک ہے اور اسی کی حمد ہے۔ پڑھنے کا حکم دیتا ہوں۔ کیونکہ یہ ہر چیز کی صلوٰۃ ہے اور اسی کے ذریعہ ہر چیز کو روزی ملتی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ وہ شخص لائق مبارک ہے جسے اللہ تعالیٰ نے کتاب کا علم دیا اور وہ متکبر ہو کر نہ مرا۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سر پر لکڑیوں کا گٹھا اٹھائے بازار سے گزرے کسی نے کہا آپ نے یہ کیوں بوجھ اٹھا رکھا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے نیاز کر رکھا آپ نے جواب دیا اس لیے کہ متکبر نہ بن جاؤں۔

تفسیر قرطبی میں ہے۔

وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ تَبَرُّجًا۔ اور وہ عورتیں اپنے پیر زمین پر نہ ماریں۔

یعنی اظہار زینت فخر و غرور سے مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے کی خاطر ایسا کرنا حرام ہے جو شخص زمین پر جوتے زور زور سے مارتا ہے وہ بھی حرام ہے کیونکہ تکبر سراپا تکبر ہے اور وہ بڑا گناہ ہے۔

۶۷

یتیم سے بھلائی

بخاری میں حدیث ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والے جنت میں اس طرح ہوں گے۔ آپؐ نے شہادت اور درمیانی انگلیوں کو کھڑا کر کے ان میں تھوڑا سا فاصلہ رکھ کر فرمایا تھا۔ مسلم میں اس حدیث کی یوں تائید ہے۔ فرمایا۔ میں اور یتیم خواہ وہ کسی کا عزیز ہی کیوں نہ ہو اس کی پرورش کنندہ جنت میں ایسے ہوں گے جیسے یہ دو انگلیاں ہیں۔ مالکؒ نے بھی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو کھڑا کرنا

بیان کیا ہے۔

بزار سے ہے کہ جس نے کسی یتیم کی پرورش کی خواہ وہ اس کا قریبی ہی کیوں نہ ہو بس وہ اور میں جنت میں ایسے ہوں گے جیسے یہ دو انگلیاں قریب ہیں جس نے تین بیٹیوں کی پرورش فرمائی وہ بھی جنت میں ہوگا اسے روزہ دار اور فی سبیل اللہ جہاد کرنے والے کے برابر درجہ ملے گا۔

ابن ماجہ میں ہے جس نے یتیموں کی پرورش کی وہ ایسے ہے کہ جیسے اس نے رات کو یاد الٰہی میں قیام کیا اور دن کو روزہ رکھا۔ اور صبح و شام جہاد کیا۔ میں اور وہ جنت میں بھائی بھائی ہوں گے جیسے دو انگلیاں ملا کر فرمایا یہ دو بہنیں ہیں۔

ترمذی میں ہے جس نے مسلمانوں میں سے کسی یتیم کی پرورش کی ذمہ داری قبول کی اللہ تعالیٰ اسے جنت میں لے جائے گا ماسوائے اس کے اس نے کوئی ایسا گناہ کیا ہو جسے معاف نہ کیا جائے مثلاً شرک و کفر وغیرہ۔ ایک مزید روایت ہے کہ کوئی یتیم کی پرورش کرے۔ یہاں تک کہ وہ حاجت مند نہ رہے تو اس کے لیے جنت ضرور لازم ہو گی۔

ابن ماجہ سے ہے کہ مسلمانوں کا بہترین گھر وہ ہے جس میں کسی یتیم کی پرورش کی جا رہی ہو۔ اور وہ بدترین گھر ہے جس میں کسی یتیم کے ساتھ بُرا سلوک کیا جا رہا ہو۔

ابو یعلیٰ ایک حسن روایت پیش کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں پہلا شخص ہوں جو جنت میں داخل ہوگا۔ میرے ساتھ آگے بڑھنے کی ایک عورت کوشاں ہوگی۔ میں کہوں گا تم کون ہو؟ وہ کہے گی میں وہ ہوں جو یتیم کی پرورش کے لیے گھر بیٹھی رہی۔

طبرانی کی ایک روایت ہے جو کسی حد تک مشکوک ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے نبی برحق بنایا اللہ تعالیٰ قیامت کو اس شخص پر عذاب نہ کرے گا جس نے کسی یتیم پر رحم کیا اور اس سے نہایت حلیمی سے گفتگو کی۔ اللہ کے دیئے ہوئے مال سے اس کی پرورش کی اور پناہ میں لے کر اس پر زیادتی نہ کی۔

مسند احمد میں ہے جس نے یتیم کے سر پر ہاتھ اللہ کی رضا کی خاطر پھیرا اس کے لیے

نیکیاں ہیں اور اس نے یتیم بچی یا بچے پر احسان کیا تو اس کے لیے جنت ہے میں اور وہ جنت میں اس طرح ہوں گے جیسے یہ دو انگلیاں ہیں۔

ایک محدثین کی جماعت سے روایت ہے جسے حاکم نے صحیح قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو فرمایا آپ کی بینائی کا جاتے رہنے کمر کا دہرا ہونا اور یوسف علیہ السلام کے ساتھ بھائیوں کا یہ سلوک اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے ایک بکری ذبح کر کے خود کھائی مگر روزہ دار، یتیم، مسکین آیا اور اسے نہ کھلائی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مطلع فرمایا میں اپنی مخلوق میں اسے سب سے عزیز رکھتا ہوں جو یتیموں اور مسکینوں سے محبت رکھتا ہے اور انہیں حکم دیا کھانا تیار کرو اور اسے مسکینوں اور یتیموں کو بلا کر کھلاؤ اس حکم کی انہوں نے تعمیل کی۔

بخاری اور مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یتیمیٰ و مساکین کی پرورش کرنے والا ایسا ہے جیسے جہاد فی سبیل اللہ کرنے والا ہے۔ مزید ہے کہ وہ اس طرح اجر پاتا ہے جیسے راتوں کو عبادت اور دن کو روزہ رکھے۔ ابن ماجہ میں ہے یتیموں اور مسکینوں کی نگہداشت کرنے والا ایسا مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے جو دن کو روزہ رکھے اور رات کو عبادت کرے۔

ایک روایت ہے ایک شخص شراب میں بدمست ہو کر گناہوں میں مبتلا رہتا ہے ایک دن اس نے ایک یتیم کو دیکھ کر اس سے اس طرح شفقت سے پیش آیا جیسے اپنے بچوں سے کی جاتی ہے۔ رات کو سوتے ہوئے دیکھا کہ جہنم کے فرشتے اسے کھینچ کر لے جا رہے ہیں دیکھا تو وہ یتیم لڑکا راستے میں ہو گیا اور فرشتوں سے کہنے لگا اسے چھوڑ دو۔ میں اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے التجا کرتا ہوں مگر فرشتے نہ مانے تو ندا آئی اسے چھوڑ دو ہم نے اسے یتیم کی وجہ سے بخش دیا۔

حکایت :۔ ایک سید گھرانا خوشحال تھا۔ گھر کا مالک بچیاں اور بیوی چھوڑ کر ملک عدم روانہ ہوا۔ والد کی فوتیدگی کے بعد بچیاں بے سہارا ہو گئیں۔ حتیٰ کہ فاقوں پر نوبت آگئی تو انہوں نے اپنے گھر کو چھوڑ کر شہر کی راہ لی۔ شہر میں ایک بے آباد مسجد میں

ڈیرہ ڈال دیا اور بچیوں کی والدہ ایک صاحب ثروت مسلمان کے گھر گئی اور اپنی بپتا کہہ سنائی اس پر اس امیر مسلمان نے کہا کہ تم اپنے سیدہ ہونے کا ثبوت فراہم کرو اور میرے پاس گواہ لاؤ۔ وہ پریشانی میں اس کا در چھوڑ کر مجوسی کے ہاں مع بچیوں کے چلی گئی۔ اس مجوسی نے ان کی نہایت اعلیٰ طریق سے آؤ بھگت کی۔ رات خواب میں اس امیر آدمی نے دیکھا کہ روز حشر ہے اور حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم پر حمد کا پرچم لہرا رہا ہے اور قریب ایک جنت کا محل ہے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ محل کس کا ہے؟ آپ نے فرمایا ایک مسلمان کے لیے ہے۔ اس نے کہا میں موحد ہوں۔ آپ نے فرمایا اس کے ثبوت کے لیے گواہ لاؤ۔ اب حیران تھا اس کی حیرانی دیکھ کر آپ نے فرمایا اس عورت سے تم نے گواہی طلب کی تھی؟ اس پر اس کی آنکھ کھل گئی اس نے بہت کوشش کر کے مجوسی کے ہاں اس سیدہ اور بچیوں کو تلاش کر لیا اور مجوسی کی خوشامد شروع کر دی کہ ان عورتوں کو میرے ہاں بھجوا دو اس مجوسی نے انکار کر دیا کہ ان کی بدولت میرے ہاں بہت سی نعمت آئی ہیں اور بے حد برکات نصیب ہوئی ہیں۔ اس پر اس امیر آدمی نے مجوسی کو نقدی کا جھانسا بھی دیا کہ ایک ہزار دینار کی رقم لے لو اور انہیں میرے ہاں بھجوا دو۔ اس کے بعد امیر شخص نے صبر کا ارادہ کیا تو مجوسی نے کہا تو نے خواب میں جو محل دیکھا تھا وہ میرے لیے ہو گیا ہے۔ تم اپنے توحید پرست ہونے کے دعویدار ہو۔ اللہ کی قسم ہم رات سونے سے پہلے ہی مسلمان ہو چکے تھے تو نے دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا وہ سید زادیاں تمہارے گھر میں ہیں میں نے عرض کیا ہاں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ محل تیرے اور تیرے اہل و عیال کے لیے ہے وہ امیر مسلمان ہاتھ ملتا ہی رہ گیا۔

(۶۸)

مذمتِ حرام

حکم باری تعالیٰ ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ۔ (النساء ۲۹)

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو تم ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔

اس آیت کے متعدد معنی ہیں۔ اس سے سود، جوا، ٹھگی۔ لوٹ مار، چوری، خیانت۔ جھوٹی شہادت کے ذریعے مال بنانا۔ یہ سب حرام خوری میں شامل ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ یہ وہ مال ہے جو انسان دوسرے کسی عوضانہ کے بغیر حاصل کرے۔ اس آیت کی غلط تحویل کی گئی اور اصحابہ نے ایک دوسرے کے ہاں سے کھانا پینا ممنوع خیال کر لیا۔ اس کے بعد سورہ النور کی آیت ۶۱ نازل ہوئی "اس میں کوئی مضائقہ نہیں اگر تم اپنے عزیزوں کے گھروں سے یا والدین اور دوستوں کے گھروں سے کھاؤ پیو گے"۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق پہلی آیت محکمات سے ہے۔ اس کا حکم قیامت تک رہے گا۔ اس سے مراد غلط کمائی کو کھانا ہے جو غلط طریقہ سے حاصل کی گئی ہو مثلاً ظلم سے، چھین کر، خیانت سے، چوری اور لہو ولعب اور کھیل مذاق سے اور ناجائز طور پر خرید وفروخت سے۔ بعض علما کا قول ہے کہ یہ آیت اپنے مال کو ناجائز طریقہ سے خرچ کرنے سے منع کرتی ہے اور دوسروں کے مال کو مذکورہ صورتوں میں سے کسی سے حاصل کرنے کی بھی ممانعت کرتی ہے۔

فرمان الہٰی ہے کہ اگر یہ تجارت ہو یعنی تجارت کے لیے تم مال کما سکتے ہو کیونکہ تجارت کا اس نوع کے افعال سے تعلق نہیں۔ تجارت کے متعلق دوسرے دلائل کے ساتھ فرمان باری تعالیٰ ہے۔ "عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ" تم رضامندی کے ساتھ دو۔ یعنی جائز طریقہ سے بخوشی لو دو تو وہ جائز ہے اور فائدہ بھی اٹھا سکتے ہو۔ یتامیٰ کے مال کے بارے میں ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِىْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا۔ (النساء ۱۰)

بلاشبہ جو لوگ یتیموں کا مال ظلم کے ساتھ کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں۔

احادیث مبارکہ میں اس سے متعلق کثرت سے شواہد اور رانتباہات موجود ہیں۔

مسلم وغیرہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیش کی ہے کہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور وہ پاک چیزوں کو پسند کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا حکم رسولوں اور بندوں کے لیے ہے۔

یَاأَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا۔ (المومنون ۵۱)

اے رسولو! پاکیزہ کھانا کھاؤ اور اچھے عمل کرو۔

دوسری آیت میں ہے۔

یَاأَیُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ۔

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو ہمارے عطا کردہ رزق سے پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔

پھر آپ نے فرمایا کہ ایسا آدمی جو طویل مسافت طے کرے بال بکھرے ہوں اور چہرہ خاک آلود ہو اور وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہے یا اللہ اور اس کا کھانا پینا لباس غذا سب حرام ہوں تو کیا اس صورت میں اس کی دعا مستجاب ہوگی۔

طبرانی کی حسن سند سے روایت ہے "حلال رزق تلاش کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔

طبرانی اور بیہقی میں ہے کہ فرائض نماز کی ادائیگی کے بعد حلال رزق تلاش کرنا فرض ہے متعدد ذرائع سے حدیث ہے، حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے جو پاکیزہ رزق کھائے اور سنت کے مطابق عمل کرے اور لوگ اس کی ایذاء سے محفوظ رہیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے لوگ کثرت سے آج امت میں ہیں آپ نے فرمایا میرے بعد کی صدیوں میں بھی ہوں گے۔ احمد وغیرہ کی سند حسن سے روایت ہے، تیرے اندر چار چیزیں ہیں۔ اگر تو دنیا تجھے نقصان نہ پہنچائے گی امانت کی نگہبانی، راست گوئی، حسن خلق اور رزق حلال۔

طبرانی کی حدیث ہے اس کے لیے بشارت ہے جس کی کمائی حلال ہو۔ اس کا باطن درست ہو اور اس کا احترام کیا جاتا ہو لوگوں سے وہ فتنہ وفساد نہ کرے، اس کے لیے خوشخبری ہے جو اپنے عمل پر عمل کرے، اپنے مال کا زیادہ حصہ اللہ کی راہ میں خرچ کرے اور فضول گفتگو نہ کرے۔

طبرانی میں ہے اے سعد! حلال رزق کھاؤ تاکہ تمہاری دعا مستجاب ہو"۔ اس

ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے ایک آدمی اگر حرام کا نوالہ ڈالتا ہے تو چالیس دن تک اس کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا جس شخص کا گوشت حرام سے پیدا ہوا اس کی آگ زیادہ حق دار ہو گی۔"

بزار کی ایک روایت (بسند منکر) ہے جس کی امانت نہ ہو اس کا دین میں کچھ حصہ نہیں اور نہ ہی اس کی نماز اور زکوٰۃ ہے جس نے حرام کمائی سے قمیص بنائی اس وقت تک نماز نہ ہو گی جب تک اسے نہ اتارے گا کیونکہ شان الہٰی یعنی اللہ اس سے بے نیاز ہے کہ ایسے شخص کی نماز قبول کرے یا کوئی عمل قبول کرے جس کے جسم پر حرام کمائی کا لباس ہو۔

احمد نے سیدنا عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جس نے دس درہم کا کپڑا خریدا اس میں ایک درہم مال حرام تھا جب تک وہ اپنے جسم سے اس کپڑے کو جدا نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہ فرمائے گا۔ اگر میں نے یہ الفاظ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنے ہوں تو اللہ تعالیٰ یہ میرے دونوں کان بہرے کر دے۔

بیہقی کی روایت ہے جس نے چوری کا مال خریدا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ چوری کا مال ہے تو وہ بھی اس کی رسوائی اور گناہ میں برابر کا شریک ہو گا۔

حافظ المنذری فرماتے ہیں اس کی اسناد میں احتمال ہے یا موقوف سند کے ساتھ احمد نے بہ سند جید حدیث نقل کی ہے۔ تم میں سے کوئی اپنی رسی لے کر پہاڑ پر جائے اور لکڑیاں اپنی پیٹھ پر لاد کر لے آئے وہ اس سے بہتر ہے جو لقمہ حرام کھائے۔

ابن خزیمہ، ابن حبان اور مستدرک حاکم میں ہے جس نے مال حرام جمع کیا پھر اس سے صدقہ کر دیا تو اسے کوئی اجر نہ ملے گا۔ اس کا گناہ اس پر اسی طرح رہے گا۔

طبرانی کی حدیث ہے جس نے حرام مال کمایا اور اس سے غلام کو آزادی دلوائی۔ اور صلہ رحمی کیا تو اس پر مال حرام کمانے کا اسی طرح گناہ ہے۔

احمد کی بیان کردہ حدیث کو بعض نے حسن قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اندر اسی طرح روزی تقسیم کی ہے۔ جس طرح تمہارے اخلاق تقسیم کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے بھی دیتا ہے جسے وہ پسند نہیں کرتا ہے اور اسے بھی دیتا ہے جسے وہ پسند کرتا ہے

مگر دین اسے عطا کرتا ہے جسے پسند فرماتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ بندہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوتا جب تک اس کا دل اور زبان مسلمان نہ ہوں، زبان اتنی دیر تک مسلمان نہیں ہوتی جب تک وہ ایماندار نہیں ہوتا اور اس کے ہاتھوں ہمسائے کسی قسم کی تکلیف نہ اٹھائیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایذا کیا ہے فرمایا دھوکہ دینا ظلم کرنا اور جو بندہ حرام کمائے اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرے اس کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا اور اس میں برکت نہیں ہوتی جو وہ پیچھے چھوڑتا ہے وہ دوزخ کا زادراہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ برائی کو برائی سے نہیں بلکہ برائی کو نیکی سے ختم کرتا کیونکہ ناپاک چیز ناپاک کو ختم نہیں کرتی۔

ترمذی کی روایت ہے بندہ قیامت کے میدان کو اتنی دیر تک نہیں چھوڑے گا جب تک ان چار سوالوں کا جواب نہیں دے لیتا۔ عمر کیسے کٹی۔ جوانی کن کاموں میں صرف کی۔ مال کیسے حاصل کیا اور کیسے خرچ کیا اور اپنے عمل پر کتنا عمل کیا۔

بیہقی کی حدیث ہے دنیا سرسبز اور شیریں اس کے لیے ہے جس نے حلال کمائی سے مال کمایا اور اسے صحیح طریقہ سے خرچ کیا اللہ اسے ثواب دے کر جنت میں داخل کرے گا۔ جس نے ناجائز طریقہ سے مال کمایا اور ناجائز خرچ کیا۔ اسے جہنم میں بھیجا جائے گا اور وہ جو مال کی محبت میں اللہ اور رسول کو بھول جاتے ہیں قیامت کے دن ان کا ٹھکانا نہ جہنم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا۔ جب وہ بجھنے لگے گی تو اس کی سوزش زیادہ کریں گے۔

ابن حبان میں ہے وہ گوشت اور خون جنت میں داخل نہیں ہوگا جو حرام کمائی سے پیدا ہوا ہو آگ ہی اس کی زیادہ حق دار ہے۔ ایک سند حسن کی روایت ہے وہ بدن جنت میں داخل نہیں ہوگا جسے حرام غذا دی گئی ہو۔

۶۹

ممانعت سود

سود کی ممانعت کئی آیات اور احادیث سے کی گئی ہے۔ بخاری اور ابو داؤد کی حدیث ہے حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جسم پر نقش و نگار گدوائے اس پر اس گو دنے والے پر اور سود دینے والے پر اور سود لینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ کتے کی قیمت لینے اور بدکاریوں سے منع فرمایا اور تصویر بنانے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔

احمد، ابو یعلی، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت پیش کی ہے، فرمایا "سود لینے اور دینے والا، اس پر گواہ بننے والے، اس کی تحریر کرنے والے پر جبکہ اسے معلوم ہو کہ یہ تحریر سود کی ہے، جسم پر نقش و نگار گودنے والے اور گودوانے والے پر جو خوبصورتی کے لیے ایسا کرتا ہے۔ صدقہ سے انکار کرنے والا، ہجرت کے بعد مرتد ہونے والا (اعرابی) سب بزبان محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ ملعون ہے۔

حاکم کی روایت ہے سود کے تہتر دروازے ہیں ان میں سے کمتر وہ ہیں جیسے کوئی اپنی ماں سے نکاح کرے۔

بزاز سے ہے۔ سود کے کچھ اوپر ستر اقسام ہیں۔ اسی طرح شرک بھی ہے۔ بیہقی کی روایت ہے، سود کے ستر دروازے ہیں سب سے ادنیٰ یہ ہے کہ انسان اپنی ماں سے بدکاری کرے۔

طبرانی کبیر میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سود کا ایک درہم تین زنا سے بدتر ہے۔ اس روایت کی سند منقطع ہے۔ اور ابن ابی الدنیا اور بغوی نے اسے موقوف حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور یہی صحیح ہے اور حدیث موقوف بھی حدیث مرفوع کے حکم میں ہے کیونکہ ایک سود کا درہم کا ذکر مذکورہ بالا تعداد میں زنا سے بھی زیادہ گناہ ہونا وحی الہٰی کے بغیر ممکن نہ ہے گویا انہوں نے یہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوگی

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے۔ سود کے بہتر گناہ میں اس کا سب سے ادنیٰ گناہ حالت اسلام میں اپنی ماں سے زنا کرنے کے برابر ہے۔ اور ایک سود کا درہم تین سے زیادہ زنا کرنے سے بدتر ہے۔ قیامت کو ہر نیک و بد کو کھڑا ہونے کی اجازت دی جائے گی مگر سود خور کھڑا نہیں ہو گا لیکن جب کھڑا ہوتا ہے تو شیطان کے آسیب سے گر پڑتا ہے۔

احمد نے بسند حضرت کعب بن احبار رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں ۳۲ مرتبہ زنا کرنے کو ایک درہم سود سے اچھا سمجھتا ہوں۔ جب میں سود کھاؤں تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ میں کیا کھا رہا ہوں۔

احمد نے بسند صحیح اور طبرانی نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کا جان بوجھ کر ایک درہم سود کھانا تینتیس مرتبہ زنا کرنے سے بدتر ہے۔

ابن ابی الدنیا اور بیہقی سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے خطاب فرمایا۔ سود اور اس کی برائیوں کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک ایسا درہم جسے آدمی بطور سود لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں انسان کے تینتیس ۳۳ مرتبہ زنا کرنے سے زیادہ بُرا ہے اور سب سے بڑا سود مسلمان کے مال میں سے کچھ لینا ہے۔

طبرانی نے صغیر اوسط میں روایت کی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ناجائز طور پر کسی ظالم کی امداد کی تاکہ وہ کسی کا مال دبا لے ایسا شخص اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری سے بری ہے اور جس نے ایک درہم سود کھایا وہ تینتیس ۳۳ مرتبہ زنا کرنے کے برابر ہے جس کا گوشت حرام مال کھا کر بڑھا جہنم ایسے شخص کا زیادہ مستحق ہے۔

بیہقی کی روایت ہے کہ سود کے بہتر سے کچھ زیادہ دروازے ہیں ان سب سے کمتر گناہ حالت اسلام میں ماں سے زنا کرنے کے برابر ہے اور سود کا ایک درہم ترپن ۵۳ مرتبہ زنا کرنے سے زیادہ برا ہے۔

طبرانی اوسط میں عمرو بن راشد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سود کے بہتر ۷۲ دروازے ہیں۔ ان میں ادنیٰ گناہ کسی کا اپنی ماں سے زنا کے برابر ہے۔ اور سب سے بُرا سود یہ ہے کہ انسان اپنے بھائی کی عزت (بیوی) کی طرف سے ہاتھ بڑھائے۔

ابن ماجہ اور بیہقی نے ابو معشر سے اور انہوں نے ابو سعید المقبری سے اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سود میں ستر گناہ ہیں۔ سب سے چھوٹا گناہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے نکاح کرے۔

حاکم نے بسند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھل کو بڑا ہونے اور پک جانے سے قبل منع کرتے ہوئے فرمایا کہ جب کسی بستی میں سود اور زنا عام ہو جائے تو انہوں نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا مستحق بنا لیا۔

ابو یعلی بسند جید حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی قوم کا سود خوری اور زنا آشکار نہیں ہوتے مگر وہ لوگ عذاب الٰہی کو اپنے لیے حلال کر لیتے ہیں۔

احمد نے اسے ایک طویل حدیث ابن ماجہ اور اصبہانی نے مختصر بیان کیا ہے۔ آپ نے فرمایا شب معراج ہم ساتویں آسمان پر ایسے آدمیوں کو دیکھا جن کے پیٹ کمروں کے مطابق بڑے تھے۔ ان کے اوپر بجلیاں اور شدید آندھیاں تھیں ان میں سانپ اور بچھو تھے جو ان کے پیٹ سے باہر نکل آئے تھے۔ میں نے جبرائیل ؑ سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے بتلایا یہ سود خور ہیں۔

اصبہانی نے حضرت ابو سعید الخدری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب معراج جب مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو میں نے اہل دنیا کو دیکھا جن کے پیٹ کمروں کے موافق تھے وہ فرعون کی گزرگاہ میں گر پڑے۔ صبح و شام انہیں آگ پر کھڑا کیا جاتا وہ کہتے کہ باری تعالیٰ قیامت نہ لانا۔ میں نے دریافت کیا جبرائیل ؑ یہ کون ہیں؟ یہ اس کا جواب انہوں نے دیا کہ یہ آپ کی امت کے سود خور ہیں یہ اسی طرح کھڑے ہوتے ہیں انہیں شیطان نے چھو کر انہیں حواس باختہ کر دیا ہو۔

طبرانی نے سند صحیح کے ساتھ روایت پیش کی ہے کہ قیامت سے پہلے شراب سود اور زنا عام ہوگا۔

طبرانی نے قاسم بن عبداللہ الوراق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کو اس بازار میں دیکھا جہاں سود کا کاروبار ہوتا تھا یہاں صراف سودی کاروبار کرتے تھے۔ آپ نے اہل بازار صیارفہ سے کہا تمہیں خوشخبری ہو انہوں نے جواباً کہا اللہ آپ کو جنت کی خوشخبری دے اے ابو محمد! آپ ہمیں کیسی خوشخبری سنا رہے ہیں؟ آپ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صیارفہ (یعنی سودی کاروبار کرنے والے صرافوں) کے لیے فرماتے سنا کہ انہیں آگ کی بشارت دے دو۔

طبرانی کی حدیث ہے کہ خود کو ایسے گناہ سے بچا جس کی مغفرت نہیں ہوتی۔ خیانت جس نے کسی چیز میں خیانت کی وہ قیامت کے دن پیش ہوگا۔ سود کھانا جس نے سود کھایا وہ قیامت میں دیوانہ بن کر اٹھے گا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی "جو سود کھاتے ہیں وہ اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جیسے شیطان پاگل کر دیتا ہے۔

اصبہانی کی حدیث ہے کہ قیامت میں سود خور پاگل کی طرح اپنے پہلو کھینچتا ہوا آئے گا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وہ اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جیسے شیطان آسیب سے پاگل کر دیتا ہے۔

ابن ماجہ اور حاکم کی حدیث ہے ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بھی سود سے اپنا مال بڑھا لیتا ہے بالآخر اس میں کمی واقع ہوتی ہے اور وہ تنگ دست ہو کر رہتا ہے۔

حاکم نے بہ سند صحیح یہ حدیث نقل کی ہے سود خور کتنا ہی بڑھ جائے آخر کار قلت اس کا نتیجہ ہوتی ہے۔

ابو داؤد اور ابن ماجہ نے حسن رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور ان کا ان سے سماع میں اختلاف ہے اور جمہور عدم سماع کے قائل ہیں لوگوں میں ایسا زمانہ آئے گا کہ ان میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو سود نہ کھائے اگر وہ سود نہ کھائے گا تو اس کا غبار اس تک بضرور پہنچے گا۔

عبداللہ بن احمد نے زوائد المسند میں یہ حدیث نقل کی ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ میری امت کے لوگ رات پینے پلانے میں گزاریں گے

صبح کو بندر اور خنزیر بن جائیں گے کیونکہ وہ حرام کو حلال سمجھیں گے۔ گانے بجانے والی عورتیں حاصل کریں گے۔ شراب نوشی کریں گے۔ سود کھائیں گے اور ریشم پہنیں گے۔

احمد اور بیہقی نے حدیث بیان کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس امت کا ایک گروہ کھانے پینے اور تعیش میں رات بسر کرے گا۔ صبح کے وقت ان کی صورتیں مسخ ہوں گی وہ بندر اور خنزیر ہوں گے وہ زمین میں دھنس جائیں گے۔ ان پر پتھر برسائے جائیں گے لوگ کہیں گے فلاں گھر زمین میں دھنس گیا اور ان پر پتھروں کی بارش ہو گی جیسے قوم لوطؑ پر کی گئی۔ ان پر یہ مصیبت ان کی شراب نوشی، ریشمی لباس پہننے، گانے بجانے کی محفلیں منعقد کرنے سود کھانے۔ صلہ رحمی سے ہاتھ کھینچ لینے کے سبب نازل ہو گی اور ایک خصلت بیان کرنا راوی بھول گئے۔

(۷۰)

حقوق العباد

انسان پر دوسرے انسان کے حقوق یہ ہیں۔ جب ملاقاتی ہو تو سلام کرے اور سلام کرنے والوں کا جواب دے بلایا جائے تو بات سنے جب چھینک آئے تو وہ یہ دعا پڑھے۔ مریض ہو تو تیمار داری کرے۔ اگر فوت ہو جائے تو جنازہ پڑھے۔ اگر کسی چیز کی کسی کو قسم دے تو وہ پوری کرے۔ نصیحت کے موقعہ پر اچھی بات بیان کرے۔ کسی کی غیبت نہ کرے جو خود پسند کرے وہی دوسروں کے لیے پسند فرمائے جو خود کو ناپسند ہو اسے دوسروں کے لیے بھی ناپسند قرار دے۔ یہ تمام باتیں جن کو بیان کیا گیا ہے وہ احادیث میں بیان کی گئی ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر چار باتیں مسلمانوں کا حق ہیں۔ نیک کی امداد کرنا، گناہگار کے لیے دعائے مغفرت کرنا۔ رخصت ہونے والے کے لیے دعا کرنا۔ اور توبہ کرنے والے سے محبت رکھنا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ وہ آپس میں رحمدل ہیں کے بارے میں فرمایا نیک آدمی بُرے آدمی کے لیے دعا گو ہوتا ہے اور بُرا نیک کے لیے دعا کرتا ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے کوئی آدمی کسی نیک آدمی کو دیکھے تو اس کے لیے یہ کہے۔ اے اللہ اسے ہدایت دے اس کی توبہ قبول فرما۔ اس کے گناہ معاف کردے۔

یہ ہے اہل ایمان کا شیوہ کہ وہ دوسروں کے لیے وہی پسند کرتے ہیں جو اپنے لیے انہیں پسند ہوتا ہے۔ اور دوسروں کے لیے بھی انہیں وہ ناپسند ہے جو اپنے لیے پسند نہیں کرتے۔

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا۔ باہم محبت اور باہم شفقت سے مسلمانوں کی مثال ایک جسم کی مانند ہے جب جسم کا کوئی حصہ تکلیف میں ہوتا ہے تو سارا جسم تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا مسلمان مسلمان کے لیے دیوار کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے کو تقویت دیتا ہے۔

فرمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں۔

ایک طویل حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اچھی عادات بتانے کے متعلق فرمایا اور یہ بھی فرمادیا کہ اگر تم اس پر قادر نہ ہو تو لوگوں کو برائی سے بچاؤ اس لیے کہ یہ صدقہ ہے۔ جو تو نے اپنے لیے دیا اور افضل مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں۔

حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو مسلمان کون؟ صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اللہ اور اس کا رسولؐ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ صحابہ نے عرض کی کہ مومن کون؟ وہ جس نے اپنی طرف سے مسلمانوں کو ان کے مال اور جانوں میں بے خوف کر دیا۔ پوچھا مہاجر کون؟ فرمایا جس نے برائیوں کو خیر باد کہہ دیا اور ان سے دامن بچا کر رکھا۔ ایک شخص

نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کیا ہے؟ فرمایا یہ کہ تو دل سے اللہ کو تسلیم کرے اور تیرے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

مجاہد کا فرمان ہے دوزخیوں پر خارش مسلط کردی جائے گی جوان کا گوشت ختم کر کے ہڈیاں نمایاں کردے گی پھر آواز آئے گی اے ابن فلاں کیا یہ خارش تکلیف دیتی ہے وہ کہے گا ہاں پھر آواز کہے گی یہ مسلمانوں کو تکلیف دینے کا تجھ سے بدلہ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے میں نے جنت میں ایک ایسے شخص کو دیکھا جس نے راستہ کا درخت اس وجہ سے کاٹ دیا تھا کہ وہ راہ چلنے والوں کے لیے تکلیف دہ تھا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! مجھے ایک ایسا عمل بتلائیے جو میرے لیے فائدہ مند ہو۔ آپ نے فرمایا راستہ میں تکلیف دینے والی چیزوں کو ہٹا دیا کرو۔

فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو راستہ میں تکلیف پہنچانے والی چیز کو ہٹا دیتا ہے تو اللہ اس کے بدلے نیکی ایسی لکھ دیتا ہے جس کی بدولت جنت واجب ہو جاتی ہے۔

فرمان رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کے لیے یہ روا نہ ہے کہ وہ ایسا اشارہ کسی دوسرے مسلمان کی طرف کرے جو اسے ناپسند ہو۔ نیز کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ دوسرے مسلمان کو خائف کرے۔ اللہ تعالیٰ مومن کی تکلیف کو ناپسند کرتا ہے۔

ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے لوگوں کی دو قسمیں ہیں۔ مومن اسے ایذا نہ دے جاہل سے جہالت نہ کرو۔ مسلمان کے ساتھ تواضع اختیار کرے اور اس کے مقابلہ میں متکبر نہ بنے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ متکبر اور فخر و غرور کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم الٰہی ہوا اس قدر تواضع کرو کہ دوسرا کوئی فخر نہ جتائے اگر اس کے باوجود بھی دوسرا فخر جتائے تو برداشت کرے۔ حکم الٰہی ہے۔

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ ○

درگزر کو اپنائیے نیکی کا حکم دیجئے اور جاہلوں سے منہ پھیر لیجیے۔ حضرت ابن ابی اوفیٰ

رضی اللہ عنہ نے روایت بیان فرمائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر مسلمان سے تواضع سے پیش آتے اور بیوہ مسکین کے ساتھ چل کر ان کی حاجت روائی کیلیے جاتے اور ان کے کام کے لیے چلنے کو ناگوار نہ سمجھتے اور نہ تکبر سے کام لیتے۔

حقوق العباد میں یہ بات بھی ہے کہ لوگوں کی باتیں دوسروں تک چغلی کی صورت میں نہ پہنچائی جائیں۔ فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

خلیل بن احمد کا فرمان ہے جس نے تیرے سامنے دوسرے کی چغلی کی وہ تیری چغلی کسی دوسرے کے پاس بھی کرے گا۔

نیز فرمایا بوجہ غصہ اپنے جاننے والے سے تین دن سے زائد غصہ نہ رکھے۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نور اولین اور آخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مسلمان کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زائد غصہ سے رہے۔ بیشتر اس کے کہ ان کا سامنا ہو اور وہ منہ پھیر کر نکل جائیں ایک کو دوسرا سلام کرتے میں پہل کرے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس کسی نے اپنے مسلمان بھائی کی لغزش کو معاف کر دیا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کو اسے معاف فرما دے گا۔

عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام سے فرمایا بھائیوں کو آپ کے معاف کر دینے کی بدولت دنیا اور آخرت میں میں نے تیرے ذکر کو بلند کر دیا۔

صدیقہ کائنات ام المومنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں۔ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کی خاطر کسی سے انتقام نہیں لیا مگر اللہ کی حدود توڑنے کی بدولت مطابق قوانین الٰہی سے سزا دی گئی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ جب بھی کسی کی زیادتی کو معاف کرتا ہے تو اس کی عزت میں اضافہ فرما دیتا ہے۔ حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا۔ معاف کرنے سے آدمی کی عزت میں اضافہ ہوتا ہے۔

جو اللہ کی رضا کے لیے تواضع کرے تو اللہ تعالیٰ اسے بلند مرتبہ عطا فرماتا ہے۔

(۷۱)

مذمتِ خواہشات

خالقِ ارض و سما نے فرمایا۔

اَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰھَہٗ ھَوَاہُ وَاَضَلَّہُ اللّٰہُ عَلٰی عِلْمٍ (الفرقان)

کیا آپ نے اس کو نہیں دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا لیا اور علم پر اللہ تعالیٰ نے اسے گمراہ کر دیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے اس آیت میں اس سے مراد کافر ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہدایت کے اور دلیل کے بغیر خواہشات کو اپنا دین بنا لیا جس کے یہ معنی ہوئے کہ وہ اپنی خواہشات کا غلام ہے جدھر وہ ہانکتی ہیں دوڑا چلا جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی کتاب کے احکامات پر عمل پیرا نہیں۔ یعنی وہ اپنی خواہشات کی عبادت کرتا ہے حکم ربانی ہے۔ وَلَا تَتَّبِعْ اَھْوَآءَھُمْ (المائدہ) اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو۔

مزید فرمان الٰہی ہے۔ وَلَا تَتَّبِعِ الْھَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (ص)

اور خواہشات کی پیروی نہ کرو یہ تمہیں اللہ کے راستے سے ہٹا دیں گی۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ ھَوًی مُطَاعٍ وَّ شُحٍّ مُّتَّبَعٍ۔

اے اللہ میں تجھ سے اس خواہش کی جس کی اطاعت کی جاتی ہے اور اس بخل کی جس کا اتباع کیا جاتا ہے کی پناہ مانگتا ہوں۔

اور فرمایا: تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں: خواہش، جس کی پیروی کی جائے۔ بخل، جس کو اپنایا جائے۔ انسان اپنے پر غرور و فخر کرے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر گناہ کا باعث نفسانی خواہشات ہیں، وہی انسان کو دوزخ کی طرف لے جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے اور محفوظ رکھے۔

ایک عارف کا قول ہے۔ جب ایسی حالت ہو کہ معلوم نہ ہو سکے کہ کونسی بات درست ہے؟ تو دیکھو تمہاری خواہش نفس کے قریب تر کونسی ہے؟ اس سے بچو۔ اسی مفہوم میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے ؎

اِذَا حَارَ اَمْرُكَ فِيْ مَعْنَيَيْنِ !!

وَلَمْ تَدْرِ حَيْثُ الْخَطَا وَالصَّوَابُ

جب تجھے دو معاملہ سے واسطہ پڑے اور پتہ نہ چلے کہ ٹھیک کونسا ہے اور غلط کونسا؟

فَخَالِفْ هَوَاكَ فَإِنَّ الْهَوٰى

يَقُوْدُ النُّفُوْسَ اِلٰى مَا يُعَابُ

تو خواہش کی مخالفت کر کیونکہ خواہش انسانوں کو معیوب باتوں کی طرف لے جاتی ہے

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے۔ جب تجھ پر دو رائے مشتبہ ہو جائیں تو محبوب ترین کو چھوڑ دے اور گراں گزرنے والی کو لے۔

اس کا اصل سبب یہ ہے کہ آسان کام دل پر سہل رہتا ہے، جگہ قریب ہے، مشقت کم ہے، اس لیے انسان اس کی طرف زیادہ حرص رکھتا ہے، مگر دشوار کام کی جگہ بھی مشکل اور دور ہوتی ہے، اور مشقت دیر تک رہتی ہے، اس لیے نفس تساہل کرتا ہے اور اس سے متنفر ہوتا ہے کہ کون مشقت اٹھائے۔

مراد رسول حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔ ان نفوس کو قابو رکھو، یہ شر کی دعوت دیتے ہیں اور حق بھاری مگر خوشگوار ہے اور باطل آسان مگر وبا ہے۔ گناہ چھوڑ دینا، توبہ قبول کرانے سے زیادہ آسان ہے۔ کئی شہوانی نظریں اور گھڑی بھر کی لذتوں طویل غم کا باعث ہوتی ہیں۔

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی۔ میں سب سے پہلے تمہیں تمہارے نفس سے ڈراتا ہوں، اس لیے کہ ہر نفس کی خواہش و شہوت ہوتی ہے اگر تو نے اس کی شہوت (چاہت) دے دی، تو نفس سرکشی کرے گا اور اس کے علاوہ مزید چاہے گا۔ اس لیے کہ دل میں شہوت اس طرح چھپی رہتی ہے، جیسے آگ پتھر میں، جب اس پر ضرب لگائیں، تو

آگ کا شعلہ نکلتا ہے اور اگر چھوڑ دیں تو آگ چھپ جاتی ہے۔ ایک شاعر کا قول ہے ؎

إِذَا مَا أَجَبْتَ النَّفْسَ فِي كُلِّ دَعْوَةٍ

دَعَتْكَ إِلَى الْأَمْرِ الْقَبِيحِ الْمُحَرَّمِ

جب تو نفس کی ہر خواہش کو مان لے گا تو یہ تجھے حرام اور سخت برے کام کی طرف بلائے گا۔ ایک شاعر کا قول ہے ؎

إِذَا أَنْتَ لَمْ تَعْصِ الْهَوَى قَادَكَ الْهَوَى

إِلَى كُلِّ مَا فِيهِ عَلَيْكَ مَقَالُ

جب تم خواہش کی نافرمانی نہ کرو گے تو خواہش تمہیں یقیناً اس کی طرف لے جائے گی جس پر تجھ کو اعتراض ہوگا۔ ایک اور شاعر نے کہا ؎

وَاعْلَمْ بِأَنَّكَ لَمْ تَسُدْ وَلَنْ تَرَى

طُرُقَ الرَّشَادِ إِذَا تَبِعْتَ هَوَاكَا

یہ بات اچھی طرح سمجھ لو ہدایت کی راہ نہ دیکھو گے اور نہ ہی سیادت کرو گے اگر تم نے اپنی خواہش کا اتباع کیا۔ ایک اور شاعر کا قول ہے ؎

إِذَا شِئْتَ إِتْيَانَ الْمَحَامِدِ كُلِّهَا

وَنَيْلَ الَّذِي تَرْجُو مِنْ رَحْمَةِ الرَّبِّ

جب تمہاری یہ خواہش ہو کہ تمام اوصاف تمہیں حاصل ہوں اور رب تعالیٰ کی رحمت حاصل ہو جس کی امید رکھے۔

تُخَالِفُ هَوَى النَّفْسِ الْمُسِيئَةِ إِنَّهُ

لَأَعْدَى وَأَرْدَى مِنْ هَوَى الْحُبِّ

(تو نفس کی بری خواہش کی مخالفت کرو، بے شک یہ بات محبت کی خواہش سے بھی زیادہ دشمن اور مہلک ہے)

هُمَا سَبَبًا حَتْفِ الْهَوَى غَيْرَ أَنَّ فِي

هَوَى الْحُبِّ مَهْمَا عَفَّ بُعْدٌ عَنِ الذَّنْبِ

خواہش کی یہ مخالفت خواہش کی موت ہے، البتہ محبت کی خواہش جب معاف ہو تو گناہ مٹ جاتے ہیں۔

جَلَّ الْمَعَاصِیْ فِیْ ھَوَا النَّفْسِ فَاعْتَمِدْ بِیْ
خِلَافَ الَّذِیْ تَھْوَاہُ اِنْ کُنْتَ ذَالُبِّ

خواہشِ نفس میں بڑے گناہ ہیں، اس لیے اگر تم عقلمند ہو تو خواہش کی مخالفت کرو۔ ایک شاعر کا قول ہے ؎

اِنَارَۃُ الْعَقْلِ مَکْسُوْفٌ بِطَوْعِ ھَوًی
وَعَقْلُ عَاصِیْ الْھَوٰی یَزْدَادُ تَنْوِیْرًا

خواہش کی پیروی میں عقل کی روشنی بجھ جاتی ہے اور خواہش کی مخالفت کرنے والے کی عقل کی روشنی بڑھ جاتی ہے۔ فضل بن عباس رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے ؎

لَقَدْ تَرْفَعُ الْاَیَّامُ مَنْ کَانَ جَاھِلًا
وَیُرْدِی الْھَوٰی ذَا الرَّاْیِ وَھُوَ لَبِیْبٌ

زمانہ جاہلوں کو اٹھاتا ہے اور صاحب رائے آدمی جو عقلمند ہو اسے خواہش ہلاک کر دیتی ہے۔

وَقَدْ یَحْمَدُ النَّاسُ الْفَتٰی وَھُوَ مُخْطِیٌّ
وَیَعْذِلُ فِی الْاِحْسَانِ وَھُوَ مُصِیْبٌ

دگاہے لوگ ایک نوجوان کی تعریف کرتے ہیں، حالانکہ وہ خطاکار ہوتا ہے اور نیکی پر عیب رکھتے ہیں، حالانکہ وہ ٹھیک ہوتا ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا کیا اور فرمایا: آگے بڑھو وہ آگے بڑھی اور پھر فرمایا: پیچھے ہٹو، وہ پیچھے ہٹ گئی، پھر فرمایا: مجھے میری عزت و جلال کی قسم میں تجھے صرف اپنی مخلوق پر ہی سوار کروں گا۔ یعنی انہیں عقل دوں گا۔

اور پھر حماقت کو پیدا فرمایا اور کہا: آگے بڑھو، وہ آگے بڑھی۔ پھر فرمایا: پیچھے ہٹو، وہ پیچھے ہٹ گئی، پھر فرمایا: مجھے میری عزت و جلال کی قسم! میں تجھے مبغوض ترین مخلوق پر ڈالوں گا اسے ترمذی نے روایت کیا۔ ایک شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے ؎

وَقَدْ اَصَابَ رَاْيُهٗ عَيْنَ الصَّوَابِ
مَنِ اسْتَشَارَ عَقْلَهٗ فِیْ كُلِّ بَابِ

اس شخص کی رائے بالکل درست رہی کہ جس نے عقل سے ہر معاملہ میں مشورہ کیا۔

وَقَدْ رَاٰی اَنَّ الْهَوٰی مَهْمَا یَجِبْ
یَدْعُوْا اِلٰی سُوْءِ الْعَوَاقِبِ وَالْعِقَابِ

اوراس نے دیکھا کہ جب خواہش پختہ ہو جائے تو وہ بُرے نتائج اور عذاب کی طرف دعوت دیتی ہے۔ ایک اور شاعر کا قول ہے ؎

اِذَا شِئْتَ اَنْ تَحْظٰی وَاِنْ تَبْلُغَ الْمُنٰی
فَلَا تَسْعُدِ النَّفْسَ الْمُطِیْعَةَ لِلْهَوٰی

جب تم چاہو کہ خوش بخت رہو اور امید پوری ہو تو خواہش کے پیروکار نفس کی بات نہ ماننا۔

وَخَالِفْ بِهَا عَنْ مُقْتَضٰی شَهَوَاتِهَا
وَاِیَّاكَ اَنْ تَحْفِلَ بِمَنْ ضَلَّ اَوْغَوٰی

اوراس کی خواہشوں کو پوری نہ کر اور گمراہ یا سرکش آدمی کی ہم نشینی سے بچ۔

وَدَعْهَا وَمَا تَدْعُوْا اِلَيْهِ فَاِنَّهَا
لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ مَنْ هَوٰی وَمَدٰی

نفس اوراس کی خواہشات چھوڑ دے اور جس کی طرف دعوت دے رہا ہے اسے بھی چھوڑ دے کیونکہ جو بھی اس کی طرف راغب ہوا اسے اس نے برائی پر لگایا۔

لَعَلَّكَ تَنْجُوْ مِنَ النَّارِ اِنَّهَا
لَقَاطِعَةُ الْاَمْعَاءِ نَزَّاعَةُ الشَّوٰی

تو شاید جہنم کی آگ سے نجات پالے، اس لیے کہ یہ تو انتڑیوں کو کاٹنے والی اور بدن کی کھال کو اکھیڑنے والی ہے۔

داناؤں کا قول ہے کہ خواہش ایک بری سواری ہے جو انسان کو فتنوں کے اندھیروں

میں لے جاتی ہے۔ ایسی چراگاہ اور خیمے ہیں جو تجھے مقامات مشقت میں بٹھاتے ہیں، اس لیے نفسانی شہوت تجھے بری سواریوں پر نہ بٹھائے اور مقاماتِ گناہ میں نہ لے جائے۔

ایک دانا آدمی سے کہا گیا: کاش تم نکاح کر لیتے۔ اس نے کہا: کاش میں اپنے نفس کو طلاق دینے پر قادر ہوتا تو میں اسے طلاق دے دیتا اور یہ شعر پڑھا ؎

تَجَرَّدْ مِنَ الدُّنْيَا فَاِنَّكَ اِنَّمَا
سَقَطْتَ اِلَى الدُّنْيَا وَاَنْتَ مُجَرَّدٗ

(دنیا سے علیحدہ اور تنہا رہو، اس لیے کہ جب تم دنیا میں آئے تھے تو خالی ہاتھ تھے)

دنیا نیند ہے اور بیداری آخرت ہے اور ان کے درمیان میں موت ہے اور ہم جھوٹے خوابوں میں پڑے ہیں، جس نے خواہش کی، آنکھ سے دیکھا، تو وہ حیران رہا اور جس نے خواہش پر حکم چلایا، اس نے ستم ڈھایا اور جس نے طویل نظر کی، اس نے انتہا کو نہ پایا اور دیکھنے والے کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

ایک عقلمند نے ایک شخص کو وصیت کی اور فرمایا: میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ اپنی خواہش کے ساتھ جہاد کرو، اس لیے کہ خواہش برائیوں کی کنجی اور نیکیوں کی دشمن ہے اور تیری ہر خواہش تیری دشمن ہے اور بعض ایسی بھی خواہشات ہیں جو تیرے سامنے گناہ کو بھی تقویٰ کے رنگ میں پیش کرتی ہیں اور ان دشمنوں کے درمیان تب ہی فرق کر سکو گے کہ تم ان پر پوری احتیاط سے نظر رکھو اور تساہل نہ کرو، صداقت اختیار کرو اور تکذیب نہ کرو اور تسلیم کرو اور انکار نہ کرو۔ اور صبر کرو اور بے صبری نہ دکھاؤ اور نیت درست رکھو اور نیت خراب کر کے اپنے اعمال برباد نہ کر لو۔ یا اللہ! ہماری عقلوں کو خواہشاتِ نفس و حرص میں نہ ڈال، ہمیں دنیا میں مصروف رکھ کر آخرت سے غافل نہ رکھ۔ ہمیں ہر وقت اپنا ذکر کرنے والا، اپنی نعمتوں کا شکر کرنے والا بنا۔ ہماری دعائیں اپنے نبی سیدنا و مولانا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے سن لے، اور سب حمد اللہ کی ہے، اور حمد اللہ کی ہے جس نے ہم پر کرم فرمایا۔

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "تمہارا بہترین دین پرہیزگاری ہے"۔ مزید فرمایا "عملوں کا سردار تقویٰ ہے"۔ فرمایا: پرہیزگار بن جاؤ، تو سب لوگوں سے زیادہ

عبادت گزار ہوگا اور قناعت کرنے والا بن جا، تو سب لوگوں سے زیادہ شکر گزار ہوگا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس کو پرہیز گاری حاصل نہ ہو کہ اللہ کی نافرمانی سے روکے تو جب وہ خلوت میں جائے گا تو اسے اللہ تعالیٰ کے علیم ہونے کے بارے میں کچھ پرواہ نہ ہوگی۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے۔ زہد کے تین مقام ہیں۔

۱۔ فرضِ زہد، اس سے مراد حرام کاموں سے بچنا ہے۔

۲۔ سلامتی کا زہد، اس سے مراد شبہات کو چھوڑ دینا ہے۔

۳۔ فضیلت کا زہد، اس سے مراد حلال میں بھی زہد اختیار کرنا ہے۔ یہ بہتر تفسیر ہے۔

حضرت ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے: زہد، دراصل، زہد کو چھپائے رکھنا ہے جب زاہد آدمی لوگوں سے بھاگے تو اسے تلاش کر، اور اگر وہ لوگوں کو تلاش کرتا ہو تو اس سے دور بھاگ۔ ایک شاعر نے خوب کہا ہے ؎

إِنِّي وَجَدْتُ فَلَا تَظُنَّنَّ غَيْرَهُ

إِنَّ التَّوَرُّعَ عِنْدَ هٰذَا الدِّرْهَمِ

میں نے اس راز کو پالیا ہے۔ دنیا کو چھوڑ دینے کا نام پرہیز گاری ہے۔

فَإِذَا قَدَرْتَ عَلَيْهِ ثُمَّ تَرَكْتَهُ

فَاعْلَمْ بِأَنَّ تُقَاكَ تَقْوَى الْمُسْلِمِ

جب تو دولت حاصل کر کے چھوڑ دے تو جان لے کہ تیرا تقویٰ، ایک مسلمان کا تقویٰ ہے۔

اور زاہد وہ نہیں، جس سے دنیا منہ موڑ لے، پھر وہ بھی بے رغبت اور زاہد بن جائے بلکہ زاہد وہ ہے کہ جس پر دنیا کے ہجوم کر کے آئے اور وہ اس سے دوسری طرف منہ موڑ لے اور اس سے فرار کو ترجیح دے، جیسا کہ ابو تمام کا قول ہے ؎

إِذَا الْمَرْءُ لَمْ يَزْهَدْ وَقَدْ صُبِغَتْ لَهُ

بِعُصْفُرِهَا الدُّنْيَا فَلَيْسَ بِزَاهِدِ

جب آدمی زہد میں مصروف ہو اور حال یہ ہو کہ دنیا کا رنگ اس پر خوب ہے تو وہ زاہد نہیں۔

ایک حکیم کا قول ہے: ہم دنیا میں زہد کیوں نہ اختیار کریں، جبکہ دنیا کا حال یہ ہے کہ اس کی عمر، اس کی بھلائی، اس کی صفائی مکدر ہے اور اس کا امان فریب ہے۔ اگر آئے تو زخمی کرے اور جائے تو ہلاک کر دے۔ ایک شاعر نے کہا ہے

تَبًّا لِطَالِبِ الدُّنْيَا لَا بَقَاءَ لَهَا
كَأَنَّمَا هِيَ فِي تَصْرِيفِهَا حُلُمُ

دنیا چاہنے والے کے لیے ہلاکت ہے۔ دنیا باقی نہیں، گویا اس کا آنا جانا ایک خواب تھا۔

صَفَاءُ هَا كَدِرٌ وَسَرَّاؤُهَا ضَرَرٌ
أَمَانُهَا غَرَرٌ أَنْوَارُهَا ظُلَمُ

(اس کی صفائی مکدر ہے، اس کی مسرت دکھ ہے، اس کی فریب ہے اور اس کی روشنی اندھیرے ہیں)

شَبَابُهَا هَرَمٌ رَاحَاتُهَا سَقَمٌ
لَذَّاتُهَا نَدَمٌ وِجْدَانُهَا عَدَمٌ

اس کا شباب بڑھاپا ہے، اس کی راحت بیماری ہے، اس کی لذت ندامت ہے اور اس کا پانا محرومی ہے۔

فَخَلِّ عَنْهَا وَلَا تَكُنْ لِزَهْرَتِهَا
فَإِنَّهَا نِعَمٌ فِي طَيِّهَا نِقَمٌ

پس اس کو چھوڑ دے اور اس کی چمک دمک پر نہ جا، اس لیے کہ یہ نعمتیں ہیں، جن میں لپٹی ہوئی ہے۔

وَاعْمَلْ لِدَارِ نَعِيمٍ لَا نَفَادَ لَهَا
وَلَا يُخَافُ بِهَا مَوْتٌ وَلَا هَرَمٌ

دارِ نعمت (آخرت) کے لیے کام کر، جو فنا نہ ہو گی اور وہاں موت اور بڑھاپے کا خوف مسلط نہ ہو گا۔

یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کے کلامِ حکمت میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دنیا پر تیری نظر عبرت کے لیے ہو، اختیار کے ساتھ اسے رد کر دے، بدرجہ مجبوری اسے حاصل کر،

اور آخرت کی طلب توجہ سے کر۔

(۷۲)

مراتب اہلِ جنت

اس سے قبل دوزخ کے مصائب وآفات بیان کیے گئے ہیں، اس کے مقابلہ میں ایک دوسرا گھر بھی ہے۔ اس کے انعامات واکرامات پر بھی نگاہ کر لیجیے، اس لیے کہ جو ان دونوں میں سے ایک سے دور ہوا تو وہ یقیناً دوسرے میں ٹھہرے گا۔ لہٰذا دوزخ کے احوال پر طویل غور کر کے اپنے دل میں خوف پیدا کیجیے اور جنت کے وعدہ کردہ غیر فانی انعامات واکرامات پر طویل غور کر کے دل میں امید بھی لگائیے۔ خوف کے کوڑے سے اپنے آپ کو چلاتے جاؤ اور امید کی لگام کے ساتھ سیدھی راہ کی جانب اپنے آپ کو بڑھاتے جاؤ تاکہ اس طریقہ سے تم ملکِ عظیم حاصل کرو گے اور عذابِ الیم سے بچ جاؤ گے۔ اب ذرا اہلِ جنت اور ان کے سرسبز و شاداب پر رونق چہروں پر غور کرو، انہیں خوشبودار بند مہر والا مشروب پلایا جاتا ہے۔ موتیوں کے خیموں میں سرخ یاقوت کے منبروں پر بیٹھے تازہ سفید کھجوریں سامنے رکھی ہوئی ہیں، انتہائی سبز فرش بچھے ہیں، مسندوں پر تکیہ لگائے گئے ہیں جو نہروں کے کنارے بچھائے گئے ہیں۔ شرابِ طہور اور شہد خالص کے جام ہیں غلام اور نوکر حاضر ہیں، خوبصورت حوریں موجود ہیں گویا وہ یاقوت و مرجان کی بنی ہوئی ہیں جن کو کبھی کسی انسان اور جن نے نہیں چھوا۔ باغات میں ٹہل رہی ہیں۔ جب وہ اکڑ کر چلتی ہے، تو ستر ہزار بچے اسے کاندھوں پر اٹھا لیتے ہیں جن پر سفید ریشم کا لباس ہے کہ آنکھیں خیرہ ہو جائیں۔ سب کے سر پر تاج ہیں جن پر موتی اور مرجان جڑے ہیں، خوبصورت کاجل لگی آنکھیں، معطر اور بڑھاپے و تنگی سے محفوظ، خیموں میں بند، اور وہ خیمے یاقوت کے محلات میں ہیں جو جنت کے باغوں کے درمیان ہیں، پاک دل و پاک نظر عورتیں ہیں پھر ان جنتی مردوں اور حوروں کے سامنے پیالے اور برتن پیش کیے جاتے ہیں جن میں

جنت کے عمدہ مشروبات ہیں پینے والوں کے لیے لذیذ سفید مشروبات کا گلاس پیش ہوتا ہے ان کی خدمت کے لیے خدام اور بچے حاضر رہتے ہیں جیسے کہ قیمتی محفوظ موتی ہوں۔ یہ سب ان کے نیک اعمال کا نتیجہ ہے، وہ باغات میں پُر امن مقام میں ہوں گے۔ باغات میں چشمے اور نہریں ہوں گی۔ بہترین مقام پر، اپنے مالک قادر کریم کی خدمت میں، اپنے قادر کریم کی طرف نظر کی سعادت حاصل ہو گی اور ان کے چہروں پر تازگی اور رونق نعمت صاف جھلکتی ہو گی، ان پر کوئی تنگی اور پریشانی نہ ہو گی بلکہ وہ انعام یافتہ بندے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے دربار سے تحائف سے سرفراز ہوں گے۔ اس میں ان کے لیے ہر وہ چیز ہو گی جو وہ چاہیں گے ہمیشہ رہیں گے اس میں کوئی غم نہیں ہو گا اور نہ کوئی خطرہ ہو گا، ہر تنگی سے محفوظ ہوں گے۔ نعمتوں سے فائدہ اٹھائیں گے، وہاں کھانا کھائیں گے اور جنت کی نہروں سے دودھ، شراب طہور، شہد اور تازہ پانی پئیں گے، جنت کی سرزمین چاندی کی ہو گی اور اس کے کنکر مرجان کے ہوں گے اور مشک کی مٹی ہو گی، اس کے پودے زعفران کے ہوں گے۔ پھولوں کی خوشبودار پھوار بادلوں سے برسے گی۔ کافور کے ٹیلے ہوں گے، چاندی کے پیالے حاضر ہوں گے، جن پر موتی، یاقوت اور مرجان کا جڑاؤ ہو گا۔ ایک پیالہ وہ ہو گا جس میں خوشبودار مہر لگا ہوا مشروب ہو گا جس میں سلسبیل شیریں چشمہ کا پانی ملا ہو گا، ایک ایسا پیالہ ہو گا کہ اس کے جوہر کی صفائی کے باعث سب طرف روشنی ہو جائے گی اور اس میں شراب طہور خوب سرخ اور بہترین ہو گا جو انسان نے نہیں بنایا، چاہے انسان کس قدر صنعت اور کاریگری دکھائے۔ یہ پیالہ ایک خادم کے ہاتھ میں ہو گا، اس کی روشنی مشرق تک جائے گی، مگر سورج میں وہ خوبصورتی دلکشی اور زینت کہاں، کہ وہ ان چہروں کی تاب لا سکے۔

تعجب ہے اس آدمی پر جو ایمان رکھتا ہے کہ ایسا جنت واقعی موجود ہے، مگر پھر اس کو حاصل کرنے کے لیے عمل نہیں کرتا اور نہ اہل جنت کی موت مرتا ہے اور اہل جنت کی سی محنت نہیں اٹھاتا اور نہ ہی اہلِ جنت کے کارناموں پر نظر رکھتا ہے۔ تعجب ہے کہ یہ آدمی اس گھر پر کیسے مطمئن ہو بیٹھتا ہے جس کی بربادی کا فیصلہ خود اللہ تعالیٰ کر چکا ہے۔ اللہ کی قسم! اگر جنت میں صرف بدن کی سلامتی ہوتی اور موت، بھوک، پیاس اور تمام حرارت سے ہی

بچاؤ ہوتا، تو بھی اس قابل تھا کہ اس کی خاطر دنیا کو مسترد کر دیا جاتا اور اس پر اس دنیائے تنگ کو ترجیح نہ دی جاتی اور اب جبکہ اہلِ جنت ہر طرح سے امن میں ہیں، ہر طرح کی مسرتوں سے مستفید ہیں، جو چاہتے ہیں وہ حاصل کرتے ہیں۔ عرش کے آنگن میں ہر روز حاضر ہو کر اللہ کریم کا دیدار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے دیدار میں وہ کچھ حاصل کرتے ہیں جو جنت کی نعمت سے حاصل نہیں اور دوسری کسی طرف متوجہ نہیں ہوتے، ہر وقت طرح طرح کی نعمتوں کے چھن جانے سے بالکل محفوظ و مامون ہیں اور ہر طرح کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ اب ایسے جنت کی طرف انسان کا کیوں دھیان نہیں ہوتا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ احمد مختار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اہل جنت کو ایک منادی آواز دے گا۔ صحت مند رہو اور کبھی بھی بیمار نہ ہو، زندہ رہو اور کبھی بھی نہ مرو، جوان رہو اور کبھی بھی بوڑھے نہ ہو۔ ہمیشہ پر نعمت رہو اور کبھی بھی محروم و پریشان نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا بھی اسی طرح فرمان ہے۔

وَنُودُوا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ

اور پکارے جائیں گے کہ یہ ہے وہ جنت جس کے تم وارث کیے گئے ہو جو بوجہ اس کے ہے کہ تم جو عمل کرتے تھے۔

اگر جنت کے حالات پڑھنے ہوں تو قرآن مجید پڑھو۔ سورۂ الواقعہ اور کئی دوسری سورتوں میں جنت کے حالات آتے ہیں ہم اس سلسلے میں چند احادیث کا ذکر کرتے ہیں جن سے جنت کی تفصیل ملے گی۔

جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا۔

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ (الرحمن)

یہ دو جنتیں اس شخص کے لیے ہیں جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے میں ڈرتا ہے۔

سورہ الرحمن اور واقعہ کا مطالعہ کروان میں فرمایا گیا ہے بہر دو جنت (باغ) ہوں گے دونوں میں چاندی کے برتن ہوں گے اور ہر چیز چاندی کی ہوگی اور ایک باغ میں برتن اور ہر چیز

سونے کی ہو گی اور جنت عدن میں لوگوں اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک چادر کے سوا کوئی پردہ نہ ہو گا، انہیں زیارت ایسی نصیب ہو گی۔

باقی رہے جنت کے دروازے۔ ان دروازوں کا یہ حال ہے کہ عبادات کے اصول کے مطابق ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ جیسے کہ گناہوں کے اصول کی بناء پر دوزخ کے دروازے کثرت سے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے مال میں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جوڑا خرچ کیا، اسے جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا اور جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ چنانچہ جو نمازی ہوں گے انہیں باب الصلوٰۃ سے بلایا جائے گا اور زکوٰۃ وصدقات دینے والوں کو باب الصدقہ سے بلایا جائے گا اور مجاہد کو باب الجہاد سے بلایا جائے گا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یقیناً ہر دروازے پر وہ لوگ ہوں گے جن کو بلایا جائے گا مگر کیا ایسا بھی کوئی آدمی ہو گا جس کو ہر دروازے پر سے بلایا جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اور مجھے امید ہے کہ تم انشاء اللہ ان میں سے ہو گے۔

حضرت عاصم بن ضمرۃ سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نکاح کا ذکر فرماتے ہوئے بہت سی باتیں بتائیں، میں سب باتیں یاد نہیں رکھ سکا پھر فرمایا: رب تعالےٰ ڈرنے والوں کو جنت کی طرف لے جائے گا۔ جب وہ جنت کے قریب پہنچیں گے تو اس کے پاس ایک درخت ہو گا اور اس کی جڑ میں دو چشمے بہتے ہوں گے۔ وہ ایک چشمے کی طرف جائیں گے جیسے کہ انہیں حکم ہو گا اور وہ اس سے پئیں گے۔ اس سے ان کے پیٹوں میں سے ہر قسم کی تکلیف دور ہو جائے گی۔ پھر وہ دوسرے چشمے کا رخ کریں گے اور اس میں غسل کریں گے یا جو طریقہ طہارت ہو گا، وہ اختیار کریں گے پھر ان پر نعمت کی تازگی آجائے گی اس کے بعد ان کے بال کبھی نہیں بدلیں گے نہ سفید ہوں گے اور نہ اس کے سر خشک اور پراگندہ ہوں گے، گویا وہ تیل لگے ہوئے ہیں، پھر وہ جنت کی طرف پہنچیں گے، تو جنت کے ملائکہ کہیں گے: تم پر سلامتی ہو، خوش رہو۔ ہمیشہ کے لیے جنت میں داخل ہو جاؤ پھر ان کے

پاس پہنچے آئیں گے جو ان کے گرد گھومیں گے۔ جیسے کہ دنیا میں بچے اپنے (والدین) کے گرد خوشی سے گھومتے ہیں، جبکہ کوئی سفر وغیرہ سے آئے اور کہیں گے، خوش ہو جائیے اللہ تعالیٰ آپ پر اس اس طرح کا اکرام فرمائے گا۔ پھر ان میں سے ایک بچہ ایک خوبصورت حور کے پاس جائے گا اور کہے گا: فلاں آدمی آیا ہے اور دنیا میں جس نام سے پکارا جاتا تھا، وہ نام لے گا۔ وہ کہے گی: کیا تو نے اسے دیکھا ہے؟ وہ کہے گا: ہاں: میں نے اسے دیکھا ہے اور وہ پیچھے پیچھے آیا چاہتا ہے۔ وہ بہت ہی خوش ہو گی حتیٰ کہ وہ دروازے سے نمودار ہوگا۔ جب وہ آدمی اپنے مکان کے قریب پہنچے گا تو اس کی بنیادوں کو دیکھے گا تو وہ موتی کی چٹان ہوگی، اس کے اوپر سرخ سبز اور زرد ہر رنگ کے پتھر ہوں گے پھر سر اٹھائے گا تو اس کی چھت سفید و چمکدار ہو گی اگر اللہ تعالیٰ اسے دیکھنے کی تاب نہ عطا فرمائے تو بینائی ہی جائے وہ سر نیچے کرے گی تو اس کی بیویاں ہوں گی، پیالے رکھے ہوں گے، مسند بچھے ہوں گے، مسہریاں پڑی ہوں گی، پھر وہ ٹیک لگا کر بیٹھے گا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۖ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ (الانعام)

سب حمد اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے ہمیں ہدایت دی اور اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت نہ دیتا تو ہم ہدایت نہ پاتے۔

پھر منادی آواز دے گا: تم زندہ رہو گے اور کبھی نہیں مرو گے۔ تم ہمیشہ یہاں رہو گے اور یہاں سے کبھی نہیں نکلو گے، تم ہمیشہ صحت مند رہو گے اور کبھی بیمار نہ ہو گے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں قیامت کے دن جنت کے دروازے پر آؤں گا اور دروازہ کھلواؤں گا، رضوان پوچھے گا: تم کون ہو؟ میں کہوں گا، محمد ہوں۔ وہ کہے گا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں آپ کے سوا پہلے کسی دوسرے کے لیے دروازہ نہ کھولوں۔

اب جنت کے مکانات اور اس کے بلند ترین درجات پر دیکھو، سب سے عظیم درجات آخرت ہی کے ہیں اور جس طرح لوگوں کا ظاہری عبادت اور باطن عمدہ اخلاق میں فرق ہے اسی طرح ان کے اجر و ثواب میں بھی واضح تفاوت ہوگا، اگر تم جنت کے بلند ترین درجات کے طلبگار ہو، تو پھر خوب محنت کرو تاکہ ہر آدمی سے عبادت میں سبقت لے جائے اور اللہ تعالیٰ

نے بھی عبادات میں سبقت لے جانے اور مقابلہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ فرمان الٰہی ہے۔

سَابِقُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ (اپنے رب کی بخشش کی طرف سبقت حاصل کرو۔

نیز فرمایا:۔

وَفِیْ ذٰلِكَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ اور اس میں چاہیے کہ رغبت کرنے والے رغبت کریں۔

حیرانی کی بات یہ ہے کہ اگر دنیا میں تمہارے پڑوسی اور دوسرے معاصرین دنیا کے مال و دولت یا عمارت سازی میں آگے بڑھ جائیں تو تم پر گراں گزرتا ہے۔ سینہ تنگ ہوتا ہے حسد کی وجہ سے زندگی دوبھر کر لیتے ہو۔ حالانکہ بہتر بات یہ ہے کہ تم جنت میں اس حال میں قیام کرو کہ کوئی شخص تم سے آگے نہ بڑھ سکے، چاہے ساری دنیا کو رد کر کے تمہیں ایسا کرنا پڑے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں بلند مکانات والے اس طرح نظر آئیں گے جیسے کہ تم دنیا میں مشرق و مغرب میں افق پر ایک بلند ستارہ دیکھتے ہو، اس قدر باہم فرق مراتب ہوگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ تو انبیاء علیہم السلام کے درجات ہیں ان کے سوا ان تک کوئی نہیں پہنچے گا۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں اس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، جو آدمی اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کرے ان کو یہ بھی مقامات حاصل ہوں گے۔

آپ نے مزید فرمایا بلند درجات والے نیچے سے اتنی بلندی پر نظر آئیں گے جیسے مشرق اور مغرب میں افق پر تم چمکتا ہوا ستارہ دیکھتے ہو۔ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہ ان جنتیوں میں سے ہیں ان کے علاوہ ان کے مزید انعامات بھی ہیں۔

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں جنت کے مکانات کے بارے میں بتاؤں ؟ میں نے عرض کیا آپؐ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ ضرور بتلائیے۔ آپؐ نے فرمایا جنت میں آراستہ موتیوں جیسے مکانات اور بالاخانے ہیں۔

جن کے باہر سے اندر اور اندر سے باہر صاف نظر آتا ہے۔ ان میں ایسی نعمتیں اور لذتیں اور مسرتیں ہیں جنھیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا تھا کہ کسی دل میں ان کا تصور تک نہیں گزرا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ مکانات کس کے لیے ہوں گے آپ نے فرمایا اُن کے لیے جو اسلام کو پھیلاتے ہیں دوسروں کو کھانا کھلاتے ہیں روزے رکھتے ہیں جب لوگ سو رہے ہوتے ہیں وہ شب بیداری کر کے اپنے خالق حقیقی کو یاد کرتے ہیں میں نے عرض کیا ان اعمال کو کون پورا کرنے کی طاقت رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا میں تم کو اس کی تفصیل بتاتا ہوں، جو شخص دوسرے مسلمانوں سے ملا اس نے انہیں سلام کیا گویا اس نے اسلام پھیلانے کی سعی کی جس نے اپنے اہل و عیال کو خوب سیر کر کے کھلایا گویا اس نے دوسروں کا پیٹ بھر دیا جو پورے ماہ رمضان کے روزے رکھے اور ہر ماہ تین روزے رکھے گویا اس نے ہمیشہ کے روزے رکھے جو عشاء کی نماز اور فجر کی نماز باجماعت ادا کرے گویا اس نے رات بھر نماز پڑھی جب کہ لوگ غافل نیند کے مزے اڑا رہے تھے۔

حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سوال پر آپ نے اس فرمان الٰہی کے بارے میں وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنّٰتِ عَدْنٍ جنت کے حصہ باغ عدن میں پاکیزہ رہنے کی جگہیں ہیں۔ فرمایا کہ وہ موتیوں کے محلات ہوں گے ہر محل میں ستر یاقوت سرخ کے گھر ہوں گے اور ہر گھر میں ستر کمرے ہوں گے۔ ہر کمرہ میں تخت ہوگا تخت پر قسم قسم کے ستر بچھونے بچھائے گئے ہوں گے۔ ہر مکان میں ستر قسم کے کھانے ہوں گے۔ وہاں ستر خادم موجود ہوں گے۔ ہر مومن ہر صبح کو یہ دستر خوان کھانے کے لیے پیش کیے جائیں گے۔

(۷۳)

صبر، رضا اور قناعت

رضا کے متعلق قرآنِ حکیم میں متعدد آیات ہیں جن سے رضا کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔

مزید ارشاد ہے۔ ھَلۡ جَزَآءُ الۡاِحۡسَانِ اِلَّا الۡاِحۡسَانُ۔ احسان کا بدلہ احسان ہی ہے۔

احسان کی انتہائے آخر یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے راضی ہو جائے اور یہ مقام بندے کو راضی بہ رضائے الٰہی ہونے سے ہی ملتا ہے۔ ایک اور ارشاد الٰہی ہے۔

وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيۡ جَنّٰتِ عَدۡنٍ وَرِضۡوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكۡبَرُ ؕ

جنت میں عدن کے باغوں میں پاکیزہ رہنے کی جگہیں ہیں اور اللہ کی طرف سے بہت بڑی رضامندی ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رضا کو جنت عدن سے بلند مقام عطا کیا ہے جیسے ذکر کو نماز پر فوقیت دی ہے۔ فرمایا گیا ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنۡهٰى عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡكَرِ وَلَذِكۡرُ اللّٰهِ اَكۡبَرُ۔ بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے۔

جیسا کہ نماز سے معبود حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کی شان بہت بلند ہے۔ اسی طرح جنت سے رضا الٰہی ارفع اور اعلیٰ ہے۔ یہی چیز ہر جنتی کا مقصود اور مطمع نظر ہوگی۔ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں پر تجلی فرمائے گا اور کہے گا مجھ سے مانگو! وہ اللہ سے اس کی رضا مانگیں گے اس سے ثابت ہے کہ کمال فضیلت کو بھی حاصل کر کے وہ اپنے اللہ کی رضا کے طالب ہوں گے۔

بندے سے اللہ کی رضا کا حال آئندہ بیان کریں گے۔ اللہ تعالیٰ سے بندے کی رضا کا مفہوم کچھ اور ہے اس کو کھولنا اس وجہ سے درست نہیں کہ اس لیے کہ مخلوق کی ناقص عقل اس ادراک کا احاطہ نہیں کر سکتی اور جو اس پر قادر ہو وہ خود سے بیگانہ ہو کر اس میں کھو جاتا ہے اور بس یہی کچھ ہے۔

المختصر دیدار الٰہی سے بڑھ کر کوئی درجہ اور مقام نہیں۔ رضا کا سوال اس لیے کیا جاتا ہے تاکہ دیدار ہمیشہ رہے گویا انہوں نے اسے ہی آخری مقصود قرار دیا ہے جب انہیں دیدار نصیب ہوا اور مانگنے کا حکم ملا تو دوام دیدار کا سوال کیا تو وہ جان گئے کہ رضا الٰہی ہی دائمی طور پر حجابات کے اٹھائے جانے کا سبب ہے۔اس ضمن میں فرمان الٰہی ہے۔ وَلَدَیْنَا مَزِیْدٌ۔ ہمارے نزدیک اس سے بھی زیادہ ہے۔

بعض مفسرین کے نزدیک اس سے زیادہ کے یہ معنی ہیں کہ جنتیوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تین تحفے ملیں گے۔ پہلے انہیں جنت میں ایک ایسا تحفہ دیا جائے گا جو پہلے سے ان کے پاس نہ ہوگا۔اس سلسلہ میں فرمان الٰہی ہے۔

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَہُمْ مِّنْ قُرَّۃِ اَعْیُنٍ ۚ

پس کوئی نہیں جانتا کہ اس کے لیے کونسی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا رکھی گئی ہے دوسرے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر سلام ہوگا جو اس تحفہ سے بڑھ کر ہوگا۔ارشاد الٰہی ہے۔

سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ۔ رب کی طرف سے انہیں سلام کہا جائے گا۔

تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تم سے راضی ہوں اور یہ بات سلام اور تحفہ سے بھی بہتر اور اعلیٰ ہے۔ فرمان الٰہی ہے۔ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔ اور اللہ کی طرف سے بہت بڑی رضا ہے۔

یہ ان نعمتوں سے بھی افضل نعمت ہے جس کو انہوں نے حاصل کر لیا بس یہی اللہ تعالیٰ کی رضا ہے جو بندے کی رضا جوئی کا ماحصل ہے۔

رضا کی فضیلت کے متعلق متعدد احادیث ہیں۔حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت سے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے عرض کیا مومن! آپؐ نے فرمایا تمہارے ایمان کی کیا علامت ہے۔ انہوں نے جواب دیا ہم مصائب پر صبر کرتے ہیں فراخی میں شکر کرتے ہیں اور اللہ کی رضا پر راضی رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا رب کعبہ کی قسم واقعی مومن ہو۔

ایک دوسری روایت ہے آپؐ نے فرمایا حکماء اور علماء اور فقہ کی وجہ سے اس

امر کے قریب ہو کہ مراتب نبی حاصل کرلیں، حدیث میں ہے اس کے لیے خوشخبری ہے جو اسلام سے ہدایت یافتہ اور معمولی گزر اوقات پر قائم رہا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ سے عطا کردہ قلیل روزی پر راضی ہوا اللہ تعالیٰ اس کے قلیل عمل پر راضی ہو گا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے راضی ہو جاتا ہے تو اس کو آزمائش میں ڈال دیتا ہے اگر وہ صبر کرے تو اللہ اس بندے کو پسند کر لیتا ہے اگر وہ آزمائش میں پورا اترے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے خاص بندوں میں چن لیتا ہے۔

فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ جب قیامت کا دن اللہ تعالیٰ میری امت کے ایک گروہ کے پر پیدا فرما دے گا وہ ان سے اڑ کر قبروں سے نکلتے ہی سیدھے جنت میں چلے جائیں گے اور وہ جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔ فرشتے ان سے پوچھیں گے کیا تم نے حساب دیکھا؟ وہ کہیں گے ہم نے حساب نہیں دیکھا، پھر پوچھیں گے کیا تم نے پل صراط کو عبور کیا وہ کہیں گے ہم نے کوئی پل صراط نہیں دیکھا۔ فرشتے پھر سوال کریں گے کیا تم نے جہنم کو دیکھا وہ اس کا بھی انکار کریں گے۔ تب فرشتے کہیں گے تم کس امت سے ہو وہ کہیں گے ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے ہیں۔ فرشتے پوچھیں گے ہم تم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتے ہیں تم نے دنیا میں کون سے عمل کیے جن کی بدولت آج تم یہاں ہو۔ وہ جواب دیں گے ہماری دو عادتوں نے ہمیں یہاں پہنچایا جن کی بدولت اللہ کا فضل ہمارے شامل حال ہے۔ وہ عادتیں یہ تھیں کہ ہم جب تنہا ہوتے گناہ کرتے تو ہمیں شرم آتی اور ہم اس پر نادم ہوتے چہ جائیکہ اس کا علی الاعلان اظہار کرتے۔ ہم اللہ کے عطا کردہ معمولی رزق پر قائم رہے تب فرشتے سن کر کہیں گے تب تو تمہارا یہی بدلہ ہونا چاہیے تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے گروہ فقراء، تم دل کی گہرائیوں سے اللہ کی عطا پر راضی ہو جاؤ تو اپنے فقر کا ثواب حاصل کرو گے ورنہ نہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعات میں سے ہے کہ بنی اسرائیل نے آپ کو کہا۔ اللہ تعالیٰ سے کوئی ایسا عمل معلوم کیجیے کہ وہ ہم سے راضی ہو جائے۔ آپ نے عرض کی تو وہ سنی گئی اور کہا اے موسیٰ آپ ان سے کہہ دیجیے کہ یہ مجھ سے راضی ہو جائیں میرے دیے ہوئے کم دیش

رزق پر راضی ہو جائیں تو میں ان سے راضی ہو جاؤں گا۔

صبر

قرآن حکیم میں نوے سے زائد مقامات پر صبر کا ذکر کیا گیا ہے۔ صبر پر بلند درجات کے عطا کیے جانے اور نیکیوں کا وعدہ کیا گیا ہے اور صابروں کو ان انعامات سے نوازنے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ جو کسی دوسرے کے حصہ نہ آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ

ان لوگوں پر ان کے رب کی طرف سے درود ہیں۔ اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت پانے والے ہیں۔

اس سے ثابت ہے کہ ہدایت، رحمت اور صلوٰت یہ تین چیزیں صابرین کے لیے مخصوص کی گئی ہیں۔

چونکہ اس مضمون کو تمام آیات کو جمع کرنا قدرے ناممکن تھا لہٰذا ان سے صرف نظر کرتے ہوئے اب احادیث ذکر نہیں کی جا رہی ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبر نصف ایمان ہے۔ مزید فرمایا وہ تھوڑی سی چیز تمہیں جو صبر اور پختہ یقین سے میسر آئے۔ اگر صبر اور پختہ یقین میسر آ جائے تو وہ اس کی پرواہ نہ کرے کس قدر نفلی روزے رہ گئے اور کتنی راتوں کو جاگ کر عبادت کرنی رہ گئی اور اپنی حالت پر صبر کرتا رہے یہ بات میرے لیے پسندیدہ ہے تم میں سے ہر آدمی کے پاس اتنا عمل ہو کہ جتنا سب مل کر پیش کریں۔ مجھے خطرہ ہے کہ میرے بعد تم پر دنیا فراخ ہو جائے گی پھر ایک دوسرے سے اجنبیت اختیار کر لو گے۔ اس وقت آسمان والا بھی تم سے منہ موڑ لے گا۔ جس نے صبر کیا اور اس کے ثواب کی امید رکھی اس نے ثواب کے کمال کو حاصل کر لیا۔ پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی۔

مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ۔

جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جاتا ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ باقی

رہنے والا ہے اور البتہ ہم صبر کرنے والوں کو صبر کا اجر بضرور دیں گے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کے بارے میں پوچھا گیا وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ایمان، صبر اور سخاوت کا نام ہے اور فرمایا صبر جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

ایک بار آپ سے سوال کیا گیا۔ ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا صبر کرنا۔ آپ کی یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی شکل ہے جس میں آپ سے کہا گیا حج کیا ہے آپ کا فرمان تھا وقوفِ عرفہ یعنی اہم رکن وقوفِ عرفہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سب سے افضل وہ عمل ہے جسے نفس بُرا سمجھے

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ میرے اخلاق جیسے اپنے اخلاق بناؤ اور میرے اخلاق میں ہے کہ میں خوب صبر کرنے والا ہوں۔

عطاء رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے پاس تشریف فرما ہوئے تو پوچھا کیا تم مومن ہو وہ بوجہ ادب خاموش رہے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ہاں! آپ نے مزید فرمایا۔ تمہارے ایمان کی علامت کیا ہے؟ تو مراد رسول نے عرض کی ہم فراخ دستی میں اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ مصائب میں صابر و شاکر رہتے ہیں اور قضاء الٰہی پر راضی رہتے ہیں۔ آپ نے سن کر یہ فرمایا رب کعبہ کی قسم تم مومن ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی ناپسندیدہ چیزوں پر تمہارا صبر بہت عمدہ بات ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم اپنی پسند کو نہیں پا سکتے جب تک ناپسندیدہ باتوں پر صبر نہ کرو۔

ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبر اگر آدمی ہوتا تو مہربان آدمی ہوتا

اور اللہ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

صبر کے متعلق بے شمار حدیثیں ہیں ہم طوالت کی وجہ سے چھوڑ رہے ہیں۔ اب قناعت کے متعلق دو حدیثیں بیان کی جاتی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قناعت کی وہ معزز ہوا اور جس نے لالچ کیا۔ وہ ذلیل و رسوا ہوا۔

حضور نور اولین و آخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قناعت ایک ایسا خزانہ ہے جو فنا نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم۔

قناعت کے موضوع پر پہلے بھی بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔

(۷۴)

فضیلت توکل

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ۔

بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

جو اللہ تعالیٰ کی محبت سے موسوم ہیں ان میں سب سے بلند مقام یا درجہ متوکل کا ہوتا ہے۔ جس کی مدد کو اللہ ہی کافی ہو اس کا کتنا بلند مقام ہوگا۔ جسے اللہ تعالیٰ خود اپنی نگہبانی، محبت اور کفایت سے سرفراز فرما کر احسان فرمائے وہ کتنے عظیم مقام پہ ہوگا۔ اندازہ کیجئے محبوب وہ ہوتا ہے جسے نہ عذاب دیا جاتا ہے اور اسے دھتکارا جاتا ہے اور اسے دور کیا جاتا ہے۔

احادیث میں توکل اور متوکلین کی بہت فضیلت کا اظہار ہوتا ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ میں نے حج کے موقع پر دیکھا کہ میری امت سے میدان اور تمام پہاڑ بھر گئے ہیں ان کی کثرت مجھے بہت ہی بھلی معلوم ہوئی پھر مجھے کہا گیا اب تم راضی ہو میں نے کہا! ہاں۔ پھر کہا گیا ان کے ساتھ ستر ہزار افراد بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔ آپ سے عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون لوگ ہیں جو بغیر حساب جنت میں جائیں گے؟ آپ نے فرمایا وہ جو جسموں کو نہیں داغتے اور نہ بدفال نکلواتے ہیں نہ وہ چوری چھپے منتر کراتے ہیں اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالیٰ نے کھڑے ہو کر عرض کی یارسول اللہ میرے لئے دعا فرمائیے کہ اللہ مجھے ان میں سے کر دے ایک آدمی اور کھڑا ہو گیا اس نے بھی یہی استدعا کی آپ نے فرمایا عکاشہ (رضی اللہ تعالیٰ) تم دوسروں پر سبقت لے گئے۔

ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اگر تم صحیح معنوں میں اللہ پر توکل کرو جیسا کہ توکل کرنے کا حق ہے تو تمہیں اللہ تعالیٰ پرندوں کی طرح روزی مہیا کرتا جیسے وہ صبحدم خالی پیٹ ہوتے ہیں لیکن شام کو پیٹ بھرے گھونسلوں میں لوٹتے ہیں۔

صاحب معراج صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو سب سے قطع تعلق کر کے یعنی ان سے بے نیاز ہو کر صرف اللہ سے تعلق جوڑ لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ہر مشکل آسان فرماتا ہے اور ایسے طریقہ سے رزق مہیا کرتا ہے جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا مگر جو شخص دنیا کا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے دنیا کے سپرد کئے دیتا ہے۔

نور اولین اور آخرین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی یہ خواہش ہو کہ وہ سب سے بے نیاز ہو تو اس کے لئے لازم آتا ہے کہ وہ اللہ کے پاس جو ہے اس پر اپنے پاس والے سے زیادہ یقین رکھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہے جب آپ کے اہل خانہ یعنی اہل بیت فاقہ سے ہوتے تو آپ فرماتے اٹھو اور نماز پڑھو میرے رب نے یہی حکم مجھے دیا ہے۔

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا۔

اور اپنے اہل خانہ کو نماز کا حکم کرو اور اس پر صبر کرو۔

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے منتر پڑھا یا پڑھایا اور جسم کو داغا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہم السلام کو منجنیق سے آگ میں پھینکے جانے کے وقت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا تمہاری کوئی حاجت ہے تو کہو آپ نے کہا تمہارے پاس میری کوئی حاجت نہیں ہے میرا رب مجھے کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:

اور ابراہیم نے اپنا قول پورا کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے داؤد میرا کوئی بندہ اگر مخلوق کو چھوڑ کر میرا دامن تھام لیتا ہے اور زمین و آسمان اس پر سختیاں کرتے مگر میں اس کی دشواریاں دور کر دیتا ہوں

اور اس کے لئے راہ پیدا کر دیتا ہوں۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مجھے بچھو ڈس گیا مجھے میری ماں نے قسم دی کہ تجھے دم ضرور کرانا ہوگا میں نے دم کرنے والے کو وہ ہاتھ دیا جس پر ڈنگ نہیں لگا تھا۔

حضرت خواص رحمۃ اللہ علیہ نے یہ آیت پڑھی۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ ..... الخ

اور اس ہمیشہ رہنے والے پر توکل کر جسے موت نہیں آئے گی۔

اور کہا کہ یہ آیت سننے کے بعد کسی بھی مسلمان کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا در چھوڑ کر کسی اور کی پناہ تلاش کرے۔

ایک عالم کا قول ہے جس روزی کی تجھے ضمانت دی جا چکی ہے اس کے لئے مصروف رہ کر فرائض کی ادائیگی سے غافل نہ ہونا ورنہ آخرت برباد ہو جائے گی اور دنیا اس قدر ہی ملے گی جو مقدر ہو چکی ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رض کا ارشاد ہے۔ بغیر طلب کئے بندہ کا رزق پا لینا اس بات کی دلیل ہے کہ روزی کو حکم ہے کہ بندے کو تلاش کرے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔ میں نے ایک راہب سے پوچھا تم کہاں سے کھاتے ہو اس نے کہا مجھے اس کا علم نہیں تم میرے رب سے پوچھو وہ مجھے کہاں سے کھلاتا ہے۔

جناب ہرم بن حیان نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ سے کہا آپ مجھے کہاں جانے کا حکم دے رہے ہیں انہوں نے ملک شام کی طرف اشارہ فرمایا۔ حضرت ہرم نے کہا وہاں گذر اوقات کیسے ہوگی حضرت اویس نے کہا ہلاک ہوں وہ دل جن میں اللہ کی ذات پر اعتماد نہیں اور شک میں پڑ گئے کہ ایسے لوگوں کو نصیحت کا کچھ فائدہ نہ پہنچے گا۔ ایک بزرگ کا قول ہے۔ جب سے میں اپنے اللہ پر راضی ہو کر اسے اپنا کارساز ہونے کا یقین کر لیا تو مجھے ہر بھلائی کا راستہ مل گیا یا اللہ ہمیں بھی اپنی توفیق سے حسن ادب

عطا فرما۔ آمین۔

(۷۵)

فضیلت مسجد

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّمَا یَعۡمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ۔

اللہ تعالیٰ کی مساجد کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ اور آخرت پر ایمان لاتے ہیں۔ آقائے نامدار مدنی تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ جس نے اللہ کی رضا کے لئے مسجد تعمیر کی خواہ وہ چھوٹی ہی کیوں نہ ہو اس نے اپنے لئے جنت میں گھر بنالیا۔

فرش زمیں پر عرش بریں کے آخری نمائندہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو دو رکعت نماز (وقت ہونے پر) پڑھ لے۔

آپ کے چند ایک ارشادات ہیں۔

مسجد کے ہمسائے کی نماز ماسوا مسجد کے جائز نہیں۔

تم میں سے کوئی جب تک اپنے جائے نماز پر بیٹھا رہتا ہے تو فرشتے اس کیلئے دعائے مغفرت فرماتے رہتے ہیں اور یہ کہتے ہیں یا اللہ اس پر سلامتی نازل فرما۔ یا اللہ اس پر رحم فرما۔ یا اللہ اسے بخش دے۔ یہ دعائیں اس وقت تک جاری رہتی ہیں جب تک وہ سلسلہ کلام دنیاوی باتوں کا شروع نہ کر دے یا جانماز سے اٹھ کر کھڑا ہو اور مسجد سے باہر نکل آئے۔ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ زمانہ آخر میں میری امت کے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو مساجد میں گروہ بنا کر آئیں گے اور اس گروہ میں دنیاوی کاروبار سے متعلق ان کی گفتگو ہو گی وہ دنیا کی محبت کے قصے بیان

کریں گے۔ ان کے ساتھ نہ بیٹھنا کیونکہ اللہ کو ان کی کوئی ضرورت نہ ہے۔

سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد الہامی کتابوں میں ہے۔ زمین پر مساجد میرا گھر ہیں ان کو تعمیر اور آباد کرنے والے میری زیارت کے مشتاق ہیں اس لئے خوشخبری ہے جو گھر میں وضو کرے اور میرے گھر میں آکر میری زیارت کرے میرے لئے ضروری ہوتا ہے کہ آنے والے زائر کو عزت و وقار عطا کروں یعنی اس کی دعا قبول کی جائے۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم ایک ایسے آدمی کو دیکھو جو مسجد میں آنے کا عادی ہو تو اس کے ایمان کی گواہی دو۔ حضرت سعید ابن مسیب رضی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ جو مسجد میں بیٹھتا ہے وہ اپنے رب کی ہم نشینی اختیار کرتا ہے لہٰذا وہ اچھی بات ہی کرے۔

ایک حدیث ہے: مساجد میں فضول دنیاوی باتیں نیکیوں کو اس طرح کھا جاتی ہیں جیسے جانور چارہ کھا جاتے ہیں۔ امام نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ صحابہ کرام رضہ کی یہ رائے تھی۔ رات کی تاریکی میں مسجد میں بغرض عبادت الٰہی آنے والے کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ جس نے مسجد میں چراغ جلایا جب تک مسجد اس روشنی سے منور رہتی ہے حاملین عرش اور تمام فرشتے اس کیلئے دعائے مغفرت مانگتے رہتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب آدمی مر جاتا تو جائے نماز کی زمین وہ روتی رہتی ہے جہاں سے اس کے اعمال آسمان کو جایا کرتے تھے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنْظَرِينَ

پس ان پر نہ زمین نہ آسمان روئے اور نہ ہی انہیں مہلت دی جائے گی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس پر زمین چالیس دن تک روتی ہے۔

حضرت عطاء الخراسانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے جو بندہ زمین کے کسی حصہ پر

سربسجود ہوتا ہے تو وہ ٹکڑا روز محشر اس کے عمل کی گواہی دے گا اور اس بندے کی موت کے دن وہ ٹکڑا روتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے زمین کا وہ ٹکڑا جس پر نماز پڑھی جائے یا ذکر اللہ کیا جائے وہ اردگرد کے زمین کے قطعات پر فخر کرتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خوش ہوتا ہے اور اس کی خوشی اوپر سے نیچے ساتویں زمین تک محسوس کی جاتی ہے جب بندہ کسی زمین کے حصہ پر نماز پڑھتا ہے تو وہ زمین اس پر فخر کرتی ہے۔

روایت ہے کہ جس سرزمین میں کوئی گروہ یا قوم اترتی ہے اور وہ قیام کے دوران اگر نماز پڑھتی اور ذکر الٰہی کرتی ہے تو اس کے باعث وہ ان کے لئے رحمت اور سلامتی کی دعا کرتا ہے اگر وہ نہ نماز پڑھیں نہ ذکر اللہ کریں تو وہ زمین کا حصہ ان پر لعنت بھیجتا ہے

۷۶

فضیلت اصحاب دین

ریاضت یہ بات بخوبی ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کی بھلائی چاہتا ہے تو اپنے عیب اور گناہوں پر نظر دوڑاتا ہے بصیرت کامل کے افراد سے کوئی گناہ پوشیدہ نہیں ہوتا جب انسان اپنے عیوب سے آگاہ ہو تو وہ علاج بھی کر لیگا مگر اپنے عیوب اور گناہوں سے لاپرواہ ہو گئے ہیں اور انہیں دوسرے کی آنکھ کا تنکا نظر آتا ہے مگر اپنی آنکھ کے شہتیر سے غافل ہوتے ہیں جو شخص اپنے عیوب سے آگاہ ہو کر ان کا مداوا چاہتا ہے۔ ان چار طریقوں پر عمل پیرا ہو۔

وہ ایسے کتاب وسنت کے پابند بزرگ کی صحبت اختیار کرے جو عیوب کی جڑ کو پہچانتا ہو اور نفسانی خواہشات جنسی خباثت سے کماحقہٗ واقف ہو اور ان کے خاتمہ کی قدرت رکھتا ہو اس کا کام ہے کہ ریاضت کی آگ سے اس کی نفسانی خواہشات کو جلا کر راکھ بنا دے گناہ سے آلودہ کا کام ہے کہ وہ شیخ کے اشارے پر چلے اور سر مو بھی اس سے انحراف نہ کرے کیونکہ وہ اس کے نفسانی عیوب کو گنوا کر اس کا طریقہ علاج بھی سمجھائے گا مگر اس زمانہ میں ایسے پائے کے پیر شاذ شاذ ہی ہیں۔

۲ر کسی نیک کی صحبت اختیار کر کے اسے اپنا سچا دوست بنا لے جو عاقل صاحب بصیرت اور احکام دین کا پوری طرح پابند ہو اسے اپنا نگران قرار دے وہ بھی اس کے احوال وافعال کو دیکھتا رہے وہ اس کے ظاہری افعال کی برائی دیکھ کر اسے باز اور ممنوع رکھے۔ یہ طریقہ اہل طریقت بزرگان دین کا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے: اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے جو میرے عیوب مجھے بتائے۔ وہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کرتے؟ کیا آپ کو میرے کسی عیب کا علم ہو تو صاف صاف کہہ دیجئے۔ آپکا فعل کوئی ایسی حرکت کرے؟ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اصرار کیا؟ تو انہوں نے فرمایا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اپنے دستر خوان پر دو سالن جمع کر لئے ہیں اور آپ کے دو جوڑے ہیں، ایک دن کیلئے اور ایک رات کے لئے۔ فرمایا کیا اس کے بغیر بھی کچھ معلوم ہوا؟ انہوں نے جواب دیا نہیں فرمایا یہ دونوں بھی کافی ہیں۔ آپ نے کہا شکر یہ میں نے ترک کر دیا۔ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کہتے: آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منافقین کے بارے میں صاحب راز ہیں۔ کیا مجھ پر آپ آثار نفاق تو نہیں دیکھتے۔ یہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ کی کس قدر اصلاح نفس ہے۔ آپ اس قدر عظیم مرتبہ اور اعلیٰ شان کے باوجود آپ کس قدر خائف ہیں کہ اپنے نفس پر اعتماد نہیں کرتے جس کی عقل بھی کامل ترین اور صائب ترین ہو گی، وہ ہمیشہ اپنے آپ ہی عجب وکبر نخوت وتکبر

نہیں دیکھتے اور اپنے آپ کا سب سے سخت محاسبہ کرتا رہے گا، مگر ایسے لوگ آج قلیل ہیں۔ بہت کم دوست ایسے ہیں جو چشم پوشی نہ کریں اور دوست کو اس کا عیب صاف بتا دیں یا حسد کرنا چھوڑ دیں۔ آج کل تو بشیتر احباب حاسد ٹھہرے یا پھر اغراض کے بندے ہیں، وہ عیب کو عیب ہی سمجھتے نہیں یا چشم پوشی کرتے ہیں عیب سے آگاہ نہیں کرتے۔

حضرت داؤد طائیؒ رحمۃ اللہ علیہ لوگوں سے علیحدہ رہنے لگے۔ کسی نے پوچھا آپ لوگوں سے میل ملاپ کیوں نہیں رکھتے اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا: میں ایسے لوگوں کا کیا کروں جو میرے عیوب مجھ سے چھپاتے ہیں، چنانچہ اہل دین کی غرض یہ تھی کہ لوگ انہیں ان کے عیب ان کے سامنے گنوائیں۔

اور ہم جیسوں کا حال تو یہ ہو چکا ہے کہ جو ہمیں نصیحت کرے اور ہمارے عیوب ہمیں بتلائے وہ ہمارے نزدیک سب سے زیادہ بُرا آدمی ہے اور خطرہ ہے کہ یہ حرکت کمزور تر ایمان کے درجہ سے بھی نہ گر جائے۔ اس لئے کہ میرے اخلاق دراصل کاٹنے والے سانپ اور بچھو ہیں اگر ہمیں کوئی شخص بتا دے گا کہ ہمارے کپڑے کی تہ کے نیچے بچھو ہیں، تو ہم اس کے نہایت احسان مند ہو جاتے ہیں اور فوراً بچھو کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور خوشی محسوس کرتے ہیں کہ بچھو سے بچ گئے اور اسی وقت بچھو کو مار دیتے ہیں، حالانکہ اس کا اثر ہمارے صرف دنیاوی بدن پر ہوتا ہے اور ایک آدھ روز کے بعد اثر ختم ہو جاتا ہے، مگر بُرے اخلاق و اعمال کا اثر دل پر ہوتا ہے اور یہ بھی خطرہ ہے جو بعد موت ہمیشہ ہمیشہ اثر قائم رہے۔ اس کے باوجود جو شخص ہمیں ہمارے عیوب و برائی کے بچھوؤں کی اطلاع دے ہم اس کے احسان مند نہیں ہوتے نہ ہم انہیں دور کرنے کی فکر کرتے ہیں۔ اب بلکہ معاملہ الٹ ہے اور ہم ناصح کے دشمن بن جاتے ہیں اور اس پر پلٹ کر الزامات کی بوچھاڑ کر دیتے ہیں کہ تم یہ یہ کام کرتے ہو؟ جاؤ ہمیں نصیحت نہ کرو۔ اس کی نصیحت سے فائدہ اٹھانے کی بجائے اس کے دشمن بن جاتے ہیں۔ پھر اس سنگدلی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ آدمی گناہوں پر دلیر ہو جاتا

ہے جس کا اصل سبب ضعف ایمان ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں سیدھی راہ پر چلا، ہمیں صحیح بصیرت عطا فرما، ہمیں نیکی میں ہی مصروف رکھ اور جو شخص ہمیں ہماری برائیوں سے آگاہ کرے، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل و کرم سے اس شخص کے شکر گزار ہونے کی توفیق عطا فرما آمین!

۳۔ دشمنوں کی زبان سے بھی اپنے عیوب معلوم کر لے، اس لئے کہ ناراضگی کی آنکھ برائیوں کو سامنے لاتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ انسان تعریف کرنے والے اور اس کے عیوب چھپانے والے اور اوپر اوپر سے تعریف کرنے والے دوست سے زیادہ اس شخص کو اس آدمی سے نفع ملے جو اس کی دشمنی چھپائے ہوئے ہے اور اس کے عیوب کا ذکر کر رہا ہے۔ مگر مصیبت تو یہ ہے کہ لوگوں کی طبائع ہمیشہ دشمن کی تکذیب کرنے کی عادی ہیں اور لوگ کہا کرتے ہیں کہ یہ میرا دشمن ہے، اس لئے بوجہ حسد کے ایسی باتیں کرتا ہے، مگر عقلمند آدمی دشمنوں کے اقوال سے بھی فائدہ اٹھاتا ہے، کیونکہ ان کی زبانوں پر ہمیشہ اس کی برائیاں جاری رہتی ہیں۔

۴۔ لوگوں کے ساتھ میل ملاپ رکھے جس کو لوگوں میں مذموم جانے، تو اس کا اور اپنے نفس کا محاسبہ کرے کہ تو بھی ایسا ہی ہے۔ کیونکہ مومن، دوسرے مومن کا آئینہ ہے۔ دوسروں کے عیب دیکھ کر سمجھتا ہو کہ میرے اندر بھی یہ عیب ہیں اس لئے کہ عام لوگ خواہشات کی پیروی میں قریب قریب ہیں۔ اگر ایک خواہش کا پیروکار ہوا تو دوسرا اس سے بالکل خالی نہیں ہوتا یا اس سے بڑھ کر یا اس سے کم ہوگا، اس طرح اپنے نفس کی نگرانی کرے اور اسے ہر عیب سے پاک کرنے کی کوشش کرے، تاکہ اس سے بھی ادب حاصل ہوگا اور اگر لوگ تمام وہ عیوب چھوڑ دیں جو دوسروں میں ناپسند کرتے ہیں۔ تو پھر انہیں کسی ادب سکھانے والے کی ضرورت نہیں۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام سے سوال کیا گیا: آپ کو ادب کس نے سکھایا ہے آپ نے فرمایا مجھے کسی نے ادب نہیں سکھایا۔ میں نے جاہل میں جہالت کی بات

دیکھی تو اسے اختیار نہ کیا۔

یہ طریقے اس کے لئے ہیں، جس کو ایک عارف عقلمند، عیوبِ نفس سے آگاہ مشفق، دین کے سلسلہ میں نصیحت کرنے والا، خود مہذب، اللہ کے بندوں کو تہذیب سکھانے میں مصروف اور ان کا خیر خواہ بزرگ نصیب نہ ہو، اور جس کو اس درجہ کا کوئی بزرگ مل گیا تو اسے طبیب مل گیا، وہ اس سے وابستہ ہو جائے، وہی اس کی مرض کا علاج کرے گا اور اسے اس بربادی سے بچانے کا ذریعہ ثابت ہو گا۔ جس بربادی کا وہ سامنا کر رہا ہے۔

یاد رکھو اگر ہماری درج ذیل سطور کو نگاہ عبرت سے پڑھا تو انشاء اللہ تمہیں بصیرت حاصل ہوگی۔ دل کی امراض سامنے آجائیں گی اور علم و یقین کے نور کے ذریعہ اس کا علاج بھی معلوم ہو جائے گا اور اگر ایسا نہ کر سکو گے تو بھائی تلقین و تقلید کے طور پر ایمان و یقین کو تو نہ جانے دو، اس لئے کہ ایمان کے یہ درجات ہیں جیسے کہ علم کے درجات ہیں اور علم، ایمان کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ۔ (اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو تم میں سے ایمان لائے بلند مرتبہ دے گا اور جن کو علم ملا ان کے بلند تر درجات ہیں۔

لہٰذا جس نے یہ پہچان کی کہ شہوات کی مخالفت کرنا، اللہ تعالیٰ کی طرف ایک سیدھی راہ ہے، مگر اس کے سبب رسائی نہ حاصل کر سکا تو وہ ایمان لانے والوں میں سے ہے اور جب شہوات کے ساتھ تعاون کرنے والے امور سے بھی آگاہ ہو گیا تو وہ ان لوگوں میں داخل ہے جن کو علم عطا ہوا اور ہر ایک کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ کیا ہے وہ ان امور کو سامنے رکھے۔ کہ قرآن و سنت اور اقوال علماء میں ایمان کی یہ تفصیل بے شمار مقامات میں آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ۔

اور جس نے اپنے نفس کو خواہش سے روک لیا، بلاشبہ جنت اس کا ٹھکانا ہے۔

مزید ارشاد الٰہی ہے۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے پرہیزگاری کے لئے آزمایا ہے۔

ایک قول کے مطابق اس کا مفہوم یہ ہے کہ ان کے دلوں سے شہوات کی خواہشات کو نکال دیا گیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: مومن پانچ سخت امور کے درمیان گھرا رہتا ہے۔

۱۔ مومن اس سے حسد کرتا ہے۔

۲۔ منافق اس سے عداوت رکھتا ہے۔

۳۔ کافر اسے قتل کے لئے کوشاں رہتا ہے۔

۴۔ شیطان اسے گمراہ کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔

۵۔ نفس اس سے مقابلہ کرتا ہے۔

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ نفس بھی ایک دشمن ہے جو اس سے مقابلہ کرتا ہے، اس لئے اس کے خلاف جہاد کرنا ضروری ہے۔

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی: اے داؤد! شہوت رانی سے خود ڈرو، اور اپنے اصحاب کو ڈراؤ، اس لئے کہ جو دل دنیا کی شہوات سے وابستہ ہیں، ان کی عقلیں مجھ سے پردے میں ہیں اور غافل ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد ہے: اس کے لئے خوشخبری ہے جنہوں نے ان دیکھی اور غائب چیزوں پر موجودہ شہوت زدہ چیزوں کو چھوڑ دیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کر کے آنے والے ایک گروہ کو فرمایا: خوش آمدید! تم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف آئے ہو۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑا جہاد کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرنا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے نفس کا مقابلہ عبادت سے کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں نفس کی پیروی نہ کرو، ورنہ قیامت کے دن یہ تجھ سے جھگڑا

کرے گا۔ تیرے وجود کا ایک حصہ دوسرے پر لعنت کرے گا، ہاں اگر اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا اور پردہ پوشی کی تو پھر خیریت ہو گی۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نفس سے مقابلہ کرنے سے بڑھ کر مقابلہ کرنے میں کچھ زیادہ سخت مشکل محسوس ہوئی کبھی میں غالب آیا اور کبھی مجھ پر غالب رہا۔

حضرت ابو عباس موصلی رحمۃ اللہ علیہ اپنے نفس کو مخاطب ہو کر فرمایا کرتے: اے نفس! نہ تو دنیا داروں کے ساتھ مل کر نعمت حاصل کرتا ہے اور نہ ہی نیک بندوں کے ساتھ مل کر طلب آخرت میں محنت کرتا ہے، گویا میں تیرے ساتھ جنت اور دوزخ کے درمیان قید ہوں۔ واہ! اے نفس تجھے حیا نہیں آتی؟

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے، نفس سے بڑھ کر کوئی سرکش جانور ایسا نہیں، جو لگام دینے کے زیادہ لائق ہو۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ریاضت کی تلواروں کے ساتھ اپنے نفس سے جہاد کرو اور ریاضت کی چار اقسام ہیں۔

۱۔ کھانے میں، تھوڑا کم رکھو (۲) نیند میں کمی رکھو (۳) کلام بقدر ضرورت ہی کرو۔ (۴) لوگوں کی ایذا کو برداشت کرو۔

چنانچہ کھانے میں کمی کرنے سے شہوات کی موت واقع ہوتی ہے۔ نیند کی کمی سے خیالات پاکیزہ ہوتے ہیں، اور کلام کی کمی سے آفات سے سلامتی رہتی ہے۔ لوگوں کی ایذا برداشت کرنے میں مطلوب تک رسائی خوب ہوتی ہے اور بندے پر سختی کے وقت بردباری اور ایذا رسائی پر صبر کرنے سے زیادہ شدید بات نہیں اور جب نفس سے شہوانی اور گناہ کے ارادے حرکت میں آجائیں اور فضول کلامی کی شیرینی چلنے لگے، تو اس پر کھانے سے کمی۔ تہجد سے بڑھ کر تیز تلوار ہی ہوتی ہے اور نیند کی کمی انسان کو گمنامی کی عادت ڈالتی ہے اور کلام کم کرنے سے انسان ظلم وانتقام سے بچا رہتا ہے، اس سے ہی تم نفسانی آفات سے محفوظ رہو گے اور شہوانی

ظلمتوں سے نفس کی صفائی ہو گی تو ہی اس کی آفات کے مہلک نتائج سے بچ سکو گے۔ اس کے بعد یہ نفس پاک، منور، ہلکا، پھلکا اور روحانی نفس بن جائے گا۔ پھر بھی نیکی کے میدانوں میں تیز رفتار ہو گا، عبادت کی راہوں پر گامزن ہو گا جیسے کہ میدان میں تیز دوڑنے والا گھوڑا ہو اور جیسے باغ میں سیر کرنے والا بادشاہ ہو۔

نیز فرمایا: انسان کے تین دشمن ہیں (۱) اس کی دنیا (۲) اس کا شیطان (۳) اس کا نفس زہد اختیار کر کے دنیا سے بچو، شیطان کی مخالفت کر کے اس سے بچو اور شہوات چھوڑ کر نفس سے بچو۔

ایک دانا کا قول ہے۔ جس پر نفس غالب ہوا، وہ اس کی شہوات کی محبت میں گرفتار ہو کر رہے گا اور مقہور و ذلیل ہو کر اس کی خواہشات کی قید میں پھنس گیا۔ اس کی لگام اس کے ہاتھ میں ہے، وہ جہاں چاہے اسے گھسیٹ کر لے جائے۔ اب اس کا دل نیکیوں سے محروم رہے گا۔

حضرت جعفر بن حمید رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے۔ تمام علماء و حکماء کا اجماع ہے کہ ترک نعمت کے بعد ہی نعمت ملتی ہے یعنی عیش و آرام ترک کرنے سے ہی آخرت ملتی ہے۔

حضرت ابو یحییٰ وراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ جس نے اپنے اعضاء کو شہوات دے کر خوش کیا۔ اس نے اپنے دل میں ندامتوں کا درخت لگالیا۔

حضرت وہیب بن ورد رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے۔ پیٹ کی روٹی سے زیادہ ہر شے شہوت ہے۔

نیز فرمایا: جس نے دنیاوی شہوات سے محبت رکھی، وہ ذلت کے لئے تیار رہے

روایت ہے کہ عزیز مصر کی بیوی نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا۔

اب زمین کے خزانوں پر انہیں کنٹرول دیا گیا اور مسند اقتدار پر بیٹھ گئے۔ اور وہ سلطنت کے بارہ ہزار سرداروں کے ہمراہ شان و شوکت کے ساتھ نکلے ہیں۔ انہیں یہ مقام اللہ تعالیٰ نے گناہوں سے پاکیزگی کے سبب عطا کیا ہے اور نفس نے ہمیں ان کا غلام بنا دیا ہے۔

پاک ہے وہ ذات جس نے گناہ کی وجہ سے بادشاہوں کو غلام بنادیا۔ یہ عبادت وریاضت کی وجہ ہے کہ غلام بادشاہ بن گیا اور حرص وشہوت نے بادشاہوں کو غلام بنادیا۔ فساد کرنے والوں کی یہی جزا ہے اور صبر وتقویٰ نے غلاموں کو بادشاہ بنادیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا۔ جیسے کہ اللہ تعالٰے نے فرمایا۔

وَمَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ٥

(اور جو پرہیزگاری اور صبر اختیار کرے اور صبر کرے تو اللہ تعالیٰ نیکیوں کے ثواب کو ضائع نہیں کرتا)

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایک رات مجھے پریشانی ہوئی، میں اپنا ورد کرنے لگا، مگر مجھے اس میں وہ حلاوت محسوس نہیں ہوئی جو پہلے آتی تھی۔ میں نے سونے کا ارادہ کیا۔ مگر سو نہ سکا۔ پھر بیٹھ گیا، مگر بیٹھنے کی قوت نہ تھی۔ آخر کار باہر نکلا، تو دیکھا کہ ایک آدمی جبہ پہنے راستہ میں پڑا تھا۔ جب اس نے مجھے آتا محسوس کیا تو کہا: اے ابوالقاسم! ابھی ادھر آؤ۔ میں نے کہا اے میرے آقا! بغیر وعدہ کے کہاں! ہاں! میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ وہ میرے لئے تیرے دل کو حرکت دے۔ میں نے کہا، یہ تو اس نے کر دیا۔ اب آپ کی کیا حاجت ہے؟ اس نے کہا: نفس کی بیماری کا علاج کب ہوتا ہے؟ میں نے کہا: جب نفس کی خواہشات کے خلاف کیا جائے وہ اپنے نفس کی طرف مخاطب ہوا اور کہا۔ سن۔ میں نے تجھے سات بار یہی جواب دیا، مگر تو نے حضرت جنید (رحمۃ اللہ علیہ) کے سوا کسی سے سننے سے بھی انکار کر دیا اب تو نے سن لیا۔ اس کے بعد وہ چلا گیا اور میں نے اسے نہیں پہچانا۔

حضرت یزید رقاشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اے ٹھنڈے پانی! دنیا میں مجھ سے دور ہو جاتا کہ میں آخرت میں تجھ سے محروم نہ رہوں۔

ایک آدمی نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: میں کب کلام کروں؟ فرمایا جب خاموش رہنا چاہو۔ کہا میں خاموش کب ہو جاؤں؟ فرمایا۔ جب

تم کلام کرنا چاہو۔

حضرت علی رضی اللہ تعالی کا فرمان ہے جسے جنت کی ضرورت ہو وہ دنیا میں شہوات سے بچا رہے۔

۷۷

ایمان اور منافقت

یاد رکھو کہ ایمان کامل یہ ہے کہ انسان اللہ تعالی کی توحید پر ایمان رکھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو دین لے کر آئے ہیں اس پر یقین رکھے اور جن اعمال کا حکم دیا ہے۔ان کی پابندی کرے۔ اللہ تعالی نے فرمایا۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝

(بے شک وہ ایمان دار ہیں جو اللہ تعالی پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔پھر انہوں نے شک نہیں کیا، اور اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ تعالی کی راہ میں جہاد کیا وہی سچے ہیں)

نیز فرمایا:

وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ۔

(اور لیکن نیکی یہ ہے کہ جو اللہ تعالی اور آخرت پر اور فرشتوں اور کتابوں اور نبیوں پر ایمان لائے۔

چنانچہ بیس شرطیں لگائیں جیسے کہ عہد کے ساتھ وفا کی اور شدائد پر صبر کی

شرائط لگائیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا۔

(وہی ہیں جنہوں نے سچ کہا)

ایک جگہ فرمایا:

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ۔

(اللہ تعالیٰ ان کو بلند کرتا ہے جو تم میں سے ایمان لائے اور جن کو علم ملا، ان کے درجات بلند تر ہیں)

نیز فرمایا:

لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ

تم میں سے وہ برابر نہیں جس نے فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا اور جہاد کیا۔

اور آخر میں فرمایا:

هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ۔

(وہ، ان کے اللہ تعالیٰ کے ہاں درجات بلند ہیں)

اللہ کے حبیب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان برہنہ ہے اور اس کا لباس پرہیزگاری ہے۔

شافع محشر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان ستر اور کچھ مزید باب ہیں سب سے کمتر باب (درجہ) راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹا دینا ہے۔

مندرجہ بالا آیات و احادیث سے معلوم ہو جاتا ہے کہ ایمان کا اعمال سے گہرا تعلق ہے۔ نیز اس کا نفاق اور شرک خفی سے بری ہونے سے بھی تعلق ہے جیسے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: چار خصائل ہیں کہ اگر کسی میں یہ ہوں، تو وہ پکا منافق ہے اگرچہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور سمجھتا رہے کہ وہ مومن ہے۔

۱۔ جب بات کرے، تو جھوٹ بولے۔

۲۔ جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے۔

(۳) جب امین بنایا جائے تو خیانت کرے (۴) جب جھگڑے، تو بدکلامی کرے۔
بعض روایات میں ہے کہ جب یہ وعدہ کرے تو عذر کرے (یعنی وعدہ خلافی کرے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، کی حدیث میں ہے دل چار ہیں۔
۱۔ صاف دل، اس میں چراغ جل رہا ہے، یہ مومن کا دل ہے۔
۲۔ فراخ دل، جس میں ایمان اور نفاق ہے۔ چنانچہ ایمان کی مثال یہ ہے جیسے کہ سبزے کو شیریں پانی سیراب کرے (اور وہ پھولے پھلے۔ اور منافق کی مثال ایسے ہے جیسے کہ ایک پھوڑا ہو جس کو پیپ اور گندا پانی بڑھائے جارہا ہے۔ جو مادہ غالب رہا، وہی حال ہو گیا۔
دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں، جو اس پر غالب ہو گیا، اس کا غلبہ ہو گیا۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس امت کے بیشتر منافقین قاری ہیں۔
حدیث شریف میں ہے: میری امت میں شرک تو صاف زمین پر چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی ہے۔
حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایک آدمی کلام کرتا، تو اس کی وجہ سے اس کو موت تک منافق سمجھا جاتا مگر آج ہم میں سے ہر ایک سے ویسا کلام دس بار سن رہا ہوں لیکن تمہیں اسکی پرواہ نہیں۔
ایک عالم نے کہا ہے۔ نفاق کے قریب تر وہ ہے جو کہ یہ سمجھتا ہے کہ میں نفاق سے بری ہوں۔
حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے زیادہ آج منافقین پائے جاتے ہیں۔ اس وقت وہ چھپتے چھپاتے پھرتے تھے مگر آج وہ کھلم کھلا دندنا رہے ہیں۔ یہ نفاق، ایمان اور کمال ایمان کے متضاد ہے اور مخفی نفاق ہے، جو اس سے ڈرتے ہیں، وہ لوگوں سے دور رہتے ہیں اور لوگوں کے قریب تر وہی ہے جو اپنے آپ کو بری سمجھتا ہو۔
حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے کہا: لوگ کہتے ہیں کہ آج نفاق

کا وجود نہیں ہے تو فرمایا: اے بھائی! اگر منافقین مر جائیں تو راستوں میں وحشت کر دو یعنی راہ چلنے والے کم ہو جائیں اور ویرانی چھا جائے۔

ان کا یا کسی اور کا قول ہے۔ اگر منافقین کے سینگ اُگ آئیں، تو ہم زمین پر قدم رکھ کر چل نہ سکیں یعنی اس کثرت سے منافقین ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک آدمی کو حجاج کے بارے میں نکتہ چینی کرتے ہوئے سنا، تو فرمایا: کیا خیال ہے اگر حجاج یہاں یہ باتیں سن رہا ہو، تو تم یہ بات کرو گے؟ وہ کہنے لگا: نہیں! فرمایا: ہم اسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں منافقت سمجھتے تھے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو دنیا میں دو زبانوں والا (دوغلا) ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اسے آخرت میں بطور سزا کے دو زبانوں والا بنا دیں گے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب لوگوں سے بُرا آدمی دو رُخا (دوغلا) آدمی ہے جو اس کے ساتھ ایک رُخ کے ساتھ پیش آتا ہے اور دوسرے کے ساتھ دوسرے رُخ کے ساتھ۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے، نفاق کی وجہ سے زبان اور دل کا ظاہر و باطن اور اندر و باہر کا اختلاف ہوتا ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک آدمی نے کہا: مجھے ڈر ہے کہ میں منافق نہ ہوں۔ فرمایا اگر تو نفاق سے نہ ڈرتا، تو منافق ہوتا۔ منافق آدمی تو نفاق سے بے خوف ہوتا ہے۔

ابن ملیکہ نے کہا: میں نے ایک سو تیس اور ایک روایت کے مطابق ایک سو پچاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو پایا، سب کے سب نفاق سے ڈرتے تھے یہ بلند شان اور یہ خوف الٰہی بھی ان کی عظمت شان کی دلیل ہے۔

روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کی ایک مجلس میں تشریف فرما تھے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ اجمعین نے ایک آدمی کا ذکر کیا اور اس کی بہت

تعریف کی۔ ابھی وہیں تھے کہ وہ آدمی بھی آگیا۔ وضو کے اثر سے اس کے چہرے سے پانی کے قطرے بہہ رہے تھے اور اس نے جوتا ہاتھوں میں اٹھا رکھا تھا اور اس کی آنکھوں کے اور پیشانی کے درمیان پر سجدے کا نشان تھا۔ صحابۂ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ یہ وہ آدمی ہے جس کی بابت ہم عرض کر رہے تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس کے چہرے پر شیطانی اثر دیکھ رہا ہوں۔ آخر وہ آدمی آیا، اس نے سلام کہا اور صحابہ کرام رضی کے ہمراہ بیٹھ گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ جب تو نے جماعت کو دیکھا، تو کیا تیرے دل میں یہ بات نہیں آئی کہ ان میں مجھ سے زیادہ بہتر کوئی نہیں؟ اس نے کہا: اللہ گواہ ہے، یہ ٹھیک ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کرتے ہوئے فرمایا: اے اللہ تعالیٰ! میں معافی مانگتا ہوں اس سے جو میں جانتا ہوں اور جو میں نہیں جانتا۔ عرض کیا گیا۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ بھی ڈرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں کس طرح بے خوف ہو جاؤں، جبکہ دل، رحمٰن تعالیٰ کی انگلیوں کے درمیان ہے۔ وہ جیسے چاہتا ہے، الٹتا پلٹتا ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا۔

وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ۝

(ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ اور ظاہر ہو جائے گا۔ جس کا وہ گمان نہیں کرتے تھے)

اس کی تفسیر میں علماء کرام نے فرمایا کہ انہوں نے ایسے اعمال کئے جنہیں نیکیاں گمان کیں، مگر وہ برائیوں کے پلڑے میں تھیں۔

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے: اگر انسان ایک باغ میں جائے جس میں سب طرح کے پرندے ہوں۔ ہر پرندہ ان سے ایک زبان ہمکلام ہو اور کہے: اے اللہ تعالیٰ کے ولی! تجھ پر سلام ہو۔ اس پر اس کا نفس ان کو دیکھ کر پرسکون (اور خوش) ہو، تو وہ آدمی ان کے ہاتھوں کا قیدی ہے۔ ان اخبار و آثار سے معلوم ہو جاتا ہے کہ نفاق کس قدر دقیق امور تک میں ہوتا ہے اور شرک کے بعض امور کس قدر مخفی

ہوتے ہیں، اس سے بے خوف نہیں رہنا چاہیئے۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بعض اوقات حضرت حذیفہ رضی اللہ سے اپنے بارے میں پوچھتے کہ کیا منافقین میں میرا ذکر تو نہیں ہوا؟ یہ روایت اوپر گزر چکی ہے۔

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے: میں نے ایک حاکم کی ایک غلط بات سُنی، میں نے اس کے رد کرنے کا ارادہ کیا، تو مجھے خطرہ ہوا کہ وہ میرے قتل کرنے کا حکم دے گا۔ مجھے موت کا ڈر نہ تھا، مگر مجھے یہ خطرہ تھا کہ میری روح نکلتے وقت، میرے دل میں لوگوں کی نمائش نہ بن جائے، اس لئے میں رُک گیا۔ یہ وہ نفاق ہے کہ جو ایمانی حقیقت، صداقت اور ایمان کے عاری اور صفائی کے الٹ ہے اور اصل ایمان کے خلاف نہیں، چنانچہ نفاق کی دو قسمیں ہیں۔

ان میں سے ایک انسان کو اسلام سے خارج کر دیتا ہے اور اس کا شمار دوزخیوں میں ہو جاتا ہے اس طرح وہ ابدی دوزخی بن جاتا ہے۔

دوسرا نفاق ایک مدت تک اپنے رکھنے والے کو جہنم میں ٹھہرائے رکھے گا اس کے بلند مراتب کو کم کر کے خواہ وہ مرتبہ صدیقوں کا ہی کیوں نہ ہو اس سے گرا کر جہنم لے جائے گا۔

۷۸

غیبت اور چغلی

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں غیبت کی مذمت فرمائی ہے اور غیبت کرنے والے کو مردے کا گوشت کھانے والا قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ۔

(اور تم میں سے کوئی ایک دوسرے کی غیبت نہ کرے کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے تم اسے ناپسند کرتے ہو)

فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان پر حرام ہے، اس کا خون، اس کا مال، اس کی عزت۔ اور غیبت کرنا عزت پر حاوی ہے اور اللہ تعالیٰ نے عزت کو مال اور خون کے ساتھ اکٹھا کر کے ذکر فرمایا۔

حضرت ابوبرزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپس میں حسد نہ کرو، آپس میں بغض نہ کرو، ایک دوسرے کی پیٹھ پیچھے برائیاں نہ کرو، ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو اے اللہ تعالیٰ کے بندو آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔

حضرت جابر اور حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیبت سے خاص طور پر بچو، اس لئے کہ یہ زنا سے بدتر ہے اس لئے کہ آدمی اگر زنا کرتا ہے، پھر توبہ کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے چغلی کرنے والے کو تب تک معافی نہیں ملتی جب تک کہ وہ معاف نہ کر دے جس کی اس نے چغلی کی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معراج کی رات میں ایسی قوم کے پاس سے گزرا جو اپنے ناخنوں کے ساتھ اپنے چہروں کو چھیل رہی تھی میں نے پوچھا: اے جبرائیل! یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ وہ ہیں جو لوگوں کی غیبت کرتے تھے اور ان کی عزتوں کے درپے ہوتے تھے۔

حضرت سلیمان بن جابر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا: مجھے ایسی نیکی بتائیے کہ جس سے نفع اٹھاؤں' فرمایا نیکی کی کسی بات کو حقیر نہ سمجھیئے اگرچہ تو پانی پینے والے کے برتن میں اپنے ڈول سے پانی ڈال دے۔ اگرچہ تو اپنے بھائی کو اچھے رُخ سے ملے اور اگر وہ واپس جائے تو اس کی غیبت نہ کر۔

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطاب فرمایا، حتیٰ کہ گھروں میں عورتوں کو بھی سنایا۔ آپ نے فرمایا: اے وہ لوگو، جو زبان سے ایمان لائے، مگر دل سے ایمان نہیں لائے: مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کے پردہ کے راز تلاش نہ کرو، اس لئے کہ جو اپنے بھائی کے پردہ (یعنی راز) کے پیچھے پڑے گا، اللہ تعالیٰ اس کے راز کا پیچھا کرے گا اور جس کے راز کا اللہ تعالیٰ پیچھا کرے اس کے گھر کے درمیان رسوا کرے گا۔

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ جو غیبت سے توبہ کر کے مرا۔ وہ جنت میں سب سے آخر میں جائے گا اور جو غیبت پر اصرار کرتے ہوئے مرا، وہ سب سے پہلے دوزخ میں جائے گا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ ختم رسل صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ایک دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا جب تک میں تمہیں اجازت نہ دوں، تم میں سے کوئی بھی افطار نہ کرے۔ لوگوں نے روزہ رکھا۔ جب شام ہوئی تو ایک ایک آدمی آتا اور کہا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) میں روزے سے رہا اب مجھے اجازت دیجیئے تاکہ میں روزہ کھول دوں۔ آپ اسے اجازت دے دیتے۔ اسی طرح ایک ایک کر کے آدمی آتا آخر کار ایک آدمی آیا اور عرض کیا: میرے گھر والوں سے دو نوجوان لڑکیاں ہیں جنہوں نے روزہ رکھا اور آپ کی خدمت اقدس میں آنے سے شرماتی ہیں، ان کے لئے روزہ کھولنے کی اجازت دیجئے کہ وہ روزہ کھول لیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منہ پھیر لیا۔ اس نے پھر بات دہرائی آپ نے فرمایا: ان لڑکیوں نے روزہ نہیں رکھا وہ کیسی روزہ دار ہیں کہ جو سارا دن تو لوگوں

کا گوشت کھاتی رہی ہیں۔ جاؤ ان دونوں کو کہہ دو کہ وہ اگر روزہ دار ہیں، تو قے کر دیں۔ وہ ان کے پاس آیا اور انہیں بتایا کہ۔ ان دونوں نے قے کی، تو قے میں سے خون اور چھچھڑے نکلے۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس آکر بتایا۔ آپ نے فرمایا: اس ذات پاک کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، اگر یہ ان کے پیٹوں میں باقی رہتا، تو ان دونوں کو آگ کھاتی۔

ایک روایت میں ہے کہ جب آپ نے اس سے منہ پھیرا، تو وہ سامنے آیا اور کہا۔ یارسول اللہ وہ دونوں مر چکی ہیں یا کہا: وہ دونوں مرنے کے قریب ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان دونوں کو میرے پاس لاؤ، وہ دونوں حاضر ہوئیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ منگایا اور ان میں سے ایک کو فرمایا۔ اس میں قے کر دے۔ اس نے خون اور پیپ کی قے کی، حتیٰ کہ پیالہ بھر گیا۔ پھر آپ نے دوسری کو حکم دیا کہ اس میں قے کر دو۔ اس نے بھی اسی طرح قے کی آپ نے فرمایا: ان دونوں نے اس سے روزہ رکھا جس کو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے حلال کر رکھا تھا اور جس کو ان پر حرام کر رکھا تھا، اس سے افطار کیا یعنی غیبت کرتی رہی ہیں ایک (لڑکی) دوسری کے پاس بیٹھ گئی اور وہ دونوں لوگوں کا گوشت کھانے لگیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطاب کیا اور سود اور اس کی برائیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا انسان کو جو درہم سود کے ذریعہ ملے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک چھتیس بار اس کے زنا کرنے سے زیادہ سخت اور سنگین گناہ ہے اور سب سے بڑا سود یہ ہے کہ ایک مسلمان آدمی کی عزت برباد کی جائے۔

چغلی کرنا

چغلی کرنا بہت ہی مذموم عادت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ۙ

عُتُلٍّ بَعْدَ ذَالِكَ زَنِيْمٍ لا ۝

لوگوں سے غیبت کرنے والا اور چغلی کرنے والا۔

پھر فرمایا:

(گردن کش، اس کے بعد بد نصیب)

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: زنیم سے مراد وہ ہے، جو ولدالزنا ہو اور بات چھپاتا نہ ہو۔ چنانچہ جو بات نہ چھپائے چاہے وہ کس قدر بُری ہو اس کی طرف اشارہ کیا اور چغلی کرتا پھرے اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ولدالزنا ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے استنباط کرتے ہوئے۔

عُتُلٍّ بَعْدَ ذَالِكَ زَنِيْمٍ ۝

اور وہ زنیم ہی ہے، جو دوسرے باپ کی طرف نسبت کرتا ہو۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ۔

بربادی ہے ہر عیب لگانے والے طعنہ زن کیلئے۔

ایک تشریح کے مطابق ہمزۃ سے مراد چغلی خور ہے۔

اللہ تعالیٰ نے (ابولہب کی بیوی کے بارے میں فرمایا:

حَمَّالَةَ الْحَطَبِ۔

(لکڑیاں اٹھانے والی)

کہتے ہیں کہ وہ چغل خور تھی اور باتیں اٹھا کر دوسروں کو پہنچاتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَخَانَتَاهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا۔

پس ان دونوں نے خیانت کی پس ان دونوں کو اللہ تعالیٰ کے (عذاب سے بچانے کے لئے) کچھ چیز کام نہ آئی)

روایت ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی نے لوگوں کو مہمانوں کی آمد کی خبر

پہنچاتی اور حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی لوگوں کو کہتی کہ یہ دیوانہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔

دوسری اس ضمن میں حدیث ہے: قتات جنت میں نہیں جائے گا اور قتات سے مراد چغل خور ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے اللہ تعالیٰ کو پسند وہ ہے، جو زیادہ اچھے اخلاق والا ہو، نرم مزاج، تعاون کرنے والا، الفت و محبت سے پیش آنے والا اور تم میں سے بدترین اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو چغلی کرے۔ مسلمان بھائیوں میں تفریق پیدا کرے پاک باز لوگوں کی برائیاں تلاش کرے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ تم میں سے سب سے بُرا کون ہے؟ صحابہ نے کہا: ہاں! آپ نے فرمایا: چغلی کرنے والا، احباب کے درمیان فساد کرانے والا نیک لوگوں کی برائیاں تلاش کرنے والا۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی مسلمان کے خلاف غلط بات پھیلائی تاکہ اسے بدنام کرے اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن آگ میں ذلیل کرے گا۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ جناب حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بھی کسی آدمی کے خلاف کسی بات کو مشہور کرے، حالانکہ وہ اس سے پاک ہے، تاکہ دنیا میں اسے ذلیل کرے، تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ اسے قیامت کے دن آگ سے ذلیل کرے۔

جناب ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کسی مسلمان کے لئے گواہی دے، حالانکہ وہ اس گواہی کا اہل نہ تھا (یعنی جھوٹی گواہی دے) تو اسے چاہیئے کہ دوزخ میں اپنا ٹھکانا بنالے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ قبر کا تہائی عذاب چغلی کے باعث ہوتا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی اللہ تعالیٰ نے جب جنت کو پیدا فرمایا، تو کہا بات کر۔ اس (جنت) نے کہا: وہ خوش نصیب ہوا جو میرے اندر داخل ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مجھے میری عزت اور میرے جلال کی قسم! لوگوں میں سے آٹھ قسم کے آدمی اس میں داخل نہیں ہوں گے۔

۱۔ عادی شرابی ۔۲۔ نہ ہی عادی زانی۔ ۳۔ نہ ہی چغل خور رہے گا۔ ۴۔ نہ دیوث یعنی بے غیرت رہے گا، دیوث سے مراد وہ ہے کہ جس کی بیوی، مائیں، بہنیں، بدکاری کریں، اسے اس کی پرواہ نہ ہو۔ ۵۔ پولیس والا یعنی ظالم پولیس والا ۔۶۔ نہ ہجڑا یعنی جو قصداً ہجڑا بن کر گاتے بجاتے ۔۷۔ نہ ہی قطع رحمی کرنے والا ۔۸۔ اور نہ ہی وہ آدمی جو یہ کہے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا عہد ہے کہ یہ کام نہیں کروں گا، پھر وعدہ پورا نہ کرے۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل میں قحط پڑ گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بار بار بارش کی دعا فرمائی مگر بارش نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی کہ میں تیری اور تیرے ساتھیوں کی دعا نہیں سنوں گا جب تک تم میں ایک چغل خور بھی شریک دعا ہے اور وہ چغلی پر اصرار کئے ہوئے ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے رب تعالیٰ! مجھے وہ بتا دیں تاکہ ہم اسے اپنے اندر سے باہر نکال دیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! میں نے تمہیں چغلی سے منع کیا اور اب میں خود چغل خور بن جاؤں۔ اس پر سب قوم نے توبہ کی، پھر بارش ہوئی۔

مروی ہے کہ ایک آدمی سات کلمات کے سلسلے میں ایک حکیم کی طرف سات سو فرسخ چلا (ایک فرسخ قریباً تین میل ہے) جب وہاں پہنچا، تو کہا: میں آپ کے پاس اس علم کے لئے آیا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا ہے کہ آسمان کا وزن کس قدر ہے اور اس سے وزنی کیا چیز ہے؟ اور زمین کا وزن بتائیے اور اس سے بھاری کیا چیز ہے؟ اور پتھر کے بارے میں بتائیے کہ اس سے زیادہ سخت کیا چیز ہے؟ آگ کے بارے میں بتائیے اور یہ بتائیے کہ آگ سے گرم تر کیا چیز ہے؟ اور زمہریر کے بارے

میں بتائیے اور یہ بتائیے کہ زمہریر سے سرد تر کیا چیز ہے؟ اور سمندر کے بارے میں بتائیے اور یہ بتائیے کہ سمندر سے زیادہ مستغنی کیا ہے؟ اور یتیم کے بارے میں بتائیے اور یہ بتائیے کہ اس سے زیادہ ذلت کیا ہے؟

اس دانا نے جواب دیا۔

۱۔ بے گناہ پر جھوٹا الزام رکھنا، آسمان سے بھاری گناہ ہے۔

۲۔ حق بات، زمین سے زیادہ وسیع ہے۔

۳۔ قناعت کرنے والا دل، سمندر سے بھی زیادہ وسعت رکھتا ہے۔

۴۔ حرص اور حسد، آگ سے زیادہ گرم ہیں۔

۵۔ قریب کی طرف حاجت جب پوری نہ ہو، تو یہ زمہریر سے زیادہ سرد ہے۔

۶۔ کافر کا دل، پتھر سے زیادہ سخت ہے۔

۷۔ چغل خور کی حرکت جب ظاہر ہو جائے، تو وہ یتیم سے زیادہ ذلیل اور رسوا ہوتا ہے۔

ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

مَنْ نَمَّ فِي النَّاسِ لَمْ تُؤْمَنْ عَقَارِبُهُ
عَلَى الصَّدِيقِ وَلَمْ تُؤْمَنْ أَفَاعِيهُ

جس نے لوگوں میں چغلی کی، وہ دوست کے بارے میں ان بچھوؤں سے بے خوف نہ رہا اور نہ ہی اژدھاؤں سے بے خوف رہا۔ یعنی وہ دوستوں کی چغلی بھی کرے گا۔

جیسے کہ رات کو سیلاب ہو اسے کوئی نہیں جانتا کہ کہاں سے آیا اور کدھر جا رہا ہے۔

كَالسَّيْلِ بِاللَّيْلِ لَا يَدْرِي بِهِ أَحَدٌ
مِنْ أَيْنَ جَاءَ وَلَا مِنْ أَيْنَ يَأْتِيهِ

اس کے وعدہ کیلئے ہلاکت ہے وہ اسے کیسے پورا کرے گا اور اس کی درستی کیلئے ہلاکت ہے وہ کیسے اس کی نفی کر گیا۔

ایک اور شاعر کہتا ہے۔

يَسْعٰى عَلَيْكَ كَمَا يَسْعٰى إِلَيْكَ فَلَا تَأْمَنْ غَوَائِلَ ذِي وَجْهَيْنِ كَبَّادٍ۔

وہ چغل خور جواب تیری حمایت کرتا ہے پھر پیٹھ پیچھے تیری برائیاں بھی بیان کرتا ہے۔ دورُخے (دوگلے) کے مکروفریب سے غافل نہ رہو۔

۷۹

عداوتِ شیطان

ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دل دو خیالوں کی آماجگاہ ہے۔ نیک خیالات اسے نیک فرشتہ کی طرف لے آتے ہیں وہ بھلائی کی طرف راغب کرتے ہیں حق کی تصدیق کرتا ہے اگر دل اس طرف مائل ہو تو سمجھ لے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اگر بھلائی سے روکا جائے اور حق کی تکذیب کرتے ہوئے برائی کی طرف دھیان لگایا جائے تو کہے "میں مردود شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں" پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ۔

شیطان تمہیں فقر کا وعدہ دے کر اور برے کام کرنے کا حکم دیتا ہے

جناب حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد مبارک ہے دل میں دو خوف پیدا ہوتے ہیں ایک اللہ تعالیٰ کا اور دوسرا دشمن کا۔ اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت فرمائے جو اللہ کے خوف میں ثابت قدم رہا اور جو دشمن کا خوف تھا۔ اس سے اس نے جہاد کیا۔

جابر بن عبیدہ العدوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے۔ میں نے علاء بن زیاد سے اپنے دل میں پیدا ہونے والے وسوسوں کی شکایت کی اس پر انہوں نے

فرمایا دل کی مثال گھر جیسی ہے اگر مال ہو تو چور آتے ہیں اور اسے لے جاتے ہیں ورنہ خالی ہاتھ لوٹ جاتے ہیں۔ یہی کیفیت دل کی ہے اگر خالی ہو تو اس میں شیطان نہیں آتا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ۔

بے شک میرے بندوں پر تیرا تسلط قائم نہیں ہوگا۔

اس آیت کی رو سے جس نے خواہش کی پیروی کی وہ خواہش کا بندہ ہے اور اللہ کا نہیں اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اس پر شیطان کو مسلط فرمایا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ

کیا تم نے اس کو نہیں دیکھا جس نے اپنی خواہش کو معبود بنا لیا۔

اس آیت میں اس امر کی جانب اشارہ ہے جس نے خواہش کو اپنا معبود بنا لیا وہ کسی طرح اللہ کا بندہ نہیں ہو سکتا۔

حضرت عمر بن العاص رضی اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیطان میری نماز اور قرأت کے درمیان حائل ہو جاتا ہے آپ نے فرمایا اس شیطان کو خنزب کہتے ہیں جب اس کے وسواس محسوس کرو تو اللہ تعالیٰ سے آعوذ۔۔۔ پڑھ کر پناہ مانگو اور بائیں جانب تین بار تھوک دو وہ بتاتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا اور اللہ تعالیٰ نے شیطان کو دور کر دیا۔

حدیث شریف میں ہے وضو میں نقص ایک شیطان جس کا نام ولہان ہے پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اس سے بچنے کے لئے دعا کرو۔

دل سے شیطان کے وسوسے اس صورت میں دور ہو سکتے ہیں کہ انسان ان وساوس کے خلاف سوچے یعنی ذکر الٰہی کرے کیونکہ دل میں جس چیز کا خیال آتا ہے تو پہلے کی چیز کا خیال مٹ جاتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ ہر اس چیز کا خیال جو ذات باری تعالیٰ اور اس کے احکامات کے علاوہ ہو ہر جگہ شیطان کا ڈیرہ جما جاتا ہے

ذکر الٰہی ایک ایسی چیز ہے جس سے مومن کا دل مطمئن ہو جاتا ہے اور وہ جان لیتا ہے کہ شیطان کی طاقت نہیں کہ زور آزمائی کرے اس معاملہ میں ہر چیز کا علاج اس کی ضد سے کیا جاتا ہے مثلاً شیطانی وساوس کا ذکر الٰہی سے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ . . . اور لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ . . . ان سے شیطان کو بھگا دیا جاتا ہے جو اہل ذکر متقی ہیں اور ذکر انکی رگ رگ میں بس گیا ہے بے خبری میں شیطان ان پر حملہ آور ہوتا ہے ۔ فرمان الٰہی ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۝

بلاشبہ وہ لوگ جو پرہیز گار ہیں جب ان کو شیطان سے کچھ وسوسہ ہوتا ہے تو وہ ذکر کرتے ہیں اچانک وہ دیکھنے لگتے ہیں۔

جناب مجاہد رحمۃ نے آیت

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ۔

وسوسہ ڈالنے اور پھیلانے والی کی برائی سے کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ شیطان دل پر پھیلا ہوتا ہے جب انسان ذکر الٰہی کرتا ہے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے جب انسان ذکر الٰہی سے غافل ہو تو شیطان دل پر اپنا تسلط جما لیتا ہے۔

ذکر الٰہی اور شیطانی وسوسوں میں مقابلہ ایسے ہے جیسے نور اور ظلمات رات اور دن جیسے یہ ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ

ان پر شیطان غالب آیا اور انہیں ذکر الٰہی سے غافل کر دیا۔

انس رضی اللہ تعالیٰ نے روایت کی ہے کہ ختم رسل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان اپنی سونڈ انسانی دل سے لگایا رکھتا ہے اگر انسان ذکر الٰہی کرے تو یہ پیچھے ہٹ جاتا ہے اگر دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہو جائے تو شیطان اسے نگل لیتا ہے۔

ابن وضاح رضی اللہ تعالی ایک حدیث بیان کرتے ہیں جب انسان چالیس سال کا ہو جائے اور توبہ نہ کرے تو شیطان اس کے چہرہ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتا یہ وہ چہرہ جو کبھی فلاح نہیں چاہے گا۔

جس طرح شہوت انسان کے خون میں سرایت کر کے اس کے گوشت کا حصہ بن چکی ہے ایسے ہی شیطانی وسواس جسم گوشت اور خون میں جاری اور ساری ہیں اور دل پر وہ قابض ہے اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ شیطان انسان میں ایسے چلتا ہے جیسے جسم میں خون چلتا ہے لہٰذا فاقہ کے ذریعے اس کے چلنے کی راہیں بند کر دو۔ بھوک کے ذریعہ علاج کیوں قرار دیا ہے کہ اس سے شہوت ختم ہو جاتی ہے اور شہوت ہی شیطان کا راستہ ہے۔ نفسانی شہوت کے دل کو قابو کر لینے کے متعلق ارشاد الٰہی ہے۔ میں ان کی سیدھی راہ یعنی سامنے کے راستہ پر بیٹھوں گا ان کے آگے پیچھے دائیں بائیں کی طرف سے آؤں گا۔ پہلی آیت میں شیطان نے کہا میں تیری سیدھی راہ پر بیٹھوں گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان انسان کی راہوں پر بیٹھ گیا اور کہا تم اپنا آبائی دین یعنی باپ دادا کا مذہب چھوڑتے ہو۔ انسان نے اس کا کہا نہ مانا۔ اور اسلام کو قبول کر لیا۔ پھر اس کی ہجرت کی راہ میں بیٹھ گیا اور کہا کیا تم ہجرت کرتے ہو لیا کوئی اپنا آسمان اور زمین کو چھوڑتا ہے اس نے اس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ہجرت کی بعد ازاں وہ جہاد کی راہ پر بیٹھ گیا اور کہا تو جہاد کرتا ہے یہ جان و مال تباہ کر لے گا۔ تو قتل ہو گیا تو کیا تیری بیوی دوسروں سے نکاح نہ کرے گی یاد رکھ تیرا مال تقسیم ہو کے رہے گا اس شخص نے شیطان کی ذرہ بھر بھی پرواہ نہ کی۔ اور شریک جہاد ہوا۔ حضور شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے یہ سب کچھ کیا پھر فوت ہو گیا تو اللہ پر واجب ہو گا کہ اس کا مقدر جنت بنا دے۔

(۸۰) محاسبۂ نفس

حضرت سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد: محبت دراصل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کا نام ہے۔ ایک دوسرے بزرگ کا فرمان ہے: مسلسل ذکر الٰہی محبت ہے۔

ایک اور بزرگ نے فرمایا۔ محبوب کو خود پر ترجیح دینا محبت ہے۔

بعض داناؤں کا فرمان ہے: دنیا میں قیام کو ناپسند کرنا ہی محبت ہے، مگر یہ تمام باتیں محبت کا نتیجہ ہیں اور نفس محبت کسی نے بیان نہیں کی وہ بیان سے باہر ہے۔

ایک بزرگ کا فرمان ہے: محبت دراصل محبوب کی طرف سے ایک مفہوم ہے کہ دل اس کے ادراک سے مغلوب ہے جس تعبیر سے دل زبانیں عاجز ہیں۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے: دنیا سے تعلقات رکھنے والے کو اللہ تعالیٰ نے محبت سے محروم کر دیا ہے۔ نیز فرمایا جو محبت بھی معاوضہ میں کی جائے اس کا حال یہ ہے کہ جب معاوضہ ختم ہوا۔ تو محبت بھی ختم ہو گئی۔

حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے: جو اللہ تعالیٰ کی محبت بتائے، وہ اس بات سے بچے کہ غیر اللہ کے سامنے عاجزی کرے۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا: ہمیں عارف اور محبت کی تعریف بتائیے؟ فرمایا: عارف اگر بات کرے تو ہلاک ہو جائے اور محبت کرنے والا اگر خاموش رہے تو ہلاک ہو کے رہے۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ پڑھا ؎

یَا اَیُّهَا السَّیِّدُ الْکَرِیْمُ   حُبُّکَ بَیْنَ الْحَشَاءِ مُقِیْمُ

اے میرے مہربان آقا تیری محبت میرے دل کی گہرائیوں میں بیٹھ چکی

یَا رَافِعَ النَّوْمِ عَنْ جُفُوْنِیْ   اَنْتَ بِمَا مَرَّبِیْ عَلِیْمُ

(اے میری آنکھوں سے نیند اڑانے والے، مجھ پر جو گزر رہا ہے تو اسے خوب جانتا ہے)

ایک اور شاعر کا کلام ہے ؎

عَجِبْتُ لِمَنْ يَقُوْلُ ذَكَرْتُ اِلْفِيْ

وَهَلْ اَنْسٰى فَاَذْكُرُ مَا نَسِيْتُ

مجھے اس پر انتہائی تعجب ہوتا ہے جو کہتا ہے، مجھے میری محبت نے یاد کیا ہے۔ اور کیا میں اسے بھول گیا ہوں کہ فراموش کردہ کو یاد کروں)

اَمُوْتُ اِذَا ذَكَرْتُكَ ثُمَّ اَحْيَا

وَلَوْلَا حُسْنُ ظَنِّيْ مَا حَيِيْتُ

(جب میں تجھے یاد کرتا ہوں، تو مر جاتا ہوں، پھر زندہ ہو جاتا ہوں) اور اگر میرا حسن ظن نہ ہو، تو میں کبھی زندہ نہ ہوتا۔

فَاَحْيَا بِالْمُنٰى وَاَمُوْتُ شَوْقًا

فَكَمْ اَحْيَا عَلَيْكَ وَكَمْ اَمُوْتُ

میں عورت میں زندگی پاتا ہوں، اور شوق سے مرتا ہوں، پس میں تجھ پر کئی بار زندہ ہوا ہوں اور کئی بار مرا ہوں)

شَرِبْتُ الْحُبَّ كَاْسًا بَعْدَ كَاْسٍ

فَمَا نَفِدَ الشَّرَابُ وَمَا رَوِيْتُ

میں نے محبت کے جام پہ جام پیئے، نہ شراب محبت ختم ہوئی اور نہ میں سیراب ہوا۔

فَلَيْتَ خَيَالَهُ نُصْبَ لِعَيْنِيْ

فَاِنْ قَصَّرْتُ فِيْ نَظَرِيْ عَمِيْتُ

کاش! اس کا خیال میری آنکھوں میں رہے، پس اگر میں دیکھنے میں کوتاہی کردوں، تو اندھا ہو جاؤں۔

حضرت رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن کہا: کون ہے جو ہمیں ہمارے

محبوب کی خبر دے گا۔ ان کی خادمہ نے کہا: ہمارا محبوب، ہمارے ساتھ ہے، مگر دنیا نے ہمیں اس سے جدا کر رکھا ہے)

ابن جلاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی جب میں اپنے بندے کے دل کو خالی دیکھتا ہوں کہ اس میں دنیا و آخرت کی محبت نہیں تو اس کے دل کو محبت سے بھر دیتا ہوں اور اسے اپنی پناہ میں لے لیتا ہوں۔

کہا گیا ہے کہ حضرت سمنون رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن محبت کے بارے میں کلام فرمایا۔ اچانک ایک پرندہ سامنے آن گرا اور اپنی چونچ سے زمین کریدتا رہا، حتیٰ کہ اس کا خون نکل پڑا اور وہ مر گیا۔

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اللہ تو جانتا ہے کہ تو نے مجھے جو اپنی محبت سے نوازا ہے، اپنے ذکر سے مانوس کر دیا ہے اور اپنی عظمت میں غور و فکر کے لئے فارغ کر دیا۔ ان نعمتوں کے مقابلے میں میرے نزدیک تیری جنت کو میں مچھر کے پر کے برابر بھی درجہ نہیں دیتا۔

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی، وہ زندہ رہا اور جس نے دنیا سے پیار رکھا، وہ محروم رہا، اور احمق انسان کی صبح و شام ذلت اور رسوائی ہے۔ لیکن اور عقلمند آدمی اپنے عیوب کا متلاشی رہتا ہے۔ اور اپنے محاسبہ نفس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ۔

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل کے لئے آگے کیا بھیجا ہے۔

اس آیت میں دراصل گذشتہ اعمال کے بارے میں محاسبہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اسی لئے مراد رسول عمر فاروق رض نے فرمایا: "محاسبہ ہونے سے پہلے اپنے

آپ کا محاسبہ کر لو اور وزن ہونے سے پہلے اپنا وزن کر لو۔
روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا یا رسول اللہ مجھے وصیت فرمایئے۔ فرمایا: کیا تو وصیت کا طلب گار ہے؟ اس نے کہا: ہاں! فرمایا جب تو کسی بات کا ارادہ کر لے، تو اس کے انجام کو سوچ لے۔ اگر اچھا ہو تو کر گزر، اور اگر (اس کا انجام) سرکشی یا برائی ہو تو اس سے رک جا۔
روایت میں ہے کہ عقلمند کو چاہیے کہ اس کی چار گھڑیاں ہوں۔ ایک گھڑی میں وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرنے میں صرف کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔
وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○
(اور اے ایمان والو، تم سب اللہ تعالیٰ کی طرف مکمل توبہ کرو، تاکہ تم فلاح پاؤ)
توبہ کا مفہوم یہ ہے کہ انسان غلطی کر کے ندامت کے ساتھ اس کو دیکھے اور توبہ کر لے۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ سے دن میں سو بار توبہ و استغفار کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ ۔
بے شک، وہ لوگ جو پرہیزگار ہیں۔ جب ان کو شیطان کا وسوسہ چھوتا ہے، تو وہ ذکر کرتے ہیں، اچانک وہ دیکھنے لگتے ہیں۔
مراد رسول سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہے کہ آپ جب رات کی تاریکی پھیل جاتی تو اپنے پاؤں کو اپنے درے سے ٹھوکر دے کر خود سے سوال کرتے بتا تو نے آج کیا عمل کیا؟ گویا آپ نفس کشی فرماتے۔
میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔ آدمی اس وقت تک متقی نہیں بن سکتا جب تک وہ کام کے بعد اپنے شریکوں سے اپنا محاسبہ نہ کرائے یا خود اپنا محاسبہ نہ کرے۔

صدیقہ کائنات ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ نے بوقت وصال فرمایا کہ مجھے لوگوں میں سب سے بڑھ کر محبوب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ ہیں۔ آپ نے پھر پوچھا کہ میں نے کیا کہا ہے میں نے آپ کے فرمان کو دہرا دیا اس پر آپ نے فرمایا میرے نزدیک عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ سے زیادہ باعزت شخص کوئی نہیں۔ گویا آپ نے ایک بات کہہ کر غور فرما کر دوسرے جملہ میں تحسین کے کلمات دوسرے اعلیٰ جملے سے فرماتے۔

حضرت ابوطلحہ کے بارے میں ہے کہ ان کے گھنے باغ میں پرندوں کو نکلنے کا راستہ نہ ملا آپ نماز پڑھ رہے تھے ان پرندوں نے ان کی توجہ نماز سے ہٹا دی اور وہ رکعت بھول گئے اس پشیمانی کی بدولت انہوں نے باغ صدقہ کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ کا واقعہ ہے کہ وہ لکڑیاں اٹھاتے ہوئے بازار سے گزر رہے تو لوگوں نے کہا اے ابویوسف تیرے گھر میں تو لکڑیاں موجود تھیں اور تیرے غلام بھی خدمت کے لئے موجود ہیں تو نے یہ کام کیوں کیا؟ آپ نے جواب دیا میں اپنے نفس کا امتحان کر رہا تھا کہیں یہ ان کاموں کو برا تو نہیں سمجھتا۔

جناب حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے مومن اپنے نفس کا حکمران ہے وہ اس کا محاسبہ کرتا رہتا ہے تاکہ قیامت کو اس کا حساب آسان رہے جو دنیا میں اپنے نفس کا محاسبہ نہیں کرتے قیامت کو ان کا محاسبہ سخت ہوگا۔ پھر محاسبہ کی تفسیر میں فرمایا کہ اچانک کوئی چیز مومن کے سامنے آجاتی ہے وہ کہتا ہے واللہ تو مجھے پسند ہے لیکن تیرے اور میرے درمیان حساب حائل ہے یہ حساب قبل از کم عمل کی مثال ہے اور جب مومن سے لغزش ہو جاتی ہے تو وہ خود کو ملامت کر کے کہتا ہے تیرا اس فعل سے کیا تھا اب میں بہانہ نہیں تراشوں گا انشاءاللہ یہ کام میں پھر نہیں کرونگا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ ایک روز امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ اور میں مدینہ منورہ سے باہر نکلے اور ایک دیوار کے قریب پہنچے میں نے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے اے عمر بن خطاب اے امیر المومنین

سنبھل سنبھل اللہ تعالیٰ کی قسم تجھے اللہ تعالیٰ سے بضرور ڈرنا ہوگا۔ ورنہ وہ تجھے عذاب دے گا۔

جناب حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

وَلَاۤ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۔

اور میں ملامت کرنے والے نفس کی قسم کھاتا ہوں۔

کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ مومن سے جب کوئی خطا سرزد ہوجاتی ہے تو وہ اپنے نفس کا تعاقب کرتا ہے کہ تیرا اس بات سے کیا ارادہ تھا تیرا اس کھانے سے کیا مقصد تھا تیرا اس پینے سے کیا مطلب تھا لیکن بدکار ہے کہ ہر کام کرتا چلا جاتا ہے اور وہ اپنے آپ پہ عتاب نہیں کرتا۔

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس طرح کے بندے پہ رحم فرمائے جو خود کو کہے کیا تو ایسا تو نہیں؟ کیا تو ویسا تو نہیں؟ اور اس طرح کی باتوں سے اپنی خود مذمت کرے اور اپنے نفس کو لگام دے کر کتاب اللہ کا پابند بنائے اور وہی اس کا قائد ہو یہ نفس پہ عتاب کا طریقہ ہے۔

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ متقی اپنے نفس کا ظالم بادشاہ اور بخیل حصہ دار سے بھی زیادہ محاسبہ کرتا ہے۔

حضرت ابراہیم التیمی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے میں نے اپنے لئے یہ سمجھا کہ میں خود جنت میں ہوں اس کے پھل کھا رہا ہوں اس کی نہروں سے پانی پی رہا ہوں۔ اور حوروں سے ملاقات کر رہا ہوں پھر میں نے خود کو سمجھا کہ دوزخ میں ہوں اور کانٹوں دار تھوہر کھا رہا ہوں۔ پیپ پی رہا ہوں۔ بیڑیوں اور زنجیروں میں جکڑا ہوا ہوں۔ اس کے بعد میں نے اپنے نفس سے کہا بتاؤ کیا چاہتے ہو؟ نفس نے کہا دنیا میں لوٹا دو تاکہ نیک اعمال کروں، میں نے کہا لو تیری مراد پوری ہوتی ہے اب تو دنیا میں ہے اور عمل کر لو!

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے حجاج کو خطاب کرتے ہوئے سنا

اس نے کہا۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے جس نے دوسرے کے محاسبہ کرنے سے قبل ہی اپنا محاسبہ کر لیا۔ اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جس نے عمل کی لگام پکڑ کر سوچا کہ میں ایسا کام کیوں کر رہا ہوں کر رہا ہوں؟ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے جس نے اپنے وزن پر دھیان دیا اور اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے جس نے اپنے اعمال کو میزان میں دیکھا وہ ایسی باتیں کر رہا تھا کہ میں رو دیا۔

جناب احمد بن قیس رحمۃ اللہ علیہ کے ایک ساتھی کی روایت ہے کہ وہ چراغ کے قریب آ کر اس کی لو پر رکھ کر اس کی تپش محسوس کر کے خود سے مخاطب ہوتے اور کہتے اے موحد مسلمان یعنی حنیف تو نے آج یہ کام کیوں کیا؟ اور فلاں دن فلاں کام کیوں کیا تھا؟

---

(۸۱)

حق و باطل کی آمیزش

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے۔ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک ایسا زمانہ آئے گا لوگوں کے دلوں میں قرآن پرانا ایسے محسوس ہو گا جیسے جسم پر پرانا کپڑا ہو۔ ان کے تمام کام طمع اور لالچ کے تحت ہوں گے۔ ان کے دل میں اللہ کا خوف نہ ہو گا نیکی کر کے قبول ہونے کا حکم لگائے گا برائی کر کے کہے گا۔ معاف ہو جائے گی۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت سے بتلا دیا کہ وہ اللہ کے خوف کی جگہ لالچ اور طمع ان کا شکار ہو گا لیکن قرآن حکیم میں جہاں خوف اللہ جل جلالہٗ بیان کیا ہے ان سے وہ نابلد اور جاہل ہوں گے۔ نصاریٰ کے متعلق خالق جہاں نے فرمایا۔

نَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۔

پس ان کے بعد وہ آئے جو کتاب کے بُرے وارث ٹھہرے۔ وہ مال حرام کو اپناتے ہیں اور کہتے ہیں اللہ البتہ ہم کو بخش دیا جائے گا۔

یعنی ان کے علماء نے وراثت میں کتاب کا علم حاصل کیا مگر ان کی حالت یہ ہے کہ انہوں نے حرام و حلال کی تمیز کئے بغیر مال کھانا اور بنانا شروع کر دیا بجائے نادم ہونے کے کہتے ہیں اللہ ہمیں بخش دے گا۔

حالانکہ فرمان الٰہی ہے اور اس شخص کے لئے جو اپنے رب کے حضور کھڑا ہوتے سے ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں (یعنی اللہ کے حضور اکڑے نہ)

قرآن حکیم میں اوّل سے آخر تک لوگوں کو خوف دلایا گیا ہے جو شخص صاحب ایمان ہے اگر اس پر غور کرے گا تو دیر تک اس پر غم کی کیفیت طاری ہوگی اور وہ محسوس کرے گا اور اللہ سے ڈرے گا۔ مگر آج یہ حالت ہے کہ لوگ الفاظ کے ہیر پھیر میں مناظروں پر اُتر آتے ہیں۔ وہ عربی شعراء کا کلام پڑھ رہے ہیں مگر معنی پر غور نہیں کیا دنیا میں اس سے بڑھ کر کوئی فریب ہے؟ وہ لوگ جنہوں نے نیکیوں کے ساتھ برائیاں بھی کیں لیکن برائیاں ان کی زیادہ ہیں لیکن توبہ کے بغیر اپنے زہد کے پلڑے کو بھاری قرار دیتے ہوئے ہیں یہ ان کی بہت بڑی جہالت نہیں ہے تو اور کیا ہے اس کی مثال یہی ہے جیسے کوئی حلال و حرام کے ملے جلے مال سے صدقہ کرے یا لوگوں کا چھینا ہوا مال ہی صدقہ خیرات کرے وہ اس خیرات پر تکیہ کئے ہوتے ہو کہ ہزاروں درہم تعیش اور فضول خرچ کرنے کے مقابلہ میں دس درہم خیرات کا اجر بہت زیادہ یہ بھی اس کی جہالت ہے۔

بعض اس خود فریبی میں مبتلا ہیں کہ ان کی نیکیاں برائیوں سے زیادہ ہیں۔ نہ وہ نفس کا محاسبہ کرتے ہیں اور نہ برائیوں سے دامن بھی کھینچتے ہیں جب وہ نیکی کرتا ہے اس پر اعتماد کرتا ہے اسے گن لیتا ہے اس کی مثال ایسے ہے جیسے

زبان سے استغفار کرے یا تسبیح پڑھے اور ساتھ ہی ساتھ مسلمانوں کی غیبت بھی کرتا رہے اور ان کی عزت سے کھیلے بھی اللہ تعالیٰ کے منع کردہ کاموں کو بھی کرے بے شمار ایسے کام کرنے کے باوجود سو مرتبہ استغفار پڑھنا یاد رکھے مگر بے ہودہ گوئی جو اس نادان نے کی اس کا اسے حساب نہ ہو فرشتے انہیں لکھ رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز اور ہر بات کی سزا دینے کا فیصلہ بھی کر رکھا ہے۔

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ۝

وہ کچھ کلام نہیں کرتا مگر اس کے پاس تیار نگہبان ہوتے ہیں۔

مگر ایسا آدمی ہر وقت اپنی تسبیحات اور کلمہ کلام کے ورد کو گنتا رہتا ہے اور یہ جھوٹوں چغلخوروں غیبت کرنے والوں اور منافقوں کی سزا پر نظر نہیں ڈالتا۔ منافق وہ ہیں جن کا ظاہر کچھ اور باطن کچھ ہے یہ سب فریب کی باتیں ہیں۔ اگر ملائکہ جو لکھنے پر مامور ہوں وہ اپنی لکھائی کا حساب طلب کریں تو پھر تسبیح سے زیادہ کوئی بات زبان سے نہ نکلے اور فضول گوئی ختم ہو جاتے۔ یہ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ مال و دنیا کی کمی کے بارے میں سوچتا ہے کہ اس میں کمی واقع نہ ہو اور اس کے برباد ہو جانے کا بھی خطرہ لاحق ہوتا ہے مگر جنت کی نعمتوں کے ضائع ہونے کی اسے کوئی فکر دامن گیر نہیں ہوتی۔ عظیم مصیبت یہ ہے کہ ہر انسان نے غور و فکر کرنا چھوڑ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ کام سونپ دیئے ہیں۔ انکار کریں تو نافرمانوں اور کافروں میں شمار ہونے لگیں اور بے عمل ہو کر تصدیق کریں تو بے وقوف کہلائیں۔ ہمارے اعمال ایسے نہ ہیں جیسے ہونے چاہئیں تاکہ قرآن حکیم کے احکامات کی تصدیق کر سکیں۔

۸۲

فضیلت نماز باجماعت

صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تنہا نماز سے باجماعت نماز پڑھنا ستائیس مرتبے بلند ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی سے ایک روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ نماز میں چند افراد کو غیر حاضر پاکر ارادہ فرمایا کہ ایک آدمی کو نماز پڑھانے کے لئے مقرر فرماکر ان لوگوں کے گھروں میں جاؤں جو غیر حاضر ہیں ان کے گھروں کو جلانے کا حکم دوں دوسری روایت ہے کہ ان کے گھروں کو لکڑیوں کے گٹھوں کے ساتھ جلانے کا حکم دوں اگر ان کو معلوم ہو کہ نماز میں شامل ہونے موٹی ہڈی کا گوشت یا جانور کے پائے ملیں گے تو ضرور آتے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰی سے منتلق ایک مرفوع روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جس نے باجماعت نماز عشاء ادا کی اس نے آدھی رات تک قیام کیا اور جس نے نماز فجر باجماعت ادا کی اس نے ساری رات قیام کا اجر حاصل کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ جس نے باجماعت۔ باجماعت ادا کی اس نے اپنے سینے کو عبادت سے بھر لیا۔

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے کہ ادھر مؤذن نے اذان دی میں سب سے پہلے مسجد میں آگیا یہ میرا معمول بیس سال سے ہے۔

محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے دنیا میں تین چیزیں پسند ہیں۔

- ایسا بھائی اگر میں ٹیڑھا چلوں تو وہ مجھے سیدھا کر دے۔
- اس قدر رزق عطا کیا جائے جس کی باز پرس نہ ہو۔
- ایسی نماز جس کی غلطیاں معاف کر دی جائیں اور اس کا ثواب عطا کیا جائے۔

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالٰی نے ایک مرتبہ چند دنوں کی نماز میں

امامت فرمائی جب نماز سے فارغ ہوئے تو شیطان کے متعلق فرمایا کہ وہ مجھے بہکا رہا تھا مجھے دوسروں سے اپنی برتری کا احساس ہوا لہذا اب کبھی امامت نہیں کروں گا۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس آدمی کے پیچھے نماز نہ پڑھو جو علماء کی صحبت میں کبھی حاضر نہیں رہا۔

امام نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص بغیر علم کے امامت کرتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو سمندر کی پیمائش کرے لیکن کمی بیشی کو نہ جانے۔

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے میری نماز باجماعت رہ گئی تو صرف تجھ سے اس کی تعزیت حضرت ابو اسحاق بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کی اگر میرا بیٹا فوت ہو جاتا تو دس ہزار آدمی تعزیت کو آتے کیونکہ لوگ دین کے نقصان کو دنیا کے نقصان سے ہلکا تصور کرتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ کا قول ہے جس نے اذان سنی تو اس کا جواب نہ دیا اس نے بھلائی کا ارادہ نہیں کیا اس کے بھلائی نصیب نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جو اذان سن کر اس کا جواب نہ دے تو اس کے کانوں کو سیسہ سے بھر دیا جائے۔

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں گئے تو انہیں کہا گیا کہ نماز ہو چکی ہے لوگ جا چکے ہیں آپ نے سن کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہا نماز باجماعت مجھے عراق کی حکومت سے افضل ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس نے چالیس دن باجماعت نماز ادا کی اور اس کی تکبیر تحریمہ فوت نہیں ہوئی تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے لئے براءت لکھ دیتا ہے ایک نفاق اور دوسری جہنم سے۔

کہا گیا ہے قیامت کو قبروں سے ایسے لوگ اٹھیں گے جن کے چہروں پر یہ تابانی ہوگی فرشتے ان سے سوال کریں گے تمہارے کون سے اعمال ہیں وہ کہیں گے

اذان سنتے ہی فوراً وضو کر لیا اور کسی کام میں لگے ہوئے تو اسے نماز کے لئے چھوڑ دیا۔

یہ تھے جن کے ستاروں کی طرح چہرے ہوں گے۔ ایک گروہ کے چہرے چاند کی طرح دمکتے ہوں گے وہ سوال پر جواب دیں گے کہ ہم وقت مقررہ سے پہلے وضو کر کے نماز کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔ پھر تیسرا گروہ ہوگا جن کے چہرے مانند آسمان کے ہوں گے ان سے سوال ہوگا تو کہیں گے وقت مقررہ سے قبل مسجد میں پہنچ کر نماز کا انتظار کرتے تھے۔

ایک روایت ہے۔ سلف الصالحین میں سے کسی کی اگر تکبیر اولیٰ فوت ہو جاتی تو انہیں تین دن صدمہ رہتا جس کے لئے تعزیت کرتے۔

۸۳

فضیلت تہجد

اس کی فضیلت کے متعلق قرآن حکیم میں متعدد آیات ہیں فرمان الٰہی ہے۔

إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِن ثُلُثَيِ اللَّيْلِ۔

بلاشک تیرا رب جانتا ہے تو دو تہائی رات کے قریب کھڑا ہوتا ہے۔

مزید فرمان ہے:

إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْئًا وَأَقْوَمُ قِيلًا۔

نفس کو کچلنے کے لئے رات کا اٹھنا بلاشک بہت سخت اور درست کام ہے۔

ایک آیت ہے:

تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ

ان کی کروٹیں بچھونوں سے الگ رہتی ہیں۔

ایک اور آیت ہے۔

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ

وہ جو رات بھر عبادت کرتا ہے

مزید فرمایا گیا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا۔

جو اپنے رب کے سامنے سجدہ اور قیام کرتے رات گزارتے ہیں۔

مزید فرمان الٰہی ہے:

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ

(اللہ تعالیٰ سے) صبر اور نماز سے مدد مانگو۔

ایک قول ہے کہ اس سے قیام شب مراد ہے اور صبر کے ساتھ مجاہدہ نفس میں مدد حاصل کی جاتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوتے وقت گدی میں شیطان تین گرہیں لگا دیتا ہے۔ یہ گرہ لگاتے وقت کہتا ہے رات لمبی ہے سوتا رہ۔ جب ذکر الٰہی کیلئے بیدار ہوجاتا ہے تو ایک گرہ کھلتی ہے جب وضو کرتا ہے تو دوسری کھل جاتی ہے اور نماز کی ادائیگی پہ تیسری گرہ کھل کے رہ جاتی ہے اور انسان خوش وخرم صبح کرتا ہے وہ ہلکا پھلکا ہوتا ہے۔ جو نہیں جاگتا نہ نماز ادا کرتا ہے وہ سست اور بدمزاج حالت میں بیدار ہوتا ہے۔

آپؐ کی خدمت میں ایک شخص کے بارے میں عرض کیا گیا وہ رات کو سوتا ہے اور دن نکلے بیدار ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا ایسے آدمی کے کان میں شیطان پیشاب کر دیتا ہے۔

حدیث میں ہے کہ شیطان کے پاس ناک کی نسوار، چاٹنے اور چھڑکنے کی دوا ہے۔ جب وہ کسی انسان کی ناک میں نسوار ڈالتا ہے تو وہ بد خلق ہو جاتا ہے اور

جب چاٹتے کی دوا دے تو وہ بدزبان ہو جاتا ہے اور جب کسی انسان پر دوائی چھڑکتا ہے تو وہ صبح تک سویا رہتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ رات کے وقت دو رکعت نماز تہجد ادا کرے یہ اس کے لئے دنیا کے مال متاع سے بہتر ہے اگر میری امت پر یہ مشکل نہ ہوتی تو میں اسے فرض کر دیتا۔ صحیح بخاری میں حضرت جابر

صحیح بخاری میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات میں ایک ایسی گھڑی ہے اس میں مسلمان اللہ تعالیٰ سے جو بھلائی مانگے وہ اللہ عطا کر دیتا ہے۔

ایک روایت ہے اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی کچھ بھلائی مانگے یہ ساری رات رہتی ہے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک بیداری کی بدولت سوج جاتے آپ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو اللہ تعالیٰ نے ماضی اور مستقبل میں ہر خطا سے محفوظ نہیں فرمایا گیا۔ آپ نے سن کر فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گزار نہ بنوں؟

(آپ مزید انعامات حق کے متوالے تھے)

فرمان الٰہی ہے:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ ۔

اگر تم شکر کرو تو میں البتہ تمہیں زیادہ دوں گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے فرمایا کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ تم پر زندگی، موت، قبر اور حشر میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہو رات کا کچھ حصہ باقی ہو تو اٹھ کر اللہ کی رضا کے لئے اپنے گھر کے کونوں میں نماز پڑھا کرو اور تمہارا گھر آسمان سے ایسا چمکدار نظر آئے گا جیسے اہل زمین کو ستارے چمکدار نظر آتے ہیں۔

فرمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ تمہارے لئے لازم ہے شب بیداری کر دیہ

تم سے پہلی امتوں کے نیک بندوں کا طریقہ ہے۔ بیشک رات کا قیام اللہ تعالیٰ کے قرب کا باعث اور گناہوں کا کفارہ ہے۔ نیز جسمانی بیماریوں کو دور کرنے اور گناہوں سے روکنے والا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب بیداری کرنے والے کو اگر نیند آ جائے تو اس کے نامہ اعمال میں رات بھر کی عبادت لکھ دی جاتی ہے اور نیند کو بخش دیا جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ سے فرمایا کہ کیا تم سفر کا ارادہ کرو تو اس کے لئے رخت سفر باندھتے ہو کہ نہیں؟ عرض کیا! ہاں۔ تو قیامت کے سفر کے لئے کیا زادراہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں وہ نہ بتلاؤں جو تجھے قیامت کے دن نفع پہنچائے۔ عرض کیا آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں فرمایئے۔ قیامت کے دن کے لئے سخت گرمی میں روزے رکھو اور قبر کی تاریکی دور کرنے کے لئے تہجد کے نفل پڑھو اور قیامت کے عذاب سے بچنے کے لئے حج کرو ہر مسکین پر صدقہ کرو کلمہ حق کہو اور برائی سے بچ کر رہو۔

روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص کا طریقہ تھا جب دوسرے سو جاتے تو وہ نوافل اور تلاوت میں مشغول ہو جاتا بعد ازاں دعا مانگتا یا اللہ مجھے نار جہنم سے بچا۔ یہ اس کا معمول تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معاملہ عرض کیا گیا آپ نے فرمایا جب وہ ایسا کرنے لگے تو مجھے بلا لینا آپ اس پر تشریف فرما ہوئے دعا سنی تو صبح اسے فرمایا۔ اے فلاں ابن فلاں تو نے اللہ سے جنت کیوں نہ مانگ لی۔ اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا وہ مقام کہاں اور میرے اعمال اس قابل کہاں اس پر جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا آپ اس کو بتا دیجئے کہ اللہ نے اسے دوزخ سے پناہ دے کر جنت عطا کر دی۔

روایت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ ابن عمر کیا خوب آدمی ہے۔ کاش یہ رات کو عبادت کیا کرے۔ اس پر آپ نے اسے بتلایا تو پھر آپ ہمیشہ کے لئے شب بیدار بن گئے۔

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم قیام اللیل فرمایا کرتے تھے رات کو نماز پڑھنے کے بعد فرماتے دیکھو نافع سحر تو نہیں ہو گئی ہیں عرض کرتا نہیں آپ پھر نماز پڑھنے لگ جاتے کچھ وقت بعد آپ دریافت فرماتے اے نافع کہیں سحر تو بہتر ہو گئی؟

سحر ہونے پر عرض کرتا تو آپ استغفار کرتے حتیٰ کہ فجر ہو جاتی۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ایک رات حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام نے جو کی روٹی خوب سیر ہو کر اور رات کے وظائف کو پڑھے بغیر سو گئے اور صبح کو آنکھ کھلی تو اس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں فرمایا اے یحییٰ! کیا تو نے میرے گھر سے عمدہ گھر اور پڑوس سے عمدہ پڑوس تلاش کر لیا ہے مجھے اپنے جلال اور عزت کی قسم اگر تو جنت پر نگاہ ڈال لے تو شوق طلب سے تیری چربی پگھل جائے اور روح پرواز کر جائے اگر تو جہنم کو دیکھ لے تو تیری چربی پگھل جائے اور آنکھوں سے پیپ بہے۔

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ فلاں شخص نماز بھی پڑھتا ہے اور چوری بھی کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا نماز اس کا یہ فعل چھڑا دے گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحمت فرمائے جو رات کو اٹھے اور نماز ادا کرے پھر بیوی کو جگائے اگر وہ انکار کرے تو اس کے منہ پر پانی چھڑک دے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس عورت پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھے نماز پڑھے اگر خاوند نماز پڑھنے میں تساہل یا سستی اختیار کرے تو اس کے منہ پر پانی چھڑک دے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیدار ہوا اس نے بیوی کو جگایا تو دونوں نے دو نفل ادا کیے تو اللہ تعالیٰ انہیں کثیر ذکر کرنے والے مرد عورتوں میں لکھ دے گا۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رات کی فرض نماز (عشا) کے بعد قیام شب یعنی تہجد افضل ترین عبادت ہے۔

مراد رسول امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے حضور

رحمت دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنے وظائف کو رات میں کسی سبب ادا کرنے سے قاصر رہا اگر انہیں نماز فجر اور ظہر کے درمیان پڑھ لے تو اس کے لئے ایسا لکھا جائے گا جیسے اس نے رات ہی کو پڑھا۔

کہتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ اشعار اکثر پڑھا کرتے تھے۔

اَغْتَنِمْ فِی الفَرَاغِ فَضْلَ رُکُوْعٍ فَعَسٰی اَنْ یَکُوْنَ مَوْتُکَ بَغْتَۃً۔

فراغت کے اوقات میں رکوع اور سجود کو غنیمت جانو۔ شاید تیری موت اچانک ہو جائے۔

کَمْ صَحِیْحٍ رَاَیْتَ مِنْ غَیْرِ سَقَمٍ خَرَجَتْ نَفْسُہُ الصَّحِیْحَۃُ فَلْتَۃً

میں نے کتنے ایسے دیکھے جنہیں کوئی بیماری نہ تھی لیکن اچانک ان کی جان نکل گئی

---

(۸۴)

علماء سوء کی سزا

علمائے دنیا سے مراد وہ علماء سوء ہیں جو علم کی بدولت، دنیا بناتے ہیں اور ان کا مطمع نظر دنیاوی نعمتوں کا حصول ہے وہ اہل جاہ کے ہاں قدر و منزلت کے خواہاں ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عالم تب ہی عالم ہوگا جب وہ علم پر عمل کرے گا۔ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم دو ہیں ایک زبانی علم۔ جو لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہے دوسرا قلبی علم جو مخلوق خدا کو فائدہ پہنچانے والا ہے۔ آپ نے فرمایا آخری زمانہ میں بعض جاہل عبادت گزار ہوں گے اور بعض فاسق علماء ہوں گے۔

فرمان ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہے ـــــ جو دوسرے علماء پر اپنی برتری جتلانے بیوقوفوں پر علم کے ذریعے جنگ و جدال کرنے اور لوگوں کو علم سے اپنی طرف، راغب کرنے کے لئے علم حاصل نہ کرو جو بھی ایسا کرے گا جہنم جائے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی دینی مسئلہ یا دینی علم چھپائے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے آگ کی لگام دے گا۔ نیز فرمایا میں دجال سے زیادہ اور لوگوں پر تمہارے لئے ڈرتا ہوں عرض کیا وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا گمراہ کن امام (یا سردار)

مزید فرمان ہے جس نے علم پڑھا مگر ہدایت نہ ہوئی وہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ دور ہوا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام حیران و پریشان لوگوں کے گروہ سے تعلق رکھنے والے اندھیری رات کے مسافروں کے لئے علم و حکمت کے راستے کیسے صاف کریں گے۔

ان روایات سے عیاں ہے علم حاصل کر کے ذمہ داری پوری نہ کرنا کس قدر خطرناک ہے عالم یا تو دائمی ہلاکت یا دائمی سعادت حاصل کرتا ہے اگر علم حاصل کرنے کے باوجود سعادت حاصل کرنے سے محروم رہا۔

مراد رسول عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں امت کے منافق عالم سے خائف ہوں آپ سے سوال کیا گیا منافق عالم کیسا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا جس کی زبان عالم ہو مگر دل اور عمل جاہل ہوں۔

جناب حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ان جیسا نہ ہو جانا جو علم اکٹھا کرے حکماء کی دانائی کی باتیں جمع کرے مگر دل اور عمل دونوں کا جاہل ہو۔

ایک آدمی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے کہا میرا ارادہ علم حاصل کرنے کا ہے ڈر ہے کہ اسے برباد نہ کر دوں؟ فرمایا علم کا چھوڑ دینا بھی اسے برباد ہی کرنا ہے

حضرت ابراہیم بن جبینہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا لوگوں میں بھی شرمندگی کون پائے گا دنیا میں ایسے شخص سے بھلائی کرنے والا جو کفران نعمت کا عادی ہو اور موت کے وقت گنہگار عالم۔

جناب خلیل بن احمد کا ارشاد ہے مرد چار قسم کے ہیں ایک مرد وہ ہے جو یہ جانتا

ہے اسے جو علم ہے وہ یعنی اللہ جانتا ہے۔ یہ عالم ہے لہٰذا اس کی اتباع کرو۔ وہ علم رکھتا ہے اسے معلوم نہیں کہ وہ علم رکھتا ہے۔ وہ سویا ہوا ہے اسے جگا دو۔ وہ مرد جو نہیں جانتا اسے علم ہے کہ وہ نہیں جانتا لہذا یہ ہدایت کا طالب ہے اسے ہدایت اور علم دو۔ وہ مرد جو نہیں جانتا اور یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ نہیں جانتا یہ جاہل ہے لہٰذا اسے دور بھگا دو۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے۔ علم آواز دیتا ہے عمل کرو۔ اگر ایسا کرو تو ٹھیک ورنہ وہاں سے رخصت ہو جاتا ہے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب تک انسان طالب علم رہتا ہے وہ عالم ہوتا ہے جب اسے عالم ہونے کا گمان ہو جاتا ہے تو جاہل بن جاتا ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے مجھے تین شخصوں پر رحم آتا ہے۔

قوم کا سردار جو ذلیل ہو جائے۔

قوم کا غنی جو محتاج ہو جائے۔

وہ عالم جسے دنیاداری سے فرصت نہ ہو۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے۔ علماء کا عذاب دل کی موت۔ دل کی موت آخرت کی بجائے دنیا کی طلب۔

کسی شاعر نے کہا:

عَجِبْتُ لِمُبْتَاعِ الضَّلَالَةَ بِالْهُدٰى
وَمَنْ يَّشْتَرِيْ دُنْيَا بِالدِّيْنِ اَعْجَبُ

مجھے ہدایت کے بدلے گمراہی خریدنے والے پر تعجب ہے۔ اور جو دین کے بدلے دنیا خریدتا ہے اس پر اور زیادہ تعجب ہے۔

وَاَعْجَبُ مِنْ هٰذَيْنِ مَنْ بَاعَ دِيْنَهٗ بِدُنْيَا سِوَاهُ فَهُوَ مِنْ دِيْنِ اَعْجَبُ۔

اور ان سے زیادہ حیران کن بات یہ ہے کہ انسان غلط دین کے بدلے اپنا

صحیح دین بیچتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بڑے عالم کو اس قدر شدت سے جہنم میں عذاب دیا جائے گا۔ جس کی بدولت وہ جہنمیوں میں گھومتا پھرے گا۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا قیامت کو ایک عالم کو لایا جائے گا اور اسے جہنم میں ڈالا جائے گا اس کی انتڑیاں باہر نکل آئیں گی پھر وہ ایسے گھومے گا جیسے گدھا چکی کے گرد گھومتا ہے۔ دوزخی اس کے گرد چکر لگا کر پوچھے گا تجھے کیا ہوا؟ وہ کہے گا نیکی کا حکم کرتا تھا لیکن خود اس پر عمل نہ کرتا تھا۔ برائی سے روکتا تھا۔ مگر خود نہ رکتا تھا۔ جان بوجھ کر نافرمانی کی بدولت آج جہنم میں ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔

منافقین بے شک جہنم کے نچلے طبقہ میں ہوں گے۔

کیونکہ یہود نے علم کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کیا اور نصاریٰ نے تین میں سے تیسرا یعنی تین خداؤں کا کافرانہ نظریہ پیش کیا اور اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنا دیا انہوں نے پہچاننے کے باوجود ایسا کیا۔ کلام الٰہی ہے۔

يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ۔

وہ (یہود) آپ کو پہچانتے ہیں جیسے کہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ مزید فرمایا۔

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ۔

پس جب ان کے پاس وہ کچھ آیا جسے وہ پہچانتے تھے تو انہوں نے اس سے کفر کیا پس کافروں پر اللہ کی لعنت ہے۔

اور بلعم باعور کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا

فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ٥

اور ان لوگوں پر اس شخص کا قصہ بیان کر جسے ہم نے اپنی نشانیاں دیں پس وہ ان میں سے نکل گیا اور شیطان نے اسے پیچھے لگایا پس وہ گمراہوں میں سے ہو گیا۔

علاوہ ازیں ارشاد ربانی ہے۔

مَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ۔

پس اس کی مثال کُتے جیسی ہے اگر تو اس پر بوجھ ڈال دے تو وہ زبان نکالے گا۔ لٹکائے گا اگر تو اسے چھوڑ دے تب بھی زبان نکالے گا یعنی زبان لٹکائے گا۔

یہی کیفیت فاسق وفاجر عالم کی ہے کیونکہ بلعام کو کتاب اللہ کا علم عطا فرمایا مگر شہوات میں ڈوب گیا اس لئے اس کو کتے سے تشبیہ دی گئی چاہیئے اسے علم وحکمت دیا جائے یا نہ وہ ہر حالت میں شہوت کی زبان لٹکائے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا برے عالم کی مثال اس چٹان کی ہے جو نہر کے منہ پر گر پڑے نہ خود سیراب ہو اور نہ پانی کو راستہ دے کہ کھیتوں کو سیراب ہونے دے۔

---

(۸۵)

فضیلت حسن اخلاق

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔

بے شک آپ صاحب خلق عظیم ہیں۔

صدیقہ کائنات ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق قرآن تھا ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حسن اخلاق کے متعلق سوال کیا تو آپ نے یہ آیت پڑھی۔

خُذِ الْعَفْوَ وَ اْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ۔

درگزر اختیار کرو۔ نیکی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسن خلق یہ ہے کہ قطع تعلق کرنے والوں سے صلہ رحمی کرو۔ جو تمہیں محروم کرے اسے عطا کرو اور تم پر ظلم کرے تم اسے معاف کر دو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھے اس لئے مبعوث فرمایا گیا ہے کہ میں خلق کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دوں۔ مزید فرمایا۔ قیامت کے دن میزان اعمال میں سب سے وزنی چیز خوف الٰہی اور حسن خلق ہو گا۔

حضور فخر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک شخص حاضر ہوا۔ اور اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین کیا ہے؟ حسن خلق۔ پھر دائیں سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا حسن خلق پھر وہ بائیں طرف آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین کیا ہے۔ آپ نے پھر فرمایا حسن خلق پھر اس نے سامنے آکر اپنا سوال دہرایا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین کیا ہے آپ اس کی طرف توجہ ہوتے اور کہا گیا تو نہیں سمجھتا کہ دین کیا ہے۔ دین یہ ہے کہ تو غصہ نہ کرے۔

آپؐ کی خدمت اقدس میں سوال کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بدبختی کیا ہے آپؐ نے فرمایا بد خلقی۔

ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی مجھے وصیت فرمایئے آپؐ نے فرمایا تم جہاں بھی ہو اللہ سے ڈرتے رہو اس نے عرض کیا مزید فرمایئے۔ فرمایا گیا۔ ہر برائی کے بعد نیکی کر وہ برائی کو مٹا دیں گی۔ اس نے پھر عرض کی مزید فرمایئے۔ آپ نے فرمایا۔ لوگوں سے حسن سلوک سے پیش آؤ اور خلق سے کلام کرو۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کون سا عمل افضل ہے۔ آپ نے فرمایا حسن خلق۔

آپ نے مزید فرمایا :
اللہ تعالیٰ جس بندے کی صورت اور اخلاق کو اچھا بنایا اسے آگ پتھر نہیں چھوئے گی وہ جہنم سے محفوظ ہوگا۔

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے آپ کی خدمت میں شکایت کی گئی کہ فلاں عورت رات کو عبادت کرتی ہے دن کو روزہ رکھتی ہے لیکن وہ بد خلق ہے اپنی باتوں سے ہمسایوں کو تکلیف پہنچاتی ہے آپ نے فرمایا۔ اس میں بھلائی نہیں ہے وہ جہنمیوں میں سے ہے۔

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا میزان میں سب سے پہلے حسن اخلاق اور سخاوت رکھی جائے گی جب اللہ تعالیٰ نے ایمان کو پیدا کیا تو اس نے عرض کی یا اللہ! مجھے قوی فرما تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے حسن اخلاق اور سخاوت سے تقویت عطا کی جب اللہ نے کفر کو بنایا تو اس نے بھی طاقت کا مطالبہ کیا تو اسے بخل اور بد خلقی سے قوت عطا کی گئی۔

ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اللہ تعالیٰ نے اس دین (اسلام) کو اپنے لئے پسند فرمالیا ہے تمہارا یہ دین سخاوت اور حسن خلق کے بغیر صحیح نہیں رہتا۔ خبردار! اپنے اعمال کو ان دونوں سے آراستہ کرو۔

آپ کا فرمان ہے حسن خلق اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین مخلوق ہے۔ ان خلق عظیم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کس مسلمان کا ایمان افضل ہے۔ آپ نے فرمایا جس کا خلق سب سے بہتر ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ بلاشبہ تم لوگوں کی مال ودولت سے امداد نہیں کر سکتے لہٰذا ان کی امداد خندہ پیشانی اور حسن خلق سے کیا کرو۔

آپ نے مزید فرمایا۔ بد خلقی اعمال کو اس طرح ضائع کر دیتی ہے جیسے سرکہ شہد کو تباہ کر دیتا ہے۔

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا تم

ایسے آدمی ہو جس کی صورت اللہ تعالیٰ نے بہترین بنائی لہٰذا تم اپنا اخلاق بھی بہتر بناؤ۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ خوبصورت اور بہترین خلق والے تھے۔

حضرت ابوسعید البدری رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعاؤں کیا کرتے یااللہ جیسے تو نے مجھے بہترین تخلیق فرمایا ویسے ہی میرے خلق کو بہترین بنا۔

حضرت عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الصِّحَّۃَ وَالْعَافِیَۃَ وَحُسْنَ الْخُلُقِ۔

یااللہ میں تجھ سے صحت عافیت اور حسن اخلاق مانگتا ہوں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کی شرافت اس کا دین ہے۔ اس کی نیکی ہی حسن خلق ہے اور اس کی مروت اس کی عقل ہے۔

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ میں نے عربوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے دیکھا۔ پوچھا کون سی نیکی انسان کو عطا شدہ نیکیوں میں اعلیٰ ہے۔ آپ نے فرمایا حسن اخلاق۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ روز حشر مجھے سب سے زیادہ محبوب اور مجھ سے بہت قریب وہ لوگ ہوں گے جو تم میں بہترین اخلاق کے حامل ہوں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان تین چیزوں میں سے جس میں ایک بھی نہ ہو۔ تو اس کے عمل کو کوئی وقعت نہ دوں گا۔

تقویٰ جو اسے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے روکے۔

حلم و بردباری جو اسے جہالت سے روک رکھتی ہے۔

حسن اخلاق جس کی بدولت لوگوں میں گزر اوقات کرے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم شروع شروع میں اکثر یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔

یا اللہ! مجھے بہترین خلق کی ہدایت فرما۔ ماسوا تیرے وہ کون ہے جو حسن خلق کی مجھے ہدایت دے مجھے بد خلقی سے نجات۔ بد خلقی سے بچانے والا ماسوا تیرے کون ہو سکتا ہے۔

آپؐ سے سوال کیا گیا انسان کا جمال کس بات میں ہے؟ آپ نے فرمایا کلام میں تری کشادہ روی اور خندہ پیشانی کا اظہار کرنے ہیں۔ جو شخص لوگوں کو بھلے انداز میں ملے اعلیٰ اخلاق کے ساتھ پیش آئے یہ وہ آدمی ہے جس کے سامنے اجنبی نرم روی اختیار کرتے ہیں اور لوگ اس کی تعریف فرماتے ہیں۔

ایک شاعر نے کہا:۔

إِذَا حَوَيْتَ خِصَالَ الْخَيْرِ أَجْمَعَهَا
فَضْلًا وَعَامَلْتَ كُلَّ النَّاسِ بِالْحُسْنِ

جب تو نے فضیلت کی تمام عادات کو جمع کر لیا اور سب لوگوں سے اچھا برتاؤ کیا۔

لَمْ تَعْرِ مِنَ الْخَيْرِ مِنْ ذِي الْعَرْشِ تَعْرَةً
وَالشُّكْرُ مِنْ خَلْقِهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَنِ

تم نے جو بھلائی جمع کی ہے اس سے عرش والے سے محروم نہیں رہے گا۔ اور ظاہر اور باطن میں مخلوق کے شکر سے بھی محروم نہ ہو گا۔

(۸۶)

ہنسنا اور رونا

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ۝ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ۝ وَاَنْتُمْ سَامِدُوْنَ ۝

کیا اس (قرآن) کی بات سے تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے ہو نہیں اور تم غفلت میں ہو۔

ایک روایت ہے کہ اس آیت کے بعد حضور شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنستے نہیں دیکھا یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔

حضرت ابن فاروق رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے باہر تشریف فرما ہوئے آپ نے ایسے لوگوں کو دیکھا جو ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے آپ یہ دیکھ کر ٹھہر گئے اور ان کو سلام کرنے کے بعد فرمایا لذتوں کو مٹانے والی (موت) کو کثرت سے یاد کر لیا کرو۔ پھر آپ تشریف فرما ہوئے تو لوگ ہنس رہے اس پر آپ نے فرمایا واللہ اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام سے رخصت ہو کر چلنے لگے انہوں نے کہا مجھے نصیحت فرمائیے حضرت خضر علیہ السلام نے کہا اے موسیٰ! خود کو جھگڑوں سے بچائیے بلا ضرورت قدم نہ اٹھائیے۔ بلا تعجب ہنسی نہ کیجئے گناہگاروں کو ان کے سبب شرمندہ نہ کرنا اور اللہ کے حضور روئیے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کثرت سے ہنسنا دل کی موت ہے۔ آپ کا مزید

ارشاد ہے : جو جوانی میں ہنستا ہے بڑھاپے میں روتا ہے جو مال پر ہنستا ہے فاقہ مستی میں روتا ہے اور زندگی میں ہنستا ہے وہ موت کے وقت روتا ہے

مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن پڑھو اور روؤ اگر رونا نہ آئے تو رونی صورت ہی بنالو۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ اس آیت کی تشریح فرماتے ہیں۔

فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَّلْيَبْكُوا كَثِيرًا جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝

پس چاہیئے تھوڑا ہنسو ورنہ آخرت میں رونا زیادہ پڑے گا یہ تمہارے اعمال کی جزاء ہوگی۔ مزید فرمایا مجھے اس ہنسنے والے پر تعجب آتا ہے۔ جس کے پیچھے جہنم ہے اور اس مسرور پر جس کے پیچھے موت ہے۔ آپ ایک ایسے نوجوان کے قریب سے گزرے جو ہنس رہا تھا آپ نے فرمایا بیٹا کیا تونے پلصراط کو عبور کر لیا ہے اس نے جواب دیا نہیں پھر آپ نے فرمایا کیا تونے جنت حاصل کر لی ہے۔ اس جوان نے خاموشی اختیار کرلی۔ آپ نے فرمایا پھر ہنسی کیسی ؟ اس کے بعد اس جوان کو ہنستے نہ دیکھا گیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے جو ہنستے ہوئے گناہ کرتا ہے وہ روتے ہوئے جہنم میں جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے رونے والوں کی تعریف فرمائی ہے۔

وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ

اور وہ روتے ہوئے ٹھوڑیوں کے بل گر پڑے۔

ایک اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً إِلَّآ أَحْصٰهَا ۚ

کیا ہے اس کتاب کو کہ نہیں چھوڑتی چھوٹی اور نہ بڑی بات مگر اسکو گن لیا ہے

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس امت کی وضاحت میں فرمایا کہ صغیرہ سے مراد تبسم ہے اور کبیرہ سے مراد قہقہہ لگانا ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین کے سوا ہر آنکھ قیامت کو روئے گی وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روئی وہ جس آنکھ نے حرام کو نہ دیکھا وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں بیدار رہی۔ تین چیزیں دل کو سخت کر دیتی ہیں بغیر تعجب کے ہنسنا بھوک کے بغیر کھانا اور بغیر ضرورت باتیں کرنا۔

ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو جو لباس میسر آیا آپ زیب تن فرما لیتے مثلاً تہ بند، چادر، قمیض یا جبہ آپ سبز لباس کو بہت پسند فرماتے تھے اکثر آپ سفید لباس پہنا کرتے اور فرماتے ہیں لباس اپنے زندوں کو پہناؤ اور سفید لباس ہی مردوں کو کفن دو۔ آپ کے پاس سندس کی قبا تھی اسے پہنتے تو وہ آپ کے جسم پر آکر بہت ہی حسین دکھائی دیتی اس کا سبز رنگ آپ کے سفید رنگ پر بہت ہی بھلا دکھائی دیتا تھا۔ آپ کا لباس ٹخنوں سے اوپر نصف پنڈلی تک ہوتا۔ آپ کے پاس سیاہ کمبل تھا جو آپ نے کسی کو بخش دیا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں سیاہ کملی کا کیا ہوا آپ نے فرمایا وہ میں نے کسی کو پہنا دی۔ میں نے عرض کیا آپ کے جسم سفید پر اس کالے کمبل سے زیادہ حسین چیز نہیں دیکھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب لباس زیب تن فرماتے تو دائیں سے پہنتے اور یہ دعا فرماتے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَآ اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَ اَتَجَمَّلُ بِهٖ فِی النَّاسِ۔

سب حمد اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے مجھے لباس دیا جس سے میں اپنا جسم ڈھانپتا ہوں اور لوگوں میں زینت کے ساتھ جاتا ہوں۔ آپ ہمیشہ اپنا لباس بائیں طرف سے اتارتے جب نیا لباس پہنتے تو پرانا کسی مسکین کو عطا فرما دیتے جو کسی

مسلمان کو اپنا پرانا لباس رضائے الٰہی کے لئے پہناتا ہے وہ اپنے اعمال سے زندگی اور موت دونوں میں اللہ تعالیٰ کی امان، پناہ اور رحمت میں ہوتا ہے آپ کا ایک جبہ مبارک تھا آرام فرمانے کے لئے اسے دو تہوں میں بچھا دیتے آپ چٹائی پر ہی ہمیشہ آرام فرما ہوئے چٹائی کے بغیر کوئی اور چیز آپ کے جسم اطہر کے نیچے نہیں ہوتی تھی۔

(۸۷)

قرآن، علم

ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے تلاوت کرنے کے بعد یہ سمجھا کسی کو اس سے عمدہ چیز دی گئی ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ کی عظمت کو معمولی سمجھا۔

حضور شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن مجید سے بڑھ کر اللہ کے نزدیک کوئی سفارش نہیں۔

فخر رسل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کی بہترین عبادت قرآن کی تلاوت اور موت کی یاد ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن پڑھے اور دوسروں کو پڑھائے۔

مزید فرمایا: لوہے کی طرح دل بھی زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ عرض کیا وہ کیسے جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا تلاوت قرآن اور موت کو یاد کرنے سے۔

جناب فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔

قرآن کا علم رکھنے والا اسلام کا پرچم تھامنے والا ہے۔ اسے مناسب نہیں کہ لہو و لعب میں مشغول لوگوں کے ساتھ مل کر ایسا ہو جائے۔ بھولنے والوں سے مل کر

بھول جائے بیہودہ لوگوں کے ساتھ مل کر بیہودہ ہو جائے یہ قرآن حکیم کی عظمت کے منافی ہے۔ مزید فرمایا اگر سورۂ حشر کی آخری آیات تلاوت کرتے یہی قرآن پڑھنے والا اسی دن مر جائے تو اسے شہداء میں لکھ دیا جائے گا اگر رات کو پڑھنے کے بعد مر جائے تو تب بھی شہداء میں شمار ہو گا یعنی اس پر شہیدوں کی مہر لگ جاتی ہے۔

علم اور علماء کی فضیلت:

کے سلسلہ میں متعدد احادیث ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس پر اللہ تعالیٰ رحمت کا دروازہ کھولتا ہے۔ اسے دین کی سمجھ دیتا ہے اور بھلائی اس کے ذہن میں القاء کرتا ہے۔

مزید فرمایا: علماء انبیاء کرام علیہ السلام کے علم کے وارث ہیں یہ امر مسلمہ ہے کہ انبیاء علیہ السلام سے بڑھ کر کسی کا درجہ نہیں اور اسی طرح ان کی وراثت سے بڑھ کر کوئی رتبہ اور فضیلت نہیں۔

نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے افضل وہ مسلمان عالم ہے جب اس کی طرف رجوع کیا جائے تو علم سے نفع پہنچائے اور جب اس سے بے نیازی اختیار کی جائے تو وہ خود بخود بے نیاز ہو کر اپنے آپ کے کام آئے۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبوت کے مرتبہ کے بعد اہل علم اور اہل جہاد کا مرتبہ ہے۔ اہل علم کا اس لئے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لوگوں تک پہنچاتے ہیں اہل سیف مجاہدین کا اس لئے کہ وہ آپ کے دین کی حفاظت بزورِ تلوار کرتے ہیں۔

حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ایک قبیلے کی موت عالم کی موت سے آسان ہے"

"قیامت کے دن علماء کی سیاہی شہداء کے خون کے برابر تولی جائے گی"

"عالم علم سے کبھی سیر نہیں ہوتا حتیٰ کہ جنت میں پہنچ جاتا ہے۔"
"میری امت کی ہلاکت کا باعث دو چیزیں ہیں علم کا چھوڑنا اور مال دنیا جمع کرنا۔"
"عالم بنو یا علم سیکھنے والا متعلم بنو۔ علمی گفتگو کرنے والا بنو یا علم سے محبت کرنے والا بنو۔ پانچواں یعنی علم سے بغض رکھنے والا نہ بن جانا ورنہ ہلاک ہو جائے گا۔"
"تکبر علم کے لئے بڑی مصیبت ہے۔"
حکماء کا قول ہے جو سرداری حاصل کرنے کے لئے علم حاصل کرتا ہے اس سے توفیق عبادت اور ریاست پر حکمرانی دونوں کے اوصاف سے تہی دست ہو جاتا ہے۔ فرمان الٰہی ہے۔

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ۔

البتہ ہم اپنی نشانیوں سے ایسے لوگوں کو پھیر دیں گے جو دنیا میں تکبر کرتے تھے۔
حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے جس نے علم قرآن سیکھا اس کی عظمت بڑھ گئی جس نے فقہ کو سیکھا اس کی قدر و منزلت میں اضافہ ہوا جس نے علم حدیث حاصل کیا اس کی دلیل قوی ہوئی جس نے حساب سیکھا اس کی رائے درست ہوئی جس نے دیگر علوم نادر باتیں سیکھیں اس کی طبیعت میں گداز پیدا ہوا جس نے اپنی عزت نہیں کی اسے علم نے کوئی فائدہ نہ دیا۔
حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جو شخص علماء کی مجلس میں کثرت سے شریک ہوتا ہے اس کی زبان کی رکاوٹ دور ہو جاتی ہے ذہن کی الجھنیں ختم ہو جاتی ہیں جو کچھ وہ حاصل کرتا ہے وہ اس کے لئے باعث مسرت ہوتا ہے اس کا علم اس کے لئے ایک ولایت ہے اور فائدہ مند ہوتا ہے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو رد کر دیتا ہے تو اس سے علم کو دور کر دیتا ہے۔

آپ کا مزید ارشاد ہے۔
جہالت سے فقر زیادہ سخت نہیں دوسرے الفاظ میں جہالت سے بڑھ کر کوئی فقر نہیں ہے۔

۸۸

فضیلت زکوٰۃ و صلوٰۃ

اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کو اسلام کا ایک اہم رکن قرار دے کر اس کا ذکر نماز کے ساتھ کیا ہے۔

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔

صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کی بنیاد ان پانچ چیزوں پر ہے اللہ کی توحید، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت، نماز قائم کرنا۔ فریضہ حج اور زکوٰۃ ادا کرنا۔
حکم الٰہی کے مطابق نماز اور زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کے لئے سخت گرفت ہے۔

فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلٰوتِھِمْ سَاھُوْنَ۔

اپنی نماز سے غافل نمازیوں کے لئے ہلاکت ہے۔

اس موضوع پر پہلے بحث ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَھَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْھُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ○

اور وہ لوگ جو سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ہیں تو انہیں دردناک عذاب کی بشارت سنا دو۔

اس آیت کریمہ میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے مراد زکوٰۃ ادا کرنا ہے۔

صدقہ دینے کے لئے ایسے فقراء کو تلاش کیا جائے جو پرہیز گار ہوں دنیا انکا مطمع نظر نہ ہو آخرت سے لو لگائے ہوئے ہوں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے مال میں کمی نہیں ہوتی بلکہ اضافہ ہوتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پرہیز گار کا کھانا کھا اور پرہیز گار کو کھانا کھلا اس لئے کہ پرہیز گاری کی بدولت متقی بننے میں اس کا شریک ہو جائے۔

ایک عالم کا دستور تھا کہ وہ صدقہ دیتے وقت صوفیاء فقراء کا خاص خیال رکھا کرتے تھے آپ سے کہا گیا آپ عام فقراء کو صدقہ دیا کریں اس پر انہوں نے فرمایا صوفی درویش وہ ہیں جو ہر وقت اور ہر معاملہ میں اللہ کی طرف دھیان کرتے ہیں اگر ان پر فاقہ آیا تو ان کی توجہ تقسیم ہو جائے گی اگر میں ان میں سے ایک کا بھی دھیان اللہ کی جانب کر دوں تو میرے نزدیک ہزار فقیر کو جو دنیا کا طالب ہے انہیں دینے سے بہتر ہے۔ کسی نے یہ بات حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو سنائی تو آپ نے پسند فرما کر کہا یہ شخص اولیاء اللہ میں سے ایک ہے۔ مدت ہوئی اس جیسی بہترین بات میں نے نہیں سنی تھی۔ کچھ مدت کے بعد آپ کے پاس اس شخص کا ذکر کیا گیا کہ وہ اب تنگ دست ہے اور دکان چھوڑنے کا ارادہ رکھتا ہے اس پر آپ نے مال بھیج کر کہلا بھیجا اسے مصرف میں لائیں اور دکان نہ چھوڑیں تم جیسے لوگوں کو تجارت نقصان نہیں دیتی یہ آدمی جس کا تذکرہ ہوا ہے وہ دکاندار تھا اور صوفیاء سے جو کچھ وہ خریدتے پیسے نہ لیتا تھا۔

حضرت ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا اہل علم کو خصوصی طور پر امداد کیا کرتے تھے ان سے عام صدقہ کرنے کے لئے کہا گیا آپ نے فرمایا میں مقام نبوت کے بعد علماء سے افضل کسی کو نہیں دیکھتا اگر ان میں کسی دن اپنے علمی مشاغل کو چھوڑ کر ضرورتوں کی طرف ہو جائے تو تعلیم و تربیت پر وہ پوری توجہ نہ دے سکیں گے لہٰذا ان کے علم کو عام کرنے کے لئے یہ ضروری ہے اپنے صدقات میں سے مصیبت زدہ لوگوں میں سے مفلوک الحال عزیز و اقارب کو ترجیح دینی چاہیئے کیونکہ یہ صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی

بھی ہے ۔ صلہ رحمی کا بے انتہا اجر ہے جس کے متعلق ذکر کیا جا چکا ہے یہ بھی ضروری ہے کہ صدقہ کرنے والا پوشیدہ طور پر صدقہ کرے تاکہ ریا کاری سے بچا رہے اور لینے والا بھی لوگوں میں رسوا نہ ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پوشیدہ صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصہ کو بجھا دیتا ہے آپ کی حدیث پاک میں ہے کہ سات آدمیوں کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ عرش کے سایہ میں جگہ دے گا جب اس کے سوا کوئی سایہ نہ ہو گا ان میں سے ایک وہ صدقہ دینے والا ہو گا کہ دائیں ہاتھ سے دیا اور بائیں کو خبر نہ ہونے دی۔

صدقہ کرنے میں اگر یہ فائدہ ہو کہ دوسرے بھی تقلید کریں تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ ظاہری صدقہ کر دیا بشرطیکہ ریاکاری سے بچا جائے اور احسان بھی نہ جتلائے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِکُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰی

اپنے صدقات کو احسان اور ریاکاری سے برباد نہ کرو۔

صدقہ دے کر احسان جتلانا ایک مصیبت ہے بہتر تو یہ ہے کہ صدقہ دیئے جانے کو پوشیدہ رکھا جائے اور بھول جائے جس پر احسان ہوا ہو اس پر لازم آتا ہے کہ وہ اس کا ذکر کرے اور اس کا شکریہ ادا کرے حدیث شریف میں ہے جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتے وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کرتے۔

ایک شاعر کا قول ہے۔

یَدُ الْمَعْرُوْفِ غُنْمٌ حَیْثُ کَانَتْ

تَحَمَّلَهَا کَفُوْرٌ اَوْ شَکُوْرٌ

نیکی اور صدقات کا ہاتھ جہاں بھی ہو غنیمت ہے اسے شکر گزار بندہ اور کفران نعمت کرنے والا بھی اٹھاتا ہے۔

فَفِیْ شُکْرِ الشَّکُوْرِ لَهَا جَزَاءٌ

وَ عِنْدَ اللّٰهِ مَا کَفَرَ الْکَفُوْرُ

شکر گزار کے شکر میں اس لئے بجزا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں کافر کے کفر کا بدلہ ہے

(۸۹)

حقوق والدین اور فرائض

یہ امر مسلمہ ہے جہاں عزیز و اقارب کے حقوق اور صلہ رحمی کی تاکید کی گئی ہے۔ وہاں نسبی اولاد کا بھی خصوصی ذکر کیا گیا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بیٹا والدین کا تب ہی بدلہ دے سکتا ہے اگر وہ غلام ہوں تو خرید کر انہیں آزاد کر دے۔

آپؐ کا مزید فرمان ہے۔ والدین سے نیکی نماز روزہ، صدقہ، حج، عمرہ اور جہاد فی سبیل اللہ سے افضل ہے۔

تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے اس حال میں صبح کی کہ اس کے والدین اس سے راضی ہوں اس کے لئے جنت کے دو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اگر والدین میں سے ایک زندہ ہو تو ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے جس نے رات کو والدین کو ناراض کرتے ہوئے صبح کی اس کے لئے جہنم کے دو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جو دن سے شام تک والدین کے لئے پریشانی کا باعث بنتا ہے اس کے لئے جہنم کے دو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اگر والدین میں سے ایک ہو تو ایک دروازہ کھلتا ہے۔ اگرچہ والدین زیادتی کریں اگرچہ زیادتی کریں اگرچہ زیادتی کریں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کی خوشبو پانچ سو میل کی مسافت سے آتی مگر والدین کا نافرمان اور قطع رحمی کرنے والا اس سے محروم رہے گا۔

فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اپنے ماں، باپ، بہن اور بھائی سے ہر طرح سے

احسان کرو بعد ازاں قریبی اس کا اس کا مستحق ہے۔

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا اے موسیٰ! جس نے اگرچہ والدین کی تو فرمانبرداری کی اور میری نافرمانی کی میں اسے نیک لوگوں میں لکھ دیتا مگر جو میرا فرمانبردار ہونے کے باوجود والدین کا نافرمان ہو میں اسے نافرمانوں میں لکھ دیتا ہوں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے صاحبزادے حضرت یوسف علیہ السلام کے یہاں تشریف فرما ہوئے تو وہ استقبال کے لئے کھڑے نہ ہوتے تو وحی الٰہی ہوئی تم اپنے والد کے لئے کھڑے ہوتے کو بہت بڑی بات خیال کرتے ہو، مجھے اپنے جاہ وجلال کی قسم! میں تمہارے صلب میں نبی پیدا نہیں کروں گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ایک آدمی صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے چاہیئے کہ وہ اپنے والدین کے لئے بھی حصہ مقرر کرے جب کہ وہ مسلمان ہوں تو اس کے والدین کے لئے اس کا ایک اجر ہوگا اور اس کے لئے دوام ہوں گے اور اس کے والدین کو برابر اجر ملے گا کم نہ ہوگا۔

حضرت مالک بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ بنی سلمہ کے ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ کوئی ایسی نیکی ہے جو والدین کی وفات کے بعد کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں ان کی دعائے مغفرت مانگو۔ ان کی بخشش طلب کرو۔ ان کے وعدے پورے کرو ان کے دوستوں کی عزت اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ والدین کے بعد ان کے دوستوں سے اچھا برتاؤ اور سلوک روا رکھے مزید فرمایا والدہ کا بچے سے نیکی کرنے پر دوگنا اجر ملتا ہے آپ کا ایک اور ارشاد ہے ماں کی دعا جلد قبول ہوتی ہے؟ عرض کیا۔ یا رسول اللہ وہ کیوں آپ نے فرمایا ماں باپ سے زیادہ مہربان ہوتی ہے اور رحم کی دعا کبھی ضائع نہیں ہوتی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے سوال کیا کہ میں کس سے نیکی کروں میرے والدین نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا اپنی اولاد سے نیکی کر کیونکہ جس طرح والدین کا تجھ پر فرض ہے اسی طرح اولاد کا بھی تجھ پر حق ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے اللہ تعالیٰ اس باپ پر رحم فرماتے جس نے اپنے بیٹے کو نیکی کی ترغیب دی اور برے سلوک اور برائی پر نہ آمادہ کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اولاد کو عطا کرنے میں برابر حصہ دو تیرا بچہ تیرے لئے ناز بو ہے سات سال تک اس کی خوشبو سونگھ پھر تیری تربیت سے وہ تیرا دشمن ہے یا شریک ہے۔

بچہ کا عقیقہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ساتویں دن لڑکے کا عقیقہ کیا جائے اس کا نام رکھا جائے اور اس کے بال اور اس سے تکلیف دور کی جائے (یعنی تکلیف سے مراد ختنہ) ہے کیونکہ پیشاب میں اگر ختنہ نہ ہو تو تکلیف ہوتی ہے لہٰذا ختنہ کروا کر تکلیف دور کی جائے از مترجم۔

چھ سال تک اسے ادب آداب سکھایا جائے جب وہ نو سال کا ہو جائے تو اس کا بچھونا علیحدہ ہو اسے نماز اور دین کے لئے کہا جائے تیرہ سال تک دین اور نماز کے لئے تشدد بھی روا ہے۔ جب وہ سولہ سال کا ہو جائے تو ماں باپ اس کی شادی کر دیں پھر اس کا ہاتھ پکڑے اور یہ کہے۔ میں نے تجھے ادب سکھایا اور تعلیم دی اور تیری شادی کر دی میں دنیا میں تیرے فتنہ اور آخرت میں تیرے عذاب سے اللہ تعالےٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باپ پر اولاد کا حق ہے کہ باپ اسے اچھا ادب سکھائے اور تعلیم سے آراستہ کرے اور اچھا نام رکھے۔ آپ کا ایک اور فرمان ہے کہ ہر لڑکا اور لڑکی عقیقہ سے گروی ہے ساتویں دن ان کے لئے کوئی جانور ذبح کیا

جائے اور اس کا سر منڈوایا جائے۔

جناب قتادہ رضی اللہ تعالیٰ کا قول ہے جب عقیقہ کا جانور ذبح کیا جائے تو اس جانور کی کچھ اون پکڑے اور جانور کو شہ رگ کے سامنے سے ذبح کرے اس اون کو بچے کے سر پر رکھے پھر بچے کا سر دھوئے اور اس کے بعد اس کے سر کو منڈوادے۔

ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ کے پاس اپنے بیٹے کی شکایت کی آپ نے فرمایا کیا تم نے اس کے لئے بد دعا کی ہے؟ اس نے کہا ہاں تو تو نے اسے برباد کر دیا۔ اولاد کے ساتھ ہمیشہ نرمی اور نیک سلوک کرنا چاہیئے۔

اقرع بن حابس رضی اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نواسہ سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ کو چومتے دیکھ کر کہا حضور میرے دس بیٹے ہیں مگر میں نے کسی کو کبھی بوسہ نہیں دیا آپ نے فرمایا جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

صدیقہ کائنات ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسامہؓ کا منہ دھو دو میں نے کراہت سے اس کا منہ دھونا شروع کیا آپ نے میرے ہاتھ پر ہاتھ مار کر اس کا منہ خود دھویا اور اسے چوما۔

سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ بچپن میں لڑکھڑاتے ہوئے مسجد میں آئے اور گر پڑے۔ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر سے اتر کر انہیں اٹھایا اور یہ آیت پڑھی۔

اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ

تمہارا مال اور تمہاری اولاد بے شک آزمائش ہیں۔

حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے کہ سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ بچپن میں آئے آپ سجدہ میں تھے اور گردن پر سوار ہو گئے۔ آپ نے سجدہ لمبا کر دیا۔ صحابہ رضہ نے سمجھا شاید کوئی بات ہو گئی ہے نماز پوری ہونے پر اصحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے بہت طویل سجدہ فرمایا آپ نے فرمایا میرے بیٹے نے مجھ پر سواری کر لی اس لئے میں نے

پسند نہ کیا کہ اسے ہٹاؤں تاکہ وہ اپنی خوشی پوری کرے اس میں متعدد خوبیاں ہیں۔ سجدہ میں بندہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا ہے۔ اس قربت میں مزید اضافہ ہوا۔ بچے سے نرم اور بھلائی کرنا اور امت کو تعلیم دینا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اولاد کی خوشبو جنت کی خوشبو ہے (بشرطیکہ اس کی تربیت اسلامی طور اور طرز پر درست ہو)

یزید بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ مجھے میرے باپ نے جناب احنف بن قیس کو بلانے کے لئے بھیجا جب وہ آگئے تو میرے والد نے کہا! اے ابوالبحر! اولاد کے بارے میں کیا خیال ہے۔ انہوں نے جواب دیا یا امیر المومنین یہ بچے ہمارے دلوں کا پھل اور پشت کے ستون ہیں ہم ان کے لئے نرم رہیں اور سایہ دار آسمان ہیں ہم ان کے سبب پر ہر بلند چیز تک پہنچتے ہیں وہ مانگتے ہیں اور ہم دیتے ہیں وہ غصہ میں ہوں تو ہم انہیں راضی کرتے ہیں پھر ان کی سرزمین تمہیں محبت دیتی ہے اور ان کی محبت تم پسند کرتے ہو ان پر شدید بوجھ نہ ہو کہ ان کی زندگی اجیرن ہو جائے اور وہ تیری موت پسند کریں اور تمہارے قرب کو نا پسند فرمائیں

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ نے یہ سن کر فرمایا اے احنف جب تم آئے ہو تو میں یزید پر ناراض تھا جب احنف چلے گئے تو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ یزید سے خوش ہو گئے اور اسے دو ہزار اور دو سوٹ کپڑے بھیجے یزید نے ان میں سے ایک ہزار درہم اور ایک سو کپڑے احنف کے ہاں بھیج دیئے یعنی نصف نصف تقسیم کر لیا۔

(٩٠)

حقوق ہمسایہ و مساکین

ہمسائے کے حقوق اسلامی اخوت سے بہت زیادہ مطالبہ کرتے ہیں۔ ایک مسلمان ہمسائے کا ایک مسلمان بھائی کا حق ہے بلکہ دوسرے مسلمانوں کی نسبت اس کے حق کی فوقیت ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمسائے تین ہیں ایک کا ایک حق ہے دوسرے کے دو حقوق اسی طرح تیسرے کے تین حقوق ہیں۔ جس کے تین حقوق ہیں وہ رشتہ دار مسلمان ہمسایہ ہے جس کے دو حقوق ہیں۔ اس کا ہمسائیگی کا مسلمان ہونے کا حق ہے جس کا ایک حق ہے وہ مشرک ہمسایہ ہے اس کا صرف حق ہمسائیگی ہے اہم نقطہ یہ ہے کہ اسلام نے مشرک ہونے کے باوجود اس کا حق ہمسائیگی کو قائم رکھا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ہمسایوں سے اچھا سلوک کرو گے تو تب مسلمان ہونے کے دعویدار ہو گے۔

حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت جبرائیل ہمیشہ مجھے ہمسائے کے بارے میں وصیت فرماتے رہتے مجھے گمان ہوا کہیں ہمسائے کو وارث نہ بنا دیا جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے ہمسائے کی عزت کرنی چاہیئے۔

رحمت دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ بہت ہی ایماندار کہلانے کا مستحق ہے کہ اس کی ایذا سے ہمسایہ محفوظ رہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کو سب سے پہلا فیصلہ دو ہمسایوں کے دعوی پر ہو گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کسی نے پڑوسی کے کتے کو پتھر مارا تو گویا اس نے اپنے ہمسائے کو ایذا پہنچائے۔

ایک شخص حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے اپنے ہمسایہ کی اسے ایذا رسانی کی شکایت کی کہ مجھے گالیاں بھی دیتا ہے اور تنگ کرتا ہے فرمایا جاؤ! اس نے تیرے بارے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے لیکن تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر۔

عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں عورت دن کو روزہ رکھتی ہے اور رات کو نماز بھی پڑھتی ہے مگر ہمسایوں کو ایذا پہنچاتی ہے تو آپ نے فرمایا اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک شخص نے حاضر ہو کر ہمسائے کی ایذا رسانی کی شکایت کی آپ نے فرمایا صبر کرو! پھر دوسری، تیسری بار شکایت پر صبر کا حکم ہوا چوتھی بار اس نے اپنا سامان باہر پھینک دیا لوگ پوچھنے لگے تو اس نے ہمسایہ کی تکلیف پہنچانے کا ذکر کیا تو لوگوں نے کہا اللہ اس پر لعنت کرے جب لعنت ہونے لگے تو ہمسایہ آیا اس نے کہا سامان گھر میں رکھ لو اللہ کی قسم پھر کبھی تکلیف نہ پہنچاؤں گا۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پڑوسی کی شکایت لے کر حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہہ دو چالیس گھر چاروں طرف باہم پڑوس ہیں یعنی مشرق مغرب شمال اور جنوب کی اطراف چاروں کے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، عورت، گھر اور گھوڑے میں برکت اور نحوست ہے۔ عورت کی برکت حق ہے تھوڑا نکاح آسان اور اس کا بلند اخلاق ہونا۔ اس کی نحوست بھاری حق مہر ہے مشکل نکاح اور بد خلقی ہے گھر کی برکت اس کا کھلا ہونا اس کے ہمسایوں کا اچھا ہونا اس کی نحوست اس کا تنگ ہونا اور

ہمسایوں کا برا ہونا۔ گھوڑے کی برکت اس کی فرمانبرداری اور اچھی عادتیں ہیں اس کی نحوست بری عادتیں اور سوار نہ ہونے دینا۔

تکلیفیں دور کر کے ہی ہمسائے کا حق ادا نہیں ہوتا بلکہ ان چیزوں کا تدارک بھی ضروری ہے جن سے تکالیف پیدا ہوتی ہے ہاں اس سے نرمی اور حسن سلوک سے پیش آتے اس سے نیکی اور بھلائی کرتا رہے۔ قیامت کو ایک مفلس ہمسایہ صاحب مال ہمسائے کو پکڑ کر اللہ کے حضور پیش کر کے کہے گا یا اللہ اس سے پوچھیئے اس نے تیری عطایا سے مجھے کیوں محروم رکھا اور اپنا دروازہ میرے لئے کیوں بند کیا۔

حضرت ابن مقفع رحمۃ اللہ علیہ کا ہمسایہ بوجہ تنگدستی اپنا مکان بیچ رہا تھا آپ اس کے سایہ دیوار میں بیٹھا کرتے تھے میں اس کے گھر کے سایہ کا احترام کیوں نہ کروں گھر جا کر رقم بھجوا دی اور کہا مکان نہ فروخت کرو اس سے کام نکال لو۔

کسی شخص کے گھر میں چوہوں کی کثرت ہو گئی اس کو دوسرے شخص نے بلی پال لینے کا مشورہ دیا اس نے کہا بلی کی آواز سن کر چوہے ہمسائے کے ہاں دوڑ جائیں گے مجھے یہ پسند نہ ہے۔

ہمسائے کے حقوق میں ہے کہ اس کو سلام کرنے میں پہل کرے طویل کلام سے گریز کیا جائے سوالات سے اجتناب کرے۔ تیمارداری کی جائے اور مصیبت میں اسے تسلی دی جاتی تعزیت میں ساتھ دیا جائے اور خوشی میں مبارک باد پیش کی جائے مسرتوں میں شریک اور اس کی لغزشوں سے درگزر کرے اس کے پرنالے سے پانی نہ انڈیلے اس کے صحن میں مٹی نہ پھینکے اس کا راستہ تنگ نہ کیا جائے اس کے سامان خورد و نوش پر نگاہ نہ رکھی جائے اس کے عیوب کی پردہ پوشی کی جائے مصیبت میں اس کی امداد کی جائے عدم موجودگی میں اس کے گھر کی طرف نگاہ رکھی جائے نہ اس کی غیبت کرے نہ سنے۔ نہ اس کی عزت سے چشم پوشی اختیار کی جائے نہ اس کی لونڈی کی طرف نگاہ اٹھائے نہ اسے نگاہوں میں رکھے۔ اس کی اولاد اسے نرم روی سے کلام کیا جائے وہ دینی امور جن سے اس کی اولاد ناواقف

ہو ان سے راہنمائی کی جائے یہ وہ حقوق ہیں جو عوام اور اہل اسلام پر عائد ہوتے ہیں ہر مسلمان کے لئے ضروری ہیں۔

شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں ہمسائے کے حقوق معلوم ہیں اگر وہ امداد کا طالب ہو تو مدد کی جائے اگر قرض مانگے تو قرض دو اگر مفلس ہو تو اس کی حاجت روائی کی جائے۔ بیمار ہونے پر عیادت کی جائے۔ مر جائے تو تجہیز و تکفین میں امداد کی جائے اس کا جنازہ پڑھو۔ خوشی پر اسے مبارک باد پیش کرو مصیبت میں صبر کی تلقین کی جائے اس کی ہوا نہ رکے لہذا اس انداز کی تعمیر کی جائے اجازت پر کوئی حرج نہیں۔ اسے تکلیف نہ دو پھل خرید کر لاؤ تو اسے بھی دو ورنہ خفیہ لے کر آؤ پھل اپنے بچوں کے ہاتھ میں دے کر باہر نہ بھیجو ممکن ہے کہ ہمسائے میں اپنے بچوں کو خرید کر دینے کی استطاعت نہ ہو تاکہ اس کے بچے نہ ترسیں اور نہ غصہ کریں۔ ہانڈی کی خوشبو سے ہمسایہ کو ایذا نہ پہنچاؤ پک جائے تو اس میں سے ہمسائے کے ہاں بھی بھیجو اور پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو ہمسائے کے حقوق کیا ہیں؟ واللہ ہمسائے کے حقوق وہی پورا کر سکتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ اس طرح عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے باپ اور دادا سے انہوں نے حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان کی ہے۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کا خادم بکری کی کھال اتار رہا تھا فرمایا جب تم گوشت بنا لو تو تقسیم کا آغاز یہودی ہمسائے سے کرنا آپ نے یہ الفاظ کہہ کر پھر آپ نے یہودی ہمسائے کے بارے میں تاکید کی تو خادم نے کہا آپ کتنی مرتبہ دہراتے چلے جائیں گے۔ آپ نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ہمسایوں کے بارے میں برابر نصیحت اس قدر فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں خطرہ ہوا کہیں ہمسائے کو وارث نہ قرار دے دیا جائے۔

ہشام کا قول ہے کہ سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ قربانی کے گوشت کو یہودی

یا نصرانی ہمسائے کو کھلا کھلا دینے میں کوئی قباحت نہ محسوس کرتے تھے۔
حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ مجھے حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی کہ جب تم ہانڈی پکاؤ تو اس میں زیادہ پانی ڈال دو پھر اپنے ہمسایوں کی طرف نگاہ دوڑاؤ اور انہیں تھوڑا سا شوربا یا سالن بھیج دو۔

۹۱

شرابی پر عذاب

شراب کے منع کئے جانے کے بارے میں قرآن حکیم میں متعدد آیات ہیں۔ ان میں سے ایک ہے۔
یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ قُلْ فِیْھِمَا اِثْمٌ کَبِیْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ۔
تم سے جوئے اور شراب کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہہ دیجئے ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے فائدے ہیں۔
یہ آیت سن کر کچھ لوگوں نے شراب پینا چھوڑ دیا مگر چند ایک پیتے رہے ایک آدمی شراب پی کر نماز پڑھنے لگا اس کے منہ سے غلط سلط الفاظ نکلے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔
یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی
اے ایمان والو! جب تم نشہ کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب مت جاؤ۔
اس آیت کے بعد اکثر و بیشتر نے شراب چھوڑ دی ایک آدمی نے شراب پی رکھی تھی اس نے اونٹ کے جبڑے سے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ کا سر زخمی کر دیا۔

اور بدر کے مقتولوں پر رونے لگا۔ آپ کو اطلاع ملی تو آپ غصہ کی حالت میں باہر تشریف فرما ہوئے ہاتھ میں جو چیز تھی اس سے اسے مارا اس نے اللہ اور اس کے رسول کے غضب سے پناہ مانگی پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ۔

بے شک شیطان چاہتا ہے کہ تمہارے درمیان شراب اور جوئے سے دشمنی اور بغض ڈال دے۔

اس کے آخری کلمات تھے کیا تم رُک جانے والے ہو، یہ آیت سنتے ہی مراد رسول سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ کے منہ سے بے ساختہ نکلا ہم رُک گئے۔ ہم رُک گئے۔

شراب کے حرام ہونے کے متعلق متعدد احادیث ہیں۔ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عادی شرابی جنت میں نہ جائے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے بت پرستی کی ممانعت کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے شراب نوشی سے اور مردوں کے ساتھ جھگڑا کرنے سے منع فرمایا۔

مزید فرمایا۔

جو قوم شراب پر دنیا میں اکٹھی ہوئی یا اتفاق کیا اللہ تعالیٰ انہیں جمع جہنم میں کرے گا۔ پھر وہ ایک دوسرے کو کہیں اے فلاں تو نے مجھے شراب کا رسیا بنایا تھا جس کی بدولت میں آج یہاں رہیں یہی بات دوسرے کسی اور کو کہے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو دنیا میں شراب پیئے گا اسے جہنم میں اللہ تعالیٰ ایک ایسا زہر پلائے گا جو جسے پی کر اس کے جسم کا گوشت گر جائے گا جہنمی اس سے سخت اذیت پائے گا۔ شراب پینے والے کشید کرنے والے اور نچوڑنے والے اٹھانے والے پر جس کے لئے لائی گئی ہو اس پر اس کی قیمت کھانے والے پر سب پر برابر کے شریک گناہ ہوتے کی بنا پر عذاب بنے۔ اللہ تعالےٰ

ان میں سے کسی کا نماز روزہ حج قبول نہیں کرتا جب تک کہ وہ توبہ نہ کرلیں اگر بغیر توبہ کے مر گئے تو ہر گھونٹ کے عوض اللہ تعالیٰ جہنم کی پیپ پلائے گا۔ یاد رکھو نشہ ہر قسم کا حرام ہے۔ ہر قسم کی شراب ممنوع ہے۔

ابن ابی الدنیا سے منقول ہے نشہ میں دھت ایک شرابی کے قریب سے گزرے وہ پیشاب سے اپنا ہاتھ دھو رہا تھا جیسے وضو کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے اسلام کو نور بخشا اور پانی کو پاک فرمایا۔

عباس بن مرد سے زمانہ جاہلیت میں کہا گیا تم شراب کیوں نہیں پیتے اس سے تمہارے اندر گرمی پیدا ہوگی اس نے کہا میں وہ نہیں کہ خود ہاتھوں سے جہالت کو پکڑ کر پیٹ میں ڈالوں۔ میں یہ نہیں پسند کرتا کہ صبح قوم کی سرداری کروں اور شام کو دیوانہ بن کر سامنا کروں۔

حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شراب خباثتوں کی ماں ہے اس سے بچو۔ پہلے وقتوں میں ایک عبادت گزار آدمی تھا جو لوگوں سے الگ تھلگ رہتا تھا ایک بدکردار عورت نے اس کا پیچھا کیا اسے ملازم کے ذریعہ بلایا کہ تمہاری گواہی ہے تمہارا آنا اس کے لئے ضروری ہے وہ گیا تو عورت دروازے بند کرتی چلی گئی حتیٰ کہ وہ ایک بدکردار عورت کے پاس پہنچ گیا اس عورت نے کہا یا غلام کو قتل کر دے یا میرے ساتھ بدکرداری کر یا شراب پی ورنہ میں تجھے قتل کر دوں گی اس نے شراب کو ان گناہوں میں سب سے کم گناہ خیال کرتے ہوئے کہا اچھا شراب لاؤ۔ جب شراب پی لی تو کہا اور لاؤ پھر کہا اور لاؤ۔ آخر اس نے اس عورت سے بدکرداری بھی کی اور اس لڑکے کو قتل بھی کر دیا۔ شراب سے بچو واللہ شراب اور ایمان ایک سینہ میں جمع نہیں ہوتے کیونکہ ایک کو دوسرا نکال باہر کرتا ہے۔

مسند احمد اور ابن حبان میں ہے کہ ابن عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا۔ جب آدم علیہ السلام

کو زمین میں اتارا گیا تو فرشتوں نے عرض کی اے پروردگار تو ایسی ہستی کو اپنا نائب بنا کر بھیج رہا ہے جو فساد کرے گا اور خون بہائے گا ہم تیری تسبیح اور پاکیزگی بیان کرتے ہیں (اس منصب کے ہم زیادہ اہل ہیں) خالق کائنات نے فرمایا جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ انہوں نے عرض کی اے اللہ ہم بنی آدم سے زیادہ اطاعت گزار ہیں اللہ تعالیٰ نے کہا تم سے دو فرشتے آئیں ہم دیکھیں کہ وہ کیا دنیا میں کرتے ہیں چنانچہ ہاروت اور ماروت آگے بڑھے اللہ تعالیٰ نے انہیں زمین میں بھیج کر ان کے سامنے زہرہ نام کی ایک نہایت خوبصورت عورت آئی انہوں نے اس سے مباشرت کرنے کی خواہش کی تو عورت نے انکار کر دیا اور کہا یہ نہیں ہو گا جب تک تم کلمات شرک زبان سے نہ نکالو! فرشتوں نے مباشرت کا اظہار کیا تو اس عورت نے کہا واللہ ہم کبھی شرک نہ کریں گے عورت چلی گئی دوبارہ بچہ گود میں لئے آ گئی تو فرشتوں نے مباشرت کا اظہار کیا۔ تو اس عورت نے کہا پہلے بچے کو قتل کر دو پھر مباشرت کر لینا انہوں نے واللہ ہم ہرگز یہ نہ کریں گے پھر چلی گئی اب وہ شراب کو لئے حاضر ہوئی تو انہوں نے مباشرت کے لئے کہا تو عورت نے کہا شراب پی لو تو مباشرت کا مزہ مل جائے گا چنانچہ انہوں نے شراب پی لی اور بدمست ہو گئے انہوں نے عورت سے بدکاری کی۔ اور بچوں کو قتل بھی کر دیا ہوش آیا تو عورت نے کہا تم نے بدمست ہو کر سب کام کئے جن کا انکار کیا۔

پھر ان سے کہا گیا تم دنیا اور آخرت کے عذاب میں سے ایک کو چن لو تو انہوں نے دنیا کے عذاب کو اختیار کیا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ فرماتی ہیں کہ میری بیٹی بیمار ہو گئی میں نے برتن میں کھجوروں کا رس یا عقارہ تیار کیا اسے چولہے پر گرم ہونے کے لئے رکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے آپ نے فرمایا ام سلمہ یہ کیا ہے انہوں نے جواب میں کہا یہ نبیذ ہے اس میں سکر آ جاتا ہے میں اپنی بیٹی

اس سے علاج کروں گی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کی شفا حرام کردہ اشیاء میں نہیں رکھی۔

روایت ہے کہ اللہ تعالی نے جب شراب کو حرام فرمایا تو اس سے تمام فوائد سلب کر لئے گئے۔

۹۲

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

بخاری میں قتادہ رضی اللہ تعالی انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہم انہوں نے مالک بن صعصعہ رضی اللہ تعالی سے روایت کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ معراج بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں حطیم کعبہ میں مقام الحجر۔ لیٹا ہوا تھا۔ میرے پاس آنے والا آیا اور مجھے یہاں سے یہاں تک شق کیا میں جارود رضی اللہ تعالی سے پوچھا جو میرے قریب بیٹھے ہوئے کہ یہاں سے یہاں تک کیا مراد ہے آپ نے فرمایا میرے حلقوم سے ناف تک۔ پھر میرا دل نکالا پھر سونے کا ایک طشت لایا گیا جس کو ایمان سے بھرا گیا تھا اس سے میرا دل دھویا گیا پھر اسے بند کر دیا گیا اور طشت کو لوٹا دیا اس کے بعد میرے پاس ایک سفید جانور لایا گیا جو خچر سے ذرا چھوٹا اور گدھے سے بڑے قد کا تھا اجارود نے حضرت انس رضی اللہ تعالی سے سوال کیا اے ابو حمزہ کیا وہ براق تھا؟ انہوں نے جواب دیا ہاں! وہ اپنا قدم تاحد نگاہ تک اٹھاتا تھا۔ اس کے بعد صاحب معراج صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری سواری تھی مجھے اس پر سوار کرایا گیا اور مجھے جبرائیل علیہ السلام سوئے آسمان لے کر چلے آسمان میں پہنچ کر انہوں نے دروازہ کھلوایا آواز آئی تو کون

ہے ؟ جواب دیا جبرائیل پوچھا تمہاری رفاقت میں کون ہیں ؟ جبرائیل نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ بلائے گئے ہیں پھر مرحبا کی آواز آئی دروازہ کھل گیا اندر سیدنا آدم علیہ السلام تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ آپ کے جد امجد ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے سلام کیا انہوں نے جواب میں کہا صالح بیٹے صالح نبی آپ کا آنا مبارک۔

پھر جبرائیل کے ہمراہ دوسرے آسمان پر پہنچے دروازہ کھلوایا تو پوچھا گیا تمہارے ہمراہی میں کون ہیں، جواب دیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) انہیں بلایا گیا پھر آواز آئی مرحبا۔ جب دروازہ کھلا تو اندر حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو آپس میں خالہ زاد تھے میں نے جبرائیل کے تعارف کرانے پر انہیں سلام کیا انہوں نے جواب میں کہا نیک بھائی اور نیک نبی آپ کا آنا مبارک۔

پھر مجھے تیسرے آسمان میں لے جایا گیا دروازہ کھلوانے پر پھر وہی سوالات وجواب ہوئے یہاں حضرت یوسف علیہ السلام تھے جبرائیل کے تعارف کرانے پر میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے فرمایا صالح نبی صالح بھائی آپ کا آنا مبارک پھر چوتھے آسمان کا دروازہ مجھے لے جاکر کھلوایا گیا وہاں بھی یہی سوال وجواب ہوئے وہاں پر موجود ادریس علیہ السلام سے تعارف ہوا اور میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے کہا صالح بھائی اور صالح نبی آپ کی آمد مبارک ہے پھر مجھے پانچویں آسمان میں لے جایا گیا وہاں بھی درج بالا الفاظ سے دروازہ کھلا وہاں ہارون علیہ السلام سے متعارف ہونے پر میں نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے صالح بھائی اور صالح نبی خوش آمدید کہا۔ پھر چھٹے آسمان پر بھی اسی طریقہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تعارف ہوا میں نے انہیں سلام کرنے میں پہل کی انہوں نے سلام کا جواب دے کر صالح بھائی اور صالح نبی آپ کی آمد باعث صد افتخار ہے مگر آپ نے رونا شروع کر دیا ان سے رونے کا سبب پوچھا تو انہوں نے کہا میری امت سے زیادہ ان کی امت جنت میں جائے گی پھر ساتویں آسمان پر اسی انداز سے سیدنا ابراہیم خلیل اللہ سے ملاقات ہوئی آپ سے کہا

سے یہ آپ کے اجداد ہیں انہیں سلام کیجئے میرے سلام کے جواب میں بھی انہوں نے فرمایا صالح بیٹے صالح نبی آپ کی تشریف آوری پر مبارک ہو۔

پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا وہاں ایک بیری کا درخت ہے جس کے خوشے ہجر کی طرح کے ہیں۔ شاخیں گھنی پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح بڑے بڑے یہاں چار نہریں ہیں دو ظاہر اور دو چھپی ہوئی میں نے ان کے متعلق جبرائیلؑ سے سوال کیا انہوں نے کہا دو چھپی ہوئی جنت کی ہیں اور یہ ظاہری فرات اور نیل کی مانند ہیں۔ پھر مجھے بیت المعمور تک لے جایا گیا اس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں۔ پھر میرے سامنے شراب (شربت) کا برتن ایک دودھ کا اور ایک شہد کا۔ پیش کیئے گئے میں نے دودھ پسند فرمایا جبرائیل نے کہا یہی فطرت ہے آپؐ اور آپؐ کی امت اس پر قائم رہیں گے۔

اس کے بعد مجھے ہر روز کی پچاس نمازیں فرض عطا ہوئیں جب واپس آیا تو موسےٰ علیہ السلام نے پوچھا کیا حکم ملا؟ میں نے پچاس نمازوں کا ذکر کیا انہوں نے کہا آپ کی امت نہ پڑھ سکے گی میں نے بنی اسرائیل کو آزمایا ان سے سختی بھی کی۔ آپ لوٹ جایئے ان میں کمی کی درخواست کیجئے اس پر میں لوٹ کر گیا اور دس نمازیں معاف ہو گئیں پھر حضرت موسےٰ علیہ السلام کے پاس آیا انہوں نے کہا یہ بھی بہت زیادہ ہیں میں پھر لوٹ کر گیا اب کی مرتبہ تیس رہ گئیں پھر واپس آیا اور پھر موسےٰؑ نے کہا یہ بھی زیادہ ہیں میں لوٹ کر گیا تو دس معاف ہو گئیں پھر میں ان کے کہنے پر لوٹا تو دس رہ گئیں اس پر بھی حضرت موسےٰ علیہ السلام نے کہا لوٹ کر جایئے اور کم کرایئے میں نے پھر جا کر اللہ کے حضور التجا کی تو پانچ نمازیں رہ گئیں واپسی پر حضرت موسےٰ علیہ السلام سے پانچ کا ذکر کیا انہوں نے کہا یہ بھی امت پر بار ثابت ہوں گی آپ کم کرا لیجئے میں نے کہا بار بار جانے کے بعد اب مجھے شرم آرہی ہے اب میں راضی برضا ہوں اپنے اللہ کے حکم کو تسلیم کرتا ہوں جب آگے بڑھا تو کسی پکارنے والے نے کہا میں نے اپنا فرض عائد کر کے اپنے بندوں پر سہولت کر دی ہے یعنی

پانچ نمازوں کو منظور فرمایا۔

(۹۳)

فضائل جمعہ

جمعہ کا دن عظیم ہے اللہ تعالیٰ نے اس دن کے ساتھ اسلام کو عظمت عطا کر دی اور اس دن کو مخصوص فرما دیا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ۔

جب جمعہ کے دن نماز کے لئے آواز (اذان) دی جائے تو جلدی سے اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف چلو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے وقت ہر قسم کے کام کو حرام قرار دیا ہے اور ہر وہ چیز جو جمعہ کے لئے رکاوٹ بنے وہ ممنوع ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر میرے اس دن اور اس مقام میں جمعہ کو فرض قرار دیا ہے آپ کا مزید ارشاد ہے جو شخص بغیر کسی عذر کے تین جمعہ کی نمازیں چھوڑ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے ایک روایت ہے کہ اس نے اسلام کو پس پشت ڈال دیا۔

ایک شخص حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس متعدد بار آتا رہا اور مکرر یہی سوال کرتا رہا ایک شخص مر گیا ہے جو نہ نماز جمعہ پڑھتا تھا اور نہ دوسری نمازوں میں شریک ہوتا تھا آپ نے فرمایا وہ جہنم میں گیا اس نے ایک ماہ میں متعدد بار یہی سوال کیا اور یہی جواب ملا۔

روایت ہے کہ اہل کتاب کو جمعہ کا دن ملا تھا مگر وہ اس کے متعلق اختلاف کا شکار ہو کر اس سے محروم رہ گئے اللہ تعالیٰ نے اس کی ہدایت فرمائی اور اسے اس امت کے لئے موخر کیا ان کے لئے اس کو عید قرار دیا یہ سب لوگوں پر سبقت لے جانے کے اہل ہیں اور اہل کتاب ان کے تابع ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف فرما ہوئے ان کے ہاتھ میں سفید آئینہ تھا انہوں نے فرمایا یہ جمعہ ہے اللہ تعالیٰ نے اسے آپ پر فرض کیا ہے تاکہ یہ آپ پر آپ کے بعد آنے والوں کے لئے عید ہو میں نے پوچھا اس میں کیا یمین و برکت ہے۔ جبرائیل نے کہا اس میں ایک ایسی ساعت گزرتی ہے جو دعا مانگتا ہے پوری ہو جاتی ہے اگر مقسوم میں نہ ہو اس دعا کو ذخیرہ کر لیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ بڑی سے بڑی مصیبت کو ٹال دیتا ہے جمعہ ہمارے نزدیک دنوں کا سردار ہے ہم آخرت میں اسے یوم المزید کے نام سے پکاریں گے میں نے پوچھا یہ کیوں؟ فرمایا یہ تیرے رب نے جنت میں ایک سفید شک کی خوشبودار وادی بنائی ہے جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ علیین سے کرسی پر جلال فرماتا ہے یہاں تک کہ سب اس کے دیدار سے مشرف ہوتے ہیں۔

حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سب سے عمدہ دن جس دن سورج طلوع ہوتا ہے وہ جمعہ کا دن ہے اسی دن آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اور اسی دن جنت میں داخل ہوئے۔ اسی دن ان کا زمین میں آنا ہوا اسی دن ان کی توبہ قبول ہوئی اسی دن ان کا وصال ہوا اسی دن قیامت ہو گی اور اللہ کے ہاں یوم مزید ہے آسمان فرشتوں کے ہاں یہی دن ہے اسی دن اللہ تعالیٰ جنت میں دیدار کراتا ہے۔

حدیث میں آیا ہے ہر جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ جہنم سے چھ لاکھ انسانوں کو آزاد کرتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو نے جمعہ کو سالم کر لیا تو گویا تمام دنوں کا سالم کر لیا۔

ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب سورج عین نصف النہار میں آسمان

دل میں ہوتا ہے۔ یہ وقت زوال ہے اس سے پہلے دوزخ کو دہکایا جاتا ہے ماسوائے روز جمعہ کے یعنی اسس دن جہنم کو نہیں دہکایا جاتا۔ جمعہ سارے کا سارا دن نماز کے لیے ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام شہروں سے افضل مکہ معظمہ کو بنایا تمام مہینوں سے رمضان کو افضلیت عطا کی۔ تمام دنوں میں جمعہ کو افضل بنایا اور تمام راتوں میں لیلۃ القدر کو فضیلت عطا فرمائی۔

کہا گیا ہے پرندے کیڑے مکوڑے حشرات الارض جمعہ کے دن ایک دوسرے کو ملتے ہوئے کہتے ہیں اس نیک دن سلام ہی سلام ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو فوت ہوا اس کے لیے اللہ تعالیٰ سو شہیدوں کا ثواب لکھ کر اسے قبر کے فتنہ سے بری فرما دیتا ہے۔

۹۴

حقوقِ زوجہ

شوہر یا خاوند پر بیوی کے بہت سے حقوق ہیں خاوند کے لیے لازم ہے کہ ان سے حسن سلوک سے پیش آئے کیونکہ عورت ناقص العقل ہے۔ ان سے مہربانی کا سلوک کر کے ان کے دکھ درد کو دور کرے ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاِذَا اَخَذْنَ مِنْكُمْ مِيْثَاقًا غَلِيْظًا اور انہوں نے تم سے پکا وعدہ لیا۔ اور عورت کو وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ کہہ کر اس سے راؤ کروٹ کے ساتھی "یعنی عورت ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال کے وقت زبان لڑکھڑانے لگی تو تین چیزوں کے بارے میں نصیحت فرمائی نماز نماز جو تمہاری ملکیت غلام ہیں ان کی استطاعت سے زائد تکلیف نہ دینا اور عورتوں کے بارے میں اپنے اللہ تعالیٰ سے ڈرتا کیونکہ میں وہ تمہارے ہاتھوں میں ہیں اور تم نے انہیں اللہ تعالیٰ کی امانت سے اپنے ساتھ لیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے کلمہ کی بدولت ان کی شرمگاہیں تم پر حلال ہوئی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنی بیوی کی بدخلقی پر صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اللہ تعالیٰ اس کی بیوی کے مصائب پر اسے حضرت ایوب کے صبر کے ساتھ اجر دے گا۔ جس عورت نے اپنے خاوند کی بدخلقی پر صبر کیا اللہ تعالیٰ اسے فرعون کی بیوی آسیہ کے ثواب کی نقل ثواب دے گا۔

بیوی سے صرف حسن سلوک ہی کافی نہیں اس کی ہر تکلیف کو رفع کرنا بھی ضروری ہے عورت کے غصہ پر تحمل اور بردباری سے کام لے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کی جائے۔ بعض اوقات ازواج مطہرات آپ سے بحث کرتیں آپ رات کو ان سے کلام نہ کرتے تھے مگر حسن سلوک سے پیش آتے۔

مرادِ رسول سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ نے آپ سے تکرار کی تو فرمایا اے لونڈی تو مجھ سے بحث کرتی ہے۔ بیوی نے کہا حضور کی ازواج بھی آپ سے بحث کرتی ہیں اس پر آپ نے اپنی بیٹی حفصہ سے کہا اگر تو نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بحث کی تو تو بدنصیب ٹھہری۔

روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی زوجہ نے آپ کے سینہ سے ہاتھ رکھ کر ایسا کیا جیسے پیچھے دھکیلا جاتا ہے۔ آپ کی ساس جو یہ دیکھ رہی تھی اسے سخت صدمہ ہوا اس نے اپنی بیٹی کو ڈانٹ پلائی۔ آپ نے فرمایا رہنے دو یہ اس سے بھی زیادہ زیادتی کرتی ہے۔

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے درمیانی تکرار ہوئی تو آپ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فیصل مقرر کر کے فرمایا تم بات کرو گی یا میں پہلے کروں۔ سیدہ نے کہا آپ ہی پہلے کریں مگر درست (یہ بات تقاضائے بشریت اور عورت ہونے کے سبب منہ سے نکل گیا مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سننے کی تاب نہ رہی) آپ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے منہ پر ایسا طمانچہ مارا کہ منہ سے خون جاری ہو گیا آپ نے فرمایا اے جان کی دشمن کیا حضورؐ ناحق کہیں گے۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور کے پیچھے پناہ لی آپؐ نے فرمایا ہمارا ہرگز یہ ارادہ نہ تھا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی بات پر صدیقہ کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بگڑ گئی اور کہنے لگیں بس آپ کو اللہ تعالیٰ کے نبی ہونے پر ناز ہے۔ آپ یہ سن کر مسکرا دیے اور صلح ہو گئی۔

آپ نے ام المومنین صدیقہ کائنات عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا میں تیری خوشی اور ناراضگی کو اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ عرض کیا وہ کیسے۔ جب تم خوش ہوتی ہو تو کہتی ہو محمد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی قسم۔ جب ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو ابراہیمؑ کے رب کی قسم لیتی میرا نام نہیں لیتی۔ عرض کیا آپ نے درست فرمایا۔ آپ کا فرمان ہے سب سے پہلے ازواجِ مطہرات میں سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی محبت آئی میں تیرے لیے ایسا ہوں جیسے کہ ام زرع کے لیے ابوزرع۔ مگر میں تمہیں طلاق نہیں دوں گا۔ آپؐ نے اپنی ازواج مطہرات کو ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرمایا کہ تم مجھے ان کے بارے میں ایذا نہ دینا اللہ کی قسم تم میں سے صرف عائشہ رضی اللہ عنہا ہی ہیں جن کے لحاف میں حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں اور بچوں پر سب سے زیادہ مہربان تھے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج سے مزاح بھی فرماتے تھے اور ان کی عقل کے مطابق کوئی کام کرتے۔ ایک دن عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپؐ نے دوڑ لگائی اور وہ آگے نکل گئیں پھر کسی دن دوبارہ دوڑ لگائی تو آپؐ آگے نکل گئے اور فرمایا یہ اس دن کے مقابلہ کا بدلہ ہے۔ آپؐ اپنی ازواج مطہرات کا دل خوش کرنے کے لیے ایسا کیا کرتے تھے

آپؐ سب لوگوں سے زیادہ اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ خوش طبع تھے۔

ام المومنین صدیقہ کائنات عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے حبشی اور دوسرے لوگوں کی آوازیں سنیں جو یوم عاشورہ کو کوئی کھیل کھیل رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اے عائشہ! کیا تم ان کا کھیل دیکھنا پسند کرو گی؟ عرض کیا جی ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلا بھیجا اور آپ دروازے میں کھڑے ہو گئے میں ان کے

پیچھے کھڑی ہوگئی۔انہوں نے دونوں ہاتھ دروازے پر پھیلا رکھے تھے میں نے اپنی ٹھوڑی آپ کے ہاتھ پر رکھی اور پیچھے سے دیکھتی رہی دو تین بار انہوں نے کھیل کا مظاہرہ کیا تو آپ نے فرمایا عائشہ بس انہوں نے پھر ایک بار کھیل کھیلا تو آپ نے فرمایا اب عائشہ! بس میں نے کہا ہاں تو آپ نے اشارہ سے کہا جاؤ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اہل ایمان کے لیے ایمان کا کامل ترین نمونہ تھے اور حسن اخلاق کے سب سے زیادہ مالک تھے اپنے اہل خانہ پر انتہائی شفیق اور مہربان تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہترین آدمی وہ ہے جو اپنی عورتوں سے اچھا برتاؤ کرے اور بیویوں سے بہترین سلوک کرنے والا ہو۔

مراد رسول سیدنا فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں غصے کے باوجود بھی انسان کے لیے مناسب ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ بچوں جیسا ہو جب اس سے بہادری مطلوب ہو تو وہ مرد مجاہد ثابت ہو۔

حضرت لقمان علیہ السلام کا فرمان ہے۔یہ عاقل کے لیے ضروری ہے گھر میں بچے کی طرح نرم مزاج ہو اور جب مردوں میں جائے تو کام کو مردانہ وار کرے۔

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ تند و تیز شخص سے نفرت کرتا ہے اس سے مراد گھر والوں سے سختی کرنے والا ہے اور دل میں تکبر کرنے والا۔اللہ تعالیٰ کے فرمان عتل سے مراد گھر والوں پر سنگدل ہوتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تو نے باکرہ سے کیونکر شادی کی وہ تم سے مزاح کرتی اور تم اس سے خوش طبعی فرماتے

ایک بدوی عورت نے اپنے خاوند کی ان الفاظ سے تعریف کی جب وہ گھر میں داخل ہوتا تو ہنستا ہوا آتا باہر جاتا تو خاموش ہوتا جو کچھ ملتا وہ کھا لیتا کسی چیز کے گم یا ضائع ہونے پر پوچھ گچھ نہ کرتا۔

بیوی کے ساتھ حسن ادب اور حسن معاشرت میں یہ بھی ہے کہ اس کی اس قدر خواہشات مانی جائیں کہ اس کا اخلاق خراب ہو جائے اور خاوند کا رعب جاتا رہا بلکہ اعتدال

بہتے تاکہ رعب بھی قائم رہے۔ اگر کوئی شریعت کے خلاف دیکھے تو باز پرس کرے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم جو آدمی بیوی کی غلط خواہشات کی پیروی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں پھینکے گا۔

مرادرسول اکرم سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جائز طور پر عورتوں سے اختلاف کرو کیونکہ اس میں برکت ہے ان سے مشورہ کرو غلط بات پر ان کی مخالفت کرو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زن مرید آدمی اپنی مرضی کی ہر بات کو آنکھ بند کرکے مانتا چلا جاتا ہے آخر وہ اس کا بندہ اور غلام ہو کر رہ جاتا ہے اس وجہ سے اس کی بربادی ہے۔ اسی بنا پر آپ نے فرمایا جو بیوی بندہ ہی ہلاک ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت کا مالک بنایا تھا مگر اس نے عورت کو اپنا مالک بنا کر معاملہ الٹ کر دیا۔ لہٰذا وہ شیطان کا پیروکار ہو گیا۔ جیسا کہ شیطان کے قول کے متعلق اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے۔" اور میں تمہیں ضرور حکم کروں گا۔پس وہ ضرور بدلہ لیں کے اللہ تعالیٰ کی پیدائش کو۔" مرد حق وہ ہے جس کی تابعداری کی جاتی ہو نہ کہ وہ جو خود تابع فرمان رہے۔ اللہ تعالیٰ نے مردوں کے بارے میں فرمایا۔" مرد عورتوں پر قائم رہنے والے حاکم ہیں۔" شوہر کو عورت کا سید قرار دیا گیا ہے۔ سیدنا یوسف علیہ السلام کے واقعہ میں جب وہ بھاگے اور عزیز مصر کی بیوی نے ان کا پیچھا کیا۔

وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَى الْبَابِ۔

ان دونوں نے اس کے سردار خاوند کو دروازے پر کھڑا پایا۔

جب عورت کا سردار یا آقا اس کا ماتحت بن گیا تو گویا اس نے کفرانِ نعمت کیا اور عورت کا معاملہ تیرے نفس کی طرح ہے اگر تو نے اسے بے لگام چھوڑ دیا تو وہ سرکش ہو جائے گی اگر کھلی ڈھیل دے دی گئی تو ہاتھ سے نکل جائے گی۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ تین ہستیاں ایسی ہیں اگر تو ان کی عزت کریگا تو یہ تجھے ذلیل و رسوا کریں گی اگر تو نے ان کی توہین کی تو تیری عزت کریں گے۔ عورت، خادم اور گھوڑا۔ ان کی مراد یہ ہے کہ اگر ان سے نرمی اختیار کی گئی تو اور سختی نہ برتی گئی تو یہ تجھے

نقصان دیں گے۔

(۹۵)

حقوقِ شوہر

نکاح اطاعت کا دوسرا نام ہے لہٰذا خاوند کی مطیع اور تابع فرمان بیوی ہے اس پر لازم آتا ہے کہ ہر حالت میں خاوند کی تابع فرمان رہے۔ بشرطیکہ خاوند اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا حکم نہ دے۔ بیوی کو خاوند کا حکم بجا لانے کے سلسلہ میں متعدد احادیث ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو عورت اس حال میں فوت ہو کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہے تو وہ جنت میں جائے گی۔

ایک آدمی نے سفر پر روانہ ہونے سے قبل اپنی بیوی سے عہد لیا کہ وہ بالائی منزل سے نیچے نہیں اترے گی۔ اس دوران اس کا باپ بیمار ہو گیا جو نچلی منزل میں رہتا تھا۔ اس عورت نے اپنا عہد سنا کر ایک آدمی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا کہ مجھے نیچے اترنے کی اجازت مل جائے۔ پھر اس کا باپ فوت ہو گیا۔ آپ نے فرمایا ہر حالت میں تجھ پر خاوند کے عہد کی پابندی ہے وہ عہد پر قائم رہی اور نیچے نہ اتری حتیٰ کہ اس کے والد دفن بھی کر دیا گیا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو کہلا بھیجا تیرے عمل کی بدولت اللہ تعالیٰ نے تیرے والد کو بخش دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت پانچ وقت نماز ادا کرے۔ رمضان المبارک کے روزے رکھے، اپنی عصمت کی حفاظت کرے اور شوہر کی اطاعت کرے وہ جنت میں داخل ہو گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے لیے خاوند کی اطاعت کو اسلام کے بنیادی احکام قرار دیا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دفعہ عورتوں کا ذکر ہوا تو آپ نے

اس پر فرمایا جو عورتیں حاملہ، بچہ جننے اور دودھ پلانے والی اپنی اولاد پر مہربان ہوں وہ اگر اپنے خاوندوں کی تابع فرمان رہیں اور نافرمانی نہ کریں تو ان میں نماز پڑھنے والی جنت میں داخل ہوں گی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جہنم کی طرف نگاہ اٹھائی تو اس میں کثرت سے عورتیں دکھائی دیں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس وجہ سے؟ آپ نے فرمایا اس لیے کہ وہ کثرت سے لعنت اور خاوند کی نافرمانی جو زندگی گزارنے میں مدد دے اس کے شکریے کے بجائے کفرانِ نعمت کرنے سے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ جنت میں سب سے کم عورتیں تھیں میں نے کہا عورتیں کہاں ہیں؟ جبرائیل نے کہا انہیں رنگدار بھڑکیلے لباس سونے اور چاندی نے روک رکھا ہے

ام المومنین صدیقہ کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک نوجوان عورت آئی اس نے کہا مجھے نکاح سے گھن ہے آپ مجھے بتائیں کہ خاوند پہ بیوی کا کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا اگر خاوند کی چوٹی سے پاؤں تک پیپ لگا ہو، وہ اسے چاٹے تو پھر بھی خاوند کا حق ادا نہ کر سکے گی۔ آپ نے فرمایا تم شادی کرو کیونکہ اسی میں بھلائی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی میں بیوہ ہوں اب خاوند کا مجھ پہ کیا حق ہے کہ اگر وہ مباشرت کا ارادہ کرے تو وہ اونٹ کی پشت پر بھی بیٹھی ہو تو مرد کو موقع دے یعنی تعمیل حکم کرے۔ اور خاوند کا بھی حق ہے کہ بیوی کی اجازت کے بغیر کوئی چیز گھر سے نہ کسی کو دے۔ اگر عورت نے دی تو اسے گناہ ہو گا مگر ثواب مرد کے حصہ آئے گا۔ خاوند کا عورت پر یہ حق ہے کہ مرد کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے۔ اگر اس نے رکھا اور بھوکی پیاسی رہی تو اس کا روزہ قبول نہ ہو گا۔ اگر عورت خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلے تو فرشتے اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ گھر واپس آئے اور توبہ کرے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اگر کسی کو حکم کرتا کہ وہ دوسرے کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ کیونکہ اس کا حق بہت زیادہ ہے۔

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے قریب عورت اس وقت ہوتی ہے جب وہ گھر میں ہو۔ عورت کا صحن کی نسبت کمرے میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ اور اندر والے کمرے میں برآمدے میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ اس پر پردہ بھی ہے لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت پردہ ہے جب وہ باہر آتی ہے تو شیطان اسے جھانکتا ہے۔

مزید فرمایا۔ عورت کے گیارہ پردے ہوتے ہیں جب وہ نکاح کرتی ہے خاوند اور اس کا ایک پردہ ہوتا ہے۔ جب فوت ہوتی ہے تو دس پردے اس کی قبر ہوتی ہے۔ الغرض خاوند اور بیوی کے بہت سے حقوق ہیں۔ ان میں سے دو اہم ہیں۔ (۱) حفاظت اور پردہ پوشی زائد از حاجت کا مطالبہ ختم کرنا خاص کر حرام کمائی سے بچ کر رہنا۔

سلف الصالحین کا یہ طریقہ رہا ہے کہ جب آدمی گھر سے باہر کسب معاش کے لیے نکلتا تو اس کی بیوی اور بیٹی کہتی حرام کمائی سے بچنا کیونکہ ہم بھوک اور دکھ برداشت کر سکتے ہیں مگر جہنم کی آگ نہیں برداشت کر سکتے۔

قدیم وقتوں میں ایک شخص نے سفر کا ارادہ کیا ہمسائے نہ چاہتے تھے کہ وہ سفر پر جائے۔ انہوں نے بیوی سے کہا تم کیسے اس کے سفر پر راضی ہو جبکہ وہ تمہیں خرچ بھی دے کر نہیں جا رہا۔ بیوی نے کہا میں نے اسے ہمیشہ کھاتے پیتے دیکھا ہے مگر میں نے اسے رازق نہیں سمجھا میرا رازق اللہ تعالیٰ ہے۔ کیا ہوا اگر گھر سے کھانے والا جا رہا ہے مگر رازق تو موجود ہے۔

حضرت رابعہ بنت اسماعیل نے حضرت احمد بن ابی حواریؒ کو پیغام نکاح بھیجا مگر آپ نے بوجہ عبادت الٰہی میں مصروفیت نکاح کرنا منظور کر دیا۔ رابعہؓ نے پھر دوبارہ نکاح کا پیغام بھجوایا اور کہا مجھے شہوت نہیں لیکن میرے پہلے خاوند کا مال میرے حصہ آیا ہے لہٰذا ارادہ ہے کہ تم اسے اپنے بھائیوں پر صرف کرو۔ میں نے ایک صحیح راہ اللہ کی طرف سے نکالی تھی۔ انہوں نے کہا میں اپنے استاد ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ

سے مشورہ کر کے بتا سکتا ہوں جب آپ نے اس عورت کا سنا تو کہا اس سے نکاح کر لو انہوں نے نکاح کر لیا وہ گھر میں ایسے رہتے تھے جیسے کھانا کھانے کے بعد کسی کو جانے میں بہت جلدی ہو اور ہاتھ دھونے کو بھی تاخیر سمجھے۔ ان کا فرمان ہے کہ رابعہ مجھے خوب کھلاتی اور پہناتی کہتی اور خوش رکھ کر کہتی جاؤ تو اپنی دوسری بیویوں کے پاس اس رابعہ کا شام میں وہی مقام ہے جو رابعہ بصری کا بصرہ میں۔

عورت پر لازم ہے کہ وہ خاوند کی اجازت کے بغیر مال کو ادھر ادھر نہ کرے بلکہ اس کی حفاظت کرے تاکہ ضائع نہ ہو۔

جناب ختم رسل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت کو یہ اجازت نہیں کہ وہ خاوند کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر کسی کو کچھ نہ کھلائے یا پلائے مگر وہ چیز کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔ مثلاً وہ کھانا یا پھل اسے وہ از خود دینے کی مجاز ہے۔ اگر وہ خاوند کی اجازت بغیر ایسا کرے گی تو اس کا ثواب اس کے خاوند کو ملے گا مگر عورت کے حصہ گناہ آئے گا۔

والدین پر یہ حق عائد ہوتا ہے کہ وہ ہر بچی کو آداب معاشرت کا سبق دیں۔ حسن معاشرت کی تعلیم کے زیور سے آراستہ کریں تاکہ وہ اپنے خاوند کے ساتھ بہتر طریقہ سے زندگی کو گزار سکے۔

روایت ہے کہ حضرت اسماء بنت خارجہ غزاری رضی اللہ عنہا اپنی بیٹی کا نکاح کرتے وقت فرمایا تم ایک گھونسلے میں تھی اب اس سے نکل کر جا رہی ہو تم یہ جانتی نہ ہو۔ اگر تم زمین بن جاؤ تو وہ آسمان ہوگا۔ اس کے لیے بستر بن جاؤ تاکہ وہ تمہارے لیے راحت بن جائے اس کی لونڈی بن جاؤ تاکہ وہ تمہارا غلام بن جائے۔ اس سے بحث و تکرار نہ کرنا تاکہ وہ تم سے دور رہ ہو تم اپنے ناک، کان اور آنکھ کی حفاظت کرنا تاکہ وہ تجھ سے اچھی خوشبو سونگھے وہ تجھے اچھا کام کرتا ہی دیکھے۔

بخاری و مسلم میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک غلام لڑکی آزاد کی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت نہیں لی۔ جب حضور

اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان کی باری پر ان کے پاس تشریف لے گئے، تو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو معلوم ہے کہ میں نے اپنی لونڈی آزاد کر دی؟ فرمایا، کیا تو نے آزاد کر دی؟ عرض کیا: ہاں! فرمایا: اگر تم اپنے بھائی بہنوں کو دے دیتی، تو تجھے زیادہ ثواب ملتا۔ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو کہا ؎

خُذِی الْعَفْوَ مِنِّیْ تَسْتَدِیْمِیْ مَوَدَّتِیْ

وَلَا تَنْطِقِیْ فِیْ سَوْرَتِیْ حِیْنَ اَغْضَبُ

معاف کرتے رہو، میری محبت دائم رہے گی، اور جب میں ناراض ہوں گا تو میری شان میں کلام نہ کرو۔

وَلَا تَنْقُرِیْنِیْ نَقْرَکَ الدُّفَّ مَرَّةً

فَاِنَّکِ لَا تَدْرِیْنَ کَیْفَ الْمُغَیَّبُ

اور دف کی طرح مجھے ٹھوکر نہ لگاؤ، اس لیے کہ تم نہیں جانتی کہ پردۂ غیب میں کیا ہے۔

وَلَا تُکْثِرِی الشَّکْوٰی فَتَذْهَبَ بِالْهَوٰی

وَیَأْبَاکِ قَلْبِیْ وَالْقُلُوْبُ تَقَلَّبُ

اور شکایات زیادہ نہ کرو، ورنہ محبت ختم ہو جائے گی اور میرا دل تمہارا انکار کر دے گا اور دل تو بدلتے رہتے ہیں۔

فَاِنِّیْ رَاَیْتُ الْحُبَّ فِی الْقَلْبِ وَالْاَذٰی

اِذَا اجْتَمَعَا لَمْ یَلْبَثِ الْحُبُّ یَذْهَبُ

میں نے دل میں محبت اور عداوت دیکھی ہے اور جب دونوں جمع ہوں تو محبت اسے دور کرنے لگتی ہے۔

(۹۶)

فضیلتِ جہاد

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ (الحجرات ۱۵)

بے شک وہ ایمان دار ہیں وہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ پھر اس میں شک نہیں کیا اور اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا، وہی لوگ سچے ہیں)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس تھا۔ ایک آدمی نے کہا! مجھے پرواہ نہیں کہ اسلام لانے کے بعد کچھ عمل نہ کروں سوائے اس کے کہ میں مسجد حرام کو آباد کروں۔ دوسرے نے کہا: تم نے جو کہا ہے، اس سے جہاد افضل ہے۔ مراد رسول حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے ان دونوں کو جھڑک دیا اور فرمایا: جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس آواز بلند نہ کرو۔ یہ جمعہ کا دن تھا، البتہ جب تم نماز پڑھ لو اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو تو جس چیز میں اختلاف کر رہے ہو۔ آپ سے مسئلہ پوچھ لو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (التوبہ:۱۹)

کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجدِ حرام کی خدمت کرنا، اس کی طرح کیا ہے؛ جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ برابر نہیں ہوتے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کی قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس بیٹھے تھے۔ کاش! ہمیں معلوم ہو جائے کہ کونسا عمل سب سے افضل ہے اور اللہ تعالیٰ کو جو سب سے زیادہ پسند ہے، ہم وہ عمل کریں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝

(الصف ۔ ۱۔۴)

(تسبیح کی اللہ! ہر اس نے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور وہی غالب حکمت والا ہے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے، تم کیوں وہ بات کہتے ہو جو کرتے نہیں بڑا غضب اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے کہ تم وہ کہو جو تم نہیں کرتے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ان کو پسند کرتا ہے جو اس کی راہ میں لڑتے ہیں، صف باندھ کر، گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔

جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت ہم پر پڑھی (اور ہمیں افضل ترین عمل بتا دیا)، روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: مجھے ایسا عمل بتائیے جو جہاد کے برابر ہو۔ آپ نے فرمایا: یہ میں نہیں کر سکتا۔ پھر فرمایا: کیا تو یہ کام کر سکتا ہے جب مجاہد (جہاد کے لیے نکلے تو تو اپنی مسجد میں داخل ہو جائے اور (عبادت میں) کھڑا رہے اور سستی نہ کرے اور روزے رکھتا رہے اور افطار نہ کرے اس نے کہا: یہ کون کر سکتا ہے؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک آدمی ایک قبیلے کے پاس سے گزرے، وہاں ایک شیریں پانی کا ایک چھوٹا سا چشمہ تھا انہوں نے کہا، اگر میں لوگوں سے الگ رہتا تو اس مختصر قبیلے میں رہتا، مگر یہ کام میں کبھی نہیں کروں گا، جب تک کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت

نہ لے لوں۔ آپ نے فرمایا: یہ مت کرنا، اس لیے کہ تم میں سے کوئی اللہ تعالیٰ کی راہ میں (جہاد کرنے) میں مصروف ہو، یہ بات گھر میں ستر برس کی عبادت سے افضل تر ہے۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے اور تمہیں جنت میں داخل کرے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو، جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اونٹنی کے دو بار دودھ دینے کا وقت (یعنی ایک دن بھی) جہاد کیا، اس کے لیے جنت واجب ہو گئی۔

اب حال یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جلیل القدر صحابی کو عبادات میں خوب محنت کے باوجود عزلت نشینی کی اجازت نہیں دیتے، بلکہ اسے جہاد کا حکم دیتے ہیں تو ہمیں کس طرح جائز ہے کہ جہاد چھوڑ دیں، حالانکہ ہماری عبادات بہت کم، گناہ زیادہ، ہم حلال غذاؤں سے بھی جاہل ہیں، اس کے ساتھ ساتھ ہماری نیتیں بھی خراب ہیں۔

احمد مختار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں مجاہد کی مثال یہ ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اللہ کی راہ میں کون جہاد کرتا ہے (مجاہد کی مثال) ایسے ہے جیسے کہ روزے دار، قیام کرنے والا، خشوع و خضوع کرنے والا، رکوع کرنے والا، سجدہ کرنے والا ہو۔

زمین پر اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر راضی ہو گیا، اس کے لیے جنت لازم ہو گئی۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو آپ کا یہ فرمان اچھا لگا، عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ایک بار پھر فرمائیے۔ آپ نے دہرایا، پھر فرمایا: دوسرا (اجر) یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے بندے کا ایک سو درجہ بلند کرے گا اور ہر دو درجوں کے درمیان اس قدر فاصلہ ہے جس قدر زمین اور آسمان کے درمیان میں ہے۔ عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کیا ہے؟ (جس پر یہ انعام ملے گا) فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔

۹۷

شیطانی فریب

کسی نے جناب حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کیا۔ کیا شیطان بھی سوتا ہے؟ آپ مسکرا دیے اور کہا اگر وہ سو جائے تو ہمیں آرام ہو جائے۔ ایک مومن کو اس سے نجات نہیں ملتی۔ البتہ اسے کمزور کرنے اور دور کرنے کی راہیں ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن شیطان کو اس طرح دبلا کر دیتا ہے جیسے تم سفر میں اونٹ کو دبلا کر دیتے ہو۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ مومن کا شیطان ضعیف و کمزور ہوتا ہے۔

حضرت قیس بن الحجاج رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا مجھے میرے شیطان نے کہا جب میں تیرے اندر داخل ہوا تھا تو میں اونٹ کے مطابق فربہ تھا اب ایک چڑیا کی مانند ہوں میں نے پوچھا ایسا کیوں ہوا شیطان نے کہا تو نے مجھے ذکرِ الٰہی سے ایسا کر دیا۔

اہلِ تقویٰ پر شیطان کے دروازے بند کرنا مشکل نہیں اور اس سے بچا ڈر رکھنا بھی دشوار نہیں کیونکہ وہ کھلم کھلا گناہوں کی طرف شیطان راغب نہیں کر سکتا لہٰذا وہ مخفی طریقوں سے ان پر حملہ آور ہوتا ہے جن کا انہیں علم نہیں ہوتا اس وجہ سے نگرانی نہیں رکھ سکتے۔ اس کی وجہ ہے کہ دل کی جانب شیطان کی متعدد راہیں ہیں اور فرشتوں کی ایک گزرگاہ ہے۔ اس حالت میں انسان کی وہ کیفیت ہو جاتی ہے جب وہ تاریک رات میں جنگل میں جا رہا ہوں۔ ایک جگہ سے متعدد راستے نکلتے ہوں صحیح راستہ اسی صورت میں نظر آئے گا کہ دیکھنے والی آنکھ ہو اور سورج کی روشنی ہو۔ دیکھنے والی آنکھ تو دل ہے جو پرہیزگاری سے صاف اور شفاف ہو چکا ہے اور چمکدار سورج وہ علم ہے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوا ہے۔ یہی مخفی راہوں میں صحیح راہ کی رہنمائی کرے گا ورنہ متعدد راہوں میں بھٹک کر رہ جائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ہمارے سامنے ایک خط کھینچا اور فرمایا یہ اللہ کی راہ ہے پھر اس کے مخالف دائیں بائیں کئی خطوط کھینچے یہ وہ راستے ہیں جن پر شیطان بیٹھا دعوت دے رہا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ (الانعام ۱۵۴)

بے شک یہ میری سیدھی راہ ہے پس اس کی پیروی کرو اور دوسری راہوں کی پیروی نہ کرو ورنہ وہ تمہیں اس راہ سے جدا کر دیں۔

ہم شیطان کے مخفی راستوں کا ذکر کر چکے ہیں اور ایک مثال بیان کی ہے جس کے ذریعے شیطان علماء کرام اور عبادت گزار بندوں کو دھوکہ دیتا ہے جس آدمی کا راہ سلوک اختیار کرنا ہے وہ اس کو سامنے رکھے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل کے زمانہ میں ایک عبادت گزار تھا شیطان نے ایک لڑکی پر غلبہ حاصل کر کے اس کے گھر والوں کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ اس لڑکی کا علاج فلاں راہب کے پاس ہے اس کے علاج کے لیے لڑکی کو راہب کے ہاں لے گئے پہلے اس نے لڑکی کو اپنے پاس رکھنے سے انکار کر دیا پھر ان کے اصرار پر اپنے پاس رکھ لیا۔ پھر شیطان نے راہب کو اس قدر ورغلایا کہ اس نے لڑکی سے بدفعلی کر کے اسے حاملہ کر دیا پھر شیطان نے راہب کے دل میں یہ بات راسخ کر دی کہ گھر والے آئیں گے تو شرمندہ ہو گا لہٰذا اس نے لڑکی کو قتل کر کے دفن کر دیا پھر گھر والے آئے اور انہوں نے راہب کو پکڑ لیا۔ راہب کو جان کے لالے پڑ گئے تو شیطان نے کہا اب تو میری اطاعت کرے تو بچ جائے گا اس نے کہا کیا کروں شیطان نے کہا مجھے دو سجدے کرو اس نے اس کے کہنے پر دو سجدے کر دیے تو شیطان نے کہا میں تجھ سے بیزار ہوں۔ جاؤ کہیں مرو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ ۔ (الحشر ۱۶)

شیطان کی طرح جس وقت اس نے انسان سے کہا کفر کر پس اس نے جب کفر کیا تو شیطان نے کہا بلاشبہ میں تجھ سے بری ہوں۔

روایت ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے شیطان نے پوچھا تمہارا اس ذات کے متعلق کیا خیال ہے جس نے مجھے اپنی پسند پر پیدا فرمایا جیسے چاہا مجھے استعمال کیا اس کے بعد اگر وہ چاہے جنت میں داخل کرے یا جہنم میں ڈال دے کیا وہ اپنے اس عمل میں عدل کرنے والا ہے یا ظلم کرنے والا ہے؟ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی بات پر توجہ فرما کر کہا اے شخص اگر اس نے تجھے تیری منشا پر پیدا کیا تو واقعی تجھ پر ظلم کیا اگر اس نے تجھے اپنی منشا پر پیدا کیا تو وہ اس چیز کے متعلق نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرتا ہے اور نہ اس سے سوال کیے جا سکتے ہیں۔ یہ سنتے ہی شیطان مضمحل ہو کر ختم ہو گیا پھر شیطان نے کہا۔ اے شافعی اس سوال کے ذریعے میں ستر ہزار عابدوں کا نام دفتر عابدین سے خارج کروا چکا ہوں اور انہیں گمراہ کر چکا ہوں۔

روایت ہے کہ شیطان حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے سامنے آیا اور کہا کہو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ آپ نے فرمایا بے شک یہ کلمہ حق ہے مگر میں تیرے کہنے سے نہیں کہوں گا کیونکہ نیکیوں میں برائیاں بضرور گڈمڈ کرتا رہتا ہے۔ یہی اس کا انداز ہے جس کے ذریعے وہ عابدوں زاہدوں اور غنی وغیرہ لوگوں کا ایمان خراب کر کے انہیں ہلاکت میں ڈالتا رہتا ہے۔ اس کی برائی سے وہی محفوظ رہتا ہے جسے اللہ محفوظ رکھے۔

یا باری تعالیٰ ہمیں شیطان کے مکر و فریب سے اور اس کی شرارتوں سے محفوظ رکھ تاکہ ہم ہدایت یافتہ لوگوں سے ملاقات کریں۔ آمین

۹۸

سماع

قاضی ابوالطیب الطبری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رح

امام مالکؒ اور حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ حسنین اور علمائے کرام کی ایک جماعت سے ایسے الفاظ نقل کیے ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ یہ حضرات سماع کے قائل نہ تھے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "آداب القصار" میں لکھتے ہیں غنا ایک نامناسب اور مکروہ چیز ہے جو بکثرت اس میں مشغول ہو وہ بے سمجھ ہے اور اس کی گواہی قبول نہ کی جائے۔

قاضی ابوالطیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ امام شافعی اور ان کے مقلدین نے کہا ہے کہ غیر محرم عورت سے سننا خواہ وہ پردہ میں ہو یا سامنے، وہ آزاد ہو یا لونڈی ہر صورت میں ناجائز ہے۔

قاضی صاحب نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے کہ لونڈی کا مالک اگر جب لوگوں کو اس سے کچھ سننے کے لیے جمع کرے تو وہ بے وقوف ہے۔ اس کی گواہی مردود ہے

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے دو ٹہنیوں یا ڈنڈوں میں آپس میں کھلا کر آواز پیدا کرنے کو مکروہ قرار دے کر فرمایا کہ یہ بے دینوں کی ایجاد ہے تاکہ اس سے لوگوں کی توجہ قرآنِ حکیم سے ہٹائی جائے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نرد سے کھیلنا دوسرے تمام کھیلوں سے برا کھیل ہے اور آپ نے فرمایا میں شطرنج کو بھی پسند نہیں کرتا جو یہ کھیل کھیلتے ہیں میں ان کو بھی پسند نہیں کرتا کیونکہ یہ اچھے لوگوں کا فعل ہے اور نہ اہل دین کا شیوہ ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے غنا سے منع فرمایا اور ان کا قول ہے جب کوئی لونڈی خریدے تو بعد میں پتہ چلے کہ وہ مغنیہ ہے تو اسے واپس کرنے کا حق ہے اور ابراہیم بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ تمام اہل مدینہ کا یہی عقیدہ ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی غنا کو مکروہ خیال کرتے تھے۔ ان کے نزدیک اس کا سننا گناہوں میں شامل ہے۔ اور تمام علمائے اہل کوفہ حضرت سفیان ثوریؒ شیخ حماد اور ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مسلک ہے۔

مذکورہ بالا روایات قاضی ابوالطیب طبری نے نقل کی ہیں۔

جوازِ سماع کے دلائل

جناب ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جماعت سے سماع کے جائز ہونے کا جواز نقل کیا ہے ان کے قول کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ اجمعین میں سے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ اجمعین میں سے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عبداللہ صادی اور رہدی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے سماع کے جائز ہونے کا نقل کیا گیا ہے۔

ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل کیا ہے کہ سلف الصالحین میں سے صحابہ کرام اور تابعین کی کثیر جماعت سماع کو اچھا سمجھتے تھے اور ہمارے یہاں اہل حجاز مکہ معظمہ میں سال کے بہترین ایام میں سماع سنتے تھے۔ بہترین ایام سے مراد وہ ایام ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو عبادت کا ذکر اور حکم دیا جیسے ایام تشریق وغیرہ۔

اور ہمارے زمانہ تک اہل مدینہ بھی اہل مکہ کی طرح ہمیشہ پابندی سے سماع سنا کرتے تھے۔

جناب ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ قول نقل کیا ہے کہ ابوالحسن بن سالم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا تم سماع کا کیسے انکار کرتے ہو کیونکہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اور ذوالنون مصریؒ اور سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ اسے سنا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا میں سماع کا انکار کیسے کروں گا حالانکہ مجھ سے بہتر لوگ اسے سنا کرتے تھے اور اس کی اجازت دی۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ عبداللہ بن جعفر الطیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سماع سنا کرتے تھے انہوں نے سماع میں فضول بات چیت کو بھی منع فرمایا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا ہم نے تین چیزوں کو گم کیا ہے۔ پھر ہم نے انہیں نہیں دیکھا جوں جوں وقت گزرتا گیا وہ معدوم ہوتی چلی گئیں، وہ حسین چہرہ جو پاکباز ہو، سچی بات جس میں دیانت کی جھلک نمایاں ہو۔ بہترین بھائی چارہ جس میں وفا ہی وفا ہو۔ بعض کتابوں میں یہ قول بالکل اسی طرح جناب حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کر کے نقل کیا ہوا دیکھا اور اس میں ایسی بات پائی جاتی ہے جو ان کے زہد، پاکبازی اور دینی معاملات میں ان کی جدوجہد اور اہتمام کے باوجود اس

امر پر دلالت کرتی ہے کہ وہ جواز سماع کے قائل تھے۔

ابن مجاہدؒ کا ذوق سماع

جناب ابن مجاہد رضی اللہ عنہ کا یہ طریقہ اور دستور تھا کہ آپ ایسی کسی دعوت کو قبول نہ فرماتے تھے جس میں سماع نہ ہو اس کے علاوہ متعدد ذرائع سے متعدد افراد نے یہ بات بیان کی ہے کہا گیا ہے کہ آپ کسی دعوت میں تشریف لے گئے ان کے ہمراہ ابو القاسم ابن بنت منیع رحمۃ اللہ علیہ ابوبکر بن داؤد رحمۃ اللہ علیہ اور ابن مجاہد رضی اللہ عنہ اپنے ہم کے ساتھ تھے تب محفل سماع منعقد ہوئی۔ ابن مجاہد ابن بنت منیع کو اس بات پر اکسانے لگے کہ وہ ابن داؤد کو اس کے سننے پر آمادہ کریں پھر اس کے بعد سوال جواب ہوا۔ ابن داؤد سے پوچھا گیا اگر کوئی شعر حسین آواز والا پڑھے تو کیا جائز ہے یا نہیں یا اس کے لیے شعر کہنا حرام ہے وہ بولے نہیں۔

امام عسقلانیؒ کا شوق سماع

حضرت ابوالحسن عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ جو سردار اولیا تھے آپ کا انتہائی ذوق سماع تھا بوقت سماع جذب و شوق کی کیفیت آپ پر طاری ہو جاتی۔ آپ نے منکرین سماع کے رد کے سلسلہ میں ایک کتاب لکھی ہے۔ آپ کے بعد ویسے بھی متعدد کتابیں سماع کے حق میں لکھی ہوئی نظر آتی ہیں جن اولیاء امت نے سپرد قلم کیا ہے۔

مشائخ میں سے کسی سے روایت ہے کہ انہوں نے خضر علیہ السلام کو دیکھا اور ان سے پوچھا آپ کا سماع کے متعلق کیا خیال ہے جس سے متعلق ہمارے ساتھیوں میں اختلاف ہے۔ جناب خضر علیہ السلام نے فرمایا یہ شیریں اور صاف و خوشگوار ہے اس پر علما کے سوا کسی کے قدم نہیں جم سکتے۔

جناب ممشاد دینوری رحمۃ اللہ علیہ سے یا کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت فرمائی اور آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اسی محفل سماع میں کس چیز کو ناپسند فرماتے تھے؟ آپ نے فرمایا کہ میں اس میں سے کسی چیز کو ناپسند نہیں کرتا لیکن انہیں کہہ دو کہ محفل سماع کا افتتاح قرآن مجید سے کریں اور اس کا اختتام

بھی قرآن مجید سے ہی کریں۔

جناب طاہر بن بلال صمدانی وراق رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے جو اکابر علمائے امت میں سے تھے۔ ان کا فرمان ہے کہ سمندر کے کنارے جدہ کی جامع مسجد میں تھا ایک دن میں مسجد میں ایک جماعت کو اشعار پڑھتے دیکھا۔ دوسرے لوگ سن رہے تھے مجھے یہ بات پسند نہ آئی کہ اللہ کے گھر میں اشعار پڑھ رہے ہیں۔ رات کو میں خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ اسی کونہ میں جلوہ افروز ہیں۔ آپ کے پہلو میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما تھے۔ دفعتہً صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کچھ کہنا شروع کیا اور حضور سماعت فرمانے لگے آپ نے وجد کی کیفیت محسوس کرتے ہوئے اپنا ہاتھ سینۂ انور پر رکھا ہوا تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا میرے لیے یہ مناسب نہ تھا کہ جو محفل سماع منعقد کیے ہوئے تھے انہیں ناپسند کرتا حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سماعت فرما رہے ہیں اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سنا رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا یہ حق کے ساتھ حق ہے یا یہ حق سے حق ہے میں یہ بھول گیا آپ نے ان دو باتوں سے کونسی بات ارشاد کی تھی۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ اس گروہ پر تین مواقع پر رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔ کھانے کے وقت کیونکہ وہ بغیر فاقہ کے کچھ نہیں کھاتے۔ دوسرے گفتگو کے وقت کیونکہ وہ صدیقوں کے مقامات اور حالات کے علاوہ اور کوئی گفتگو نہیں کرتے۔ سماع کے وقت کیونکہ وہ جذب وشوق سے سنتے ہیں اور حق کی گواہی دیتے ہیں۔ درج بالا مختلف اقوال کا مجموعہ ہے جو شخص متلاشی حق ہو گا حق تو یہ ہے کہ حق کو صحیح طریقہ سے تلاش کیا جائے۔

۹۹

تقلید بدعت کی ممانعت

ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین میں نئے امور کا اختراع بدعت ہے۔

اپنے آپ کو بچاؤ ہر بدعت وگمراہی ہے ہر گمراہی کا باعث جہنم میں ٹھکانہ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی بات نکالی جو دین میں نہیں وہ بات مردود ہے۔ آپؐ کا ایک ارشاد ہے کہ تم پر میرے طریقہ اور میرے بعد آنے والے خلفاء راشدین کے طریقہ پر عمل اور پیروی کرنا لازمی ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر وہ بات جو کتاب وسنت اور اجماع امت کے مخالف ہو وہ قابل تردید اور بدعت ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس نے عمدہ طریقہ جاری کیا اسے اس کا اجر قیامت تک ملے گا جو بھی اس پر عمل کرے گا اور اس کو جاری کرنے والے کو اجر قیامت تک ملے گا لیکن جس نے برائی کی طرح ڈالی اس کو اس برائی کی قیامت تک اور اس برائی کو اختیار کرنے والوں کو گناہ ہوگا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس فرمان الٰہی کی شرح فرمائی۔ وَاِنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ۔ اور بے شک میرا راستہ سیدھا ہے اس کی اتباع کرو۔

فرمایا یاد رکھو صحیح راستہ ایک ہی ہے اور یہی ہدایت ہے اس پر چلنا جنت کی طرف ہے اور شیطان نے کئی راہیں نکال رکھی ہیں وہ سب گمراہی کی ہیں ان کا انجام جہنم ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سمجھانے کو اپنے دست مبارک سے سیدھا خط کھینچا اور فرمایا یہ سیدھا راستہ اللہ کا ہے۔ پھر اس کے دائیں بائیں کئی خطوط کھینچے اور فرمایا ان پر ہر راہ میں شیطان بیٹھا دعوت دے رہا ہے۔ پھر آپ نے متذکرہ بالا آیت پڑھی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے یہ گمراہی کی راہیں ہیں۔ حضرت ابن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے۔ غلط راہوں سے مراد یہودیت، نصرانیت، مجوسیت اور اسلام کے سوا تمام اقوام اور بدعتوں اور گمراہوں کی راہیں ہیں وہ لوگ جو جھگڑا دل فتنہ فساد میں محو ہیں گویا وہ صراط مستقیم سے ہٹے ہوئے غلط اعتقادات میں گھرے

ہوئے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

- "جو میری سنت سے بے رغبت ہو وہ مجھ سے نہیں"۔
- "جس قوم نے بھی اپنے نبی کے بعد اپنے دین میں بدعت جاری کی وہ اسی قدر سنت کھو بیٹھی۔
- "آسمان کے نیچے خواہ جس کی پیروی کی جائے اس سے بڑا باطل معبود کوئی نہیں"۔

ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے سب سے عمدہ ہدایت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ہے اور سب سے بدترین امور بدعات ہیں ہر بدعت گمراہی ہے میں تم پر تمہاری پشتوں شرمگاہوں اور گمراہ کن خواہشات کی شہوات سے ڈرتا ہوں تم ہر بدعت سے بچو کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ ہر بدعتی کے لیے توبہ کو پوشیدہ کردیتا ہے یہاں تک کہ وہ بدعت کو ترک کردے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بدعتی کا روزہ، حج، عمرہ جہاد اور نہ ہی کوئی نفل اور فرض قبول کرتا ہے وہ اسلام سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے آٹے سے بال نکل جاتا ہے۔ میں اور واضح دین پر چھوڑ رہا ہوں جس کی رات دن کی طرح روشن ہے اس سے جو پھر گیا وہ ہلاک ہوگا ہر زندگی کے لیے ایک ہمت اور ہر ہمت کے لیے ایک سستی ہے جس کی تڑپ میری سنت کی طرف ہوگی وہ میری ہدایت پاگیا جس کی طبیعت کسی دوسری طرف مائل ہوئی وہ برباد ہوا۔ مجھے اپنی امت میں تین چیزوں سے خطرہ ہے۔ عالم کی لغزش دوسرے خواہش جس کی تقلید کی جائے۔ ظالم حکمران سے۔ یہ تینوں میری امت کے لیے بہت خطرناک ہوں گی۔

آلات لہو ولعب کی ممانعت

بخاری میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے اپنے ساتھی کو اتنا کہہ دیا کہ آؤ جوا کھیلیں اس پر صدقہ کرنا ضروری ٹھہرا۔

مسلم ابوداؤد اور ابن ماجہ میں ہے جو نرد یا نردشیر کے ساتھ کھیلا گویا اس نے خنزیر کے گوشت میں ہاتھ ڈبویا۔

احمد وغیرہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو نرد کے ساتھ کھیلتا ہے پھر اٹھ کر نماز پڑھتا ہے اس کی نماز ایسے ہے جیسے اس نے پیپ اور خنزیر کے خون سے وضو کر کے نماز پڑھی اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔ بیہقی کی روایت ہے۔ یحییٰ بن کثیر رضی اللہ عنہ سے ہے آپ ایسے افراد کے قریب سے گزرے جو نرد کھیل رہے تھے آپ نے فرمایا ان کے دل غافل ہیں۔ ہاتھ فضول تھاک رہے ہیں اور زبانیں فضول بک رہے ہیں۔

دیلمی سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم ایسے لوگوں سے گزرو جو کہ شطرنج نرد اور ان کے مشابہ ہر اس چیز میں جو حرام کر دی گئی ہے لگے ہوئے ہوں تو انہیں سلام نہ کرو اگر وہ تمہیں سلام کریں تو ان کے سلام کا جواب نہ دو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں جوا ہیں۔ قمار، جوا پر پانسہ لگانا اور کبوتر بازی پر شرط لگانا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ایسے گروہ کے قریب سے گزرے جو شطرنج کھیل رہے تھے فرمایا یہ کیا خباثت ہے جس پر تم جھکے ہوئے ہو تم میں سے کسی کو آگ کا انگارہ اس کی موت تک لگا رہے تو وہ ٹھنڈا ہو جائے گا کیا یہ بہتر نہیں کہ تم اس شطرنج کو ہاتھ نہ لگاؤ پھر فرمایا واللہ تم کسی دوسرے مقاصد کے لیے پیدا کیے گئے ہو۔ مزید فرمایا شطرنج کھیلنے والا سب لوگوں سے جھوٹا ہوتا ہے۔ ایک کہتا ہے کہ میں نے مار دیا حالانکہ اس نے مارا نہیں ہوتا۔

حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ شطرنج ہمیشہ گناہگار ہی کھیلتا ہے اگر یہ گناہگار توبہ نہ کرے تو اس کا انجام دوزخ ہے۔

یہ بات بھی یاد رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ تمام آلات نغمہ اور طرب یا تو حرام ہیں جیسے سارنگی، رباب، طبلہ، بانسری اور ہر وہ ساز جو انفرادی طور پر گانے والے

کی آواز سے ہم آہنگ ہو یا پھر مکروہ ہیں اور وہ ایسے ساز جو غنا میں طربیہ کیفیت کو نمایاں کرتے ہیں مگر انفرادی طور پر ان سے نغمات کا کام نہ لیا جا سکے جیسے چنگ اس کا غذا کے ساتھ سننا مکروہ ہے بغیر نغمات کے نہیں جو ساز جائز ہیں وہ ایسے ہیں جو نغمہ اور طرب کے لیے نہیں بلکہ اطلاع کے لیے بجائے جاتے ہیں جیسے بگل یا جنگ کے لیے طبل کا بجانا تاکہ لوگ اکٹھے کیے جائیں یا نکاح کی اطلاع کے لیے طبل یا دف کا بجانا وغیرہ۔

(۱۰۰)

فضائل رجب

رجب ترجیب سے مشتق ہے اس کا معنی ہے تعظیم کرنا اسے الاصب بھی کہا جاتا ہے جس کے معنی میں تیز بہاؤ اس لیے کہ اس مہینہ میں توبہ کرنے والوں پر رحمت کا بہاؤ تیز ہو جاتا ہے اور عبادت گزاروں پر انوار قبولیت کا فیضان ہوتا ہے۔ اس بنا پر اسے اصم بھی کہتے ہیں چونکہ اس مہینہ میں جنگ و قتال کی آواز نہیں سنی جاتی اسے رجب کہتے ہیں رجب جنت میں ایک نہر کا نام ہے۔ جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا، اس کا پانی اس کا مقدر ہو گا جو رجب میں روزے رکھے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رجب اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔ شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔

صوفیا کرام کا فرمان ہے کہ رجب میں تین حروف ہیں۔ را، جیم، اور با، ر را سے مراد اللہ کی رحمت ہے۔ جیم سے مراد بندے کا جرم ہے اور با سے مراد اللہ کی بر یعنی بھلائی مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میرے بندے کے جرم کو میری رحمت اور بھلائی یعنی بخشش کے درمیان کر دو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ستائیس رجب کو روزہ رکھا اس کے لیے ساٹھ ماہ کے روزوں کا

ثواب عطا کیا جائے گا۔ اس کی وجہ فضیلت یہ ہے کہ اس دن حضرت جبرائیل علیہ السلام پہلی وحی لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں تشریف فرما ہوئے۔ اسی ماہ میں حضور کو معراج کی فضیلت سے سرفراز فرمایا گیا

فرمان مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ رجب اللہ کا مہینہ ہے جس نے رجب کا ایک روزہ رکھا اس نے اپنے لیے اللہ تعالیٰ کی رضا کو واجب کر لیا۔

ایک قول کے مطابق اللہ تعالیٰ نے چار مہینوں کو زینت بخشی ہے۔ ذی قعدہ، ذی الحجہ محرم اور رجب۔ ان کے متعلق فرمان الہٰی ہے ان میں سے چار مہینے حرام ہیں۔ ان میں سے تین ملے ہوئے ہیں اور ایک تنہا ہے۔ وہ ہے رجب المرجب۔

حکایت

حکایت ہے کہ بیت المقدس میں ایک عورت دن میں چار ہزار مرتبہ قل ھو اللہ احد یعنی سورۂ اخلاص پڑھا کرتی تھی۔ وہ رجب میں ادنیٰ لباس زیب تن فرماتی۔ وہ بیمار ہوئی تو اس نے بیٹے کو وصیت کی کہ میرے ساتھ میرا ادنیٰ لباس دفن کر دینا۔ جب فوت ہوئی تو بیٹے نے بہترین کفن سے دفن کیا۔ اس کے بعد اس نے خواب میں دیکھا کہ اس کی والدہ کہہ رہی ہے تجھ سے سخت ناراض ہوں کیونکہ تو میری وصیت پر عمل نہیں کیا بیٹے کو ماں کے الفاظ کا خیال آیا کہ اس نے ادنیٰ لباس ہمراہ دفن کرنے کے لیے کہا تھا وہ لباس لے کر گیا قبر کھودی تو اس میں ماں کی میت نہ تھی۔ اس نے آواز سنی جس نے رجب میں ہماری عبادت کی ہم اسے تنہا نہیں چھوڑتے۔

روایت ہے کہ رجب کے پہلے جمعہ میں جب رات دو تہائی کٹ جاتی ہے تو ہر فرشتہ رجب کے روزے دار کے لیے دعائے مغفرت کرتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ماہ حرام میں سے تین روزے رکھے اس کے لیے نو سو برس کی عبادت اس کے حصہ میں آئی یعنی اتنا ثواب ملے گا۔ آپ نے کہا اگر میں نے یہ الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنے ہوں تو میرے دونوں کان بہرے ہوں۔

ایک حکمت

ماہ حرام چار ہیں۔ افضل فرشتے چار ہیں۔ افضل آسمانی کتابیں چار ہیں اور وضو کے اعضاء فرائض چار ہیں۔ افضل تسبیح چار ہیں۔

سبحان اللہ۔ الحمد للہ۔ لا الہ الا اللہ۔ اللہ اکبر۔

حساب کے بنیادی ستون چار ہیں۔ اکائی۔ دہائی۔ سینکڑہ۔ ہزار

اوقات چار ہیں۔ گھڑیاں۔ دن۔ مہینے۔ سال

موسم چار ہیں۔ بہار۔ گرمی۔ سردی۔ خزاں

طبائع چار ہیں۔ حرارت۔ برودت۔ یبوست۔ رطوبت

بدن افضل اجزاء چار ہیں۔ صفراء۔ سوداء۔ خون۔ بلغم

خلفائے راشدین چار ہیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مراد رسول عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ

علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دیلمیؒ نے صدیقہ کائنات ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان چار راتوں میں اللہ تعالیٰ خیر و برکت کثرت سے عطا فرماتا ہے۔ عید الاضحیٰ کی رات۔ عید الفطر کی رات، پندرہ شعبان کی رات۔ اور رجب کی پہلی رات۔

امام دیلمیؒ نے ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ راتیں ایسی ہیں اگر ان میں دعا کی جائے تو وہ رد نہیں ہوتی۔ رجب کی پہلی رات۔ پندرہ شعبان کی رات۔ جمعہ کی رات۔ دونوں عیدوں کی رات۔ یعنی وہ رات کہ صبح عید ہوتی ہے۔

(۱۰۱)

فضائل شعبان

چونکہ اس مہینہ میں کثرت سے خیر نکلتی ہے۔ اس لیے اسے شعبان کہا گیا۔ شعبان۔ شعب سے مشتق ہے جس کے معنی گھاٹی کے ہیں۔ جس طرح گھاٹی یعنی شعب پہاڑ کا راستہ ہوتی ہے اسی طرح یہ مہینہ بھی خیر و برکت کی راہ ہوتا ہے۔

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے جب شعبان آجائے تو اپنے جسموں کو پاک رکھو۔ اس ماہ میں اپنی نیتیں اچھی رکھو اور انہیں حسین بناؤ۔ صدیقہ کائنات ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھنے پر آتے تو اتنے رکھتے کہ ہمیں خیال ہوتا کہ مسلسل رکھتے جائیں جب چھوڑ دیتے تو خیال ہوتا کہ اب نہیں رکھیں گے لیکن آپ شعبان المعظم میں کثرت سے روزے رکھتے تھے۔

نسائی میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو سال میں اتنے روزے رکھتے نہیں دیکھا جس کثرت سے آپ شعبان کے روزے رکھتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا یہ رجب اور رمضان کے درمیان کا مہینہ ہے لوگ اس سے غافل رہتے ہیں۔ اس ماہ میں اللہ کے حضور تمام لوگوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں میری یہ خواہش ہے کہ میرا عمل پیش ہو تو میں روزے سے ہوں۔

صحیحین میں صدیقہ کائنات ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں جناب ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان المبارک کے پورے ماہ کے روزے رکھتے ہوئے دیکھا۔ علاوہ ازیں کسی دوسرے پورے مہینے کے روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا اور شعبان کے مہینے میں دیگر مہینوں سے زیادہ روزے رکھتے دیکھا۔

ایک ضعیف روایت میں ہے کہ آپ سارا شعبان ہی روزے رکھتے۔

مسلم کی روایت ہے: آپ شعبان کا مہینہ تھوڑے دن کم روزے رکھتے۔

یہ روایت پہلی کی توضیح کرتی ہے یعنی اس قدر روزے رکھتے کہ گویا سارا مہینہ ہی روزہ رکھا یعنی کل سے مراد زیادہ (اغلب) ہے۔

روایت ہے کہ آسمان میں فرشتوں کی دو عید کی راتیں ہیں جیسے کہ مسلمانوں کی زمین پر دو دن کی عیدیں ہیں۔ فرشتوں کی عید کی رات شب برات ہے جو نصف شعبان میں ہوتی ہے اور لیلۃ القدر ہے جو رمضان المبارک میں آتی ہے اور مسلمانوں کی عید دو دن، فطر کا دن اور قربانی کا دن۔ اس لیے نصف شعبان کی رات کو فرشتوں کی عید کا نام دیا گیا۔

امام سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تفسیر میں نقل کیا کہ اس رات کو عبادت کرنے سے سال بھر کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور جمعہ کی رات کو عبادت کرنے سے ہفتہ بھر کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں، اسے لیلۃ التکفیر یعنی گناہوں کی معافی کی رات بھی کہا جاتا ہے اور شب حیات بھی کہا جاتا ہے، اس لیے کہ امام منذری نے مرفوع روایت نقل کی ہے جس نے عید کی دونوں راتوں میں نصف شعبان کی رات کو شب بیداری کی (عبادت کی)، اس کا دل نہیں مرے گا جس دن دل مریں گے۔ اس کا نام لیلۃ الشفاعۃ شفاعت کی رات بھی ہے۔

روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرھویں شب کو اللہ تعالےٰ کے سامنے اپنی امت کی شفاعت کی تو آپ کو تہائی عطا ہوا، پھر چودھویں شب کو دعا کی تو دو تہائی عطا ہوا۔ پھر پندرھویں شب کو دعا کی تو سب کچھ عطا ہوا، سوائے اس کے کہ جو اللہ تعالیٰ سے بدکے ہوئے اونٹ کی طرح دور بھاگے، یعنی نافرمانی کر کے اللہ سے دور بھاگے۔

اس کا نام شب مغفرت بھی ہے، اس لیے کہ امام احمد کی روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نصف شعبان کو بندوں پر نظر فرماتا ہے پھر اہل زمین کو معاف کرتا ہے، سوائے دو کے۔ ۱۔ شرکیہ۔ ۲۔ کینہ ور

اس کا نام شب آزادی بھی ہے۔ ابن اسحاق نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، وہ فرماتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک ضروری

کام سے صدیقہ کائنات عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان تک بھیجا۔ میں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو عرض کیا: آپ جلدی فرما دیں کیونکہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں چھوڑ کر آیا ہوں کہ آپ نصف شعبان کی رات کے بارے میں مسائل بتا رہے تھے۔ صدیقہ کائنات حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا، اے انیس بیٹھو، میں تمہیں نصف شعبان کے بارے میں بات بتاتی ہوں۔ وہ رات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے میری شب تھی۔ حضور میرے لحاف میں آئے اور رات کو میں بیدار ہوئی تو میں نے انہیں غیر موجود پایا۔ میں نے کہا: شاید آپ قبطی لونڈی کی طرف چلے گئے ہوں۔ میں نکلی اور مسجد میں گئی۔ چلتے چلتے (اندھیرے کی وجہ سے) میرا پاؤں آپ سے جا لگا۔ آپ یہ کہہ رہے تھے۔

سَجَدَ لَكَ سَوَادِيْ وَخَيَالِيْ وَآمَنَ بِكَ فُؤَادِيْ وَهٰذِهٖ يَدِيْ وَمَا جَنَيْتُ بِهَا عَلٰى نَفْسِيْ يَا عَظِيْمًا يُرْجٰى لِكُلِّ عَظِيْمٍ اِغْفِرِ الذَّنْبَ الْعَظِيْمَ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ۔

میرے بدن اور میری صورت نے آپ کو سجدہ کیا، میرا دل آپ پر ایمان لایا اور میرے ہاتھ ہیں اور جو میں نے ان کے ساتھ اپنے پر زیادتی کی۔ اے عظیم، ہر بڑی بات میں اس پر امید کی جاتی ہے، بڑا گناہ معاف کر دے میرے چہرے نے اسے سجدہ کیا جس نے اسے پیدا کیا، اس کی صورت بنائی اور اس کے کان اور آنکھ بنائی۔

پھر آپ نے سر اٹھایا اور یہ دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ قَلْبًا تَقِيًّا نَقِيًّا مِنَ الشِّرْكِ بَرِيًّا لَا كَافِرًا وَلَا شَقِيًّا۔

(اے اللہ! مجھے ایسا دل عطا فرما جو پرہیزگار شرک سے پاک، نیک ہو، نہ کافر اور نہ ہی بدبخت ہو۔

پھر دوبارہ سجدہ کیا، میں نے آپ کو یہ پڑھتے ہوئے سنا۔

اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ

میں تیری ناراضگی سے تیری رضا کی پناہ مانگتا ہوں

وَبِعَفْوِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَبِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ اَقُوْلُ كَمَا قَالَ اَخِیْ دَاؤدُ اَعْفِرُ وَجْهِیْ فِی التُّرَابِ لِسَیِّدِیْ وَحَقٌّ لِوَجْهِ سَیِّدِیْ اَنْ یُّعْفَرَ۔

تیری سزا سے تیری معافی کی پناہ، تجھ سے تیری پناہ، میں تیری تعریف نہیں کر سکتا بس تو ایسا ہے جیسے کہ تو نے خود اپنی تعریف فرمائی۔ میں وہی کہتا ہوں، جو میرے بھائی حضرت داؤد نے فرمائی۔ میں اپنے آقا کے لیے مٹی میں اپنا چہرہ خاک آلودہ کرتا ہوں۔ اور چہرے کا حق یہ ہے کہ اپنے آقا کے سامنے خاک آلودہ ہو۔

پھر سر اٹھایا، میں نے عرض کیا: آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ آپ کس کام میں ہیں اور میں کس کام میں ہوں، آپ نے فرمایا: اے حمیرا (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا)، کیا تم جانتی نہیں کہ یہ شب، نصف شعبان کی شب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس شب میں بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر دوزخ سے آزاد کردہ ہیں۔ یعنی بے شمار لوگوں کو دوزخ سے آزاد فرماتا ہے۔ سوائے چھ کے۔

۱۔ شراب کا عادی۔ ۲۔ والدین کا نافرمان۔ ۳۔ عادی زنا کرنے والا۔ ۴۔ قطع تعلق کرنے والا۔ ۵۔ فتنہ باز۔ ۶۔ چغل خور۔

ایک روایت میں مضرب فتنہ باز کی بجائے تصویریں بنانے والا ہے۔ اس کو لیلۃ القسمۃ والتقدیر (تقسیم اور تقدیر کی رات بھی کہا جاتا ہے۔)

حضرت عطاء بن یسار کی روایت ہے کہ جب نصف شعبان کی رات آتی ہے تو ملک الموت کو ہر آدمی کا نام (زندوں کی فہرست سے کاٹ کر لکھ کر دے دیا جاتا ہے جس نے آئندہ شعبان تک فوت ہونا ہے حال یہ ہے کہ انسان کھیت بو رہا ہے، نکاح کر رہا ہے۔ عمارت بنوا رہا ہے لیکن ملک الموت اس کی انتظار میں ہوتا ہے کہ کب حکم ہوتا ہے کہ روح قبض کروں۔

(۱۰۲)

فضائل رمضان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ۔

(اے ایمان والو،تم پر روزے فرض کیے گئے جیسا کہ تم سے پہلے کی امتوں پر فرض کیے گئے۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سے پہلے روزہ عشاء سے لے کر آئندہ رات تک (طویل) رکھا جاتا تھا جیسے کہ ابتدائے اسلام میں تھا اور اہلِ علم کی ایک جماعت سے روایت ہے کہ عیسائیوں پر بھی روزہ لازم تھا۔ اب کبھی وہ گرما میں آجاتا اور کبھی سرما میں آجاتا۔ چنانچہ سفر میں اور کاروبار کے سلسلے میں ان کو مشقت محسوس ہوئی تو ان کے بڑوں نے اجتماعی رائے کے ساتھ فیصلہ کیا کہ ہم سرما اور گرما کے درمیان بہار کے موسم میں روزے مقرر کریں اور انہوں نے اس بے ایمانی کے گناہ کو دھونے کے لیے دس روزوں کا اضافہ کر لیا۔

اس کے بعد ان کے ایک بادشاہ نے مرض کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے نام پر منت مانی کہ اگر ٹھیک ہوا تو ایک ہفتہ زیادہ کردوں گا اس کے بعد ایک اور بادشاہ آیا۔ اس نے کہا، پورے پچاس کرلو۔ پھر ان پر حیوانات کی موت کی وبا آن پڑی تو کہنے لگے۔ روزے بڑھاو، چنانچہ دس کا مزید اضافہ کر دیا۔

روایت ہے کہ کسی امت پر ماہ رمضان کے روزے فرض کیے گئے مگر وہ برگشتہ اور گمراہ ہو گئی۔

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے رمضان ایک بیستے کا نام ہے۔ یہ رمضاء سے مشتق ہے جس کے معنی پتھر کے گرم ہونے کے ہیں۔ عرب شدید گرمی کے موسم میں بھی

روزے رکھتے تھے۔ یہ حسن اتفاق ہے عرب قبائل نے جب مہینوں کے نام رکھے تو اس زمانہ میں رمضان نہایت گرمی میں آیا۔ چنانچہ انہوں نے اس مہینہ کا نام رمضان رکھ دیا ایک قول کے مطابق اس کی وجہ یہ ہے کہ روزہ گناہوں کو جلا دیتا ہے۔

روزے ہجرت کے دوسرے سال فرض ہوئے اور یہ ضروریات دین میں سے ہیں رمضان میں روزے رکھنے کا منکر کافر ہے۔ روزوں کے فضائل کے متعلق متعدد احادیث ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ماہ رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو تمام جنتوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور پورا مہینہ کوئی دروازہ بند نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ایک آواز دینے والے کو حکم دیتا ہے کہ آواز دے۔ اے بھلائی کے طلب گار آگے بڑھو۔ اے برائی کے خواہش مندو! پیچھے ہٹ جاؤ۔ پھر وہ کہتا ہے ہے کوئی جو بخشش طلب کرے تاکہ اسے بخش دیا جائے، ہے کوئی مانگنے والا تاکہ وہ مانگے اور اسے دے دیا جائے ہے کوئی توبہ کرنے والا توبہ کرے تاکہ اس کی توبہ قبول کی جائے۔ اور صبح ہونے تک یہ ندا مسلسل آتی ہے اور اللہ تعالیٰ عید الفطر کی رات کو دس لاکھ ایسے بندوں کو بخشش دیتا ہے جو مستحق عذاب ہوتے ہیں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں شعبان کے آخری دن خطبہ میں فرمایا اے لوگو! تم پر ایک عظیم مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے جس میں لیلۃ القدر ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے روزوں کو فرض قرار دیا ہے۔ اس ماہ کی راتوں کی عبادت نفلی ہے۔ جس نے اس ماہ میں ایک نیکی کی اس نے دوسرے مہینے میں گویا فرض ادا کرنے کے برابر ہے اور جس نے اس ماہ میں ایک فرض ادا کیا گویا اس نے دوسرے مہینوں میں ستر فرض ادا کیے۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ یہ بھائی چارے اور محبت کا مہینہ ہے اس میں ایماندار کی روزی میں فراخی کر دی جاتی ہے جس نے کسی روزہ دار کا روزہ کھلوایا اسے غلام کو آزاد کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے اور اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

ہم نے عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے ہر ایک اس قابل نہیں ہے کہ وہ روزہ دار کو شکم سیر کروا کر کھانا کھلائے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ! یہ ثواب ہر اس شخص کو عطا کرے گا جو کسی روزہ دار کا روزہ دودھ کے گھونٹ یا پانی کے گھونٹ یا کھجور سے افطار کرائے گا۔ اور جس نے کسی روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا اس کے گناہوں کی بخشش ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض سے ایسا سیراب کرے گا کہ وہ اس کے بعد پیاسا نہ ہوگا اور اسے بھی روزہ دار کے برابر ثواب ملے گا لیکن روزہ دار کے ثواب میں کمی نہ کی جائے گی اور یہ وہ مہینہ ہے کہ جس کے اول حصہ میں رحمت درمیان میں مغفرت اور آخری حصہ میں جہنم سے رہائی ہے جس نے اس مہینہ میں اپنے غلام یا خادم سے کام لینے میں کمی کی اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے چھٹکارا دے گا۔ اس ماہ میں چار کام کثرت سے کرو۔ ان میں سے دو کاموں سے تم اپنے رب کو راضی کر لو گے اور دو کاموں کے بغیر چارہ کار نہیں۔ ان میں دو کام لا الہ الا اللہ کا کثرت سے ورد اور استغفار ہے۔ دو کام جنت کے لیے التجا اور جہنم سے پناہ مانگنا ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے رمضان کے روزے ایمان اور ثواب کے لیے رکھے اس کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انسان کا ہر عمل اسی کے لیے ہے ماسوائے روزہ کے کیونکہ یہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا یہ کس قدر خوش بختی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عبادت کو اپنی طرف منسوب فرماتا ہے اور اسے اپنی ذات سے منسوب فرمایا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے میری امت کو رمضان المبارک میں پانچ ایسی باتیں عطا ہوئی ہیں جو اس سے پہلے کی امتوں میں سے کسی کو عطا نہیں ہوئیں۔

۱۔ روزہ دار کے منہ کی بو جو اللہ تعالیٰ کے ہاں مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

۲۔ فرشتے ان کے روزہ افطار کرنے تک ان کے لیے دعائے مغفرت اور

بخشش طلب کرتے رہتے ہیں۔

۳۔ متکبر شیطان اس ماہ میں قید کر دیے جاتے ہیں۔

۴۔ اللہ تعالیٰ ہر دن جنت کو سنوارتا ہے اور فرماتا ہے کہ عنقریب میرے بندے اس میں داخل ہوں گے۔ ان سے تکلیف اور اذیت دور کر دی جائے گی۔

۵۔ آخری رات میں انہیں بخش دیا جاتا ہے۔

عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اس سے مراد لیلۃ القدر ہے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں لیکن کام کرنے والا کام پورا کرے تو پھر اسے پوری مزدوری ملتی ہے۔

(۱۰۴)

فضائل لیلۃ القدر

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بنی اسرائیل کے اس آدمی کا ذکر ہوا جس نے اللہ کی راہ میں اپنے کندھے پر ایک ماہ ہتھیار اٹھائے رکھے۔ آپ نے اس پر تعجب فرمایا اور اپنی امت کے لیے ایسی نیکی کی تمنا کرتے ہوئے دعا فرمائی آپ نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی باری تعالیٰ آپ نے میری امت کی عمریں کم اور اعمال کم کر دیے۔ تب اللہ تعالیٰ نے آپ کو لیلۃ القدر عطا فرمائی جو ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے۔ جتنی مدت بنی اسرائیل کے آدمی نے ہتھیار اٹھائے تھے آپؐ کو آپ کی اُمت کو اس طویل مدت کے مقابل میں ایک رات عطا کر دی گئی آپؐ کی امت کی بہت سی دوسری خوبیوں میں سے ایک یہ بھی ہے۔

ایک ہزار ماہ تک جہاد کرنے والے بنی اسرائیل کے اس شخص کا نام شمعون تھا اس کے جہاد کی بدولت کبھی ان کے گھوڑے کے بال اور نمدہ خشک نہ ہوا تھا۔ ان کے مخالف ان سے تنگ آ گئے تھے انہوں نے ان سے گلو خلاصی کی ایک ترکیب سوچی۔ انہوں نے

اس کی عورت کو یقین دہانی کرائی اگر تو اس کے بنائے ہوئے مکان میں اسے قید کرے تو ہم تمہیں سونے کا بھرا ہوا تھال پیش کر دیں گے۔ چنانچہ اس عورت نے کھجور کے پتوں سے بٹے ہوئے مضبوط رسوں سے اسے باندھ دیا جب اس کی آنکھ کھلی تو اس نے خود کو رسوں میں جکڑے ہوئے پایا تو اس نے عورت سے کہا تو نے ایسا کیوں کیا اس نے کہا میں تمہاری قوت کا اندازہ کرنا چاہتی تھی۔ چنانچہ اس نے جسم کو حرکت دے کر تمام رسوں کو توڑ دیا۔ جب ملاعنوں کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے عورت کے پاس زنجیریں بھیجیں عورت نے اسے ان زنجیروں میں جکڑا دیا۔ اس نے پہلے کی طرح زنجیروں کو بھی توڑ دیا۔ اس کے بعد شیطان اس کے ملاعنوں کے پاس آیا کہ اس کی عورت سے کہو کہ خود اس سے پوچھے کہ وہ کونسی چیز ہے جسے وہ توڑ نہیں سکتا۔ چنانچہ انہوں نے عورت سے رابطہ قائم کیا عورت نے اس سے پوچھ لیا وہ کونسی چیز ہے جو تم نہیں توڑ سکتے اس نے کہا یہ میرے لمبے بال ہیں ان میں وہ جو طویل ہیں جو زمین پر گھسٹتے چلے جاتے ہیں وہ اٹھارہ تھے جب وہ سو گیا تو عورت نے چار گیسوؤں سے اس کے ہاتھ اور چار سے اس کے پاؤں باندھ دیے۔ کافر آئے اور پکڑ کر لے گئے اسے اپنی قربان گاہ کی طرف لے گئے جو چار سو ہاتھ بلند تھی اس قدر اس کا طول اور عرض تھا اس میں ایک ستون تھا جس سے باندھ کر اس کے کان اور ہونٹ کاٹ دیے اس پر اس نے اللہ تعالیٰ کے ہاں دعا کی کہ اے اللہ! مجھے یہ بندھن توڑنے کی اجازت دے جو قبول ہوئی اس نے اس ستون کو ہلا کر چھت ان پر گرا دی اور وہ سب ہلاک ہو گئے اور وہ ان کافروں میں سے بچ کر چلا آیا۔ جب صحابہ کرام نے سنا تو اس ثواب کی تو اسی ثواب کی خواہش کی اللہ کے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی جس کے نتیجہ میں لیلۃ القدر عطا ہوئی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لیلۃ القدر کو جبرائیلؑ مع جماعت ملائکہ کے اترتے ہیں کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر ذکر الٰہی کرنے والوں کے لیے دعا کرتے ہیں اور انہیں سلام کہتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے لیلۃ القدر کو زمین پر کنکروں سے زیادہ تعداد میں فرشتے ہوتے ہیں ان کے نازل ہونے کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔

روایت ہے اس رات کثرت سے انوار ہوتے ہیں اور عظیم تجلی ہوتی ہے اور ان میں لوگ اور فرشتے آپس میں ملے جلے ہوتے ہیں۔ بعض کو آسمانوں اور زمین کے فرشتے نظر آتے ہیں تو آسمانوں کے حجاب اٹھتے نظر آتے ہیں۔ وہاں کے فرشتے کا مکاشفہ ہوتا ہے۔ بعض قیام میں بعض قیود میں بعض رکوع میں اور سجدہ میں مصروف عبادت ہوتے ہیں۔ بعض شکر اور تسبیح وتہلیل میں مصروف دکھائی دیتے ہیں بعض کو جنت کا مکاشفہ ہوتا۔ اس میں محلات مکانات، حوریں، نہریں، درخت اور پھل ہیں عرش الٰہی کا مکاشفہ ہوتا ہے۔ اس کی چھت کا پتا چلتا ہے انبیاء، صدیقین، شہداء اور اولیاء اللہ کے مراتب کا پتہ چلتا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے جمال کے علاوہ اور کچھ دیکھ نہیں پاتے۔

مراد رسول عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان المبارک کی ستائیسویں شب کو صبح ہونے تک عبادت کی وہ رات مجھے رمضان المبارک کی تمام راتوں کی عبادت سے زیادہ پسند ہے۔ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے عرض کی اے اباجان وہ ضعیف مرد اور عورتیں کیا کریں جو کھڑے ہونے سے قاصر ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ تکیے لے لیں اگر وہ بھی نہ رکھ سکتے تو جس قدر بیٹھ سکتے ہیں وہ بیٹھ کر عبادت کر کے لمحات گزار دیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا گو ہوں۔ مگر یہ بات اپنی امت کے تمام ماہ رمضان کو قیام میں گزارنے سے زیادہ محبوب ہے۔

صدیقہ کائنات ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جناب ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے لیلۃ القدر بیدار رہ کر گزاری اور اس میں دو رکعت نماز ادا کی اور بخشش طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی

رحمت میں غوطہ لگایا اور جبرائیلؑ نے اس پر اپنے پر پھیرے اور جس کو جبرائیلؑ نے اپنے پر پھیرے وہ جنت میں داخل ہوا۔

۱۰۴

فضائل عید الفطر

یکم شوال عید الفطر کا دن ہے اور دس ذوالحجہ عید الاضحیٰ کا دن ہے۔ یہ دونوں دن عید کے اس لیے کہلاتے ہیں کہ عید الفطر سے پہلے اطاعت الٰہی میں رمضان کے روزے رکھے اور حج سے فارغ ہوئے۔ انہوں نے اطاعت اللہ اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بجالانے کی خوشی میں عید الاضحیٰ منائی جاتی ہے۔ ان دونوں عیدوں میں مسلمان اللہ تعالیٰ کی عبادت کو بجالا کر خوشی مناتے ہیں۔ عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھے جاتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تیاری کی جاتی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ ہر سال انہیں نصیب کرے۔ چونکہ ہر سال یہ دن لوٹ آتے ہیں۔ ان کے آنے سے خوشیاں لوٹ آتی ہیں۔ ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا بار بار فضل وکرم لوٹ آتا ہے ان تمام توجیہات میں عود کا معنیٰ پایا جاتا ہے۔ اس لیے انہیں عید کہتے ہیں۔ حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی عید الفطر دو ہجری ۲ھ میں ادا فرمائی پھر اسے کبھی ترک نہ کیا اس لیے یہ سنت مؤکدہ ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اپنی عیدوں کو تکبیروں سے آراستہ کرو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عید کے دن تین مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِہٖ پڑھا پھر اس نے اس کو تمام مسلمانوں کو بخش دیا تو ہر قبر میں ایک ہزار نور داخل ہوگا اور جب اس کا پڑھنے والا فوت ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کی قبر میں ایک ہزار نور داخل کرے گا۔

جناب وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے شیطان ہر عید پر نوحہ اور ماتم کرتا ہے اور اس کے ہمنوا شیطان اس کے گرد جمع ہوتے ہیں اور پوچھتے آقا آپ کیوں یہ کر رہے ہیں وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے آج کے دن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت کو بخش دیا تم انہیں شہوت اور نفسانی وغیرہ کی لذتوں میں مگن کر کے ہر دینی کام سے غافل کر دو۔

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عید الفطر کے دن جنت کو پیدا فرمایا اور اسی دن درخت طوبیٰ کو کاشت کیا۔ وحی کے لیے جبرائیل کو عید کے دن منتخب کیا۔ فرعون کے جادوگروں کی اس دن توبہ قبول ہوئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ثواب کے لیے عید کی رات کو قیام کیا یعنی عبادت نوافل پڑھ کر کی تو اس دن اس کا دل نہیں مرے گا جس دن تمام دل مر جائیں گے۔

حکایت: عصائے اسلام مراد رسول سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس دیکھا تو رو پڑے بیٹے نے کہا ابا جان آپ کیوں رو پڑے آپ نے فرمایا بیٹا اس لیے کہ جب تجھے لڑکے اس حال میں دیکھیں گے تو تمہارا دل ٹوٹ جائے گا۔ بیٹے نے کہا دل تو اس کا ٹوٹتا ہے جسے رضائے الٰہی نصیب نہ ہو۔ یا وہ ماں باپ کا نافرمان ہو اور مجھے یقین کامل ہے آپ کی رضا سے اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو گا۔ اس پر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ رو پڑے اور بیٹے کو گلے لگا لیا اور اس کے لیے اپنا دامن دعا پھیلا کر اللہ کے حضور التجا کی۔ اس حال کے مطابق شاعر نے کہا۔

قَالُوْا غَدًا الْعِيْدُ مَا ذَا اَنْتَ لَابِسُهٗ

قُلْتُ خِلْعَةَ سَاقٍ عَبْدَهُ الْجُرَعَا

انہوں نے کہا کل عید ہے تم کیا پہنو گے؟

وہی پرانا لباس جو بندے کو یک دم ملا تھا

فَقْرٌ صَبْرٌ ثَوْبَانِ بَيْنَهُمَا

قَلْبٌ يَرٰى رَبَّهُ الْاَعْيَادَ وَالْجُمَعَا

فقر، صبر اور کپڑے ان کے درمیان دل ہے جو عیدین اور جمعہ کو اپنے رب کی زیارت کرتا ہے۔

اَلْعِیْدُ لِیْ مَاءٌ تُمَّ اِنْ غِبْتَ یَا اَمَلِیْ
وَالْعِیْدُ اِنْ کُنْتَ لِیْ مَرَائیٌ وَمُسْتَمِعَا

اگر میرا مطلوب غائب ہو تو پھر میری عید کیسی؟ اگر تو میرے سامنے اور سننے والا ہے تو میری عید ہی عید ہے۔

روایت ہے کہ جب عید کی صبح ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بھیجتا ہے جو زمین پر اترتے ہیں اور گلی کوچوں میں کھڑے ہو کر پکارتے ہیں مگر ان کی آواز جن و انس کے سوا سب سنتے ہیں۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت اپنے اللہ کی طرف آؤ وہ تمہیں سب کچھ عطا کرے گا اور تمہارے سب گناہ معاف فرما دے گا۔ جب عید کی نماز کے لیے اہل ایمان جمع ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے مزدور کی مزدوری کیا ہے۔ جس نے کام کیا ہو وہ کہتے ہیں کہ اسے پورا معمتنانہ یعنی بدلہ دیا جائے تب اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے تم گواہ رہنا میں نے ان کا ثواب اپنی رضا سے عطا کیا اور ان کی مغفرت فرمائی۔

(١٠٥)

فضائل ذی الحجہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دس دنوں کی عبادت کا عمل اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کیا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا بھی ایسا نہیں؟ فرمایا مگر اللہ کی راہ میں اپنا جان و مال سب کچھ لٹا دے تو پھر اسے فضیلت ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ذوالحجہ کے دس دنوں سے زیادہ افضل دن کے سوا اللہ کے ہاں اور کوئی دن نہ ہیں۔ اگر اللہ کی راہ میں جہاد کیا جائے تو وہ بھی ایسا نہ ہے۔ مگر ماسوا اس کے یا دہ زخمی ہو جائے یا اس کا گھوڑا اگر زخم کھالے۔

صدیقہ کائنات ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جوان جو آپؐ کی احادیث سنا کرتا تھا اس نے ذی الحجہ کا چاند دیکھ کر روزہ رکھ لیا حضور کو جب پتہ چلا تو اسے بلوایا اور پوچھا کہ تجھے کس چیز نے آمادہ کیا کہ تو روزہ رکھے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یہ حج اور قربانی کے ایام ہیں شاید اللہ تعالیٰ مجھے ان دعاؤں میں شامل فرمالے اس پر آپؐ نے فرمایا تیرے ہر روزہ کا اجر سو غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔ سو اونٹوں کی قربانی اور اللہ کی راہ میں دیے گئے، سو گھوڑوں کے برابر ہے جب آٹھویں ذی الحجہ ہوگئی تو اس دن کے روزے کا ثواب ہزار غلام آزاد کرنے یا ہزار اونٹ کی قربانی کرنے یا اللہ کی راہ میں سواری کے لیے ایک ہزار گھوڑے عطا کرنے کے برابر اس کا اجر ہے۔ اور نویں کے دن کے روزے کا ثواب اس سے ان چیزوں کا دگنا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نویں ذی الحجہ کا روزہ دو سال کے روزوں کے برابر ہے اور عاشورہ کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر ہے۔

مفسرین کرام اس آیت کریمہ وَوٰعَدْنَا مُوْسٰی ثَلٰثِیْنَ لَیْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تیس راتوں کا وعدہ کیا۔ اور یہاں اس کو دس سے پورا کیا۔

کی تفسیر میں ان دس راتوں سے مراد ذی الحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنوں میں سے چار دن مہینوں میں سے چار مہینے اور عورتوں سے چار عورتیں پسند فرمائی ہیں چار آدمی جنت میں سب سے پہلے جائیں گے اور چار آدمیوں کی جنت از خود مشتاق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ دنوں میں سے پہلا دن جمعہ کا ہے اس میں ایک ایسی

گھڑی آتی ہے جس میں جب کوئی اللہ سے دنیا یا آخرت کے متعلق دعا کرتا ہے تو وہ پوری ہو جاتی ہے۔ دوسرا نویں ذی الحجہ کا یعنی عرفہ کا دن اس دن اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہتا ہے جاؤ دیکھو میرے بندے بکھرے بال غبار آلود چہرے مال خرچ کرکے مشقت برداشت کر کے حاضر ہوئے ہیں۔ تم گواہ رہو میں نے انہیں بخش دیا۔

تیسرا دن قربانی کا ہے۔ قربانی سے بندہ قرب الٰہی طلب کرتا ہے جونہی قربانی کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتا ہے وہ بندے کے ہر گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے چوتھا عیدالفطر کا دن ہے جس دن روزے رکھنے کے بعد نماز عید کے لیے بندے جمع ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرماتا ہے ہر مزدور اپنی مزدوری مانگتا ہے میرے بندوں نے پورے مہینے کے روزے رکھے۔ اب عید کے لیے نکلے ہیں وہ مزدوری مانگتے ہیں تم گواہ رہو میں نے انہیں بخش دیا اور پکارنے والا کہتا ہے۔ اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم واپس جاؤ۔ اللہ نے تمہاری برائیوں کو بھی نیکیوں میں تبدیل کر دیا۔ اللہ کے چار پسندیدہ مہینے یہ ہیں۔ رجب جو تنہا یعنی علیحدہ مہینہ ہے۔ ذی القعدہ ذوالحجۃ اور محرم۔

اللہ کے حضور جن عورتوں کا مقام ہے وہ یہ ہیں۔

سیدہ مریم بنت عمران ؓ۔ ام المومنین سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کیونکہ آپ سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں۔ فرعون کی بیوی آسیہ بنت مزاحم۔ سیدہ فاطمہ بنت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار قوموں میں سبقت لے جانے یعنی جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے میں سب سے اول پہل کی۔

۱۔ عربوں میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔
۲۔ اہلِ فارس میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ
۳۔ اہلِ روم میں حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ۔
۴۔ اہلِ حبشہ میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ۔

وہ جن کی جنت مشتاق ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے آٹھویں ذی الحجہ کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اسے حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر کے ساتھ برابر ثواب عطا فرمائے گا۔ جس نے یوم عرفہ نویں ذی الحجہ کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے برابر ثواب عطا فرمائے گا۔

آپ سے روایت ہے جب عرفہ کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس دن اپنی رحمت کو پھیلا دیتا ہے اس دن دوزخ سے نجات سب سے زیادہ لوگ پاتے ہیں جس نے عرفہ کا روزہ رکھا اس کے سال گزشتہ سال آئندہ کے گناہ معاف کر دیے گئے۔

اس میں حکمت یہ ہے یہ دن دو عیدوں کے درمیان ہے۔ عیدیں اہل ایمان کے مسرت کے دن ہیں اس سے بڑھ کر اور کیا مسرت ہوگی اس کے گناہ بخش دیے گئے۔ عاشورہ کا دن دونوں عیدوں کے بعد آتا ہے۔ لہٰذا اس کا روزہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ یوم عاشورہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہے اور عرفہ کا تعلق خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور آپ کی عزت و تکریم دوسرے انبیاء علیہ السلام سے ہر لحاظ سے افضل ہے۔

(۱۰۶)

فضیلت عاشوراء

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی جب مدینہ منورہ میں تشریف آوری ہوئی تو آپ نے یہودیوں کو یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے دیکھ کر ان سے وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا آج کے دن اللہ تعالیٰ نے حضرت

موسیٰ علیہ السلام کو فرعون پر غلبہ عطا فرمایا تھا لہٰذا ہم تعظیماً روزہ رکھتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ہم تم سے زیادہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قریب ہیں آپ نے اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔

یوم عاشوراء کے متعدد فضائل ہیں جن کے بارے میں بکثرت روایات ہیں۔ اس دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی اور اسی دن آپ کی پیدائش ہوئی اسی دن آپ کو جنت میں داخل کیا گیا۔ اسی دن عرش کرسی، آسمان اور زمین، سورج، چاند تارے اور جنت کو پیدا کیا گیا اسی دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔ اسی دن انہیں آگ سے نجات ملی۔ اسی دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو فرعون کے مظالم سے نجات ملی اور فرعون اور اس کے ساتھی غرق ہوئے۔ اسی دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں رفعت عطا کی۔ اسی دن حضرت ادریس علیہ السلام کو اٹھایا گیا۔ اسی دن نوح علیہ السلام کی کشتی کوہ جودی پر لگی۔ اسی دن حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے نجات ملی۔ اسی دن حضرت سلیمان علیہ السلام کو سلطنت عظیم عطا ہوئی۔ اسی دن حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی واپس ہوئی اسی دن حضرت یوسف علیہ السلام کنوئیں سے نکالے گئے۔ اسی دن حضرت ایوب علیہ السلام کی تکلیف کا خاتمہ ہوا اور اسی دن زمین پر آسمان کی پہلی بارش ہوئی۔ اسی دن کا روزہ امتوں میں مشہور تھا۔ روایت ہے کہ رمضان کے روزوں سے پہلے یہ روزہ فرض تھا پھر منسوخ کر دیا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے پہلے اسی دن کا روزہ رکھا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے فرمایا اگر میں زندہ رہا تو اگلے سال نویں اور دسویں کا روزہ رکھوں گا آپؐ نے اس کی تاکید کی مگر آپؐ اس دنیا سے تشریف لے گئے آپؐ نے اس کی ترغیب دی۔

۹ر اور ۱۱ر محرم کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے دسویں محرم سے ایک دن پہلے اور ایک دن بعد روزہ رکھو تاکہ یہودیوں کی مخالفت ہو، یہودی

صرف دسویں محرم کا روزہ رکھتے ہیں۔

بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے جس نے عاشورہ کے دن اپنے اہل و عیال پر فراخی کی اللہ تعالیٰ اس پر سارا سال فراخی کرے گا۔

طبرانی کی ایک منکر روایت ہے اس دن کا صدقہ ایک درہم سات لاکھ درہم کے برابر ہے۔ جس نے اس دن سرمہ لگایا اس کی آنکھیں سال بھر دکھنے سے محفوظ رہیں گی جس نے اس دن غسل کیا وہ بیمار نہ ہوگا۔ یہ حدیث من گھڑت ہے۔

حاکم نے تصریح کی ہے کہ اس دن سرمہ لگانا بدعت ہے۔ ابن قیم نے کہا اس دن سرمہ لگانے والے، بھوننے تیل لگانے اور خوشبو وغیرہ لگانا عاشورا کے دن سب حدیثیں جھوٹی اور جھوٹوں کی وضع کردہ ہیں۔

یاد رہے یہ حسن اتفاق ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت بھی اسی دن ہوئی اس شہادت کی بدولت آپ کے درجات بلند ہوئے۔ جو شخص ان کی مصیبت کو یاد کرے وہ صرف اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھے تاکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ثواب حاصل کرے اس ضمن میں ارشادِ ربانی ہے۔

اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ
وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ

یہی ہیں جن پر ان کے اللہ کی طرف سے درود اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

خاص طور پر خیال رکھو کہ یہی روافض شیعوں کی وہ خرافات بدعتیں ہیں جو انہوں نے جاری کر رکھی ہیں۔ وہ نوحہ کرتے ہیں ماتم کرتے ہیں اور سوگ وغیرہ مناتے ہوئے اس قسم کی حرکات کرتے ہیں ان میں مشغول نہ ہو جانا کیونکہ یہ کام اہل ایمان کے ایمان اور اخلاق کے منافی ہیں۔ اگر ایسا کرنا ہوتا تو حضرت حسین رض کے نانا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ہر سال یہ کام کیا جاتا وہ غم کے زیادہ حق دار تھے اور ہمیں اللہ تعالیٰ

ہی کافی مددگار اور کارساز ہے۔

(۱۰۷)

فضیلت ضیافت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہمان کے لیے تکلف نہ کرو ورنہ تم اسے دشمن سمجھو گے جس نے مہمان سے نفرت کی اس نے اللہ سے نفرت کی جس نے اللہ سے نفرت کی اللہ تعالیٰ نے اس سے نفرت کی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے پاس خیر و برکت نہیں جس میں مہمان داری نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے کے پاس سے گزرے جس کے پاس اونٹ گائیں تھیں مگر اس شخص نے آپ کی مہمان نوازی نہ کی۔ آپ ایک ایسی عورت کے ہاں گئے جس کے پاس چھوٹی چھوٹی بکریاں تھیں اس عورت نے آپ کی خاطر و مدارات کے لیے ایک بکری کو ذبح کرایا۔ آپ نے فرمایا اس عورت کی طرف دیکھو اخلاق اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جسے چاہتا ہے اُسے اچھے اخلاق سے نوازتا ہے۔

آپ کے آزاد کردہ غلام ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ کے ہاں ایک مہمان آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ فلاں یہودی کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ میرا مہمان آیا مجھے رجب کے مہینے تک کے لیے آٹا قرض دو۔ یہودی یہ سن کر بولا کہ میں کچھ رہن رکھے بغیر آٹا نہیں دوں گا۔ آپ نے فرمایا میں آسمانوں اور زمین کا امین ہوں۔ اگر اللہ مجھے قرض دے دیتا تو میں اتار دیتا جاؤ میری زرہ لے جاؤ اس کے پاس رہن رکھ دو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ طریقہ تھا جب آپ کے ساتھ کوئی کھانے والا مہمان نہ ہوتا تو آپ تلاش مہمان کے لیے ایک دو میل نکل جاتے۔ اسی لیے آپ کو ابو الضیفان

یعنی مہمان نواز کہا کرتے تھے اور آپ کی صدق نیت کی بدولت مکہ معظمہ میں آج تک آپ کی ضیافت جاری ہے کوئی رات ایسی نہ گزرتی تھی کہ آپ کے پاس تین سے دس تک مہمان نہ ہوں۔ بعض اوقات سو سو مہمان ہوتے کوئی رات ایسی نہ تھی جب آپ کے ہاں کوئی مہمان نہ ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا ایمان کیا ہے؟ فرمایا کھانا کھلانا اور رات کو نماز تہجد پڑھنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گناہوں کے کفارہ کے بارے میں پوچھا گیا کیا کفارہ ہے۔ اور بلندی درجات کے لیے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کھانا کھلانا اور رات کو جب لوگ سو رہے ہوں نماز تہجد ادا کرنا۔ حج مبرور کے بارے میں سوال کے متعلق فرمایا کھانا کھلانا اور خوش کلامی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے جس گھر میں مہمان نہیں آتے وہاں رحمت کے فرشتے بھی نہیں آتے بالغرض ضیافت اور کھانا کھلانے کے متعلق بے شمار روایات ہیں۔ ایک شاعر نے کہا ہے۔

لِمَ لَا اُحِبُّ الضَّيفَ اَوْ
اَرْتَاحُ مِنْ طَرَبٍ اِلَيْهِ

میں مہمان کو کیوں نہ محبوب جانوں اور اس کی خوشی سے راحت کیوں نہ محسوس کروں۔

وَالضَّيفُ يَاكُلُ رِزْقَهٗ
عِنْدِیْ وَيَشْكُرُنِیْ عَلَيْهِ

وہ میرے پاس اپنا رزق کھاتا ہے اور اس پر میرا شکریہ ادا کرتا ہے۔

عقلمندوں کا کہنا ہے۔ احسان تب مکمل ہوتا ہے کہ مسرور چہرے کے ساتھ خوش کلامی سے گفتگو ہو اور ملاقات میں نوازش ظاہر ہوتی ہو۔

اُضَاحِكُ ضَيْفِیْ قَبْلَ اِنْزَالِهٖ رَحْلَهٗ!
وَيُخْصِبُ عِنْدِیْ وَالْمَحَلُّ جَدِيْبٌ

میں اپنے مہمان کی سواری آتارنے سے پہلے اسے خوش کر دیتا ہوں۔ قحط کی جگہ شادابی لے لیتی ہے۔

وَمَا الْخِصْبُ لِلْاَضْيَافِ فِیْ كَثْرَةِ الْقِرَای
وَلٰكِنَّمَا وَجْهُ الْكَرِيْمِ خَصِيْبٌ!

اکثر مہمانی میں شادابی نہیں ہوتی لیکن کریم کا چہرہ پھر بھی شاداب یعنی کھلا رہتا ہے۔

دعوت دینے والے کے لیے مناسب یہی ہے کہ وہ فاسق وفاجروں کی بجائے پرہیزگاروں کو دعوت دے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"نیک کے کھانے کے علاوہ کسی کا کھانا نہ کھاؤ اور کھانا نیک ہی کو کھلاؤ۔"

"دعوت میں مالداروں کی بجائے فقراء کو کھلاؤ۔"

"بدترین ولیمہ وہ ہے جس میں فقیروں کی بجائے امراء کو بلایا جائے۔"

جب ضیافت کی جائے تو دعوت دینے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے رشتہ داروں کو بھی دعوت میں شریک ہونے کے مدعو کرے اگر انہیں نظر انداز کیا جائے تو یہ صلہ رحمی کی بجائے قطع رحمی ہوگا۔ اسی طرح درجہ بدرجہ دوستوں کو بھی دعوت دے اگر ان کو چھوڑ دیا جائے تو اس سے اجنبیت اور غیریت پیدا ہوگی۔ علاوہ ازیں دعوت میں تکبر اور غرور کا سایہ نہ پڑنے پائے بلکہ مقصود یہ ہو کہ میں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق عمل کر رہا ہوں اور بھائیوں میں بھائی چارہ کا اضافہ کر رہا ہوں لہٰذا اس طرح سے کھانا کھلا کر مسلمانوں کے دلوں میں اخوت اور مسرت پیدا کرنے کا یہی نتیجہ نکلتا ہے جو دعوت قبول کرنے میں تکلیف محسوس کرے اسے نہ بلایا جائے اور ایسے شخص کو بھی نہ بلایا جائے جس کی بدولت حاضرین کو تکلیف ہو صرف اسے دعوت دی جائے جو پسند کرتا ہو اور پسندیدہ ہو۔

حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔ جس نے کسی ایسے شخص کو بلایا جو اسے ناپسند کرتا ہے تو اس پر گناہ ہے اور جس کو دعوت دی گئی اس نے باوجود ناپسندیدگی

کے قبول کر لی تو اس پر دوہرا گناہ ہے کیونکہ اس نے ناپسندیدہ کھانا اسے کھانے پر مجبور کیا پرہیزگار کو کھانا کھلانا اس کی عبادت میں تعاون کرنا ہے اور بدمعاش کو کھانا کھلانا اس کی بدمعاشی میں مدد کرنا ہے۔

جناب ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بادشاہوں کے کپڑے لیتا ہوں آپ کا کیا خیال ہے کہ میں بھی ظالموں کے ساتھ ان کے ظلم میں شریک ہوں آپ نے فرمایا اکیلے آپ نہیں وہ بھی ظلم میں شریک ہیں جو لباس اور اس کا متعلقہ سامان فراہم کرتے ہیں وہ بھی شریک ظلم ہیں بہرحال تمہیں توبہ کرنی چاہیے۔

دعوت سنت نبوی ہے۔

دعوت کو قبول کرنا بھی سنت موکدہ ہے اور ایک قول کے مطابق بعض مقامات پر واجب ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر مجھے گائے یا بکری کی پتلی سی پنڈلی کی دعوت دی جائے تو میں اسے قبول کر لوں گا۔ اگر مجھے ایک پنڈلی بھی ہدیہ دی جائے تو میں اسے قبول فرما لوں گا۔ دعوت قبول کرنے کے لیے پانچ اداب ہیں جو میں نے اپنی کتاب احیاء علوم الدین میں تحریر کر دیے ہیں۔

۱۰۸

جنازہ اور قبر

جنازہ ہر خردمند کے لیے مقام عبرت ہے یہ موت کی یاددہانی اور تنبیہ بھی ہے مگر غافل ہر حالت میں غافل ہی رہتے ہیں وہ دوسرے کے جنازے دیکھنے کے باوجود بھی ہوش کے ناخن نہیں لیتے۔ انہیں یہ خیال نہیں آتا کہ ایک نہ ایک دن ان کا بھی اسی طرح جنازہ اٹھنا ہے مگر غور و فکر کی بجائے ان کی قلبی قساوت بڑھتی جا رہی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب

بھی جنازہ دیکھتے تو فرماتے چلو ہم بھی تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔

حضرت مکحول دمشقی رحمۃ اللہ علیہ جب بھی جنازہ دیکھتے تو فرماتے تم صبح کو جاؤ ہم آئندہ شام آنے والے ہیں یہ زبردست نصیحت ہے اور تیز غفلت ہے۔ پہلا چلا جاتا ہے اور دوسرا اس حال میں رہتا ہے کہ اس میں عقل نہیں ہوتی۔

حضرت اسید بن حضیر رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے میں کسی جنازہ میں حاضر نہیں ہوا مگر میرے نفس نے مجھے ایسی باتوں میں لگائے رکھا جو اس کے ساتھ کیا ہوا اور کیا ہونے والا ہے۔

جناب مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی کا انتقال ہوا تو مالکؒ اس کے جنازے میں روتے ہوئے نکلے اور یہ کہہ رہے تھے واللہ میری آنکھیں اس وقت تک ٹھنڈی نہ ہوں گی جب تک مجھے یہ نہ معلوم ہو جائے کہ میرا ٹھکانہ کونسا ہے؟ افسوس اس رات کو میں زندگی میں نہ پا سکوں گا۔

حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ہے کہ وہ جنازہ میں جاتے تو یہ نہ جان سکتے کہ کس کے ساتھ تعزیت کریں کیونکہ سب کے سب غمگین ہوتے۔

حضرت ثابت البنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم جنازوں میں شرکت کرتے ہیں تو سب کو منہ پر پلو ڈالے روتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

یہ موت کا خوف تھا جو ان پر طاری تھا مگر ان دنوں حالت یہ ہے کہ جنازہ میں شامل ہوتے ہیں اگر ہنس رہے ہوتے ہیں۔ یہاں تک ہوتا ہے کہ بیہودہ گوئی ہو رہی ہوتی ہے۔ اس کے عزیز و اقارب اس کے ترکہ کی تقسیم کی فکر دامن گیر ہوتی ہے مگر توجہ موت کی طرف نہیں ہوتی۔ یہ گناہوں کی کثرت کا نتیجہ ہے۔ جو ہم اس قدر غافل ہیں حقیقت میں ہم اللہ تعالیٰ کو بھول چکے ہیں۔ کاش ہم میت کی بجائے اپنی حالت پر روتے۔

حضرت ابراہیم زیارت رحمۃ اللہ علیہ نے چند افراد کو مردے پر ترس کھاتے ہوئے دیکھا تو فرمایا تم اپنے آپ پر ترس کھاؤ یہی تمہارے لیے بہتر ہے کیونکہ مرنے والا تین خوفناک مقامات سے نجات حاصل کر گیا۔ ایک اس نے ملک الموت کا چہرہ دیکھ

اس نے دیکھ لیا دوسرے موت کی تلخی تو اس کا مزہ اس نے چکھ لیا۔ آخری انجام کو بخوبی پہنچ گیا۔

جناب ابو عمرو بن علاء کا قول ہے کہ میں جریر کے ہاں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اپنے کاتب کو اشعار املا کروا رہے تھے۔ ایک جنازہ آیا تو انہوں نے فرمایا ان جنازوں نے مجھے بوڑھا کر دیا۔ پھر یہ اشعار پڑھے۔

تُرَوِّعُنَا الْجَنَائِزُ مُقْبِلَاتٍ !

وَنَلْهُو حِيْنَ تَذْهَبُ مدبرات

جنازے ہمیں آتے ہوئے خوف زدہ کرتے ہیں اور جب وہ چلے جاتے ہیں تو ہم پھر غافل ہو جاتے ہیں۔

كَرَوْعَةِ ثُلَّةٍ لِمَغَارِ ذِئْبٍ !

فَلَمَّا غَابَ عَادَتْ رَاتِعَاتٌ

بھیڑیے کی غار کو دیکھ کر خوف آتا ہے لیکن جب بھیڑیا غائب ہو تو بھیڑیں بے خطر چرنے لگتی ہیں۔

جنازہ میں شرکت کرنے کے یہ آداب ہیں۔

غور و فکر کرے اور اس کے ساتھ اگلے لوگوں کے ساتھ ہو۔ ان آداب کو بجا لائے جن کا ذکر فقہ نے کیا ہے۔ مردے کے بارے میں حسن ظن رکھے خواہ وہ فاسق ہی ہو اپنے آپ پر بدظن رہے چاہے ظاہری طور پر نیک ہو حقیقت حال سے کوئی آگاہ نہیں حضرت عمر بن ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کا ایک پڑوسی فوت ہو گیا وہ سخت برا آدمی تھا۔ بہت سے لوگوں نے اس کا جنازہ نہ پڑھا مگر یہ آئے اور انہوں نے جنازہ پڑھا جب انہیں قبر میں رکھا گیا تو انہوں نے قبر پر کھڑے ہو کر کہا۔ اے فلاں! اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمت کرے تو نے عمر بھر اللہ کی توحید کا اقرار کیا اور سجدہ میں اپنے چہرے کو رکھا۔ لوگ کہتے ہیں تو گنہگار ہے، ہم میں سے کون ہے جو گنہگار نہیں؟

حکایت:۔ بصرہ کے قریب ایک انتہائی گنہگار آدمی رہتا تھا جب وہ مر گیا

تو اس کے جنازے کو اٹھانا تو بہت دور کی بات ہے کسی نے ہاتھ لگانا بھی گوارا نہ کیا ایسی حالت میں اس کی بیوی نے مزدور کرائے کے لیے وہ جنازہ اٹھوا کر قبرستان میں لے گئی۔ قبرستان کے قریب پہاڑوں میں ایک زاہد رہتا تھا جس کی عبادت کا بہت شہرہ تھا۔ جنازہ رکھنے سے پہلے وہ جنازہ پڑھانے کا منتظر تھا جب اس زاہد کے جنازہ پڑھانے کی خبر پہنچی تو لوگ جوق در جوق جمع ہونا شروع ہو گئے۔ انہوں نے اس زاہد کی اقتداء میں نماز جنازہ پڑھی۔

لوگوں کو زاہد کے اس فعل پر سخت حیرانی ہوئی انہوں نے نماز جنازہ کے بارے میں اس سے سوال کیا تو اس نے بتایا کہ مجھے خواب میں یہ حکم ملا فلاں جگہ جاؤ وہاں جنازہ آ رہا ہے اس کے ساتھ صرف ایک عورت ہے جس کا جنازہ ہے وہ مغفور ہے۔ اس جملہ پر لوگوں کی حیرانی میں مزید اضافہ ہوا۔ عورت سے اس کے حالات معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ درست ہے کہ یہ شرابی اور شراب خانے میں ساری عمر گزاری مگر اس میں ایک صفت تھی کہ صبح جب یہ مدہوش نہ ہوتا تو باوضو نماز فجر ادا کرتا تھا۔ دوسرے اس کے گھر میں یتیم بچے رہتے تھے جن سے اپنے بچوں جیسا سلوک کرتا تھا۔ تیسرے رات کو جب ہوش آتا تو خوب رو کر اللہ کے حضور التجا کرتا یا اللہ مجھ خبیث سے جہنم کے کونے کو پُر کرے گا۔ جب یہ راز کھل گیا تو زاہد روانہ ہو گیا۔

حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک آدمی نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی۔ یا رسول اللہ سب سے بڑا زاہد کون ہے؟ جو قبر اور مصائب کو نہ بھولے۔ دنیاوی زیب و زینت کو ترک کر دے فانی چیزوں پر دائمی چیزوں کو ترجیح دے آئندہ کل کو اپنی زندگی میں شمار نہ کیا۔ خود کو اہل قبور ہی میں شمار کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا کیا وجہ ہے کہ آپ قبرستان کے قریب رہائش رکھتے ہیں آپ نے فرمایا میں اہل قبرستان کو اچھے اور سچے پڑوسی خیال کرتا ہوں جو زبانیں بند رکھتے ہیں اور آخرت کی یاد دلاتے ہیں۔

حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ جب قبروں میں کھڑے ہوتے تو اس قد

روتے کہ آپ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔ آپ سے سوال کیا گیا جب آپ جنت و دوزخ کا ذکر کرتے ہیں تو روتے نہیں مگر جب قبروں پر کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے ہیں آپ نے فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے۔ اگر انسان کو اس سے نجات مل گئی تو بعد والی آسان ہے اگر اس سے نجات نہ ملی تو بعد والی اس سے سخت ہے۔

روایت ہے کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے قبرستان کو دیکھا تو سواری سے اترے اور دو رکعت نماز ادا کی۔ ان سے پوچھا گیا کیا وجہ ہے؟ آپ نے ایسا کیا فرمایا میں نے قبرستان والوں کو اور اس چیز کو یاد کیا جو ان کے اور میرے درمیان حائل کی گئی ہے میں نے اس بات کو پسند کیا کہ دو رکعت ادا کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جائے۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سب سے پہلے قبر انسان سے کہتی ہے میں کیڑوں، تنہائی اور اندھیرے کا گھر ہوں۔ میں نے تیرے لیے یہ تیار کیا ہے تو نے میرے لیے کیا تیار کیا ہے؟ اور کیا لایا ہے۔؟

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کیا میں تمہیں اپنی محتاجی کا دن نہ بتاؤں؟ وہ دن ہے جب مجھے اپنی قبر میں رکھا جائے گا۔

(۱۰۹)

عذاب جہنم کا خوف

صحیح بخاری میں ہے کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا فرمایا کرتے ہیں۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں نیکی اور آخرت میں نیکی عطا فرما اور ہم کو آگ کے عذاب سے بچا۔

مسند ابویعلیٰ میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ میں فرمایا دو عظیم چیزیں ہیں انہیں نہ بھولو۔ ایک جنت اور دوسری جہنم۔ آپ اس قدر روئے کہ آنسوؤں سے آپ کی ریش مبارک دونوں طرف سے تر ہوگئی۔ پھر فرمایا تم آخرت کے بارے میں کچھ جانتے ہو۔ اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم سروں پر مٹی ڈالتے اور مٹی پر چلتے۔

طبرانی اوسط میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں خلاف معمول تشریف فرما ہوئے جبکہ اس سے قبل کبھی آپ کا آنا نہ ہوا تھا۔ آپؐ نے پوچھا جبرائیل کیا وجہ ہے کہ تمہارا رنگ اڑا ہوا ہے۔ عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو دھکانے کا حکم دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیل جہنم کے بارے میں بتاؤ۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو دھکانے کا حکم دیا تو ہزار سال تک آگ جلائی گئی۔ حتیٰ کہ وہ سفید ہوگئی پھر حکم ہوا تو ہزار برس تک آگ جلائی گئی۔ حتیٰ کہ وہ سرخ ہوگئی۔ پھر حکم ہوا تو ہزار برس تک جلائی گئی۔ حتیٰ کہ وہ سیاہ ہوگئی۔ اب وہ سیاہ اندھیرا ہے اس کے شرارے اسے روشن نہیں کرتے اور اس کے شعلے بجھتے نہیں اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے اگر دوزخ میں سے ایک سوئی کے ناکے برابر سوراخ ہو جائے تو زمین کا ہر ذی روح مر جائے۔ اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے اگر دوزخ کا داروغہ اہل دنیا کے سامنے رونمائی کرے اس کے چہرے کے خوف اور بدبو سے تمام جاندار مر جائیں۔ اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو نبی برحق بنا کر بھیجا اگر دوزخیوں کی زنجیر کا ایک حلقہ جس کا ذکر کتاب اللہ میں ہوا ہے اسے دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دیا جائے تو یہ پگھل کر بہہ جائیں۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیلؑ بس کرو۔ کہیں میرا دل ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو جائے اور میں انتقال نہ کر جاؤں۔ تب آپؐ نے دیکھا کہ جبرائیل خود رو رہے تھے فرمایا جبرائیل تم کیوں رو رہے ہو حالانکہ تم تو بلند ترین مقام پر فائز ہو۔ کہنے لگے مجھے رونے کا زیادہ حق ہے شاید کہ میں اللہ تعالیٰ کے علم میں اس حال سے کسی دوسرے حال میں لکھا گیا ہوں اور میں نہیں جانتا کہ کہیں مجھے بھی آزمائش میں نہ ڈال دیا جائے جیسا کہ ابلیس کو ڈالا گیا تھا پھر

وہ رسوا ہوا وہ بھی اسناد ملائکہ تھا۔ کہیں ہاروت اور ماروت کی طرح مصیبت نہ آجائے اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی رو پڑے۔ آخر کار آواز آئی اے جبرائیل اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم دونوں کو نافرمانی سے محفوظ کر دیا گیا۔ پھر حضرت جبرائیل آسمان پر چلے گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف فرما ہوئے۔

آپ کا گزر ایک انصار کی جماعت کے قریب سے ہوا جو ہنس رہے تھے اور کھیل رہے تھے۔ آپ نے فرمایا تم ہنس رہے ہو اور تمہارے قریب دوزخ ہے۔ اگر تم وہ جانتے ہو جو میں جانتا ہوں تو ہنستے کم اور روتے زیادہ نہ تم کھا سکتے نہ پی سکتے بلکہ تم ویرانوں میں نکل جاتے اور اللہ تعالیٰ کی پناہ کے متلاشی ہوتے۔ اس پر آواز آئی۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے بندوں کو ناامید نہ کرو۔ ہم نے آپ کو خوشخبری سنانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ تنگی کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیدھی راہ پر چلو اور اپنے اعمال درست کرو تاکہ قرب الٰہی حاصل ہو۔

روایت ہے کہ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیلؑ سے سوال کیا۔ کیا وجہ ہے کہ میں حضرت میکائیل علیہ السلام کو ہنستے کبھی نہیں دیکھا تو جبرائیلؑ نے جواب دیا جب سے دوزخ پیدا ہوا ہے کبھی نہیں ہنسے۔

ابن ماجہ اور حاکم نے اسے روایت کیا اور اسے صحیح بتلایا کہ دنیا کی آگ سے دوزخ کی آگ ستر گنا تیز ہے۔ یہ دنیا کی آگ اگر اسے دو مرتبہ پانی سے نہ دھویا ہوتا تو یہ اہل دنیا کے کام نہ آتی یہ خود اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتی ہے کہ وہ حرارت دوبارہ نہ آئے۔

بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی۔

كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ۔

(النساء ۵۶)

جب ان کے چمڑے گل سڑ جائیں گے ہم ان کے چمڑے دوسرے بدل دیں گے تاکہ وہ عذاب چکھیں۔

تو فرمایا اے کعب رضی اللہ عنہ مجھے اس کی تفسیر بیان کر دا گر سچ کہا تو تصدیق کروں گا ورنہ آپ کی بات رد کر دوں گا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا انسان کا چمڑہ جلے گا اور اسی لمحے نیا ہو جائے گا یا ہر دن میں چھ ہزار مرتبہ نیا ہوگا۔ مراد رسولؐ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ نے سچ کہا۔

بیہقی نے اس آیت کے ساتھ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے کہ انہیں دن میں ستر ہزار مرتبہ آگ کھا جائے گی اور ہر مرتبہ جب انہیں آگ جلائے گی وہ پھر سے پہلے کی طرح ہو جائیں گے۔

مسلم شریف کی حدیث ہے کہ ایک گنہگار مسلمان کو جسے دنیا کی تمام نعمتیں میسر ہوں گی اسے دوزخ میں غوطہ دے کر پوچھا جائے گا۔ اے انسان تو نے کبھی آرام بھی دیکھا کیا تجھے کبھی کوئی نعمت میسر آئی؟ وہ کہے گا اللہ کی قسم نہیں۔ دنیا میں نہایت شدید تکالیف برداشت کرنے والا لایا جائے گا اسے جنت کی جھلک دکھا کر پوچھا جائے گا اے انسان تو نے کبھی کوئی تکلیف دیکھی؟ وہ کہے گا اللہ کی قسم مجھ پر کبھی کوئی دکھ نہیں آیا اور نہ ہی میں نے کوئی تکلیف دیکھی ہے۔

ابن ماجہ کی روایت ہے کہ دوزخیوں پر رونا مسلط کر دیا جائے گا وہ اس قدر روئیں گے کہ ان کے آنسو ختم ہو جائیں گے۔ پھر وہ خون کے آنسو روئیں گے ان کے چہروں پر گڑھے پڑ جائیں گے۔ وہ ایسے دکھائی دیں گے اگر کشتیاں ڈال دی جائیں تو وہ چلیں۔

ابو یعلی سے روایت ہے کہ اے لوگو! رؤو۔ اگر تم رو نہ سکو تو رونی صورت بنا لو کیونکہ دوزخی روئیں گے حتیٰ کہ ان کے رخسار آنسوؤں سے ایسے تر ہوں گے گویا وہ نہریں ہیں۔ بالآخر آنسو ختم ہو جائیں گے پھر وہ خون کے آنسو روئیں گے اور آنکھیں زخمی ہو جائیں گی۔

۱۱۰

میزان اور پُل صراط

ابوداؤد میں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے صدیقہ کائنات ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ رو پڑیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں رو رہی ہو؟ عرض کیا جہنم کی یاد نے رونے پر مجبور کیا۔ کیا آپ اپنے گھر والوں کو یاد رکھیں گے؟ آپؐ نے فرمایا تین مقامات پر کوئی کسی کو یاد نہ کرے گا۔ میزان عمل پر جب تک وہ جان نہ لے کہ اس کا پلڑا بھاری ہے یا ہلکا، نامہ اعمال کے دائیں ہاتھ میں آتا ہے یا پیٹھ پیچھے بائیں ہاتھ میں۔ جب پل صراط کو جہنم کے درمیان رکھا جائے گا جب تک وہ یہ نہ جان لے کہ کیا پار کر سکے گا یا نہیں؟

ترمذی میں ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ قیامت کے دن میری شفاعت فرمائیں گے آپؐ نے فرمایا ان شاء اللہ کروں گا۔ میں نے عرض کیا۔ آپؐ کو کہاں تلاش کیا جائے؟ فرمایا پہلے مجھے پل صراط کے قریب تلاش کرو اگر وہاں نہ آپؐ ہوں تو پھر کہاں تلاش کیا جائے فرمایا پھر مجھے میزان کے پاس تلاش کرو۔ میں نے عرض کیا اگر میں آپؐ کو میزان کے قریب نہ سکوں تو پھر کہاں تلاش کروں تو فرمایا مجھے حوض کوثر کے پاس تلاش کرو۔ ان تین مقامات میں سے کسی ایک جگہ ضرور ہوں گا۔

حاکم کی روایت ہے کہ قیامت کے دن ایسا میزان لگایا جائے گا اگر اس میں زمین و آسمان وزن کیے جائیں یا رکھ دیے جائیں تو وہ سب کھپ جا سکیں گے۔ فرشتے عرض کریں گے یا اللہ اس میں کس کا وزن کیا جائے گا؟ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں اپنی مخلوق میں جس کا چاہوں گا۔ پھر فرشتے کہیں گے پاک ہے تو ہم نے تیری عبادت نہیں کی جس طرح عبادت کرنے کا حق تھا۔

پل صراط استرے کی دھار کی طرح تیز ہو گا۔ فرشتے پوچھیں گے اس پر سے کون گزرے گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ جو مخلوق میں چاہوں گا۔ پھر فرشتے کہیں گے تو پاک ہے ہم نے تیری عبادت نہیں کی جس طرح کہ عبادت کرنے کا حق تھا۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دوزخ کے درمیان میں پل صراط رکھا جائے گا جو تلوار کی طرح تیز اور باریک ہو گا جس پر پھسلن ہو گی اس پر آگ کے کانٹے ہوں گے۔ جن سے وہ لوگوں کو اچک لے گی اس پر رکنے والا اس میں گرے گا اور کچھ تیز چلنے والے ہوں گے جن میں سے بعض بجلی کی روانی سے گزریں گے وہ گزر کر ہی رکیں گے۔ بعض اس پل کو ہوا کی طرح عبور کریں گے۔ بعض گھوڑ سوار کی طرح۔ بعض لوگ دوڑتے ہوئے آدمی کی طرح پھر اس سے کم رفتار دوڑتے ہوں گے۔ پھر پیدل چلنے والوں کی طرح لوگ گزریں گے سب کے آخر میں ایسا انسان آئے گا جسے آگ نے جھلسا دیا ہو گا وہ تکلیف برداشت کر کے آیا ہو گا۔ وہ بھی اس کی رحمت سے جنت میں داخل ہو جائے گا۔ اسے کہا جائے گا مانگ جو کچھ تجھے مانگنا ہے وہ کہے گا۔ اے رب العزت مجھ سے مزاح کرتا ہے؟ پھر اس کی تمام تمنائیں پوری کی جائیں گی۔ پھر کہا جائے گا مانگ جو طلب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیرے پاس وہ سبھی کچھ ہے جو تو نے طلب کیا اور اس کے ساتھ اور کچھ بھی ہے۔

مسلم میں حضرت ام مبشر رضی اللہ عنہا انصاریہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے سنا وہ دوزخ میں انشاء اللہ تعالیٰ نہیں جائیں گے جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی ہے۔ عرض کیا ہاں یارسول اللہ! آپ نے اسے ڈانٹ دیا۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا۔ (مریم ۷۱)

تم میں سے کوئی نہیں مگر اس پر وارد ہونے والا ہے۔

اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا بھی ارشاد ہے۔

ثُمَّ نُنَجِّى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا۔ (مریم ۷۲)

پھر ہم نجات دیں گے ان کو جو پرہیز گاری کرتے ہیں اور ظالموں کو گرتا چھوڑ دیں گے۔

جناب احمد کی روایت ہے ورود فی النار میں علمار کا اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک مومن داخل نہیں ہوں گے۔ بعض نے کہا ہے تمام لوگ اس میں داخل ہوں گے پھر اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو نجات دے گا جو صاحبِ تقویٰ ہوں گے۔

بعض لوگوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تمام لوگ اس میں وارد ہوں گے۔

پھر انہوں نے انگلیوں کو کانوں کے قریب لے جا کر کہا ہے میرے دونوں کان بہرے ہوں اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنا ہو کہ ورود سے مراد دخول ہے۔ کوئی نیک اور بُرا باقی نہ رہے گا مگر سب داخل ہوں گے تب وہ جہنم سب مومنوں پر اس طرح ٹھنڈا اور سلامتی والا ہو جائے گا جس طرح سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر آگ ٹھنڈی ہوئی تھی اس آگ کے متعلق آپؐ نے فرمایا پھر مومنوں کی سردی کی وجہ سے اس کی فریاد نکلے گی پھر اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو نجات دے گا جو پرہیز گاری کرتے ہیں اور ظالموں کو جہنم میں گرا ہوا چھوڑ دے گا۔

حاکم کی روایت ہے کہ لوگ جہنم میں وارد ہوں گے اور اپنے اعمال کی بدولت اس سے نجات حاصل کریں گے۔ پہلے بجلی کی چمک کی طرح۔ پھر ہوا کی طرح پھر گھوڑ سوار کی طرح پھر اونٹ سوار کی طرح۔ پھر دوڑتے ہوئے آدمی کی طرح۔ اس کے بعد پیدل آدمی کی طرح پل صراط سے نکل جائیں گے۔

(یا اللہ اپنی رحمت سے ہمیں جہنم کی آگ سے محفوظ فرما۔ آمین)

۱۱۱

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کا وصال قریب ہوا تو ہم ام المومنین صدیقہ کائنات عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان میں گئے جدائی کی گھڑی قریب تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دیکھا تو آپ کی آنکھیں آنسو سے تر ہو گئیں۔ پھر فرمایا تمہیں خوشخبری ہو اللہ نے تمہیں زندگی دی اللہ نے تمہیں پناہ دی اللہ تعالیٰ نے تمہاری امداد فرمائی۔ اللہ سے ڈرتے رہنے کی میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اور تمہیں اللہ ہی سے متعلق کرتا ہوں۔ میں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھلا نذیر ہوں تم اللہ کی سلطنت میں اس کے بندوں پر زیادتی نہ کرو۔ موت قریب ہے اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ سدرۃ المنتہیٰ کی طرف جنت الماویٰ کی طرف کاس الادنی کی طرف پس تم اپنے آپ پر اور میرے بعد جو میرے دین میں داخل ہو اس پر میری طرف سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ دیں۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال کے وقت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ میرے بعد میری امت کا کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میرے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خوشخبری سنادو کہ میں انہیں امت کے بارے میں شرمندہ نہیں کروں گا۔ آپ انہیں یہ بھی خوشخبری سنا دیجیے کہ جب حشر میں لوگ اٹھائے جائیں گے تو آپ کی امت سب سے پہلے اٹھے گی۔ جب وہ جمع ہوں گے تو میرا حبیب ان کا سردار ہو گا۔ بے شک جنت دوسری امتوں کے لیے اس وقت تک حرام ہو گی جب تک آپ کی اُمت جنت میں داخل نہ ہو جائے۔ یہ سن کر زمین پر عرش بریں کے آخری نمائندہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب میری آنکھیں ٹھنڈی ہو گئی ہیں۔

صدیقہ کائنات ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ مجھے سات کنوؤں کے سات پانیوں سے غسل کرایا جائے آپ کے حکم کی تعمیل اسی طرح کی گئی تو آپ نے راحت محسوس کی پھر باہر تشریف لے گئے اور نماز پڑھائی اور شہدائے اُحد کے لیے بخشش کی دعا فرما کر انصار کے لیے وصیت کرتے ہوئے فرمایا۔

"اما بعد! اے گروہ مہاجرین تم بڑھتے رہو گے اور انصار اپنی موجودہ حالت

پر باقی ہیں وہ نہیں بڑھے۔ انصار میرے راز دار ہیں جن کی طرف میں نے پناہ لی ہے لہٰذا ان کے نیک کی عزت کرو اور غلطی کریں تو درگزر کرو۔

پھر فرمایا، بندے کو دنیا کے اور جو اللہ کے پاس ہے اسے پسند کرے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رو دیے اور سمجھ گئے کہ اس بندہ سے مراد خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر تسلی رکھو۔ ابوبکر کے دروازے کے سوا مسجد کی طرف کھلنے والے تمام گھروں کے دروازے بند کر دو کیونکہ میری مصاحبت میں کوئی آدمی ابوبکرؓ سے بڑھ کر کوئی آدمی افضل میرے علم میں نہیں۔

صدیقہ کائنات ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں میرے دن میں اور میری گود میں میرے دل اور حلقوم کے درمیان وصال فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس دنیا سے پردہ پوشی کے وقت میرے اور آپؐ کے لعاب دہن کو جمع کر دیا۔ میرے گھر میرا بھائی عبدالرحمٰن آیا تو اس کے ہاتھ میں مسواک تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کی طرف دیکھنے لگے۔ میں سمجھ گئی آپ مسواک پسند فرما رہے ہیں اس پر میں نے کہا آپؐ کے لیے لے لوں۔ آپ نے سر سے اشارہ فرمایا ہاں میں مسواک لے کر حضور اقدس کے دہن مبارک میں دے دی تو وہ آپؐ کو سخت محسوس ہوئی۔ میں نے عرض کیا نرم کر دوں۔ آپ نے سر کے اشارے کے ساتھ نرم کرنے کو فرمایا۔ میں نے اسے منہ میں لے کر چبا کر نرم کیا۔ آپؐ کے سامنے پانی کا برتن تھا آپ اس میں اپنا ہاتھ داخل کرتے اور فرماتے۔ لا الہ الا اللہ۔ پھر آپؐ نے اپنا ہاتھ سیدھا کیا اور فرمایا الرفیق الاعلی الرفیق الاعلی۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی ملاقات مطلوب ہے۔ میں نے عرض کیا پھر تو آپؐ ہمارے پاس نہیں رہیں گے۔

حضرت سعید بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ جب انصار نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طبع شریف میں گرانی کا اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے تو مسجد کے گرد اضطرابی حالت میں پھرنے لگے پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور لوگوں کی حالت اور ان کے غم اور اندیشہ

بیان کیا۔ پھر حضرت فضل رضی اللہ عنہ بھی تشریف لائے انہوں نے ایسا ہی عرض کیا۔ ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما ہوئے۔ انہوں نے بھی یہی الفاظ دہرائے اس پر آپؐ نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور کہا تھام لو۔ پوچھا کیا کہتے ہو، عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں آپ کے وصال فرمانے کا ڈر ہے۔ آپؐ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور فضل رضی اللہ عنہ کا سہارا لے کر چلے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپؐ کے آگے آگے تھے۔ آپؐ نے سر پر پٹی باندھ رکھی تھی اور پاؤں سے لکیر سی بنتی جا رہی تھی۔ آخر کار آپ منبر کی نچلی سیڑھی پر بیٹھ گئے۔ صحابہ کرام آپؐ کے قریب جمع ہو گئے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کہہ کر فرمایا۔

"اے لوگو! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم میری موت کی بدولت خائف ہو تم موت کو نہیں پہچانتے اور تم اپنے نبی کی موت کو اچھا نہیں سمجھتے۔ حالانکہ تمہارے نبی کی وفات کوئی حیرت کی بات نہیں۔ کیا میں نے تمہیں موت کی خبر نہیں دی اور خود تمہیں موت کی خبریں نہیں ملیں؟ کیا مجھ سے پہلے کوئی نبی ہمیشہ زندہ رہا کہ میں بھی ہمیشہ رہوں؟ اسے جان لو کہ میں بھی اپنے رب سے ملنے والا ہوں اور تم بھی اسی سے ملنے والے ہو میں تمہیں مہاجرین اولین کے متعلق نیکی کی وصیت کرتا ہوں اور میں مہاجرین کو ایک دوسرے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ قسم ہے زمانہ کی تحقیق انسان نقصان میں ہے مگر وہ لوگ جو ایمان لائے۔ اور نیک عمل کیے۔ اور حق کی ایک دوسرے کو وصیت کرتے رہے۔

اور تمام امور اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہیں کسی معاملہ کے دیر ہونے پر جلدی نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کسی کی جلد بازی کی وجہ سے جلدی نہیں کرتا جس نے اللہ تعالیٰ پر غلبہ پانے کی کوشش کی وہ خود مغلوب ہو گیا جس نے اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دینے کی کوشش کی وہ خود دھوکہ میں رہے گا۔ پس تم اس بات کے قریب ہو کہ اگر تمہیں والی بنایا جائے تو تم زمین میں فساد کرو گے اور قطع رحمی کرو گے۔"

اور میں تمہیں انصار کے بارے میں نیکی کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ وہی ہیں جنہوں نے اپنے گھروں میں ٹھہرایا اور تم سے پہلے ایمان لائے۔ لہٰذا تم ان سے نیکی کرو۔ کیا انہوں نے پھلوں میں تمہارا حصہ نہیں رکھا۔ کیا انہوں نے تمہیں گھروں میں نہیں بسایا۔؟ کیا انہوں نے تمہیں اپنی جانوں پر ترجیح نہیں دی حالانکہ وہ خود تنگ دست تھے۔ باخبر رہو۔ جو شخص اس بات کا والی بنایا جائے کہ وہ دو آدمیوں میں فیصلہ کرے پس چاہیے کہ وہ ان کے نیک کو قبول کرے اور ان کے برے سے درگزر کرے۔ باخبر ہو جاؤ ان پر خود کو ترجیح نہ دو۔ باخبر میں تمہارے لیے پہلے جانے والا ہوں اور تم سے ملنے والا ہوں۔ باخبر رہو تمہارے اترنے کی جگہ میرا حوض ہے۔ میرا حوض شام کے شہر بصرہ اور صنعاء یمن کے درمیانی فاصلہ کے برابر ہے۔ اس میں کوثر کے پرنالے سے ایسا پانی جمع ہوتا ہے جو دودھ سے زیادہ سفید اور مکھن سے زیادہ نرم اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے جس نے اس سے پی لیا وہ کبھی بھی پیاسا نہیں ہوگا اس کی کنکریاں موتیوں کی اور اس کی زمین مشک کی ہے۔ میدان حشر میں جو اس سے محروم رہا۔ وہ تمام بھلائی سے محروم رہا۔

باخبر ہو جاؤ۔ جو یہ پسند کرتا ہے کہ کل میرے پاس آئے اسے چاہیے کہ وہ ناجائز باتوں سے اپنی زبان اور ہاتھ کو روکے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے لیے وصیت فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا۔

"میں اس بات کے لیے قریش کو وصیت کرتا ہوں کہ لوگ ان کی بھلائی ان کے بھلے کے لیے اور ان کی برائی ان کے برے کے لیے ہے۔ اے قریش! لوگوں سے بھلائی کرو، اے لوگو گناہ نعمتوں کو تبدیل کر دیتے ہیں اور حشمت کو بدل دیتے ہیں۔ جب لوگ نیک ہوں تو حاکم بھی نیک ہوں گے اور جب لوگ نافرمانیاں کریں گے تو نافرمان قرار پائیں گے یعنی ان کے حاکم ظالم ہوتے ہیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے اور اسی طرح ہم بعض ظالموں کو بعض ظالموں کا والی بوجہ ان کے اعمال کے بنا دیتے ہیں۔"

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا ابوبکرؓ پوچھو! عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات قریب ہے؟ آپ نے فرمایا وقت بالکل ہی قریب ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ یارسول اللہ! جو کچھ اللہ کے ہاں ہے آپ کو مبارک ہو کاش ہم اپنے ٹھکانے کو جانتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی طرف سدرۃ المنتہیٰ کی طرف پھر جنت الماویٰ کی طرف شراب طہور کے بھرے ہوئے جام جہاں رکھے ہیں۔ اس طرف فردوس اعلیٰ کی طرف رفیق اعلیٰ مبارک عیش نصیب کی طرف۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! آپ کے غسل کے لیے انتظام کس کا ہوگا؟ فرمایا میرے قریبی اور ان کے قریبی۔ پھر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ہم آپ کو کن کپڑوں کا کفن دیں؟ آپ نے فرمایا میرے ان کپڑوں یمنی چادر اور سفید مصری چادریں۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ہم آپ کی نماز جنازہ کیسے پڑھیں۔ چنانچہ ہم رو پڑے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی رو دیے اور فرمایا ٹھہرو اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کرے اور تمہیں اپنے نبی سے بہتر جزا دے۔ جب تم مجھے غسل دے لو اور کفن پہنا لو تو مجھے میرے اسی گھر میں میری چارپائی پر میری قبر کے کنارے رکھ دینا۔ پھر مجھے تنہا چھوڑ کر باہر نکل جانا۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ مجھ پر صلوٰۃ وسلام پڑھے گا جو تم پر رحمتیں بھیجتا ہے اور اس کے بعد فرشتے تمہارے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں پھر فرشتوں کو مجھ پر درود کی اجازت دی جائے گی اور سب سے پہلے اللہ کی مخلوق میں سے جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئیں گے وہ مجھ پر درود پڑھیں گے پھر میکائیل پھر اسرافیل اور پھر ایک جماعت کثیر کے ساتھ عزرائیل علیہ السلام درود پڑھیں گے پھر تمام فرشتے آئیں گے اور اس کے بعد تم گروہ در گروہ داخل ہونا اور گروہوں کی صورت میں مجھ پر درود وسلام پڑھنا۔ چیخ و پکار اور رونے دھونے کے باعث مجھے تکلیف نہ دینا سب سے پہلے تم میں سے امام ہی آغاز کرے میرے اہل بیت قریب قریب شروع کریں۔ پھر عورتوں کا گروہ پھر بچوں کا گروہ آئے مجھ پر درود پڑھتا ہوا۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ کو قبر انور میں کون اتارے گا؟ فرمایا میرے انتہائی قریبی اور ان کے قریبی اور فرشتوں کی کثیر تعداد کے ساتھ وہ مجھے قبر میں اتاریں گے مگر تم انہیں نہیں دیکھ سکو گے وہ تمہیں دیکھتے ہوں گے۔ اٹھو اب جو میرے بعد آنے والوں تک ان کو میری طرف سے تعلیم اسلام پہنچاؤ۔

صدیقہ کائنات ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے جس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا آپ اس دن لوگوں نے دن کے ابتدائی حصہ میں آپ کی طبیعت کو بہتر پایا۔ اور وہ خوشی سے اپنے گھروں میں لوٹ گئے اور کام کاج میں لگ گئے اور آپ کو عورتوں کے درمیان تنہا چھوڑ گئے۔ ہم بھی بہت خوش اور اتنے خوش اس سے پہلے کبھی نہ ہوئے۔ اچانک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سب عورتیں باہر چلی جاؤ کیونکہ فرشتہ مجھ سے اندر آنے کی اجازت طلب کر رہا ہے۔ چنانچہ گھر سے میرے سوا باقی تمام عورتیں باہر چلی گئیں اور آپ کا سر مبارک میری گود میں تھا آپ بیٹھ گئے اور میں گھر کے کونے میں ہو گئی۔

اس فرشتہ نے طویل سرگوشی کی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور اسی طرح سر مبارک میری گود میں رکھ دیا، عورتوں سے فرمایا اندر آ جاؤ۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یہ آہٹ جبرائیل ؑ کی نہیں لگی۔ آپ نے فرمایا عائشہ رض یہ ملک الموت تھا جو میرے پاس آیا تھا اور اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ میں آپ کی اجازت کے بغیر آپ کے پاس نہ آؤں۔ اگر اجازت دیں تو اندر آؤں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ بھی حکم دیا ہے کہ آپ کی اجازت کے بغیر روح قبض نہ کروں، میں نے کہا ٹھہرو تاکہ جبرائیل ؑ آ جائیں یہ ان کے آنے کا وقت ہے۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ اب ہمارے سامنے ایسا معاملہ تھا جس کا ہمارے پاس کوئی جواب نہ تھا، ہم شدت غم سے حیران تھے۔ سب اہل خانہ پر شدت رعب تھا اور کوئی کلام نہ کر سکتا تھا۔ ایسے میں جبرائیل ؑ تشریف فرما ہوئے انہوں نے سلام کیا میں نے ان کے حسن کلام سے سمجھ لیا اور سب گھر والے باہر نکل گئے

وہ اندر تشریف لائے اور کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آپ خود کو کیسا محسوس کر رہے ہیں حالانکہ وہ آپ کے متعلق خود زیادہ جانتا ہے۔ آپ کے مالک یعنی اللہ کا ارادہ ہے کہ آپ کے شرف میں اضافہ فرمائے اور مخلوق میں آپ کا وقار انتہا کو پہنچ جائے اور آپ کی امت میں مثال ہو جائے اور سنت قرار پائے۔ آپ نے فرمایا مجھے تکلیف محسوس ہو رہی ہے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ آپ کو مقام صبر تک شرف عطا فرمائے جو صرف آپ کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ملک الموت نے میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی اور ساری بات بتائی۔ اس جبرائیل نے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کا مشتاق ہے کیا اس نے بتایا نہیں واللہ اس نے آج تک کسی سے اجازت طلب نہیں کی اور نہ ہی آئندہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عظمت کو مکمل کرنے والا اور مشتاق ہے اب کی مرتبہ ملک الموت آئے تو نہ ہٹائیے پھر عورتوں کو اجازت ہوئی پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا میرے قریب آؤ۔ چنانچہ وہ آپ پر جھک گئیں اور آپ نے ان کے کان میں فرمایا اس سے ان کے آنسو جاری ہو گئے تو آپ نے سیدہ سلام اللہ سے فرمایا پھر میرے قریب آؤ وہ قریب جھک گئیں تو آپ نے ان کے کان میں کچھ کہا تو ہنس رہی تھیں اور بات بھی نہ کر سکتی تھیں ہم نے عجیب بات دیکھی تو پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا آج وصال ہو رہا ہے لہذا میں رو پڑی پھر فرمایا کہ میں نے اللہ کے حضور دعا کی ہے کہ میرے اہل میں سے سب سے پہلے تمہیں مجھ سے ملا دے لہذا میں خوش ہوئی۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دونوں بیٹوں کو قریب کیا اور آپ نے انہیں بوسہ دیا۔

ام المومنین صدیقہ کائنات عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد پھر ملک الموت تشریف لائے اور سلام کر کے اجازت طلب کی آپ نے اجازت فرما دی فرشتے نے کہا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا مجھے میرے رب سے ملا دو۔ اس نے کہا ہاں آج کے دن ہی ہوگا اللہ تعالیٰ آپ کا مشتاق ہے میں آپ کے سوا کسی اور کے ہاں بار بار نہیں گیا اور نہ کبھی گھر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی ہے ایک گھڑی باقی ہے وہ کاشانہ نبوت سے باہر نکلے تو جبرائیل علیہ السلام تشریف فرما ہوئے

اور کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السلام علیکم یہ آخری موقعہ ہے کہ میں زمین پر اترا ہوں اب وحی الٰہی لپیٹ دی گئی ہے اور سلسلہ وحی منقطع کر دیا گیا ہے اور دنیا لپیٹ دی جائے گی۔ دنیا میں میرا آپؐ کے پاس ہی آنا جانا تھا آپؐ کے بغیر اور کوئی حاجت نہیں اب میں اپنے مقام پر رہوں گا اور کہیں نہیں جاؤں گا۔ اللہ کی قسم جس نے محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی برحق بنایا۔

صدیقہ کائنات عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی آپؐ کا سرِ انور اپنے سینہ پر رکھ کر اسے تھام لیا آپؐ پر غنودگی سی طاری ہونے لگی اور آپ کی پیشانی مبارک سے پسینہ ٹپکنے لگا میں نے ایسا پسینہ اس سے قبل چہرہ انور پر کبھی نہ دیکھا تھا۔ پھر یہ پسینہ بہنے لگا۔ اس پسینہ کی عمدہ خوشبو کسی چیز میں نہیں پائی۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت عرض کیا جب ذرا افاقہ ہوا۔ کہ میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں یہ پسینہ کیوں جاری ہے آپؐ نے فرمایا! اے عائشہ! صاحب ایمان کی جان پسینہ سے نکلتی ہے اور کافر کی جان اس کے جبڑوں سے گدھے کی سانس کی طرح نکلتی ہے۔ پھر ہم سب گھبرا گئے اور اپنے گھر والوں کی طرف آدمی بھیجا جو سب سے پہلا آدمی جو ہمارے پاس آیا وہ میرا بھائی تھا جسے میرے والد صاحب نے بھیجا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی آمد سے قبل۔

اللہ تعالیٰ کے مردوں کو روک دینے میں یہ حکمت تھی۔ اس وقت جبرائیلؑ اور میکائیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں تھے۔ آپؐ کو کامل اختیار دیا جا رہا تھا۔ آپؐ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کلام کرتے تو فرماتے نماز نماز جب تک تم اس سے وابستہ رہو گے سلامت رہو گے یعنی جب تک تم نماز پڑھتے رہو گے ہمیشہ ایک دوسرے کے معاون رہو گے، پھر فرمایا نماز نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ وصیت کرتے ہوئے کہ نماز کو نہیں چھوڑنا اس کی مکرر تاکید کرتے ہوئے پردہ پوش ہو گئے۔

صدیقہ کائنات عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بروز پیر (سوموار)، چاشت اور دوپہر کے درمیانی وقت میں وصال فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سوموار کو میں نے تنہا مصیبت نہیں دیکھی واللہ اس دن امت کو بہت سے مصائب ملے ہیں۔

ام المومنین صدیقہ کائنات عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمان ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو لوگوں کا ہجوم ہوگیا اور رونے کی آوازیں آنے لگی فرشتوں نے دو کپڑوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لپیٹ دیا مسلمانوں کا آپؐ کے وصال کے متعلق صحابہ کرام میں فرط غم کی وجہ سے اختلاف ہوا کسی نے غم کے جذبات میں کہہ دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات نہیں ہوئی۔ صحابہ کرامؓ کی غم سے زبانیں بند ہوگئیں۔ کافی دیر کے بعد بول سکے۔ الغرض مسلمانوں پر یہ عجیب کیفیت تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے کہ انہیں آپؐ کی وفات کا یقین نہ تھا یہ سب شدتِ غم کے باعث تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ غم کے مارے بیٹھ گئے۔ سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے کہ ان کی غم سے زبان بند ہوگئی۔ مسلمانوں میں سے کسی ایک کا حال بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ جیسا نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں صبر کے ساتھ سچائی کی گفتگو کی توفیق بخشی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ارشاد سے جو تصدیق موت سے متعلق صحابہ کرام بہت گھبرائے۔ پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ البتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم موت کا مزا چکھ کر اس دار فانی سے رخصت ہو گئے اور آپ نے تمہیں اپنی موجودگی میں کیا یہ نہیں فرما دیا تھا۔

إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ ۝ (الزمر ۳۰-۳۱)

تحقیق تجھے بھی فوت ہونا ہے اور تحقیق وہ بھی مرنے والے ہیں۔ پھر تحقیق تم قیامت کے دن اپنے رب سے جھگڑا کرو گے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے رخصت ہو جانے کی خبر اس وقت ملی جب آپ بنو الحارث بن الخزرج کے ہاں تھے وہ آئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ کی طرف دیکھا اور جھک کر آپؐ کو بوسہ دیا اور عرض کیا

یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اللہ تعالیٰ آپ کو دو مرتبہ موت کا ذائقہ نہیں چکھائے گا۔ واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رخصت ہو گئے۔ پھر آپ نے لوگوں میں آئے اور فرمایا اے لوگو! جو شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا ہے بس محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو رحلت فرما گئے ہیں اور جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب کی عبادت کرتا ہے وہ تو زندہ ہے اور وہ کبھی نہیں فوت ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِي۟ن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ۔

اور ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، ماسوا مگر ایک رسول کے تحقیق اس سے پہلے بھی پیغمبر گزرے ہیں پس اگر وہ فوت ہو جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو پھر تم کیا اپنی ایڑیوں پر پھر جاؤ گے۔

اب لوگوں کا یہ حال تھا کہ انہوں نے گویا یہ آیت پہلے ہی دن سنی ہو۔

ایک روایت ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان میں حاضر ہوئے وہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج رہے تھے اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ ہچکی بندھی ہوئی تھی ایسے جیسے پانی سے بھر اگھڑا اچھلتا ہے۔ اس حالت میں بھی ان کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جھک گئے چہرۂ انور پر سے کپڑا ہٹایا۔ آپ کی پیشانی اور رخساروں کو بوسہ دیا پھر چہرۂ انور پر ہاتھ پھیرا اور رونا شروع ہو گئے روتے ہوئے کہہ رہے تھے میرے ماں باپ میرے اہل وعیال آپ پر قربان ہوں۔ آپ زندگی اور وفات ہر حال میں خوش رہیں۔ آپ کی وفات سے سلسلہ وحی ختم ہوا جو آپ سے پہلے کے انبیاء علیہ السلام کی وفات کے باوجود جاری تھا۔ لاریب آپ ہر وصف سے بالاتر ہیں اور رونے دھونے سے برتر ہیں۔ آپ باعث تسلی ہیں۔ آپ کا جود وکرم عام ہے۔ آپ کا وصال بھی آپ کے اپنے ایثار سے ہے اگر ہمارے رونے سے کچھ ہو سکتا تو ہم اپنی آنکھوں کا پانی رو رو کر خشک کر دیتے جو چیز ہم سے جدا نہیں ہو سکتی وہ آپ کا غم اور آپ کی یاد ہے۔ ہم بھی ہمیشہ

برقرار نہیں رہتے۔ یا اللہ ہمارا یہ پیغام اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچا دے۔

یَا مُحَمَّد! صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنے رب کے ہاں ہماری شفاعت فرمایئے اور اپنے دل میں ہمارا خیال رکھیے۔ اگر آپ نے ہمیں سکون اور اطمینان کے اسباب نہ مہیا کیے ہوتے تو بوجہ غم کے ہم میں سے کوئی بھی اٹھ کر کھڑا ہونے کے قابل نہ ہوتا۔

یا اللہ۔ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ہمارے یہ جذبات پہنچا دے اور ان کا فضل و کرم ہمارے شامل حال فرما۔ ہم اپنے ان جذبات کو احساسات کے طفیل ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخش

یا اللہ ہم تیرے حضور اپنا دامن امید پھیلائے التجا کرتے ہیں کہ ہماری لغزشوں کو نیکیوں میں تبدیل فرما اور ایمان کا دامن تھامے ہوئے ہمیں بارگاہِ نبوت میں شرف باریابی عطا فرما اے خالق ارض و سما تو ہی رحیم اور کریم ہے تو ہی ہماری دعاؤں کو سنتا ہے ہماری دعا کو قبول فرما۔ والحمد للہ رب العلمین۔

گدائے سلسلہ چشت
عنصر صابری

زندہ جاوید کتابیں

معروف مصنفین کی کتب	عالم فقری کی تصانیف
احکامِ شریعت	احکامِ نماز
سرور القلوب	احکامِ روزہ
انوار جمالِ مصطفےٰ	احکامِ زکوٰۃ
شرح الصدور	احکامِ حج
نظامِ شریعت	احکام طہارت
عجائب الفقہ	اذکارِ قرآنی
رُکنِ دین	رزقِ حلال
خزینۂ عملیات	اللہ میری توبہ
حرز سلیمانی	آفتاب زنجان
نقش سلیمانی	گلزارِ صوفیاء
مکاشفۃ القلوب	حضرت علی احمد صابر کلیریؒ
تاریخ الخلفاء	پیارے نبی کی پیاری دعائیں
قصیدہ غوثیہ	نماز مترجم (دو رنگ)
کفل الفقہ	انجامِ رشوت
اتحاد بین المسلمین	انجامِ شراب

شبیر برادرز ○ ۴۰ بی اُردو بازار ○ لاہور ۲